

استاد کو تدریس کے اعلیٰ منصب کی جانب لے جانے والی ایک نمایاں تحریر جس میں تدریس کے جدید دور میں جدید و قدیم طریقوں کے ساتھ ساتھ تدریس میں نکھار پیدا کرنے والی چیزوں کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

تدریس کے 26 طریقے

مصنف

مولانا ابو نعیم محمد شفیع خان عطاری مدنی فتحپوری

اس کتاب

میں چھ ابواب ہیں جو درج ذیل ہیں:

پہلا باب: تدریس کے نکات

دوسرا باب: تدریس کے 26 طریقے

تیسرا باب: درجے کی ترقی کے فارمولے

چوتھا باب: طلبہ کے درمیان کئے جانے والے 19 بیان

پانچواں باب: جسمانی و ذہنی نشوونما کے فارمولے

چھٹا باب: تاریخ ساز شخصیت بننے کے فارمولے



مکتبہ دارالسنہ، دہلی



اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْكَرِيْمِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
وَعَلَىٰ إِلَهِكَ وَأَصْحَابِكَ يَا حَبِيبُ اللّٰهُ

استاد کو تدریس کے اعلیٰ منصب کی جانب لے جانے والی ایک نمایاں تحریر جس میں تدریس کے جدید دور میں جدید و قدیم طریقوں کے ساتھ ساتھ تدریس میں نکھار پیدا کرنے والی چیزوں کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

تدریس کے 26 طریقے

اس کتاب میں چھ ابواب ہیں جو درج ذیل ہیں:

☆ پہلا باب: تدریس کے نکات

☆ دوسرا باب: تدریس کے 26 طریقے

☆ تیسرا باب: درجے کی ترقی کے فارمولے

☆ چوتھا باب: طلبہ کے درمیان کئے جانے والے 19 بیان

☆ پانچواں باب: جسمانی و ذہنی نشوونما کے فارمولے

☆ چھٹا باب: تاریخ ساز شخصیت بننے کے فارمولے

مصنف

مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فتنپوری

مکتبہ دارالسنہ

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

کتاب کا نام	:	تدریس کے 26 طریقے
مصنف	:	مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فقیہ پوری
صفحات	:	400
تصحیح	:	حضرت استاد القراء، مولانا، قاری لائق احمد اشرفی کانپوری
	:	استاد: جامعۃ المدینہ فیضان صدیق اکبر آگرہ، یوپی، انڈیا
	:	حضرت مولانا مغیث احمد خان قادری، استاد: دارالعلوم جانس ادارہ احمدیہ اشرفیہ جانس ضلع امیٹھی، یوپی، انڈیا
سن طباعت	:	DEC 2023
تعداد	:	1100
ناشر	:	مکتبہ دارالسنہ دہلی
رابطہ نمبر	:	+918808693818

پتہ

فیضان مدینہ، نگلہ میواتی، تاج نگری 2، تاج گنج، آگرہ 282001

نوٹ: میں اپنے جملہ قارئین سے التجا کرتا ہوں کہ اس کتاب کی کمپوزنگ سے لے کر تصحیح تک کے سارے مراحل بنظر غائر طے کئے گئے ہیں لیکن بتقاضائے بشریت غلطی کا امکان موجود ہے لہذا جو بھی اس کتاب کی اغلاط سے مطلع ہو وہ اس میل آئی ڈی پر ضرور اطلاع فرمائیں تاکہ اگلے ایڈیشن میں اس کی تصحیح کی جاسکے۔

EMAIL: SHAFIQMADANI26@GMAIL.COM

دعائے خیر کا طالب: ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فقیہ پوری

(استاد: جامعۃ المدینہ فیضان صدیق اکبر، آگرہ)

فہرست

۲۱	تقریظ جلیل
۲۴	کلمات مسرت
۲۴	گزارش
۲۵	عرض مصنف
۲۷	مصنف کا تعارف
۲۸	مصنف کی اصلاحی کتب
۲۸	مصنف کی درسی کتب
۳۰	پہلا باب
۳۰	تدریس کے نکات
۳۱	تعلیم کی ضرورت و فضیلت
۳۱	درویش شریف کی فضیلت
۳۲	علم کی فضیلت در حدیث نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم
۳۲	علم کا شرف
۳۳	تعلیم انسان کی بنیادی ضرورت ہے
۳۳	تعلیم کی اہمیت
۳۴	معاشرے کے لیے تعلیم کے فوائد
۳۴	تعلیم کی اہمیت پر 10 جملے
۳۶	تدریس کیا ہے؟
۳۶	استاد کیسا ہونا چاہئے؟
۳۸	اساتذہ کے فرائض منضی

- عظیم لوگوں میں پہلا ۳۸
- سیرتِ نبوی ﷺ سے تدریس کے نکات ۴۰
- (1)۔۔ طالب علم کو مر جہا کہنا ۴۰
- (2)۔۔ سائل کی طرف توجہ رکھنا ۴۰
- (3)۔۔ طلبہ کو خاموش ہونے کی نصیحت کرنا اور متوجہ کرنا ۴۱
- (4)۔۔ طالب علم کو نام یا کنیت سے مخاطب کرنا ۴۱
- (5)۔۔ مضامین کا انتخاب و ترتیب ۴۱
- (6)۔۔ طلبہ کے مطالبہ پر سبق دہرا دینا ۴۲
- (7)۔۔ طالب علم کے سوال پر حوصلہ افزائی کرنا ۴۲
- (8)۔۔ قول کے ساتھ ساتھ عملی طریقہ اختیار کرنا ۴۳
- (9)۔۔ اپنی تفہیم کو اچھا کرنا ۴۳
- (10)۔۔ مثالوں سے سمجھانا ۴۵
- (11)۔۔ سمجھانے کے لئے سوال کرنا ۴۵
- (12)۔۔ ہاتھ کے اشارے سے سمجھانا ۴۶
- (13)۔۔ لائنوں اور نقشے وغیرہ کے ذریعے سمجھانا ۴۶
- (14)۔۔ طلبہ کے لئے دعا کرنا ۴۷
- بہترین استاد کے اوصاف ۴۹
- (1)۔۔ استاد کا کردار و گفتار: ۴۹
- قابلِ تعریف استاد ۵۰

- ۵۰..... (2) اسباق کی تیاری اور پڑھانے کا انداز:
- ۵۱..... (3) غیر نصابی (Extracurricular) تربیتی سرگرمیاں:
- ۵۳..... (4) طلبہ کی صلاحیت و میلان طبعی کی پرکھ:
- ۵۴..... پڑھانے والا استاد کیسا ہو؟
- ۵۷..... طلبہ میں تخلیقی و تجرباتی قوت پیدا کرنے کے فارمولے
- ۵۸..... وجہ کیا ہے؟
- ۵۹..... طلبہ میں تخلیقی قوت کیسے پیدا کریں؟
- ۶۱..... سلائی مشین کیسے وجود میں آئی؟
- ۶۲..... کیا ہر بچہ تخلیقی قوت کا مالک ہوتا ہے؟
- ۶۳..... طلبہ کے اندر پائی جانے والی صلاحیتیں
- ۶۳..... طلبہ کی چار قسمیں
- ۶۴..... طلبہ میں تخلیقی صلاحیتوں کی شناخت
- ۶۵..... تخلیقی افکار و افعال کیسے پیدا کریں؟
- ۶۷..... تخلیقی صلاحیتوں کے موانعات
- ۷۰..... طلبہ سے مشکل کام کروانے کے فارمولے
- ۷۰..... پہلا فارمولہ
- ۷۱..... دوسرا فارمولہ
- ۷۳..... تیسرا فارمولہ
- ۷۴..... طلبہ دو طرح کے ہوتے ہیں

- ۷۶..... طلبہ میں عشق رسول ﷺ پیدا کرنے کے فارمولے
- ۷۶..... حضور ﷺ کی ذات وجہ نزع کب سے بنی؟
- ۷۷..... امت کا علاج یہ ہے کہ.....
- ۸۱..... استاد کا کلاس میں جانے کا انداز کیسا ہو؟
- ۸۳..... کامیاب استاد بننے کے 6 فارمولے.....
- ۸۳..... کامیابی کے 6 فارمولے.....
- ۸۴..... اللہ و بندوں کی محبت.....
- ۸۵..... دنیا سے بے رغبت ہونے کا فارمولہ.....
- ۸۷..... قرآن میں علما کی شان.....
- ۸۷..... احادیث میں علما کی شان.....
- ۸۸..... علما پر رحمتوں کا نزول.....
- ۸۹..... درجہ نبوت سے قریب تر.....
- ۸۹..... علماء و ارشاد انبیاء.....
- ۹۱..... اساتذہ اور دل کا درد.....
- ۹۸..... **دوسرا باب**.....
- ۹۸..... **تدریس کے 26 طریقے**.....
- ۹۹..... (1) تدریس کا پہلا طریقہ: بطریقہ برادری.....
- ۱۰۱..... (2) تدریس کا دوسرا طریقہ: بطریقہ کہانی.....
- ۱۰۴..... (3) تدریس کا تیسرا طریقہ: بقراءت متن.....
- ۱۰۶..... (4) تدریس کا چوتھا طریقہ: بطریقہ تقریر.....

- (5) تدریس کا پانچواں طریقہ: بطریقہ مشاہدہ ۱۰۷
- (6) تدریس کا چھٹا طریقہ: بطریقہ جماعت بندی ۱۱۰
- (7) تدریس کا ساتواں طریقہ: بطریقہ سوال و جواب ۱۱۱
- (8) تدریس کا آٹھواں طریقہ: بطریقہ بحث و مباحثہ ۱۱۳
- (9) تدریس کا نواں طریقہ: بطریقہ انکشاف ۱۱۵
- (10) تدریس کا دسواں طریقہ: بطریقہ عمل ۱۱۷
- (11) تدریس کا گیارہواں طریقہ: بطریقہ مثال سے قاعدہ ۱۱۸
- (12) تدریس کا بارہواں طریقہ: بطریقہ قاعدہ سے مثال ۱۱۹
- میں علم نہیں بیچتا** ۱۲۰
- (13) تدریس کا تیرہواں طریقہ: بطریقہ کھیل ۱۲۱
- (14) تدریس کا چودھواں طریقہ: بطریقہ آزادی ۱۲۳
- (15) تدریس کا پندرہواں طریقہ: بطریقہ تجرباتی ۱۲۴
- (16) تدریس کا سولہواں طریقہ: بطریقہ تقلید ۱۲۶
- (17) تدریس کا سترہواں طریقہ: بطریقہ ترتیب ۱۲۷
- (18) تدریس کا آٹھارہواں طریقہ: بطریقہ نظم ۱۲۸
- (19) تدریس کا انیسواں طریقہ: بطریقہ پروجیکٹ ۱۳۰
- (20) تدریس کا بیسواں طریقہ: بطریقہ ترکیب ۱۳۱
- (21) تدریس کا اکیسواں طریقہ: بطریقہ کھوج ۱۳۲
- (22) تدریس کا بائیسواں طریقہ: بطریقہ حفظ ۱۳۳
- (23) تدریس کا تیسواں طریقہ: بطریقہ تلاوت ۱۳۶

۱۳۸	(24) تدریس کا چوبیسواں طریقہ: بطریقہ نفن
۱۳۹	(25) تدریس کا پچیسواں طریقہ: بطریقہ املاء واستملاء
۱۴۳	(26) تدریس کا چھبیسواں طریقہ: بطریقہ ٹریننگ
۱۴۵	سکھانے کے طریقے
۱۴۵	(۱) غیر محسوس طریقے کی پہلی مثال
۱۴۶	(۲) غیر محسوس طریقے کی دوسری مثال
۱۴۶	(۳) غیر محسوس طریقے کی تیسری مثال
۱۴۶	(۴) غیر محسوس طریقے کی چوتھی مثال
۱۴۸	دوران تدریس ان چیزوں کا خیال رکھئے
۱۵۱	طلبہ پر خرچ کرنے کا فارمولہ
۱۵۳	تین مشہور لوگ
۱۵۵	تیسرا باب
۱۵۵	درجے کی ترقی کے فارمولے
۱۵۶	طلبہ کو چیک کرنے کے فارمولے
۱۵۶	درویش شریف کی فضیلت
۱۵۷	پہلا فارمولہ
۱۵۸	دوسرا فارمولہ
۱۵۹	تیسرا فارمولہ
۱۶۱	کمزور طلبہ پر محنت کرنے کی اہمیت و طریقہ
۱۶۱	کمزور طلبہ پر محنت کرنے کا طریقہ

۱۶۶	استاد اپنے طلبہ کے ساتھ کیسے پیش آئے؟
۱۶۹	حوصلہ افزائی کرنے کے دل نشین انداز
۱۶۹	حوصلہ افزائی اور سائنسدان
۱۷۰	حوصلہ افزائی کے مختلف انداز
۱۷۲	کلاس مینج میٹ
۱۷۲	مثبت کلاس مینج میٹ کے فوائد
۱۷۳	منفی کلاس مینج میٹ کے نقصانات
۱۷۳	مثبت کلاس مینج میٹ
۱۷۵	معلم امامت کو رس کے نکات
۱۷۵	پہلے مہینے کرنے والے کام
۱۷۶	درجے میں کرنے والے کام
۱۷۸	تنظیمی مدنی پھول
۱۷۸	تعلیمی مدنی پھول
۱۷۸	تبلیغی مدنی پھول
۱۷۹	اخلاقی مدنی پھول
۱۸۱	چوتھا باب
۱۸۱	طلبہ کے درمیان کئے جانے والے 19 بیان
۱۸۲	بیان نمبر (1): طالب علم کی اہمیت و اوصاف
۱۸۲	دروہ شریف کی فضیلت
۱۸۵	مثالی طالب علم کے اوصاف

۱۸۷	بیان نمبر (2): طالب علم اور ادب
۱۸۷	درویش شریف کی فضیلت
۱۸۸	استاد کا ادب
۱۸۸	استاد کے ادب کے واقعات
۱۹۱	بہلول و انارحمۃ اللہ علیہ اور تاجر
۱۹۳	استاد کے آداب میں یہ بھی ہے
۱۹۴	استاد کو تکلیف دینا
۱۹۴	علم کی برکت سے محروم رہے گا
۱۹۵	استاد کی بے ادبی کا وبال
۱۹۶	علم سیکھنے میں مددگار چیزوں کا ادب
۱۹۷	کتابوں کی بے ادبی کرنے کا وبال
۱۹۸	تعلیمی ادارے کا ادب
۱۹۹	بیان نمبر (3): استاد کے حقوق
۱۹۹	درویش شریف کی فضیلت
۲۰۱	ایسے ہوتے ہیں استاد کا حق ادا کرنے والے
۲۰۱	اپنے اکابر کی ایسی عزت
۲۰۵	بیان نمبر (4): زمانہ طلب علمی کے ضروری امور
۲۰۵	درویش شریف کی فضیلت
۲۰۷	موبائل فون کے نقصانات

۲۰۸	بیان نمبر (5): مقتدا اور مقتدی
۲۰۸	درویش شریف کی فضیلت
۲۱۰	ایک حدیث کے لئے طویل سفر
۲۱۱	سوکھے کلچے کھانے پڑے
۲۱۸	بیان نمبر (6): دین کی آڑ میں دنیا
۲۱۸	درویش شریف کی فضیلت
۲۱۸	علم دین حاصل کرنے کی فضیلت
۲۲۰	علم برائے حصول دنیا کے نقصانات
۲۲۱	دین کے ذریعے دنیا
۲۲۲	عالم کے دنیا دار ہونے کا وبال
۲۲۳	فقیروں میں برا کون؟ اور امیروں میں اچھا کون؟
۲۲۳	سرکار کا بیداری میں ۷۵ بار دیدار
۲۲۴	نعت خوان کو کیوں نقصان پہنچا
۲۲۴	دین کی آڑ میں دنیا نہ کمانے والوں کے واقعات
۲۲۵	ہدیہ قبول نہ کیا
۲۲۶	شہد اور پاخانہ
۲۲۶	استاد محترم کی نصیحت
۲۲۶	قرآن بیچنے نہیں آیا
۲۲۸	بیان نمبر (7): بہترین غذائیں حاصل کرنے کا فارمولہ

۲۲۸	 درود شریف کی فضیلت
۲۳۱	 رزق میں کمی کرنے والے اسباب
۲۳۲	 رزق میں اضافہ کرنے والے اسباب
۲۳۳	 رزق کو بڑھانے والے وظائف
۲۳۵	 بیان نمبر (8): طلبہ فارغ التحصیل ہو کر کہاں جائیں؟
۲۳۵	 درود شریف کی فضیلت
۲۴۰	 بیان نمبر (9): چھٹیاں کیسے گزاریں؟
۲۴۰	 درود شریف کی فضیلت
۲۴۲	 سب سے پہلے یہ کام کریں
۲۴۲	 کمزوری کیسے دور کریں؟
۲۴۵	 بیان نمبر (10): پہلے علم یا تزکیہ (یعنی عمل)
۲۴۵	 درود شریف کی فضیلت
۲۴۶	 پہلے علم یا عمل
۲۴۶	 رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے مقاصد
۲۴۹	 حضرت سہل بن عبد اللہ ثنثری کا مقام
۲۵۱	 آفات علم کے متعلق فرامینِ مصطفیٰ
۲۵۲	 علم دنیا اور عمل آخرت ہے
۲۵۲	 علم کی حفاظت کا نسخہ حکیمیا
۲۵۶	 بیان نمبر (11): ہمارا مستقبل کیسا ہے؟

۲۵۶	درود شریف کی فضیلت.....
۲۵۷	بیٹے کی عظمت و بلندی.....
۲۵۸	بادام و گھی کا حلہ.....
۲۶۰	مستقبل کو روشن بنانے کے فارمولے.....
۲۶۱	اللہ و بندوں کی محبت.....
۲۶۲	دنیا سے بے رغبت ہونے کا فارمولہ.....
۲۶۳	بیان نمبر (12): افضل و اعلیٰ بننے کا فارمولہ.....
۲۶۳	درود شریف کی فضیلت.....
۲۶۴	بہرامینڈک.....
۲۶۸	صدیق اکبر اور خودداری.....
۲۶۸	خوددار لکڑہارا.....
۲۷۲	بیان نمبر (13): امتحان کی تیاری کرنے کے فارمولے.....
۲۷۲	درود شریف کی فضیلت.....
۲۷۴	(1)---بَحْثِی طریقہ.....
۲۷۵	(2)---تَجْرِیاتی طریقہ.....
۲۷۵	(3)---ہَدَفِی طریقہ.....
۲۷۵	(4)---اِنْکِشَافِی طریقہ.....
۲۷۶	(5)---اِخْتِصَارِی طریقہ.....
۲۷۶	(6)---مِغْیَارِی طریقہ.....

۲۷۷	بیان نمبر (14): مطالعہ کرنے کا انداز کیسا ہو؟
۲۷۷	درود شریف کی فضیلت
۲۷۸	مطالعہ کرنے کے فوائد
۲۷۹	حافظہ قوی کرنے کا وظیفہ
۲۷۹	مطالعہ کی اہمیت اقوالِ زریں کی روشنی میں
۲۸۰	مطالعہ کرنے کے واقعات
۲۸۷	مطالعہ یاد رکھنے کا فارمولہ
۲۸۸	عقل مند کی پہچان
۲۸۹	بیان نمبر (15): وقت کی اہمیت
۲۸۹	درود شریف کی فضیلت
۲۸۹	حکیم کی حکیمانہ باتیں
۲۹۰	غافلوں کو بیداری کا پیغام
۲۹۰	عظیم کارنامے
۲۹۰	ایسے مردِ قلندر کی ضرورت
۲۹۱	دعوتِ اسلامی کی بنیاد
۲۹۲	تقریباً سارے ممالک تک پہنچ چکا ہے
۲۹۲	مدنی ماحول کی برکتیں
۲۹۳	دعوتِ اسلامی ایک ایسا اسلامی سرچشمہ ہے
۲۹۳	ابھی آگے کوچ جاری ہے
۲۹۴	وقت کے قدر دان ایسے ہوتے ہیں

۲۹۷	وقت کو ضائع کرنے والے کام
۲۹۹	بیان نمبر (16): تخلیقی قوت کیسے پیدا کریں؟
۲۹۹	درویش شریف کی فضیلت
۲۹۹	قسط اول: تخلیقی قوت کیا ہے؟
۳۰۰	کیا تخلیقی قوت ہر ایک میں ہے؟
۳۰۲	تخلیقی قوت سے کیا مراد ہے؟
۳۰۳	قسط دوم: تخلیقی قوت کیسے پیدا ہو؟
۳۰۳	(1)--- تجزیہ کی وضاحت
۳۰۴	خیال کرنے کی مثالیں
۳۰۵	(2)--- تنقید کی وضاحت
۳۰۵	تنقید کا حصول
۳۰۵	تنقید کا مقصد
۳۰۶	تنقید کی مثال
۳۰۶	(3)--- تجسس کی وضاحت
۳۰۷	(4)--- نتیجہ اخذ کرنے کی وضاحت
۳۰۸	قسط سوم: تخلیقی صلاحیتوں کے اسباب و موانعات
۳۰۸	تخلیقی صلاحیت پیدا کرنے والے اسباب
۳۰۸	تخلیقی صلاحیت کے موانعات
۳۰۹	(1)--- پیسے کی قلت

- (2)۔۔ والدین کے توقعات ۳۰۹
- (3)۔۔ بیوی بچوں کی فکر ۳۰۹
- (4)۔۔ آئیڈیاز اور تخلیقیت کی ناقدری ۳۰۹
- (5)۔۔ غمی ہونے کا طعنہ ۳۱۰
- (6)۔۔ کثرتِ مطالعہ والی ذہنیت ۳۱۰
- (7)۔۔ عدم ارتکاز ۳۱۰
- قسط چہارم: تخلیقی صلاحیت پیدا کرنے کے لیے ہم کیا کریں؟ ۳۱۱
- قسط پنجم: ہم اپنے اندر کون کون سی صلاحیتیں پیدا کریں؟ ۳۲۰
- بیان نمبر (17): راہ طلب علم میں مشقتیں ۳۲۲
- درویش شریف کی فضیلت ۳۲۲
- حدیث خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ۳۲۳
- طلب علم کے لئے انوکھا سفر ۳۲۶
- ایک حدیث کے لئے سفر ۳۳۰
- تین دن پیدل سفر ۳۳۰
- عظیم طلبہ ۳۳۰
- حافظِ ملت اور مشقتیں ۳۳۱
- بیان نمبر (18): علما کی صحبت کی برکتیں ۳۳۶
- درویش شریف کی فضیلت ۳۳۶
- فضیلت علم و صحبت صاحب علم ۳۳۷

۳۳۷		علماء کی صحبت اختیار کرنے کا حکم
۳۳۸		علماء کی صحبت سے کیا ملتا ہے؟
۳۳۸		علماء کی صحبت کے فوائد
۳۳۹		حکمران علماء کے قدموں میں
۳۴۰		حکیم لقمان کی اپنے بیٹے کو نصیحت
۳۴۰		علماء کی صحبت کے فوائد
۳۴۳		بیان نمبر (19): چندہ کرنے کے 5 فارمولے
۳۴۳		درویش شریف کی فضیلت
۳۴۵		چندہ کرنے کا پہلا فارمولہ
۳۴۷		چندہ کرنے کا دوسرا فارمولہ
۳۴۹		چندہ کرنے کا تیسرا فارمولہ
۳۵۱		چندہ کرنے کا چوتھا فارمولہ
۳۵۲		ذہن ساز واقعہ
۳۵۲		چندہ میں فرق کیوں؟
۳۵۳		دین کے لئے سب کچھ دے دیا
۳۵۴		چندہ کرنے کا پانچواں فارمولہ
۳۵۵		دعوتِ اسلامی کے دینی کام کی جھلک
۳۵۷		پانچواں باب
۳۵۷		جسمانی و ذہنی نشوونما کے فارمولے
۳۵۸		جسمانی و ذہنی نشوونما اور تعلیم

- ۳۵۸ درود شریف کی فضیلت
- ۳۵۸ **سوال:** جسمانی نشوونما سے کیا مراد ہے؟
- ۳۵۹ **سوال:** جسمانی نشوونما کے لیے کیسی خوراک کا ہونا ضروری ہے؟
- ۳۵۹ **سوال:** متوازن غذا کسے کہتے ہیں؟
- ۳۵۹ **سوال:** متوازن غذا کس کون کون سی ہیں؟
- ۳۶۰ **سوال:** طالب علم کے روزانہ کے کھانے میں کیا کیا ہونا چاہیئے؟
- ۳۶۱ **سوال:** وہ کون سے طریقے ہیں جنہیں اختیار کر کے بچوں کو ناشتے میں رغبت دلائی جاسکتی ہے؟
- ۳۶۲ **سوال:** کیا پھل بچوں کی غذائی عادات کا لازمی حصہ ہونے چاہئیں؟
- ۳۶۲ **سوال:** بچوں کو پھل کھلانے کے کیا فوائد ہیں؟
- ۳۶۳ **سوال:** جنک فوڈ (JUNK FOOD) کسے کہتے ہیں؟
- ۳۶۳ **سوال:** جنک فوڈ (JUNK FOOD) کو صحت کے لیے مضر کیوں سمجھا جاتا ہے؟
- ۳۶۴ **سوال:** مناسب نیند اور آرام جسمانی نشوونما کے لیے کیوں ضروری ہے؟
- ۳۶۴ **سوال:** کیا کھیل بچوں کی ذہنی و جسمانی نشوونما کے لیے ضروری ہیں؟
- ۳۶۵ **سوال:** کھیل کے جسمانی و ذہنی فوائد کیا ہیں؟
- ۳۶۷ چھٹا باب
- ۳۶۷ تاریخ ساز شخصیت بننے کے 6 فارمولے
- ۳۶۸ درود شریف کی فضیلت
- ۳۶۸ شخصیت کسے کہتے ہیں؟
- ۳۶۹ تاریخ ساز شخصیت کی خصوصیات
- ۳۶۹ شخصیت کی تعمیر ایسے کریں

۳۷۰	تاریخ ساز شخصیت کی خوبیاں
۳۷۱	تاریخ ساز شخصیت بننے کا پہلا فارمولہ
۳۷۲	مسجد کو بھر دیا
۳۷۲	صدائے مدینہ کی دھوم
۳۷۳	تاریخ ساز شخصیت بننے کا دوسرا فارمولہ
۳۷۳	دنیا بھر میں اسلام کیسے پہنچا؟
۳۷۴	تاریخ ساز شخصیت بننے کا تیسرا فارمولہ
۳۷۵	دعوتِ اسلامی کے شعبہ جات
۳۷۶	ایک فرضی خاکہ
۳۷۷	ادارے قائم کرنے کے ۷ فارمولے
۳۷۹	تاریخ ساز شخصیت بننے کا چوتھا فارمولہ
۳۷۹	ہمارا حال زار
۳۸۱	تمام عورتوں تک پیغام پہنچانے کا فارمولہ
۳۸۲	تاریخ ساز شخصیت بننے کا پانچواں فارمولہ
۳۸۲	دوسروں کو بلند کرنا خود کی بلندی ہے
۳۸۳	تاریخ ساز شخصیت بننے کا چھٹا فارمولہ
۳۸۴	ایک بادشاہ اور چار آدمی
۳۸۶	مصنف کی دیگر کتب کا تعارف

تقریظ جلیل

مفتی محمد نازشہد مدنی مراد آبادی

(استاد: جامعۃ المدینہ، فیض آباد، یوپی)

درس و تدریس کی افادیت و اہمیت سے بھلا کس کو انکار ہو سکتا ہے۔ تدریس ایک ایسا موثر پیشہ و ذریعہ ہے جس کو انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے بھی اختیار فرمایا ہے۔ اللہ عز و جل کے نبی حضرت ادریس علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو ”ادریس“ کا لقب ہی اس لیے ملا کیونکہ دنیا میں آپ نے سب سے پہلے لوگوں کو لکھنے پڑھنے کا درس دیا اسی بنا پر لوگ آپ کو ادریس یعنی درس دینے والا کہہ کر پکارنے لگے۔

اور یہ سلسلۃ الذہب صرف اسی دور کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ بعد میں بھی یہ سلسلہ جاری و ساری رہا خود ہمارے آقا و مولیٰ حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی یہ عظیم فریضہ انجام دیا اور صفہ کے چبوترے پر بیٹھ کر اپنے اصحاب کو علم کی لازوال دولت سے بہرہ ور فرمایا۔ صفہ کا چبوترہ ہی اسلام کی سب سے پہلی دینی درس گاہ ہے۔ اس کے بعد صحابہ، تابعین، تبع تابعین، فقہاء، محدثین و مفسرین اور بزرگان دین رحمہم اللہ البین نے اس علمی سلسلہ کی ترویج و اشاعت کی اور یوں آج ہم علوم و معارف کے چشمہ صافی سے سیراب ہو رہے ہیں۔

تدریس ایک اہم اور مشکل کام ہے جس کے لئے مدرس کا حساس، بے دار مغز اور متین و سنجیدہ ہونا از حد ضروری ہے۔ پہلے خود کتاب کے مضامین کو گہما گہما سمجھنا اور پھر طالب علم کو اس طرح سمجھا دینا کہ واقعی سمجھ لے اتنا مشکل کام ہے کہ اس کی تعبیر کے لیے الفاظ نہیں۔ مدرس کا کمال یہ ہے کہ دقیق اور مغلق مسائل کو بھی اس پیرائے میں سمجھائے کہ طالب علم کو سمجھ آ جائے اور یہ آسان کام نہیں ہے۔ اگر کسی مدرس میں یہ کمال ہے تو اس کے تلامذہ کو بھی پڑھنے لکھنے کا ذوق و شوق ہو گا۔

ایک ماہر استاد کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ طالب علم کے غیر مربوط جملوں سے یہ بات اخذ کر لے کہ اس کو کھٹک کیا رہا ہے اور یہ کہنا کیا چاہ رہا ہے جس مدرس میں یہ کمال ہے تو وہی حقیقت میں منصب تدریس کا اہل ہے۔ نائب مفتی

اعظم ہند، شارح بخاری، فقیہ اعظم ہند، حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی اعظمی قدس سرہ العزیز تدریس کی افادیت و اہمیت بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

مدرسین میں تین قسمیں ہیں:

(۱)۔۔ پہلی قسم وہ ہیں جو صرف تنخواہ وصول کرنے کے لئے مدرسہ میں حاضری دیتے ہیں اور کسی طرح خانہ

پوری کرتے ہیں۔

(۲)۔۔ دوسری قسم وہ جو مدرسہ میں تو حاضری دیتے ہیں کہ تنخواہ وصول ہو لیکن پڑھاتے بھی ہیں۔

(۳)۔۔ تیسری قسم وہ ہیں جن کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ جو کچھ بھی میرے سینے میں ہے وہ سب اپنے

شاگردوں کے سینوں میں انڈیل دوں ان کو اس کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ تنخواہ مل رہی ہے یا نہیں۔

درحقیقت مدرس یہی تیسری قسم کے لوگ ہیں پہلی اور دوسری قسم کے لوگ تو مزدور ہیں

(مقالات شارح بخاری ج: اول ص: ۳۵۵)

مندرجہ ذیل عبارت سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ تدریس کس قدر اہمیت کی حامل ذمہ داری ہے جو ہر

کس و ناکس کو نہیں دی جاسکتی بلکہ اس کے لئے بندے کا ان تمام اوصاف و کمالات سے متصف ہونا ضروری ہے جو

تدریس میں کارفرما ہیں۔ تدریس کی افادیت و اہمیت کو اجاگر کرنے اور مادیت پرستی کے اس دور میں تدریس میں جدت

پیدا کرنے کے لئے عزیز گرامی مرتبت، ماہر درسیات، شارح درسی کتب، استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا محمد شفیق خان

مدنی فتحپوری مدظلہ العالی (سینئر استاد جامعۃ المدینہ فیضان صدیق اکبر، آگرہ، یوپی) نے ”تدریس کے ۲۶ طریقے“ نامی

کتاب تصنیف فرمائی ہے۔ یقیناً موصوف اس مبارک و مسعود اقدام پر لائق صد تبریک و تحسین ہیں کہ آپ نے درس و

تدریس کے موضوع پر ایسا ضخیم و عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے جو اب تک سنی مصنفین و محررین کے ذمہ قرض تھا۔ اس

کتاب میں جہاں درس و تدریس کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے وہیں مدرس کے اوصاف و کمالات اور خاص طور پر تدریس

کے جدید ۲۶ طریقوں کے ساتھ ساتھ طلبہ کے اندر تخلیقی و تجزیاتی قوت پیدا کرنے، کمزور طلبہ کو آگے بڑھانے، طلبہ کو

جانچنے وغیرہ کے فارمولوں کو بیان کیا گیا ہے۔

نیز تدریس میں نکھار پیدا کرنے والی چیزوں پر مشتمل ایک بہترین کتاب بنام ”رَفِیقُ التَّدْرِیسِ“ بھی تصنیف فرمائی جس میں درج ذیل عناوین شامل ہیں:

63 انوکھی معلومات 63 انوکھے سوالات 63 انوکھے چٹکے
63 انوکھی پہیلیاں 63 انوکھی حکمتیں 63 انوکھی حکایات

نیز اس کتاب یعنی ”تدریس کے 26 طریقے“ میں اپنی ذات میں نکھار پیدا کرنے والی چیزوں کو بھی شامل کیا ہے مثلاً: طلبہ کے درمیان کئے جانے والے بیانات، تاریخ ساز شخصیت بننے کے فارمولے، چندہ کرنے کے فارمولے، کلاس میں جانے کا انداز، کیا کچھ نہیں ہے اس کتاب میں، یقیناً یہ کتاب اپنے موضوع کی ایک منفرد کتاب ہے جو پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

مصنف کتاب جامعۃ المدینہ فیضان عطار نیپال گنج نیپال کی پہلی فصل بہار سے تعلق رکھتے ہیں۔ متعدد اوصاف و کمالات اللہ جل وعلا نے آپ کی شخصیت میں ودیعت فرمائے ہیں۔ صوفی مزاج، عاجزی پسند اور وقت کے بڑے پابند ہیں۔ درس و تدریس اور تحریر و تصنیف کا دور طالب علمی ہی سے شغف رکھتے ہیں۔ اب تک موصوف کی متعدد کتب منظر عام پر آچکی ہیں۔ دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ موصوف کی ان جملہ قلمی کاوشوں کو مقبول خاص و عام بنائے اور قلم میں مزید جولانی، تابانی اور فراوانی عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

خادم العلماء

محمد نازش مدنی مراد آبادی

(خادم التدریس: جامعۃ المدینہ، فیض آباد، یوپی)

۴ ذی القعدہ ۱۴۴۲ھ / ۲۵ مئی ۲۰۲۳ء بروز جمعرات

کلمات مسرت

الحمد للہ عزوجل مجھے یہ کلمات لکھتے ہوئے بے حد خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ میرے مشفق و معاون الحاج محمد رحمت نواز انصاری نقشبندی حیدر آبادی حال مقیم شکاگو امریکہ اور ان کی نیک سیرت زوجہ ”اسماء نکہت قادریہ“ نے میری اس تصنیف کو پسند فرمایا اور عوام ملت اسلامیہ کے سامنے منظر عام پر لانے کے لئے مجھے ابھارا اور بھرپور کوشش فرمائی، سب عطار (یعنی مصنف) ان دونوں کا بے حد شکر گزار اور احسان مند ہے اور رہے گا ان شاء اللہ الکریم کہ میری ہر تصنیف میں ابتدائی مراحل سے لے کر اختتامی مراحل تک ان کا ایک اہم کردار ہوتا ہے۔

اللہ الکریم کی بارگاہِ عظیم میں دعا گو ہوں کہ موصوف و موصوفہ کی تمام ترکوششوں کو قبول فرما کر بہترین جزا عطا فرمائے اور دین و دنیا کی بھلائیاں عطا فرمائے، زمینی و آسمانی بلاؤں سے ان کی حفاظت فرمائے، درازی عمر بالخیر عطا فرمائے اور ان کی بے حساب مغفرت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

گزارش

نوٹ: میں اپنے جملہ قارئین سے التجا کرتا ہوں کہ اس کتاب کی کمپوزنگ سے لے کر تصحیح تک کے سارے مراحل بنظر غائر طے کئے گئے ہیں لیکن بتقاضائے بشریت غلطی کا امکان موجود ہے لہذا جو بھی اس کتاب کی اغلاط سے مطلع ہوں وہ اس میل آئی ڈی پر ضرور اطلاع فرمائیں تاکہ اگلے ایڈیشن میں اس کی تصحیح کی جاسکے۔

EMAIL: SHAFIQMADANI26@GMAIL.COM

دعائے خیر کا طالب: ابو شعیب محمد شفیق خان عطار می مدنی فتحپور می

عرض مصنف

کئی سالوں سے ایک تمنا تھی کہ کوئی ایسی کتاب ہو جس میں تدریس کی اہمیت و ضرورت، تدریس کے طریقے، تدریس میں نکھار پیدا کرنے والے فارمولے، استاد کی ذمہ داریاں اور ایک استاد کو تاریخ ساز شخصیت بننے کے فارمولے ہوں جن کی مدد سے تدریس کے منصب پر فائز ہونے والے اسلامی بھائی اپنی تدریس کو بحسن خوبی سرانجام دے سکیں۔

بجہ تعالیٰ یہ سعادت مجھے حاصل ہوئی اور آہستہ آہستہ کام شروع کیا، ایک سال کی محنت کے بعد اس موضوع پر 2000 صفحات لکھ دیا، پھر خیال آیا اتنی ضخیم کتاب کون پڑھے گا؟ لہذا ان 2000 صفحات کو پھر چار جلدوں میں تقسیم کیا۔ پھر اپنے ایک عزیز کو اس سے مطلع کیا تو انہوں نے فرمایا: میرے اعتبار سے ان چاروں جلدوں کو مستقل چار کتابیں بنادیں جس سے خریدنے والوں کو آسانی ہوگی۔ ان کی بات سمجھ میں آئی لہذا ان کے کہنے پر ان 2000 صفحات (یعنی چار جلدوں) کو درج ذیل مستقل کتابیں بنادیا:

(1)۔۔۔ تدریس کے ۲۶ طریقے

یہ کتاب درج ذیل چھ ابواب پر مشتمل ہے:

☆ پہلا باب: تدریس کے نکات

☆ دوسرا باب: تدریس کے 26 طریقے

☆ تیسرا باب: درجے کی ترقی کے فارمولے

☆ چوتھا باب: طلبہ کے درمیان کئے جانے والے 19 بیان

☆ پانچواں باب: جسمانی و ذہنی نشوونما کے فارمولے

☆ چھٹا باب: تاریخ ساز شخصیت بننے کے فارمولے

(2)۔۔۔ رفیق التدریس

یہ کتاب درج ذیل چھ ابواب پر مشتمل ہے:

- ☆... پہلا باب: 63 انوکھی معلومات
- ☆... دوسرا باب: 63 انوکھے سوالات
- ☆... تیسرا باب: 63 انوکھے چٹکے
- ☆... چوتھا باب: 63 انوکھی پہیلیاں
- ☆... پانچواں باب: 63 انوکھی حکمتیں
- ☆... چھٹا باب: 63 انوکھی حکایات

(3)۔۔ تاریخ ساز شخصیت بننے کے فارمولے

- یہ کتاب درج ذیل دو ابواب پر مشتمل ہے:
- ☆... پہلا باب: تاریخ ساز شخصیت بننے کے 6 فارمولے
- ☆... دوسرا باب: تاریخ ساز 17 شخصیات

(4)۔۔ فیضانِ قرآن کورس

- یہ کتاب درج ذیل چھ عنوانات پر مشتمل ہے:
- ☆... فیضانِ قرآن کورس کے جدول چلانے کی رہنمائی
- ☆... فیضانِ قرآن کورس کے فوائد
- ☆... مدنی قاعدہ مع قواعد و کلمات
- ☆... سنّتیں اور آداب
- ☆... دعائیں
- ☆... قرآنی سورتوں اور اذکارِ نماز کی مش

(5)۔۔ فیضانِ شریعت کورس

- یہ کتاب درج ذیل چھ عنوانات پر مشتمل ہے:
- ☆... فیضانِ شریعت کورس کے فوائد
- ☆... فیضانِ شریعت کورس کے جدول چلانے کی رہنمائی
- ☆... عقائد کے متعلق 16 بیانات
- ☆... عبادات کے متعلق 16 بیانات
- ☆... معاملات کے متعلق 16 بیانات
- ☆... تصوف کے متعلق 16 بیانات
- اللہ اکرم کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور میری، میرے والدین کی، اہل و عیال اور اساتذہ کرام کی بخشش کا ذریعہ بنائے۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

مصنف کا تعارف

نام محمد شفیق خان، والد کا نام محمد شریف خان ہے۔ سلسلہ قادریہ رضویہ عطاریہ میں شیخ طریقت امیر اہلسنت بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ سے ۲۰۰۴ء میں بیعت ہونے کی وجہ سے اپنے نام کے ساتھ عطاری لکھتے ہیں۔ آپ کی ولادت قصبہ لکڑی ضلع فتح پور ہنسوا صوبہ یوپی ہند میں ہوئی۔ آپ کی تاریخ پیدائش ۱۰ جون ۱۹۸۶ء ہے۔

موصوف ابتداً ہندی انگلش کی تعلیم حاصل کر کے سن ۲۰۰۰ء میں AC کا کام سیکھنے اور کرنے کے لئے بمبئی چلے گئے تھے اور وہاں پر ۴ سال قیام کیا پھر ۲۰۰۴ء میں اپنے وطن لوٹے اور وطن میں ہی دعوت اسلامی کا دینی ماحول ملا۔ دعوت اسلامی کے دینی ماحول سے وابستہ ہونے کے بعد مختلف کورسز کئے اور ۲۰۰۶ء میں اپنے ہی علاقہ کے دارالعلوم بنام جامعہ عربیہ گلشن معصوم قصبہ للولی میں قاری اقبال احمد عطاری سے قرآن پاک ناظرہ اور حضرت مولانا عتیق الرحمن مصباحی سے درس نظامی کے درجہ اولیٰ اور کچھ درجہ ثانیہ کی کتابیں پڑھی، اس کے بعد مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے چریاکوٹ ضلع موثر شریف لے گئے اور وہاں درجہ ثانیہ مکمل کرنے کے بعد اہلسنت کے عظیم علمی ادارے الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ میں مطلوبہ درجہ ثالثہ کاٹسٹ دیا اور بفضلہ تعالیٰ کامیاب ہونے کے بعد درجہ ثالثہ وہیں پڑھی۔ پھر درجہ رابعہ دارالعلوم غوثیہ (جو ضلع اعظم گڑھ کے گاؤں سرتیا میں واقع ہے) میں مکمل کی پھر اس کے بعد دعوت اسلامی کے جامعۃ المدینہ فیضان عطار نیپال گنج، نیپال میں داخلہ لیا اور درجہ خامسہ سے دورہ حدیث تک کی تعلیم وہیں مکمل فرمائی۔ ۲۰۱۴ء میں فراغت کے بعد تدریس کے لئے دعوت اسلامی کے جامعۃ المدینہ فیضان صدیق اکبر آگرہ تشریف لے گئے اور ایک سال وہاں تدریس فرمائی۔ پھر مزید تدریس کے لئے دعوت اسلامی کے مدنی مرکز کے حکم پر بنگلہ دیس کے دارالحکومت ڈھاکہ کے جامعۃ المدینہ تشریف لے گئے اور وہیں پر دعوت اسلامی کے جامعات کے درجہ ثانیہ میں چلنے والی علم صرف کی کتاب بنام مراح الارواح کی اردو شرح بنام شفیق البصیام تصنیف فرمائی۔

اس کے بعد پھر جامعۃ المدینہ فیضانِ صدیق اکبر آگرہ تشریف لا کر درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ موصوف کو بے بہا برکات و ثمرات سے نوازے اور اس کا رہائے نمایاں کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا کر کے موصوف کے لئے توشہ آخرت بنائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

مصنف کی اصلاحی کتب

- | | |
|--|--------------------------------|
| ☆1... ما فعل اللہ بک (حصہ اول) | ☆2... ما فعل اللہ بک (حصہ دوم) |
| ☆3... ما فعل اللہ بک (حصہ سوم) | ☆4... میری سنت میری امت |
| ☆5... کیا حال ہے؟ | ☆6... موت کے وقت |
| ☆7... عقائد کی حکمتیں | ☆8... پانچ نمازوں کی حکمتیں |
| ☆9... قرآنی سورتوں کے مضامین | ☆10... سب سے پہلے سب سے آخر |
| ☆11... امت محمدیہ کے سوالات اور ان کے قرآنی جوابات | |
| ☆12... قصور کس کا؟ | ☆13... نصاب مسائل نماز |
| ☆14... خطبات مصطفائی و خطبات شفیقی جلد اول | |
| ☆15... خطبات مصطفائی و خطبات شفیقی جلد دوم | |
| ☆16... خطبات مصطفائی و خطبات شفیقی جلد سوم | |
| ☆17... تدریس کے 26 طریقے | ☆18... رفیق التدریس |
| ☆19... تاریخ ساز شخصیت بننے کے فارمولے | ☆20... فیضانِ قرآن کورس |
| ☆21... فیضانِ شریعت کورس | ☆22... آسان فرض علوم |
| ☆23... آسان خطباتِ محرم | ☆24... تنظیمی نصاب |

مصنف کی درسی کتب

- | | |
|---|-------------------------------------|
| ☆1... شفیق المصباح شرح مراح الارواح | ☆2... شفیقہ شرح الاربعین النوویہ |
| ☆3... شفیق النحو لطل تمارین خلاصۃ النحو (حصہ اول) | ☆4... الشفیق شرح تیسیر مصطلح الحدیث |

- ☆5... شفیق النحول تمارین خلاصۃ النحول (حصہ دوم) ☆6... القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر
- ☆7... شارق الفلاح شرح نور الایضاح ☆8... عرفان الآثار شرح معانی الآثار
- ☆9... صرف کے دلچسپ سوالات



مصنف کے بارے میں

حضرت سیدنا سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: یہ قلم و دوات جس کے گھر داخل ہو جائیں اس کے بیوی بچے

مشقت میں پڑ جاتے ہیں۔ (حلیۃ الاولیاء، ج ۷، ص ۲۸۶)

پہلا باب

تدریس کے نکات

آپ اس باب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

- ☆... درود شریف کی فضیلت
- ☆... تعلیم کی ضرورت و فضیلت
- ☆... تدریس کیا؟
- ☆... اساتذہ کے فرائض منصبی
- ☆... سیرتِ نبوی ﷺ سے تدریس کے نکات
- ☆... بہترین استاد کے اوصاف
- ☆... پڑھانے والا استاد کیسا ہو؟
- ☆... طلبہ میں تخلیقی و تجزیاتی قوت پیدا کرنے کے فارمولے
- ☆... طلبہ سے مشکل کام کروانے کے فارمولے
- ☆... طلبہ دو طرح کے ہوتے ہیں
- ☆... طلبہ میں عشقِ رسول ﷺ پیدا کرنے کے فارمولے
- ☆... استاد کا کلاس میں جانے کا انداز کیسا ہو؟
- ☆... کامیاب استاد بننے کے 6 فارمولے
- ☆... اساتذہ اور دل کا درد

تعلیم کی ضرورت و فضیلت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللّٰطِیْفِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الشَّفِیْقِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِیْبَ اللّٰهِ
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

درود شریف کی فضیلت

ایک مرتبہ اللہ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میں نے آج رات عجیب منظر دیکھا، میں نے دیکھا کہ میرا ایک اُمتی پُل صراط پر سے گزرتے ہوئے کبھی چلتا ہے تو کبھی گرتا ہے اور کبھی لٹک جاتا ہے، پھر اچانک اس کے پاس مجھ پر پڑھا ہوا دُرودِ پاک آیا، جس نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے پُل صراط پر سیدھا کھڑا کر دیا یہاں تک کہ وہ پُل صراط پار کر گیا۔ (نوادِر الاصول، الاصل المائتان والتمسون فی بر الوالدین، ۲/۲۳۳)

مُشْکِل جو سر پہ آ پڑی، تیرے ہی نام سے ٹلی
مُشْکِل کُشا ہے تیرا نام، تجھ پر دُرود اور سَلام

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

تعلیم کی ضرورت ہر انسان کو ہے چاہے وہ امیر ہو یا غریب، مرد ہو یا عورت، بچہ ہو یا جوان، مسلم ہو یا کافر، ہر فرد بشر، علم کے زیور سے آراستہ و پیراستہ ہونا چاہتا ہے اور یہ انسان کا ایسا حق ہے جو کوئی اس سے نہیں چھین سکتا۔ کیونکہ انسان اور حیوان میں فرق تعلیم ہی کی بدولت ہے۔ علم دینی ہو یا دنیوی ہر ایک کے اپنی جگہ فوائد و ثمرات ہیں اور اگر ہم بات کریں اسلامی تعلیم کی، قرآن و حدیث کی، تو اس کے متعلق ”اَللّٰہُ عَلَیْہِ السَّلَام“ کی ایک حدیث ہی کافی و وافی ہے چنانچہ:

علم کی فضیلت در حدیث نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

حضرت سیدنا معاذ بن جبل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیب، مژرہ، عَنِ الْغُیُوبِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: علم حاصل کرو کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لیے علم سیکھنا خشیت، اسے تلاش کرنا عبادت، اس کی تکرار کرنا تسبیح اور اس کی جستجو کرنا جہاد ہے، اور لا علم کو علم سکھانا صدقہ ہے اور اسے اہل پر خرچ کرنا قربت یعنی نیکی ہے کیونکہ علم حلال اور حرام کی پہچان کا ذریعہ ہے اور اہل جنت کے راستے کا نشان ہے اور وحشت میں باعث تسکین ہے اور سفر میں ہم نشین ہے اور تنہائی کا ساتھی ہے اور تنگدستی و خوشحالی میں راہ نما ہے، دشمنوں کے مقابلے میں ہتھیار ہے اور دوستوں کے نزدیک زینت ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے ذریعے سے قوموں کو بلندی و برتری عطا فرما کر بھلائی کے معاملے میں قائد اور امام بنادیتا ہے پھر ان کے نشانات اور افعال کی پیروی کی جاتی ہے اور ان کی رائے کو حرف آخر سمجھا جاتا ہے اور ملائکہ ان کی دوستی میں رغبت کرتے ہیں اور ان کو اپنے پروں سے چھوتے ہیں اور ان کے لئے ہر خشک و تر چیز اور سمندر کی مچھلیاں اور جاندار اور خشکی کے درندے اور چوپائے استغفار کرتے ہیں کیونکہ علم جہالت کے مقابلے میں دلوں کی زندگی ہے اور تاریکیوں کے مقابلے میں آنکھوں کا نور ہے، علم کے ذریعے بندہ اختیار یعنی اولیاء کی منازل کو پالیتا ہے دنیا و آخرت میں بلند مرتبے پر پہنچ جاتا ہے اور علم میں غور و فکر کرنا روزوں کے برابر ہے اور اسے سیکھنا سکھانا نماز کے برابر ہے، اسی کے ذریعے صلہ رحمی کی جاتی ہے اور اسی سے حلال و حرام کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور یہ عمل کا امام ہے اور عمل اس کے تابع ہے اور خوش بختوں کو علم کا الہام کیا جاتا ہے جبکہ بد بختوں کو اس سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

(الترغیب والترہیب، کتاب العلم، باب الترغیب فی العلم، ۵۲/۱، حدیث: ۸)

علم کا شرف

علم کے حوالے سے یہ بھی منقول ہے کہ ”جو شخص بچپن میں علم حاصل نہ کرے وہ بڑھاپے میں سردار نہیں

بن سکتا۔“ (دین و دنیا کی انوکھی باتیں، ص ۷۲، مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی)

حضرت علی المرتضیٰ، شیر خدا رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: ”علم کے شرف کے لئے صرف اتنی بات کافی ہے کہ جس کے پاس علم نہ ہو وہ بھی اس کا دعویٰ کرتا ہے اور جب اسے علم کی طرف منسوب کیا جائے تو خوش ہوتا ہے، جبکہ

جہالت کی برائی کے لئے صرف یہی کافی ہے کہ جو شخص جہالت میں مبتلا ہو وہ بھی اس سے براءت ظاہر کرتا ہے اور اسے جہالت کی طرف منسوب کیا جائے تو ناراض ہوتا ہے۔“ (دین و دنیا کی انوکھی باتیں ص ۳۷، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی)

تعلیم انسان کی بنیادی ضرورت ہے

یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ تعلیم انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔ جس طرح زندگی گزارنے کے لئے طلب معاش اور کسب معاش ضروری ہے اسی طرح ایک بہترین اور مہذب معاشرے کی تشکیل کے لئے تعلیم ضروری ہے۔ تعلیم و تعلم سے عاری معاشرہ تہذیب و ثقافت، سنجیدگی و متانت اور ادبی چاشنی سے محروم ہوتا ہے۔ تعلیم وہ بنیادی شے ہے جو انسان کو جینے کا سلیقہ اور بود و باش کا طریقہ سکھاتی ہے۔ تعلیم انسان کو معرفتِ خداوندی اور اسرارِ عالم سے واقف کراتی ہے اور علم کی روشنی ان رازہائے سر بستہ کو آشکار کرنے میں معاون و مددگار ثابت ہوتی ہے جو انسان کو ترقی کے اعلیٰ معیار پر پہنچاتے ہیں۔ تعلیم کی قدر و قیمت ہر دور اور ہر زمانے میں مسلم رہی ہے اور اصحابِ علم و کمال ہر قرن و صدی میں عزت و تکریم کے مستحق تصور کئے جاتے رہے ہیں۔

یہ کہنا بھی غلط نہ ہو گا کہ زندگی کو بدلنے کا سب سے اہم ذریعہ تعلیم ہی ہے۔ یہ ہماری سماجی اور معاشی حیثیت کو بھی بہتر بناتی ہے۔ تعلیم انسان کے علم، ہنر، شخصیت اور رویے کو نکھارتی ہے۔ ان سب خوبیوں کے ساتھ ساتھ تعلیم لوگوں کے لیے روزگار کے مواقع بھی فراہم کرتی ہے کیونکہ ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ فرد کو اچھی نوکری ملنے کا امکان بہت زیادہ ہوتا ہے۔

تعلیم کی اہمیت

تعلیم خوراک کی طرح ہی انسان کے لئے ضروری ہے۔ آج کے دور میں تعلیم کے بغیر کامیابی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ تعلیم کسی بھی قوم کی سماجی و اقتصادی ترقی کے لیے کافی اہم ہوتی ہے۔ تعلیم ایک فرد کو کام کرنے اور زندگی میں سبقت حاصل کرنے کے لیے بہتر سہولیات فراہم کرتی ہے۔ یہ ایک صحیح راستہ دکھا کر انسان کو کامیابی کی طرف لے جاتی ہے اور یوں وہ اعلیٰ خود اعتمادی حاصل کرتا ہے اور خوشگوار زندگی سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ دوسری طرف ان پڑھ لوگ احساسِ کمتری کا شکار ہو جاتے ہیں اور زندگی میں کبھی کامیاب نہیں ہو پاتے۔ ایک تعلیم یافتہ قوم اپنی نئی نسل کی

پرورش ایک ان پڑھ قوم سے کہیں بہتر کر سکتی ہے۔ پڑھے لکھے لوگ اپنی قوم کی خوشحالی میں کافی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تعلیم ایک مضبوط اور مستحکم قوم کا ستون ہوتی ہے۔

تعلیم ہمارے خیالات کو بھی تبدیل کرتی ہے۔ زندگی میں ہمیں کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن تعلیم ان مشکلات سے نمٹنے میں ہماری مدد کرتی ہے۔ تعلیم ہمارے معاشرے سے مختلف برائیوں جیسے کہ جرائم اور نا انصافی وغیرہ کو بھی دور کرتی ہے۔ مجموعی طور پر، ہم اپنی زندگی میں تعلیم کی اہمیت سے انکار نہیں کر سکتے۔

معاشرے کے لیے تعلیم کے فوائد

معاشرے اور قوم کی ترقی کا دار و مدار تعلیم پر ہوتا ہے۔ صرف ایک تعلیم یافتہ طبقہ ہی بہتر معیار زندگی کی قیادت کر سکتا ہے۔ پائیدار ترقی، ٹیکنالوجی کا نفاذ اور تعمیری، سیاسی و سماجی تبدیلی صرف تعلیم سے ہی ممکن ہے۔ لہذا، یہ معاشرے کی اصلاح اور تعمیر میں بھی کافی معاون ہوتی ہے۔ تعلیم زندگی کے ہر شعبے میں اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ اس کی کمی انسان کو مجرمانہ سرگرمیوں کی طرف ڈھکیل دیتی ہے۔ غلط کاموں میں ملوث ہونا نہ صرف ایک شخص کی زندگی کو متاثر کرتا ہے بلکہ یہ جہالت ایک معاشرے کے بھی زوال کا سبب بنتی ہے۔

تعلیم سے ملک میں امن و امان برقرار رکھنے میں مدد ملتی ہے۔ اچھی تربیت یافتہ اور تعلیم یافتہ قوم قانون شکنی کے بجائے قانون کی پاسداری کو فروغ دیتی ہے۔ اس طرح معاشرے کا امن و امان برقرار رہتا ہے۔ دوسری طرف، ان پڑھ لوگ نہ صرف قانون شکنی کرتے ہیں بلکہ اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے چوری، ڈکیتی، قتل و غارت جیسی دیگر مجرمانہ سرگرمیوں کو بھی فروغ دیتے ہیں۔ جو کہ بالآخر معاشرے میں امن و امان کی خرابی کا باعث بنتا ہے۔

تعلیم کی اہمیت پر 10 جملے

- (۱)۔۔۔ ہماری زندگی میں تعلیم بہت ضروری ہے۔
- (۲)۔۔۔ تعلیم کے بغیر ہم اپنی زندگی میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔
- (۳)۔۔۔ تعلیم ہمارے روشن مستقبل کا ایک اہم ذریعہ ہے۔
- (۴)۔۔۔ تعلیم کے ہتھیار سے ہم اپنی زندگی میں کوئی بھی اچھا مقصد حاصل کر سکتے ہیں۔

- (۵)۔۔۔ تعلیم ہمارے علم کو بڑھانے میں مدد کرتی ہے۔
 - (۶)۔۔۔ تعلیم یافتہ اور ہنرمند لوگ آسانی سے ملازمت حاصل کر سکتے ہیں۔
 - (۷)۔۔۔ تعلیم میں اضافے کی وجہ سے بے روزگاری بھی کم ہوتی ہے۔
 - (۸)۔۔۔ تعلیم معاشرے میں موجود برائیوں سے نجات کا ذریعہ ہے۔
 - (۹)۔۔۔ تعلیم ہمیں اپنی قوم کو بہتر بنانے کی صلاحیت فراہم کرتی ہے۔
 - (۱۰)۔۔۔ تعلیم انسان کو عزت و وقار کی زندگی عطا کرتی ہے۔
- اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں تعلیم کی اہمیت و ضرورت کو سمجھتے ہوئے تعلیم یافتہ ہونے اور دوسروں کو بھی علم کے زیور سے آراستہ کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔
- آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ والہ وسلم

پانچ نمازوں کی حکمت

نماز کو صلوٰۃ کہنے کی حکمتیں
پانچ نمازیں فرض کرنے کی حکمتیں
نماز کے شرائط کی حکمتیں
نماز کے فرائض کی حکمتیں
نماز کا افضل العبادات ہونے کی حکمتیں
رکعتوں کے مختلف ہونے کی حکمتیں

مصنف

مولانا ابو شعیبہ محمد شفیق خان عطاری مدنی تحصیل پوری

ناشر

مکتبہ دارالسنہ دہلی

تدریس کیا ہے؟

پیارے اساتذہ کرام! تدریس کیا ہے؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ تدریس ایک شریفانہ، مہذبانہ اور پیغمبرانہ پیشہ ہے۔ نظام تدریس اور تخلیق انسانیت بیک وقت وجود میں لائے گئے جس کی شاہد خود آیات قرآنیہ ہیں۔

پیارے اساتذہ کرام! استاد وہ نہیں جو محض چار کتابیں پڑھا کر اور کچھ کلاسز لے کر اپنے فرائض سے بری ہو گیا، بلکہ استاد وہ ہے جو طلبہ کی خفیہ صلاحیتوں کو بیدار کرتا اور انہیں شعور و ادراک، علم و آگہی نیز فکر و نظر کی دولت سے مالا مال کرتا ہے۔ جو اساتذہ اپنی اس ذمہ داری کو بہتر طریقے سے پورا کرتے ہیں، ان کے شاگرد آخری سانس تک ان کے احسان مند رہتے ہیں اور استاد کو بھی اپنے شاگردوں پر فخر ہوتا ہے جیسے کہ حضور حافظِ ملت علیہ رحمۃ اللہ العزت اپنے ہونہار شاگرد علامہ ارشد القادری علیہ رحمۃ اللہ الہادی کے متعلق فرماتے ہیں: ”اگر ارشد القادری جیسے میرے تین شاگرد ہوتے تو میں ہندوستان میں حکومت کرتا۔“ اللہ اکبر!

استاد کیسا ہونا چاہئے؟

لیکن آج کے اس دور میں چند عناصر نے پیشہ تدریس کو بھی آلودہ کر دیا ہے۔ ملک میں جگہ جگہ مختلف تعلیمی اداروں کی شاخیں نظر آتی ہیں لیکن ان اداروں میں کم علم استاد بچوں کو تعلیم دے رہے ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ آج کل کے اساتذہ کے اندر لاپرواہی اور عدم پابندی کا مرض بھی عام ہے اور ایسے افراد کی وجہ سے اس عظیم پیشے کی قدر و قیمت کی کوئی اہمیت نہیں رہی ہے، حالانکہ استاد تو وہ ہے جو خود مصیبت کو برداشت کر کے اپنے طلبہ کے لئے آسانی پیدا کرے۔

استاد کو چاہیے کہ منصب تدریس کو دنیا کی دولت کمانے، عزت و شہرت حاصل کرنے یا اپنے ساتھیوں میں ممتاز نظر آنے کے لئے ذریعہ نہ بنائے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا اپنے پیش نظر رکھے کیونکہ تدریس ہو یا کوئی اور نیکی، اگر رضائے الہی عز و جل مقصود نہ ہو تو یہ انسان کی آخرت کے لئے سراسر باعث نقصان ہے جیسا کہ:

حضرت سیدنا ابوسعید بن ابی فضالہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو قیامت کے اس دن میں جمع فرمائے گا جس میں کوئی شک نہیں

ہے تو ایک مُنادی یہ ندا کرے گا: "جس شخص نے اللہ عزوجل کے لئے کسی عمل میں دوسرے کو شریک کیا تھا تو وہ اس کا ثواب بھی غیر اللہ سے طلب کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ شریک سے بے نیاز ہے۔" (ابن ماجہ، کتاب الزہد رقم ۴۲۰۳، ج ۴، ص ۷۰)

لہذا ایک استاد کو اللہ کی رضا اور طلبہ کی خیر خواہی کو مد نظر رکھتے ہوئے محنت و لگن کے ساتھ درس و تدریس کرنے کی ضرورت ہے، جس کی بنا پر ہمارے معاشرے میں مثبت اثرات نمودار ہونے کے امکانات ہیں۔

اللہ کریم، بطفیل رحمۃ للعالمین، علیہ افضل الصلوات والتسلیم اپنی رضا کے لئے علم دین پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ والہ وسلم



اساتذہ کے فرائض منصبی

اساتذہ (Teachers) کسی بھی قوم کی تعمیر و ترقی میں ریڑھ کی ہڈی کے مانند ہوتے ہیں۔ اساتذہ کا شمار قوم کے باشعور طبقے میں ہوتا ہے۔ اساتذہ کے فرائض منصبی میں تعمیر قوم، کردار سازی، تزکیہ نفس، قیادت کی تیاری، طلبہ کو اعلیٰ نظریات سے متصف کرنا، حق و باطل، جائز و ناجائز اور حلال و حرام کا شعور بیدار کرنا بھی شامل ہیں۔ انہی اہم ذمہ داریوں کی وجہ سے دینی استاد کو روحانی باپ کا درجہ دیا گیا ہے۔

کہتے ہیں کہ اساتذہ دراصل قوم کے محافظ ہیں کیونکہ آئندہ نسلوں کو سنوارنا اور ان کو ملک کی خدمت کے قابل بنانا انہیں کے سپرد ہے۔ سب محنتوں سے اعلیٰ درجے کی محنت اور کارگزاریوں میں سب سے زیادہ بیش قیمت کارگزاری ملک کے اساتذہ کی ہے۔ استاد و معلم کا فرض سب فرائض سے زیادہ مشکل اور اہم ہے کیونکہ تمام قسم کی اخلاقی، تمدنی اور اخروی نیکیوں کی چابی اس کے ہاتھ میں ہے اور ہر قسم کی ترقی کا سرچشمہ اس کی محنت ہے۔ میرے استاد محترم شیخ الحدیث علامہ مولانا خلیل عطاری مدنی لاہوری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”استاد خود بادشاہ نہیں ہوتا مگر بادشاہ بنانے والا ہوتا ہے۔“

عظیم لوگوں میں پہلا

بیان کئے گئے ”اساتذہ کے فرائض منصبی“ سے بخوبی پتا چلتا ہے کہ استاد کو کیسا ہونا چاہئے؟ لیکن استاد کو ان تمام ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لئے ایک ماڈل اور رہنما کی ضرورت ہے جس کو دیکھ کر اس کی دی ہوئی رہنمائی پر عمل پیرا ہو کر زمانے کا ایک اعلیٰ استاد بن سکے، اور یقیناً استاد کے لئے اس دنیا میں اللہ کے آخری نبی، مکی مدنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بڑھ کر کوئی رہنما نہیں مل سکتا کہ اپنے تو اپنے غیروں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دنیا کے عظیم لوگوں میں سب سے پہلے نمبر پر رکھا ہے۔ جی ہاں! ایک یہودی امریکی ماہر فلکیات و مورخ ڈاکٹر مائیکل ہارٹ نے اپنی کتاب بنام:

”The 100 A Ranking Of The Most Influential Persons Of All Times“ ۱۹۷۸ء

میں سو عظیم لوگوں میں سب سے پہلے اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بیان کیا ہے اور کتاب کے شروع میں لکھتا ہے: ”ممکن ہے کہ انتہائی متاثر کن شخصیات کی فہرست میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا شمار سب سے پہلے کرنے پر چند احباب کو حیرت ہو اور کچھ معترض بھی ہوں، لیکن یہ واحد تاریخی ہستی ہے جو مذہبی اور دنیوی دونوں محاذوں پر برابر طور پر کامیاب رہی“ اور اس کے بعد لکھتا ہے: ”آج تیرہ سو برس گزرنے کے باوجود ان کے اثرات انسانوں پر ابھی مُسَلَّم اور گہرے ہیں۔“

نہ کوئی دَو سرا میں تجھ سا ہے
نہ کوئی دوسرا ہوا تیرا

اور ایسا کیوں نہ ہو کہ اللہ ربُّ العزّت کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس کائنات کے سب سے دانش مند اور کامیاب ترین مُعَلِّم ہیں کہ خود ربِّ کریم نے انہیں تعلیم دی۔ جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

الرَّحْمٰنُ ﴿١﴾ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ﴿٢﴾ (پ ۲، الرحمن، ۱-۲)

ترجمہ کنز الایمان: رحمن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔

اور پھر ربِّ کائنات نے انہیں ساری کائنات کا مُعَلِّم بنا کر بھیجا۔ چنانچہ فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے:

اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا یعنی مجھے مُعَلِّم بنا کر بھیجا گیا۔ (ابن ماجہ، ۱۵۰/۱، حدیث: ۲۲۹)

جب محبوب ربِّ العالمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم ساری کائنات کے معلم ہیں تو ایک معلم و استاد کے لئے ان کی سیرت طیبہ میں سیکھنے کے بہت پہلو ہو سکتے ہیں مثلاً: رسولِ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سمجھانے اور سکھانے کا انداز کیسا تھا؟

تاکہ اساتذہ کرام اس طریقے کو اپنا کر اصلاحِ طلبہ کا ذریعہ بنیں۔ اسی لئے اس کتاب میں ”سیرتِ نبوی سے تدریس کے نکات“ کے نام سے عنوان قائم کیا جا رہا ہے۔ اللہ کریم عز و جل سے دعا ہے کہ ہمیں اپنے محبوبِ اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سیرت کو پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَم

سیرت نبوی ﷺ سے تدریس کے نکات

احادیثِ مبارکہ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ کریم کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام، صحابیات، اہل بیت اطہار اور مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے بچوں اور بچیوں کی کس قدر اچھے اور دل میں رنج بس جانے والے انداز سے اصلاح و تعلیم فرماتے تھے۔ ایک استاد کو سیرتِ مصطفیٰ سے ملنے والے چند تدریسی نکات ملاحظہ کیجئے:

(1)۔۔ طالب علم کو مرحبا کہنا

استاد کو چاہئے کہ جب درجے میں آئے تو مسکراتے ہوئے، ہشاش بشاش طبیعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے آئے اور بعد میں آنے والے طلبہ کا بھی خیر مقدم کرے۔ حدیثِ پاک میں ہے: حضرت سیدنا صفوان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس وقت آپ اپنی چادر پر ٹیک لگائے مسجد میں تشریف فرما تھے، تو میں نے عرض کی: میں علم حاصل کرنے کے لئے حاضر خدمت ہوا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”مَرْحَبًا بِطَالِبِ الْعِلْمِ“ یعنی طالب علم کو خوش آمدید! ”مزید فرمایا کہ ”طالب علم پر فرشتے اپنے پروں سے سایہ کرتے ہیں۔“

(معجم کبیر ۸/۵۳، حدیث ۷۳۷)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی یہی وصیت فرمائی کہ ”عنقریب تمہارے پاس قومیں علم طلب کرنے کے لئے آئیں گی، پس جب تم انہیں دیکھو تو ان سے کہو: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت کے مطابق خوش آمدید! خوش آمدید!“ پھر فرمایا: ”اور انہیں تعلیم دو۔“ (ابن ماجہ، ۱/۱۶۱، حدیث ۲۳)

(2)۔۔ سائل کی طرف توجہ رکھنا

اگر کوئی طالب علم سوال کرے تو بے توجہی سے جواب دینا مفید نہیں بلکہ خاص اس کی طرف متوجہ ہو کر جواب دینا چاہئے، روایت میں ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا تو اللہ کے

آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کی طرف سر مبارک اٹھایا۔ راوی نے بیان کیا: آپ نے اس کی طرف سر اس لئے اٹھایا کہ وہ (یعنی سائل) کھڑا تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کے سوال کا جواب ارشاد فرمایا۔

(بخاری، ۱/۶۵، حدیث: ۱۲۳)

(3)۔۔۔ طلبہ کو خاموش ہونے کی نصیحت کرنا اور متوجہ کرنا

اہم بات کرنے اور کچھ سمجھانے سے پہلے استاد کو چاہئے کہ تمام طلبہ کو خاموش کروائے اور توجہ سے سننے کی ترغیب دلائے، ورنہ کئی طلبہ کا اس اہم بات سے فائدہ اٹھانے سے محروم رہنے کا اندیشہ ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم عرفات میں کھڑے ہوئے اور اس وقت سورج غروب ہونے کے قریب تھا۔ پس آپ نے فرمایا: ”اے بلال! لوگوں کو میرے لئے خاموش کراؤ۔“ پس بلال رضی اللہ عنہ اٹھے اور کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے چپ ہو جاؤ۔“ (الترغیب والترہیب، ۲/۱۳۰، حدیث نمبر)

حضرت سیدنا جناب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دروازے پر بیٹھے تھے کہ آپ ہمارے پاس تشریف لائے تو فرمایا: ”سُنو!“ ہم نے عرض کی: ”یقیناً ہم نے سنا (یعنی ہم سننے کے لئے تیار ہیں) آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ”سُنو!“ ہم نے عرض کی: ”یقیناً ہم نے سنا۔“ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ”سُنو!“ ہم نے عرض کی: ”یقیناً ہم نے سنا۔“ (صحیح ابن حبان، ۱/۲۵۱، حدیث: ۲۸۳)

(4)۔۔۔ طالب علم کو نام یا کنیت سے مخاطب کرنا

جب کوئی ایک یا چند طلبہ مقصود کلام ہوں تو ان کے نام اور کنیت سے پکار کر بات کرنا زیادہ توجہ کا باعث ہوتا ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مبارک سیرت اور احادیث میں بکثرت ”یا اَبَا بَكْرٍ“، ”یا عَائِشَةُ“، ”یا فاطِمَةُ“، ”یا عَلِي“، ”یا أَبَا ذَرٍّ“ وغیرہ مروی ہے۔

(5)۔۔۔ مضامین کا انتخاب و ترتیب

ایک قابل استاد کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے طلبہ کی ضرورت اور اپنی مہارت کے مطابق مضامین کا انتخاب کرے، جو سبق پڑھانا ہے اسے ایسی عمدہ ترتیب دے کہ طلبہ تدریجاً (یعنی آہستہ آہستہ) سیکھتے چلے جائیں۔ رسول کریم صلی

اللہ علیہ والہ وسلم کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے شروع میں زیادہ تر عقائد کے موضوع پر توجہ دلائی اور جب صحابہ کرام عقائد میں پختہ ہو گئے تو انہیں عبادات و معاملات وغیرہ کی تعلیم حسب حال عطا فرمائی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اس حسن انتخاب اور ترتیب پر غور کریں تو پتا چلتا ہے کہ عبادات میں دلجمعی، معاملات میں صفائی اور اخلاق میں پاکیزگی کے لئے عقائد کی پختگی نہایت ضروری ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فرامین میں طب، نفسیات، نباتیات اور دیگر کئی علوم و فنون کا ذخیرہ ملتا ہے، لیکن عقائد کی تعلیم سب سے پہلے ہے۔ ایک استاد کو بھی یہی انداز اپنانا چاہئے کہ جو بات یا علوم و فنون کسی دوسرے علم پر موقوف ہوں تو وہ (یعنی موقوف علیہ علوم) پہلے سکھائے۔

(6)۔۔۔ طلبہ کے مطالبہ پر سبق دہرا دینا

ہر طالب علم مضبوط قوتِ فہم کا مالک نہیں ہوتا، بعض پہلی بار ہی میں سبق سمجھ جاتے ہیں جبکہ بعض کو دو یا زیادہ بار دہرانے کی حاجت ہوتی ہے۔ چنانچہ اگر کوئی طالب علم سبق دوبارہ بیان کرنے کی التجا کرے تو استاد کو بیان کر دینا چاہئے کہ سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بھی یہی مستفاد ہے۔ چنانچہ: حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اے ابو سعید! جو اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے رسول ہونے پر راضی ہوا اس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔ اس بات سے خوش ہو کر ابو سعید رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ”یا رسول اللہ! میرے لئے یہ بات دوبارہ فرما دیجئے۔“ تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کیا (یعنی کہی ہوئی بات کو دہرا دیا)۔ (مسلم، ص ۸۰۶، حدیث: ۴۸۸۰)

(7)۔۔۔ طالب علم کے سوال پر حوصلہ افزائی کرنا

ایک استاد کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ جو طلب علم کے لئے آتا ہے وہ سوالات بھی کرتا ہے اور جو استاد طلبہ کے سوال کرنے پر ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں طلبہ میں مقبول اور افادہ علمی کا سبب بننے کے ساتھ ساتھ طالب علم میں طلب علم کی تڑپ مزید بڑھانے کا سبب بھی بنتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اچھے سوال پر صحابہ کرام کی حوصلہ افزائی فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کی: ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

والہ وسلم! مجھے جنت میں داخل کر دینے والا عمل بتائیے!“ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ”شاباش! شاباش! بے شک تُو نے عظیم (چیز) کے بارے میں سوال کیا۔ اور بلاشبہ وہ اس شخص کے لئے آسان عمل ہے جس پر اللہ آسان کر دے۔

فرض نماز پڑھو اور فرض زکوٰۃ ادا کر دو۔“ (مسند ابی داؤد طیالسی، ص ۶۷، حدیث: ۵۲۰)

اور یہی انداز عاشقوں کے امام، امام اہلسنت، اعلیٰ حضرت کا بھی تھا، جس کا شاہد فتاویٰ رضویہ کی پہلی جلد کا پہلا فتویٰ ہے کہ جب حضرت علامہ ظفر الدین بہاری علیہ رحمۃ اللہ الباری نے سوال کیا۔ چنانچہ سوال مع مختصر جواب ملاحظہ فرمائیں:

مسئلہ ۱: مسئلہ مولوی محمد ظفر الدین صاحب بہاری قادری ۱۰ اشوال المکرم ۱۳۲۲ھ

بحا العلوم الثقلیۃ حبر الفنون العقلیۃ مجدد البائتۃ الحاضرۃ متمتع اللہ المسلمین بطول بقائکم۔ وضو میں کتنے فرائض اعتقادی اور کتنے فرض عملی اور گے واجب اعتقادی اور گے واجب عملی ہیں؟ اور ہر ایک کی تعریف کیا ہے؟ مدلل ارشاد ہو۔ جزاکم اللہ تعالیٰ من افضل ماجازی علماء امتہ حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

الجواب: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللہم لك الحمد فرضا لازما صل علی افضل ارکان الایمان وسلم دائماً، ایہا السائل الغاضل رزقك اللہ علما نفاعہذا سوال لایہتدی الیہ الامن وفقہ اللہ واللہ یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ ترجمہ: اے اللہ! تیرے لیے فرض لازم کے طور پر حمد ہے، ایمان کے سب سے افضل رکن پر ہمیشہ درود و سلام نازل فرما، سائل فاضل! خدا تمہیں علم نافع بخشے۔ یہ ایسا سوال ہے کہ جس کی ہدایت اسی کو نصیب ہوتی ہے جسے خدا اپنی توفیق سے نوازے اور اللہ اپنی رحمت سے جسے چاہتا ہے خاص فرماتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۷۹)

بعض طلبہ سوال پر سوال کرتے چلے جاتے ہیں، اگر وہ سوالات عمومی فائدہ کے حامل ہوں تو رد (Reject) کرنے کے بجائے مناسب انداز میں جواب دینا چاہئے۔ صحابی رسول حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پوچھا: کون سا عمل اللہ کے یہاں سب سے پیارا ہے؟“ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ”نماز اپنے وقت پر (ادا کرنا)۔“ دریافت کیا: ”پھر کون سا؟“ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔“ میں نے دریافت کیا: ”پھر کون سا؟“ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔“ راوی کا بیان ہے: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے ان (اعمال) کے متعلق بتلایا۔ اگر میں

مزید (سوالات) پوچھتا، تو آپ ﷺ اور زیادہ بتلاتے۔“ (بخاری، ۱۹۶/۱، حدیث: ۵۲)

(8)۔۔۔ قول کے ساتھ ساتھ عملی طریقہ اختیار کرنا

ایک کامیاب استاد کے لئے یہ بے حد ضروری چیز ہے کہ اپنے قول کے ساتھ ساتھ اپنے عمل کے ذریعے بھی تعلیم دے کہ قوی اور عملی طریقہ انسانی فطرت ہے کہ بندہ سمجھانے والے کی بات سننے کے ساتھ ساتھ اس کے عمل کو لازمی دیکھتا ہے۔ ایک اچھے استاد کی خوبی ہے کہ وہ قول و عمل دونوں طریقوں سے تعلیم کا اہتمام کرے، طلبہ کو کوئی نیا کام یا کوئی ہدف دینا ہو تو پہلے اس کی عملی صورت سمجھائے تاکہ وہ جلد اور صحیح سیکھ سکیں۔ حضور اکرم ﷺ اللہ علیہ والہ وسلم کے فرامین اس طریقہ تعلیم پر گواہ ہیں۔ چنانچہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر نماز کے اوقات کے متعلق دریافت کیا تو آقائے کریم ﷺ اللہ علیہ والہ وسلم نے دو دن نماز اس طرح پڑھائی کہ پہلے دن ہر نماز کو اس کے اوّل وقت میں ادا فرمایا اور دوسرے دن اس کے آخر وقت میں۔ پھر آپ نے دریافت کیا کہ نماز کے اوقات کے بارے میں پوچھنے والا شخص کہاں ہے؟ وہ حاضر ہوئے تو آپ ﷺ اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ان دونوں اوقات کے بیچ کا وقت تمہاری نماز کا وقت ہے۔ (مسلم، ص ۲۳۳، حدیث: ۱۳۹۱)

(9)۔۔۔ اپنی تفہیم کو اچھا کرنا

طلبہ کو کچھ بھی ذہن نشین کروانے کے لئے سب سے زیادہ اہمیت انداز تفہیم کی ہے۔ یہی وہ ہنر ہے جو عمل تعلیم کو پروان بھی چڑھاتا ہے اور اس کی کمی نقصان بھی پہنچاتی ہے۔ رسول اکرم ﷺ اللہ علیہ والہ وسلم بھی اپنی بات کو سمجھانے کے لئے متعدد طریقے اپناتے تھے مثلاً: بات واضح کرنا اور حسب ضرورت دہرانا۔ آقائے کریم ﷺ اللہ علیہ والہ وسلم جب بھی کوئی بات کرتے تو صاف اور واضح انداز میں فرماتے اور کسی خاص بات کی اہمیت کے سبب یا سمجھانے کی غرض سے دو یا تین بار بھی دہراتے۔ چنانچہ روایت ہے کہ حضور انور ﷺ اللہ علیہ والہ وسلم اتنا ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے کہ آپ کے پاس بیٹھا ہوا شخص اسے یاد کر لیتا۔ جبکہ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ اللہ علیہ والہ وسلم لفظ کو تین بار دہراتے تھے تاکہ اسے سمجھ لیا جائے۔ مدینہ شریف کے بارے میں فرمایا: ہی طابۃ، ہی طابۃ۔

(مسند امام احمد، ج ۶، ص ۴۰۹، حدیث: ۱۸۵۴۴) (ترمذی، ج ۵، ص ۳۶۶، حدیث: ۳۶۵۹، ۳۶۶۰) (مسند احمد، ج ۶، ص ۴۰۹، حدیث: ۱۸۵۴۴)

(10)۔۔۔ مثالوں سے سمجھانا

قرآن کریم، احادیثِ کریمہ اور انسانی فطرت گواہ ہے کہ کوئی بھی بات مثال کے ذریعے سمجھائی جائے تو بہت جلد سمجھ میں آجاتی اور دیر تک ذہن نشین رہتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ بھی صحابہ کرام علیہم السلام کو مثالیں دے کر سمجھاتے۔ جیسا کہ:

(۱)۔۔۔ حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ موسم سرما میں باہر تشریف لائے جبکہ درختوں کے پتے جھڑ رہے تھے تو آپ نے ایک درخت کی ٹہنی پکڑ کر اس کے پتے جھاڑتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے ابوذر! میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میں حاضر ہوں۔ ارشاد فرمایا: بے شک جب کوئی مسلمان اللہ پاک کی رضا کے لئے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے اس درخت کے پتے جھڑ رہے ہیں۔ (مسند احمد، ج ۸، ص ۱۳۳، حدیث: ۲۱۶۱۲)

(۲)۔۔۔ حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر چھوٹے کان والے بکری کے ایک مُردہ بچے کے پاس سے ہوا۔ کچھ صحابہ کرام بھی آپ کے ہمراہ تھے، آپ ﷺ اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کا کان پکڑا اور فرمایا: تم میں سے کون اسے ایک درہم میں خریدنا چاہے گا؟ لوگوں نے عرض کی: ہم اسے کسی بھی چیز کے بدلے میں لینا پسند نہیں کرتے، ہم اس کا کیا کریں گے؟ ارشاد فرمایا: کیا تم پسند کرتے ہو کہ یہ تم کو مل جائے۔ انہوں نے عرض کی: اللہ پاک کی قسم! اگر یہ زندہ ہوتا تب بھی اس میں عیب تھا کہ اس کا ایک کان چھوٹا ہے اور اب جبکہ یہ مر چکا ہے کوئی اسے کیسے لے گا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ پاک کی قسم! جیسے تمہاری نظروں میں یہ مُردہ بچہ کوئی وقعت نہیں رکھتا، اللہ پاک کے نزدیک دنیا اس سے بھی زیادہ حقیر ہے۔ (مسلم، ص ۱۲۱۰، حدیث: ۷۴۱۸)

(11)۔۔۔ سمجھانے کے لئے سوال کرنا

بعض باتیں سوالیہ انداز میں سمجھانا مفید ہوتی ہیں یعنی اگر کسی چیز کی اہمیت بیان کرنی ہو، اہم بات سمجھانی ہو یا کوئی طالب علم سوال کرے تو جواباً طلبہ سے ایسا سوال کرنا جس کا جواب وہ جانتے بھی ہوں۔

اور اس کا بتائی جانے والی بات سے تعلق بھی ہو جیسا کہ بخاری شریف کی حدیث میں ہے:

(۱)۔۔۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نماز کے ذریعے گناہوں کے ختم ہونے کی ایک مثال بیان فرماتے ہوئے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ارشاد فرمایا: بھلا بتاؤ کہ اگر کسی کے دروازے پر نہر ہو اور اس میں وہ روزانہ پانچ مرتبہ نہاتا ہو تو کیا اس کے بدن پر کچھ میل باقی رہ جائے گا؟ صحابہ کرام نے عرض کی: اس کے جسم پر کچھ بھی میل باقی نہیں رہے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ مثال پانچوں نمازوں کی ہے۔ اللہ پاک اس کے ذریعے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ (بخاری، ج ۱، ص ۱۹۶، حدیث: ۵۲۸)

(۲)۔۔۔ اسی طرح ایک موقع پر مؤمن کی شان و عظمت سمجھانے کے لئے سوال فرمایا: مؤمن کی مثال اس درخت کی سی ہے جس کے پتے نہیں گرتے، بتاؤ وہ کون سا درخت ہے؟ حاضرین مختلف درختوں کے نام عرض کرنے لگے۔ حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بہت ذہین تھے، فرماتے ہیں کہ میرے ذہن میں آگیا کہ کھجور کا درخت ہے لیکن میں نے بتانے سے حیا محسوس کی۔ پھر حاضرین نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ ہی ارشاد فرما دیجئے تو حضور پر نور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔ (مسلم، ص ۱۱۵۷، حدیث: ۷۰۹۸)

(12)۔۔۔ ہاتھ کے اشارے سے سمجھانا

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کبھی کسی بات کو سمجھانے کے لئے اپنے ہاتھ کے ذریعے اشارہ بھی فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ یتیم بچوں کی پرورش کرنے والے کے درجے کو بیان کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے۔ پھر اپنی شہادت والی اور درمیان والی انگلی سے اشارہ فرمایا۔ (بخاری، ج ۳، ص ۴۹، حدیث: ۵۳۰۴)

(13)۔۔۔ لائنوں اور نقشے وغیرہ کے ذریعے سمجھانا

اللہ کریم کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نقشے وغیرہ بنا کر بھی اپنی باتیں صحابہ کرام علیہم الرضوان کو ذہن نشین کرواتے تھے۔ چنانچہ:

(۱)۔۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک چوکور خط کھینچا اور ایک خط بیچ میں کھینچا اس سے نکلا ہوا اور چند خطوط چھوٹے کھینچے اس خط کی طرف جو بیچ میں تھا اس کی طرف سے جس کے بیچ میں یہ تھا پھر فرمایا: یہ انسان ہے اور یہ اس کی موت ہے اسے گھیرے ہوئے اور یہ جو باہر نکلا ہوا ہے یہ اس کی امید ہے اور یہ چھوٹے خط آفتیں ہیں تو اگر انسان اس آفت سے بچا تو اس نے ڈس لیا اور اگر اس سے بچا تو اس نے کاٹ لیا۔ (بخاری، ج ۴، ص ۲۲۴، حدیث: ۶۴۱)

(۲)۔۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لئے خط کھینچا، پھر فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کی راہ ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اس کے دائیں جانب اور اس کے بائیں جانب خطوط کھینچے، پھر فرمایا: یہ راستے ہیں جن کی طرف شیطان بلارہا ہے۔ (مسند ابوداؤد طیالسی، ص ۳۳، حدیث: ۲۴۴)

(14) طلبہ کے لئے دعا کرنا

علم اور طالب علم سے اخلاص و محبت رکھنے والے استاد کا ایک وصف یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ اپنے طلبہ کی کامیابی کے لئے بارگاہ الہی میں دعا کرتا ہے۔ رسول کریم ﷺ کی سیرت میں کئی ایسے واقعات ملتے ہیں چنانچہ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے (سینے سے) لگایا اور کہا: اے اللہ! اس کو کتاب یعنی قرآن کریم کا علم عطا فرما۔ (بخاری، ج ۱، ص ۴۴، حدیث: ۷۵)

ان بیان کردہ مثالوں اور احادیث کے علاوہ بھی رسول کریم ﷺ کی سیرت میں ایک استاد کے لئے بہت سارے مدنی پھول ہیں۔ آپ ﷺ تعلیم و تبلیغ کے دوران انتہائی نرمی اور شفقت کا مظاہرہ فرماتے تھے، جس کے سبب ہر ایک پر خوشگوار اثر پڑتا تھا اور سیکھنے کے بعد اس پر عمل کرنے میں ایک لذت محسوس کرتا۔

ایک کامیاب استاد کے لئے ان طریقوں کو اپنانے کے ساتھ ساتھ ضروری ہے کہ وہ خود مختلف خوبیوں اور پاکیزہ سیرت و کردار کا حامل ہو تاکہ اس کی شخصیت طالب علموں کی زندگی میں انقلاب برپا کر سکے اور ساتھ ہی وہ اپنے شاگردوں کے ساتھ نرمی اور محبت کا رویہ اپنائے۔ غیر اخلاقی و غلط حرکتوں کے صادر ہونے پر مار پیٹ کرنے، گالیاں

دینے، بے وقوف، ناہنجار وغیرہ نازیبا کلمات کہنے کے بجائے نرمی اور محبت سے سمجھائے۔ اُن کے لایعنی اعتراضات پر مذاق اڑانا اور گہرے اعتراضات پر جھنجھلاہٹ کی کیفیت کا طاری ہو جانا، سیرت نبوی کے سراسر خلاف ہے۔ نیز خود غرضی اور مال و دولت کے حصول کو مقصدِ اصلی بنانے کے بجائے طلبہ کی خیر خواہی اور اچھے مستقبل کو اپنا مطمح نظر بنائیں۔ اللہ کریم ہم سب کو مصطفیٰ کریم ﷺ اللہ علیہ والہ وسلم کی مبارک سیرت اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِنْ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْاَمِينِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

فرض علوم پر مشتمل جدید انداز کی آسان ترین کتاب

فرض آسان علوم

سوال جواب



آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

عتقاد کا بیان	عتقاد پر دلائل کا بیان	تقلید کا بیان	امام کے پیچھے قراہت کرنے کا بیان	رفیع یرین کا بیان
باطل فرقوں کا بیان	نماز کا بیان	میت کا بیان	روزے کا بیان	زکوٰۃ کا بیان
حج و عمرہ کا بیان	قریٰنی کا بیان	عقیقہ کا بیان	نکاح کا بیان	حلاق کا بیان
تسم کا بیان	حدود کا بیان	حلال طریقے سے کمانے کا بیان		

مصنف: مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دارالسننہ، دہلی

بہترین استاد کے اوصاف

استاد اور معلم ہونا بہت عزت و شرف کی بات ہے، اللہ پاک کے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: **إِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا** یعنی مجھے مُعَلِّم بنا کر بھیجا گیا۔ (ابن ماجہ، ج ۱، ص ۱۵۰، حدیث: ۲۲۹)

نسل انسانی کی بہترین پرورش کی ذمہ داری بنیادی طور پر دو لوگوں پر ڈالی گئی ہے: (۱)۔۔ والدین اور (۲)۔۔ اساتذہ۔

ایک والد اور والدہ کی بنیادی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ اور بچوں کی تربیت میں ان کا کردار کیا ہونا چاہئے؟ اس کے متعلق ان شاء اللہ مستقل ایک کتاب لکھنے کی نیت ہے لیکن ابھی اس کتاب میں ایک کامیاب استاد کے اوصاف کو بیان کیا جاتا ہے۔

ایک بہترین اور معاشرے کے خیر خواہ استاد کے اوصاف کو چار عنوانات میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

(1)۔۔۔ استاد کا کردار و گفتار۔

(2)۔۔۔ اسباق کی تیاری اور پڑھانے کا انداز۔

(3)۔۔۔ غیر نصابی (Extracurricular) تربیتی سرگرمیاں۔

(4)۔۔۔ طلبہ کی صلاحیتوں اور میلانِ طبع کی پرکھ (یعنی پہچان)۔

(1)۔۔۔ استاد کا کردار و گفتار:

اس کے متعلق چند باتیں بہت اہم ہیں:

(۱)۔۔۔ کامیاب ترین استاد وہ ہے جو اپنے علم پر پہلے خود عمل کرے، تبھی طلبہ اس کی باتوں پر عمل کریں گے۔ کسی دانا کا قول ہے: ”عالم جب اپنے علم پر عمل نہیں کرتا تو اس کی نصیحتیں دلوں سے اس طرح پھسل جاتی ہیں جس طرح سخت چٹان سے بارش کے قطرے پھسل جاتے ہیں۔“

(۲)۔۔۔ استاد کو حسنِ اخلاق کا پیکر ہونا چاہئے تاکہ ذہین و غیر ذہین تمام طلبہ اس سے استفادہ کر سکیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ سخت رویے والے اساتذہ کے غیر ذہین شاگرد ناکامی ہی کی طرف گرتے جاتے ہیں جس کی بڑی وجہ استاد کے سامنے اپنا مافی الضمیر (یعنی دلی بات) نہ کہہ سکتا اور سوال کرنے سے ڈرتے رہنا بھی ہوتی ہے۔

(۳)۔۔۔ وقت کی پابندی کا سب سے بڑا عملی نمونہ ایک استاد کو ہی ہونا چاہئے، کیونکہ جس قدر وہ پابندِ وقت ہوگا، اس کے شاگرد بھی وقت کی پابندی کریں گے پھر یہی پابندِ وقت طالب علم عملی زندگی میں بھی وقت کے قدر دان ثابت ہوں گے۔

(۴)۔۔۔ انسانی زندگی میں نشیب و فراز (یعنی اُتار چڑھاؤ) آتے رہتے ہیں۔ پریشانی، بیماری اور ضروریاتِ زندگی کے معاملات ہر کسی کے ساتھ ہوتے ہیں لیکن طبیعت کی ملکی پھلکی ناسازی اور ایسے کام جو کوئی دوسرا بھی کر سکتا ہے ان کی وجہ سے جھٹٹی کر لینا یا در سگاہ دیر سے پہنچنا مناسب نہیں، ایک اچھے استاد کے پیشِ نظر قوم کا مستقبل ہوتا ہے جو ایک چھٹی کیا ذرا سی تاخیر سے بھی متاثر ہوتا ہے۔ اس ضمن میں ایک سچا واقعہ ملاحظہ فرمائیں:

قابلِ تعریف استاد

۷ نومبر ۲۰۱۳ کو اخبار میں یہ خبر شائع ہوئی کہ ہند کے ایک گاؤں میں رہائش پذیر ایک استاد صاحب گزشتہ ۲۰ سال سے روزانہ ۷۰ میٹر چوڑی ندی تیر کر پار کرتے ہیں اور دوسرے گاؤں میں پڑھانے جاتے ہیں۔ انہوں نے کبھی پہنچنے میں تاخیر نہیں کی اور نہ ہی کبھی کوئی جھٹٹی کی ہے۔ برسات کے موسم میں ندی کا پانی ۲۰ فٹ تک ہو جاتا ہے وہ پھر بھی استقامت سے پڑھانے پہنچتے ہیں۔ ندی کے کنارے آکر اپنا سارا سامان ایک بیگ میں ڈال لیتے ہیں اور ربر کی ٹیوب کے ذریعے ندی پار کرتے ہیں۔ سڑک کے ذریعے فاصلہ سات کلومیٹر ہے جس کے لئے دو سے تین بسیں تبدیل کرنا پڑتی ہیں کیونکہ جس گاؤں میں پڑھانے جاتے ہیں وہ تین طرف سے ندی میں گھرا ہوا ہے جبکہ ندی پار کر کے جانے میں یہ فاصلہ صرف ایک کلومیٹر رہ جاتا ہے اس لئے وہ ندی کے راستے پڑھانے کے لئے جاتے ہیں۔ (دنیا اخبار آن لائن، ۷ نومبر، ۲۰۱۳)

(۲) اسباق کی تیاری اور پڑھانے کا انداز:

اس کے متعلق چند باتیں بہت اہم ہیں:

(۱)۔۔۔ جس فن اور علم میں مہارت ہو وہی پڑھائے، خود سیکھنے کے لئے طلبہ پر تجربات نہ کرے بلکہ پہلے خود اچھی طرح پڑھے، سیکھے، سمجھے پھر طلبہ کو پڑھائے۔

(۲)۔۔۔ بے شک معلم کا رتبہ بہت عظیم ہے لیکن ضروری نہیں کہ ہر معلم ہر پہلو سے کامل و اکمل ہو، سیکھنے سکھانے کا عمل ساری زندگی جاری رہتا ہے۔ اس لئے ایک استاد کو چاہئے کہ اپنی کمی اور کوتاہی کو اعلیٰ ظرفی سے تسلیم کرے اور ان پر قابو پانے کی کوشش کرے۔

(۳)۔۔۔ اساتذہ کی اولین کوشش اپنے شاگردوں کی کامیابی ہونی چاہئے اور اس کے لئے اساتذہ کو طلبہ کی ابتدائی اور ثانوی تعلیم میں بہت محنت کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ یہ طلبہ کی تعلیمی بنیادیں ہیں۔

(۴)۔۔۔ استاد کا فرض بنتا ہے کہ جو بھی سبق پڑھانا ہے اولاً اچھی طرح مطالعہ کرے، سمجھے اور سمجھانے کے لئے تیاری کرے، جس قدر ہو سکے آسان انداز میں سمجھائے، سبق کو آسان بنانے کے لئے مثالیں بیان کرے اور طلبہ کی ذہنی سطح کا لازماً خیال رکھے۔

(۵)۔۔۔ ہر شعبہ زندگی میں قابل افراد مہیا کرنے کے لئے تعلیم و تربیت بہت ضروری ہے اور تعلیم و تربیت کی اہم ذمہ داری معلم و مدرس پر عائد ہوتی ہے۔ یوں تو ہر فن اور مضمون کے استاد کو اپنے مضمون کے اعتبار سے محنت کرنی اور کروانی ضروری ہے لیکن اسلامیات اور اس سے متعلقہ مضامین کے اساتذہ کی ذمہ داری بقیہ سب سے زیادہ اہم ہے۔ اسلامیات کے استاد کو یاد رکھنا چاہئے کہ وہ دین اور مذہب کی تعلیم دے رہا ہے، اس لئے اولاً خود اس مضمون اور سبق کو اچھی طرح سمجھتا ہو، قرآن و حدیث میں اپنی ذاتی رائے ہرگز نہ دے، بزرگوں اور اسلاف نے جو لکھا اور بیان کیا وہی طلبہ کو سکھائے۔ ایمانیات کی بنیادی باتیں، عقائد اور فرض علوم جو نصاب میں شامل ہوں لازماً اور اچھے انداز میں سکھائے اور ان کے دل میں ایمان کو ایسے بٹھا دے کہ وہ دنیا کے کسی بھی ادارے یا شعبے میں جائیں پگے سچے صحیح العقیدہ سنی مسلمان رہیں۔

(3) غیر نصابی (Extracurricular) تربیتی سرگرمیاں:

اس کے متعلق چند باتیں بہت اہم ہیں:

(۱)۔۔۔ استاد کو چاہئے کہ صرف پڑھانے کی حد تک نہ رہے بلکہ طلبہ کو سیکھنے کے عمل میں مدد دینے کے لئے نصابی اور غیر نصابی دونوں طریقے استعمال کرے۔

(۲)۔۔۔ استاد کا کردار اور ذمہ داری صرف تعلیمی ادارے ہی تک محدود نہیں ہوتی۔ طالب علم استاد کا لگایا ہوا پودا ہوتا ہے جس کی حفاظت و پرورش کرنا، دنیا کے سرد و گرم سے بچانا، آبیاری کرنا، نگہداشت کرنا اور پروان چڑھانا استاد کی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ اس لئے اسے چاہئے کہ طالب علم کی درسگاہ کے علاوہ کی مصروفیات و مشاغل سے بھی حتیٰ الامکان واقفیت رکھے تاکہ اسے گھر کا کام (Homework) دینے اور اسباق وغیرہ کی تیاری نہ ہونے یا کمی ہونے کی صورت میں مناسب انداز میں نصیحت کر سکے۔ طلبہ کو صرف کتاب پڑھا دینا اور نصاب مکمل کروا دینا حقیقی کامیابی نہیں۔ اصل کامیابی یہ ہے کہ نصاب کے ساتھ ساتھ کتاب زندگی بھی پڑھائے، دنیا میں جینے اور کامیاب رہنے کے اسلامی اصول بھی سکھائے۔

(۳)۔۔۔ بچے کی تربیت میں والدین اور استاد دونوں ہی کا اہم حصہ ہوتا ہے۔ استاد کو چاہئے کہ کبھی بھی یہ نہ سوچے کہ یہ میرے پاس پڑھنے آئے ہیں، کتاب پڑھاؤں، سبق سنوں اور واپس بھیج دوں، تربیت ماں باپ خود کریں۔

(۴)۔۔۔ بچوں کی تربیت کے ہر پہلو کو ملحوظ خاطر رکھنے کے لئے مرد آسانہ بچوں کے والد اور خواتین ٹیچرز والدہ سے رابطہ رکھیں اور ان کی خامیوں اور کوتاہیوں کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ ہر ہر بات کی شکایت کرنے کے بجائے خامیوں کو دور کرنے کی سچی نیت سے مشاورت کریں اور بچوں میں علم حاصل کرنے کی لگن پیدا کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

(۵)۔۔۔ ایک اچھا استاد اپنے طالب علموں کے دلوں میں اپنے مقصد اور نصب العین سے لگن پیدا کرتا ہے اور ان کو بے کار مشاغل سے اجتناب کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ ایک کامیاب استاد کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے شاگردوں کو محنت کا عادی بنائے اور انہیں سمجھائے کہ کاہلی، سستی، وقت کے زیاں اور کام کو ٹالنے کی عادت سے تعلیمی معیار گر جاتا ہے جو ایک قوم کا مجموعی نقصان ہے۔

(4) طلبہ کی صلاحیت و میلانِ طبعی کی پُرکھ:

اس کے متعلق چند باتیں بہت اہم ہیں:

- (۱)۔۔۔ اچھے استاد کے اوصاف میں یہ بھی شامل ہے کہ اپنے طلبہ کو پریشانی اور ناکامی کی صورت میں حوصلہ دے اور مزید محنت سے کام لینے کی نصیحت کرے اور اچھے مشورے دے۔
- (۲)۔۔۔ طالب علم کو اس کی ذہنی استعداد، میلانِ طبع اور شوق و لگن کے اعتبار سے نیک مشورہ و راہنمائی دینا بھی ایک اچھے استاد کے اعلیٰ ترین اوصاف بلکہ ذمہ داریوں میں سے ہے۔
- (۳)۔۔۔ باقاعدہ تعلیم کے اختتامی سال طلبہ عملی زندگی میں جانے کے لئے شعبہ جات کا انتخاب کر رہے ہوتے ہیں۔ اس موقع پر طلبہ کو درست رہنمائی کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ ایک شفیق و تجربہ کار استاد پر لازم ہے کہ طلبہ کو ان کی صلاحیتوں اور طبعی میلان کے مطابق درست شعبہ کی طرف رہنمائی کرے۔ ایک اچھا استاد ہر قدم اور ہر موڑ پر اپنے طلبہ کی رہنمائی اور حوصلہ افزائی کرتا ہے۔



پڑھانے والا استاد کیسا ہو؟

اس مضمون میں ہم نے ”پڑھانے“ کی قید لگائی ہے کہ ”پڑھانے والا استاد کیسا ہو“ کیونکہ جو اصول بیان ہوں گے وہ پڑھانے والے استاد کے لئے ہوں گے نہ کہ غیر پڑھانے والے استاد کے۔ اس لئے پڑھانے والا استاد ان چیزوں کو توجہ کے ساتھ پڑھے اور اپنے اندر بہتری لانے کی کوشش کرے۔

(۱)۔۔۔ پڑھانے والا استاد سبق پڑھانے میں زیادہ وقت لینے والا نہ ہو بلکہ کم وقت میں اچھا پڑھانے والا ہو۔ زیادہ وقت لینے سے طلبہ بور ہونے لگتے ہیں اور متعینہ نصاب کو مکمل کرنے میں بھی دقت پیش آتی ہے۔

(۲)۔۔۔ پڑھانے والا استاد صرف پڑھا دینے والا یا رٹا دینے والا نہ ہو بلکہ گھول کر پلا دینے والا ہو۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اچھے انداز میں دل نشین کر دے کہ بیان کی ہوئی باتیں دیر تک ذہن میں محفوظ رہیں۔

(۳)۔۔۔ پڑھانے والا استاد سست اور کاہل نہ ہو بلکہ پھر تیلدا اور متحرک ہو۔ استاد کے سست و کاہل ہونے کا اثر طلبہ پر بھی پڑتا ہے اگر استاد ایک گنا سست ہو گا تو طلبہ دس گنا سست ہو جائیں گے اور یہ بات کافی مشہور ہے کہ مولوی سست و کاہل ہوتا ہے، لہذا پڑھانے والا استاد پھر تیلدا و متحرک ہو، تاکہ طلبہ پر اس کا مثبت اثر پڑے۔

(۴)۔۔۔ پڑھانے والا استاد ناقص علم اور ناقص تجربہ والا نہ ہو بلکہ علم پر دسترس رکھنے والا تجربہ والا ہو۔ اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ تمام علوم کا ماہر ہو بلکہ مراد یہ ہے کہ جو فن پڑھا رہا ہے اس میں اچھی خاصی پکڑ رکھنے والا ہو کہ اگر پڑھانے والا استاد ناقص العلم اور ناقص التجربہ ہو گا تو خاطر خواہ فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔

(۵)۔۔۔ پڑھانے والا استاد صرف زبانی پڑھانے والا نہ ہو بلکہ پڑھانے کے ساتھ بورڈ پر لکھ کر سمجھانے والا ہو۔ بوقت تدریس بورڈ کو استعمال کرنا بہت کار آمد طریقہ ہے کہ بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ پڑھنے پڑھانے اور سمجھانے سے سمجھ میں نہیں آتیں یا جلدی نہیں آتیں لیکن جب بورڈ میں لکھ کر سمجھایا جاتا ہے تو طلبہ کو فوراً سمجھ میں آ جاتی ہیں لہذا لازماً بوقت تدریس بورڈ کا استعمال کیا جائے چاہے وہ کوئی سا بھی علم ہو۔

(۶)۔۔۔ پڑھانے والا استاد خشک مزاج اور تنگ سوچ والا نہ ہو بلکہ خوش مزاج اور فراخ سوچ والا ہو۔ خشک مزاج اور تنگ سوچ والا شخص کبھی آگے نہیں بڑھ سکتا تو طلبہ کو کیسے آگے بڑھاپائے گا حالانکہ طلبہ کو قوم و ملت کا بہترین سپاہی بنانا پڑھانے والے استاد کی اہم ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری ہے۔

(۷)۔۔۔ پڑھانے والا استاد غصے والا نہ ہو بلکہ نرمی کرنے والا ہنس مکھ ہو۔ غصہ شیطان کی طرف سے ہے لہذا غصیلے استاد کے ذہن میں شیطانی خیالات ہی آئیں گے جس کا طلبہ پر منفی اثر پڑ سکتا ہے۔ لہذا پڑھانے والا استاد اس بری صفت سے بچ کر نرم و ہنس مکھ رہنے کی عادت بنائے۔ اس کے مثبت اثرات آپ خود دیکھیں گے۔ ان شاء اللہ

(۸)۔۔۔ پڑھانے والا استاد بخیل نہ ہو بلکہ خوب دریا دل یعنی سخی ہو۔ بخل ایک بری صفت ہے اور استاد کو ہر بری صفت سے کنارہ کشی کر کے اچھی صفات کا خوگر ہونا چاہئے۔ کہتے ہیں اگر کسی سے کوئی کام کروانا یا اپنی بات منوانا ہو تو منہ کے راستے اس کے پیٹ میں اتر جائیے پھر وہ وہی کرے گا اور وہی مانے گا جو آپ چاہیں گے۔ لہذا جب پڑھانے والا استاد دریا دل یعنی سخی ہو گا تو ضرور اپنے طلبہ پر کچھ نہ کچھ خرچ کر کے ان کے پیٹ نہیں بلکہ دل میں اتر جائے گا پھر طلبہ وہ کریں گے جو استاد کہے گا۔

(۹)۔۔۔ پڑھانے والا استاد بچوں کے ساتھ دشمنوں کے جیسا سخت رویہ اختیار کرنے والا نہ ہو بلکہ بچوں کے ساتھ ماں باپ کے جیسا پیار و محبت کا رویہ اختیار کرنے والا ہو۔ طالب علم اپنے گھر سے دور اور ماں باپ کی محبت و شفقت کو چھوڑ کر علم دین حاصل کرنے کے لئے آپ کے پاس آیا ہے اگر آپ بھی اس سے دشمنوں جیسا رویہ اختیار کریں گے تو ہو سکتا ہے وہ دل برداشتہ ہو کر تعلیم سے کنارہ کش ہو جائے۔ لہذا ہر طالب علم کو پڑھانے والا استاد ایسی محبت و شفقت دے کہ وہ اپنے گھر اور ماں باپ کو بھول کر آپ ہی کے در کا ہو جائے اور سخت رویہ اختیار کرنے میں خود استاد کا بھی نقصان ہے کہ سخت مزاج والا بچوں جیسے مزاج والا ہو جاتا ہے۔

(۱۰)۔۔۔ پڑھانے والا استاد غیر تربیت یافتہ نہ ہو بلکہ تربیت یافتہ ہو۔ تاکہ بچوں کی صحیح تربیت ہو سکے کہ استاد ایک آئینہ کے مثل ہے اور آئینہ وہی دکھاتا ہے جو اس کے سامنے کیا جائے۔

”پڑھانے والا استاد کیسا ہونا چاہئے“ کے ضمن میں جتنی بھی باتیں بیان کی گئیں ان کو منفی سے شروع کر کے مثبت پر ختم کیا گیا ہے۔ مثلاً: ”غیر تربیت یافتہ نہ ہو“ پہلے بیان کیا گیا اور پھر اس کے بعد ”تربیت یافتہ ہو“ بیان کیا گیا۔ اس انداز سے بیان کرنے میں حکمت یہ ہے کہ جب بندہ نہ کرنے والے کام کو ترک کرتا چلا جائے گا تو خود بخود کرنے والے کام کرتا چلا جائے گا۔ کہ لقمان حکیم سے کسی نے سوال کیا ”آپ حکمت کے اس مرتبہ پر کس طرح فائز ہو گئے؟“ تو آپ نے جواب دیا: ”بیکار باتوں سے پرہیز کرنے کی وجہ سے“۔ (تفسیر صادی، ج ۵، ص ۱۵۹۸، پ ۲۱، لقمان: ۱۲)

92 دن میں صرف 30 منٹ کی تلاش میں قرآن پاک کا ترجمہ قرآنی سورتوں کی
شرح و تائید مفتی اعظم پاکستان کے اور علماء کی معین کتاب بنام

فیضان قرآن کورس

مصنف

مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فخری

طلبہ میں تخلیقی و تجزیاتی قوت پیدا کرنے کے فارمولے

پیارے اساتذہ کرام! طلبہ میں تخلیقی اور تجزیاتی قوت کو پیدا کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ انہیں دونوں قوتوں کے ذریعے نئی چیز، نیا خیال، نیا طرز اور نئی فکر پیدا ہوتی ہے۔

تخلیق کا مادہ ”خلق“ ہے۔ خلق سے مراد ہے کسی چیز کو تخلیق کرنا، بنانا، پیدا کرنا، وجود میں لانا، یا کسی چیز کو جنم دینا۔ تخلیق کے لیے انگریزی زبان میں Creation کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

پس یہاں پر تخلیقی قوت سے مراد کوئی بھی نئی چیز یا نیا خیال، کوئی نیا نظریہ، یا طرز، کوئی ادبی کاوش، یا نیا محمود طریقہ ایجاد کرنا ہے۔ اور یہ ایک ایسی قوت ہے جس سے انسان نئی ایجادات کو جنم دیتا ہے۔

اور تجزیاتی قوت سے مراد کسی مجتمع چیز کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا، تقسیم کرنا، بانٹنا، الگ الگ کرنا ہے، نکات تلاش کرنا، ایک لفظ کے کئی معانی بیان کرنا، یوں کہہ لیجئے کہ ایک پنتھ دو کاج کو عملی جامہ پہنانے کا نام تجزیاتی قوت ہے۔

آپ کسی بچے کے ہاتھ میں پینسل پکڑا کر کہیں کہ کاغذ میں کوئی تصویر بنا، وہ یقیناً کوئی نہ کوئی تصویر بنا دے گا، کیسی وہ سب جانتے ہیں لیکن یہی پینسل اگر آپ کسی ماہر کلاکار کو دیں اور اسے تصویر بنانے کو کہیں تو وہ ایک شاہکار فن پارہ تخلیق کر دے گا جس کو دیکھنے کے لیے پوری دنیا آئے گی اور اس پر لاکھوں، کروڑوں مالیت کی بولیاں لگیں گی۔ وجہ یہ ہے کہ ماہر کلاکار کے پاس اپنی قابلیت تھی اور وہ جذبہ تھا جس کی بدولت جب اس نے اپنے تصورات کو کاغذ پر اتارا تو وہ دنیا کی سب سے خوبصورت تصویر بن گئی۔ ہمارا بچہ ایسا کیوں نہیں کر سکا؟ کیونکہ اس نے اپنی تخلیقی صلاحیت کو استعمال نہیں کیا۔

پیارے اساتذہ کرام! بچے میں تخلیقی قوت کے پیدا نہ ہونے میں ایک سبب یہ بھی ہے کہ ہم بچے کو ایک بنا بنایا ٹریک دے دیتے ہیں اور اسی پر چلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ ڈگری تو حاصل کر لیتا ہے لیکن تخلیقی صلاحیتوں سے محروم ہوتا ہے۔

وجہ کیا ہے؟

معذرت کے ساتھ! ہمارے اساتذہ بڑے ہی لائق و فائق ہیں مگر وہ اپنے طلبہ میں بہترین صلاحیتیں نہیں پیدا کر پاتے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ طلبہ کی تخلیقی صلاحیت، اخلاق و کردار اور باہمی مہارتوں (Interpersonal Skills) کو دیکھا ہی نہیں جاتا۔

پیارے اساتذہ کرام! تعلیم کا بنیادی مقصد خودی کی تلاش اور قوم کو فائدہ پہنچانا ہے۔ ملک و ملت اور مذہب کا مستقبل نئی نسل کی تخلیقی و ذہنی نشوونما کی مرہونِ منت ہے۔ طلبہ کے پوشیدہ جوہر کو دریافت کرنا اور ان کو نکھار کر دینی، ملکی و قومی تعمیر کے لئے بامعنی بنانا ابتدائے آفرینش سے ہر استاد کا شیوہ و شعار رہا ہے۔

تخلیقی فکر اگر موجود ہو تو ہر طرح کے حالات میں راستہ نکل سکتا ہے۔ طلبہ میں تخلیقی صلاحیتوں کو پیدا کرنا اور اس کو فروغ دینا ہر استاد کا فرض اولین ہوتا ہے۔ اساتذہ کے لئے اس بات کا ادراک ضروری ہے کہ ذہانت اور تخلیقیت میں ایک اٹوٹ وابستگی ضرور ہے لیکن یہ ایک دوسرے سے بالکل مختلف اور علیحدہ ہیں۔ ذہانت، علم، مہارت اور معلومات کی شکل میں تخلیقیت کو نہ صرف وجود میں لاتی ہے بلکہ اس کی نشوونما میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔ مدارس ہی معاشرے کے وہ ادارے ہوتے ہیں جہاں درس و تدریس اور تعلیم و تربیت کے ذریعے طلبہ کی ذہنی صلاحیتوں کی آبیاری کی جاتی ہے اور تخلیقیت کو فروغ دیا جاتا ہے۔ طلبہ میں تخلیقی فکر اور رجحان پیدا کرنے کے لئے ماحول کی فراہمی کی ذمہ داری بھی مدارس اور والدین پر عائد ہوتی ہے اور تعلیم کے اہم مقاصد میں ذہانت اور تخلیق کے درمیان پائے جانے والے رشتے کا ادراک، طلبہ کی تخلیقی صلاحیتوں کی شناخت و نشاندہی اور طلبہ میں تخلیقی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کے لئے اٹھائے جانے والے اقدامات شامل ہوتے ہیں۔ تخلیقی صلاحیت انسان میں پائی جانے والی تمام صلاحیتوں میں نہایت اعلیٰ و ارفع مقام رکھتی ہے۔ کسی بھی شخص کے نظریات، افعال و افکار اس کی تخلیقی صلاحیت کا سرچشمہ ہوتے ہیں۔ تخلیقی صلاحیت اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ایک بیش بہا تحفہ ہے جو انسانی زندگی کے مختلف شعبوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ جدید طرز تعلیم میں تخلیقیت کو غایت درجہ کی اہمیت حاصل ہے۔ آج کے دور میں انسانی ترقی و ارتقاء میں تخلیقی مزاج کو ایک موثر

طریقہ تدریس کے طور پر اختیار کیا جا رہا ہے۔ اساتذہ کے لئے لازم ہے کہ وہ طلبہ کو متنفر کرنے والے سخت، روایتی اور قدیم طرز تدریس سے نہ صرف اجتناب کریں بلکہ طلبہ میں تخلیقی فکر، ندرت اور قوت تخیل، تنقید، تجسس اور نتیجہ اخذ کرنے کی قوت کو پروان چڑھائیں۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا انسان نہیں پیدا کیا ہے جس میں کوئی نہ کوئی تخلیقی صلاحیت موجود نہ ہو۔ ہر آدمی زندگی کے کسی نہ کسی مرحلے پر تخلیقی صلاحیت کا اظہار کرتا ہے۔ مدارس تخلیقی صلاحیتوں کو وجود بخشنے اور پروان چڑھانے والے مراکز کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ انہیں مدارس سے امام غزالی جیسے جتہ الاسلام، امام رازی جیسے نکتہ داں، امام احمد رضا جیسے مجدد اور امیر اہلسنت جیسے رہبر و رہنما تیار ہوئے ہیں جن کی دینی و ملی خدمات کو بھلایا نہیں جاسکتا، اسی لئے مدارس پر طلبہ میں تخلیقی صلاحیتوں کی نشوونما اور فروغ کی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

طلبہ میں تخلیقی قوت کیسے پیدا کریں؟

پیارے اساتذہ کرام! کسی بھی طالب علم میں تخلیقی قوت و فکر پیدا کرنے میں تین عناصر اہم کردار ادا کرتے

ہیں۔

(۱)۔۔۔ اساتذہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ تخلیقی طریقہ تدریس پر عمل پیرا ہو کر طلبہ میں تخلیقی کیفیت کو

بیدار کریں۔

(۲)۔۔۔ طلبہ کی تخلیقی کیفیت پر موثر رد عمل کے ذریعے تخلیقی فکر کی پرورش اور نشوونما کریں۔

(۳)۔۔۔ تخلیقی فکر و صلاحیتوں کو فروغ دینے والے ماحول کی فراہمی کریں۔

ماہرین نفسیات کے مطابق ”ہر بچہ اپنے ذہن میں ایک تخلیقی دنیا آباد رکھتا ہے۔“ قوت تخیل ہی طلبہ میں تخلیقی صلاحیتوں کو پیدا کرنے کا سرچشمہ ہوتی ہے۔ اسی لئے بچوں میں تخلیقی صلاحیتوں کو فروغ دینے کے لئے ان کو ان کی خیالی دنیا میں آباد رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ بچوں کے خیالی پلاؤ ہی دراصل ان کی اصل کیفیات کے اظہار کا وسیلہ ہوتے ہیں۔ عظیم فنکاروں، موجدوں اور مصنفوں نے تعلیم میں ہمیشہ جدت اور قوت تخیل کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے دنیا میں جتنے بھی تخلیقی کام کئے گئے ہیں ان میں پرانے تصورات اور اشیاء کو نئے انداز میں دیکھا گیا ہے۔ نیوٹن نے جب سیب کو گرتے دیکھا تو یہ نیوٹن اور دیگر افراد کے لئے کوئی نئی اور انوکھی بات نہیں تھی۔ لیکن نیوٹن نے اس سیب کے گرنے کے

عمل کو ایک خاص جدید انداز میں دیکھا اور تخیل کے ترازو میں رکھ کر تولانیز تنقید کے ہتھوڑے سے کوٹا کہ سب درخت سے ٹوٹ کر نیچے کیوں گر رہا ہے؟ اوپر کیوں نہیں جا رہا ہے؟ پھر نیوٹن کی اس جدتِ فکر کا نتیجہ کیا نکلا کہ اس نے دنیا کو کششِ ثقل (Gravity) کا نظریہ دے دیا جس سے دنیا اب تک ناواقف تھی۔

حالانکہ یہ نظریہ غلط ہے اور مجددِ دین و ملت، اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ المنان نے اس نظریہ کا رد فرمایا ہے۔ نیوٹن کے اسی نظریہ کی بنیاد پر اکتوبر ۱۹۱۹ عیسوی میں ایک امریکی سائنسٹ البرٹ ایف پورٹا نے پیشین گوئی کی کہ ”بعض سیاروں کے اجتماع سے ۱۷ دسمبر ۱۹۱۹ء کو طوفان، بجلیاں، سخت بارش اور بڑے زلزلے ہوں گے۔“ جب یہ ہولناک پیشین گوئی اعلیٰ حضرت کے سامنے پہنچی تو آپ نے اس کی تردید میں ایک رسالہ بنام ”مُعِیْنُ مُبِیْنِ بَہْرِ دَوْرِ شَمْسِ وَ سُنُّوْنِ زَمَیْنِ“ لکھا جس میں ۱۷ دلیلوں سے اس پیشین گوئی کا رد فرمایا جس میں ۱۶ دلائل جدید سائنس سے دیئے ہیں۔ آخر میں فرماتے ہیں: بیانِ مُنْخَم امریکی سائنسٹ پر اور مُوَآخَذَات بھی ہیں مگر ۱۷ دسمبر کے لئے ۱۷ اپریل ہی اِنتِفا کریں۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۲، ص ۲۴۲ طحطا)

مدارس میں بچوں کی قوتِ متخیلہ کو پروان چڑھانے والے طریقہ ہائے تدریس کی اشد ضرورت ہے جس سے بچوں کی تخلیقی صلاحیتوں کو فروغ ملے۔ ماہرینِ نفسیات نے طلبہ سے سرزد ہونے والی غلطیوں کو تخلیقی فکر کے وجود کا سبب قرار دیا ہے۔ ہم غلطیاں کرنے اور ان کے اقرار سے گھبراتے ہیں جب کہ غلطیوں کے بغیر تخلیقی سوچ کا وجود میں آنا تقریباً ناممکن ہے۔ ہمارا تعلیمی ماحول تخلیقی سوچ کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔ طالب علم جب استاد کے کسی سوال کے جواب میں استاد کے متوقع خیال کے برخلاف اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے تب استاد طالب علم کی ہمت افزائی کے بجائے اس کے خیالات کو یکسر رد کرتے ہوئے طلبہ میں تخلیقی فکر کے فروغ پر پابندیاں عائد کر دیتا ہے۔ اساتذہ اکثر اوقات بچوں کی نئی سوچ کو رد کر دیتے ہیں اور اسے ڈانٹتے ہوئے کہا جاتا ہے: ”زیادہ بڑے عالم بن گئے ہو، پر لگ گئے ہیں، کس دنیا میں کھوئے رہتے ہو، میں جو کہتا ہوں اسے نہیں مان رہے ہو، زیادہ اڑنے کی کوشش نہ کرو“ وغیرہ وغیرہ جملے طلبہ کو کہے جاتے ہیں۔ ہاں! اگر طلبہ غیر شرعی طریقہ اپنائے تو ضرور بالضرور تنبیہ کریں، اسے ڈانٹیں اور اگر اس

کے قول، سوچ، فکر و خیال میں کوئی شرعی خرابی نہ ہو تو اس کی حوصلہ افزائی کی جائے اور یوں اپنے انداز تدریس و تعلیم کو بہتر بنانے کی کوشش کی جائے، نہ کہ طریقہ تدریس و تعلیم کو ہمیشہ محدود طریقہ کار کے ارد گرد گردش کروایا جائے۔

اکثر اساتذہ تخلیق سے زیادہ تربیتی کاوشوں پر وقت صرف کرتے ہیں۔ علم نفسیات کے مطابق بچوں کے لئے سب سے بدترین چیز بچوں کو مباح کاموں میں روکنا ٹوکنا ہے جو تخلیقی فکر کی نشو و نما میں بڑی رکاوٹ سمجھا جاتا ہے۔ درخت کی مناسب نشو و نما کے لئے اس کی شاخوں کو تراشنا ضروری ہوتا ہے تاکہ وہ سیدھا اور بلند ہو جائے۔ اسی طرح بچوں تک کون سی معلومات پہنچائی جائیں اور کون سی نہیں، یہ جاننا بہت ہی ضروری ہے۔ علمی انفجار کے اس دور میں بچوں کی تعلیم و تربیت دنیا کے مشکل ترین کاموں میں سے ایک ہے۔ آج مختلف ذرائع سے معلومات کا ایک سیلاب اٹھ اچلا آ رہا ہے۔ اساتذہ اور والدین کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ وہ بچوں کو کون سی معلومات فراہم کریں اور کس سے بازار کھیں جو ان کے حصول علم میں معاون ہو، قوتِ تخیل کو بال و پر اور تخلیقی صلاحیتوں کو پرواز عطا کرے۔ مروجہ اور روایتی افکار سے طلبہ کی تخلیقی صلاحیتیں مجروح ہو جاتی ہیں اور وہ روشن لکیر (یعنی پرانے انداز) پر چلنے کے عادی ہو جاتے ہیں۔ بچوں میں آزادانہ غور و فکر کی اگر عادت پیدا ہو جائے تو وہ محیر العقول کارنامے انجام دیتے ہیں۔ روایتی سوچ کی تباہ کاریوں کے ضمن میں ایلس ہووے، سلائی مشین کے موجد کا واقعہ چشم کشا ثابت ہو سکتا ہے۔ چنانچہ:

سلائی مشین کیسے وجود میں آئی؟

ایلس ہووے (Elis Howe) نے ۱۸۴۵ء میں سلائی مشین بنائی۔ اس مشین کی سوئی میں روایتی طریقے کے مطابق چھید اوپر کی جانب تھا جس کی وجہ سے مشین کی کارکردگی متاثر ہو گئی اور ایلس ہووے اپنی مشین سے صرف جوتے ہی سی سکتا تھا۔ ایک عرصے تک ایلس ہووے اسی ادھورے پن میں مبتلا رہا۔ ایک رات اس نے خواب دیکھا کہ اس کو وحشی قبیلے کے آدمیوں نے پکڑ لیا ہے۔ انہوں نے اسے حکم دیا کہ اگر وہ چوبیس گھنٹے میں سلائی مشین تیار نہ کر سکا تو اس کو قتل کر دیا جائے گا۔ مقررہ چوبیس گھنٹے میں وہ سلائی مشین بنانے میں ناکام رہا۔ قبیلے کے لوگ اس کو مارنے کے لئے ہاتھوں میں برچھے تھامے دوڑنے لگے۔ ہووے نے دیکھا کہ ہر برچھے کی نوک پر ایک سوراخ بنا ہوا ہے۔ یہ دیکھتے ہی اس کی آنکھ کھل گئی۔ اس خواب سے اس کو سلائی مشین کی کارگر سوئی بنانے کا سراغ مل چکا تھا۔ اس نے برچھے کی طرح

سوئی میں بھی نوک کی طرف چھید بنا کر اس میں دھاگا ڈالا۔ پہلے چھید اوپر ہونے کی وجہ سے جو مشین کام نہیں کر رہی تھی اب وہی مشین نیچے کی طرف چھید بنانے کے بعد بخوبی کام کرنے لگی تھی۔

ابتدا میں ایلس ہووے کی ناکامی روایتی فکر کی وجہ سے ہوئی تھی۔ وہ یہی سوچ رہا تھا کہ ہاتھ کی سوئی کا چھید اوپر کی جانب ہوتا ہے اور جو چیز ہزاروں سال سے چلی آرہی ہے وہی صحیح ہوگی۔ جب اس کے لاشعور نے تصویر کا دوسرا رخ دیکھا اس وقت وہ معاملے کی تہہ تک پہنچا اور مسئلے کو فوراً حل کر لیا۔ جب انسان اپنے آپ کو کسی کام میں ہمہ تن مشغول کر دیتا ہے تب وہ قدرت کے سربستہ رازوں کو حل کرنے کی صلاحیت اپنے آپ میں پاتا ہے جیسے ایلس ہووے نے سلائی مشین کی ایجاد انجام دی۔

کیا ہر بچہ تخلیقی قوت کا مالک ہوتا ہے؟

ماہرین نفسیات میں تخلیقی صلاحیت و افکار کے خداداد اور پیدائشی ہونے پر اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض کا ماننا ہے کہ تخلیقی فکر پیدائشی نہیں ہوتی ہے بلکہ یہ کسی میں بھی پیدا کی جاسکتی ہے۔ ماہر نفسیات ایلس ٹیسن کے مطابق ”تخلیق کے بارے میں اکثر سمجھا جاتا ہے کہ یہ ایک مستحکم اور کسی قدر پُر اسرار صفت ہے جو صرف بعض خوش نصیبوں کو نصیب ہوتی ہے۔ لیکن تحقیق نے ثابت کر دیا ہے کہ تخلیقی قوت کسی میں بھی پیدا کی جاسکتی ہے۔“ بچوں کے لئے تخلیقی قوت کے جب تمام راستے کھلے ہیں تو اساتذہ کا فرض ہے کہ وہ طلبہ کی تربیت اس انداز سے کریں کہ ان کی تخلیقی قوت بیدار ہو جائے۔

اور بعض ماہرین نفسیات کے مطابق تخلیقی صلاحیت خداداد ہوتی ہے۔ ماحول اس کو صرف نکھار تایا بگاڑتا ہے۔ اگر اس بات کو درست مان بھی لیا جائے تب بھی ان صلاحیتوں کو جلانے اور نکھارنے کے طریقے اور تدابیر اختیار کرنا اساتذہ کے لئے ضروری ہے۔ اب اساتذہ کے لئے فرار ہونے کا کوئی راستہ باقی نہیں رہ جاتا ہے۔ تخلیقی اظہار اور طریقہ کار کو جب نظر انداز یا ہدف ملامت بنایا جاتا ہے تب طلبہ میں پائی جانے والی تخلیقی صلاحیتوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچتا ہے۔ اساتذہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اوسط تعلیمی ذہانت لیکن بہتر تخلیقی صلاحیت کے حامل طلبہ کی تخلیقی صلاحیتوں کی نشاندہی کرتے ہوئے ان پر اپنی توجہ و انہماک کو مرکوز کریں۔ تعریف و توصیف اور رہبری و رہنمائی کے

ذریعے ان کی صلاحیتوں کو فروغ دیں۔ اسی لئے بڑے اور نامور دنیوی تعلیمی اداروں میں ٹیچر کے منصب پر صرف اسی کو رکھتے ہیں جس کا مشغلہ صرف اور صرف تعلیم و تعلم ہو، اگر اس کی کوئی اور بھی مصروفیت ہو تو اسے ٹیچر نہیں رکھتے اور یہی وجہ ہے کہ ان کے اداروں سے فارغ التحصیل ہونے والا بچہ دنیا میں نام کماتا ہے۔

طلبہ کے اندر پائی جانے والی صلاحیتیں

پیارے اساتذہ کرام! طلبہ کے اندر درج ذیل صلاحیتیں پائی جاتی ہیں:

(۱)۔۔۔ **استدلالی صلاحیت:** اس سے مراد معلومات سے مجہولات کو جاننے کی صلاحیت ہے۔

(۲)۔۔۔ **لسانی صلاحیت:** اس سے مراد پڑھنے، لفظوں کے استعمال کا علم و رد عمل اور اظہار خیال کی صلاحیت ہے۔

(۳)۔۔۔ **بصری صلاحیت:** اس سے مراد بصری شکلوں اور تصویروں کی شناخت و پہچان کی صلاحیت ہے۔

(۴)۔۔۔ **جسمانی صلاحیت:** اس سے مراد حالات کے مطابق جسمانی حرکات و سکنات پر قابو پانے کی صلاحیت ہے۔

(۵)۔۔۔ **شخصی صلاحیت:** اس سے مراد اپنے مستقبل کی منصوبہ بندی کرنا اور منصوبہ کا میانی کے لئے لائحہ عمل ترتیب دینا ہے۔

(۶)۔۔۔ **رہبری صلاحیت:** اس سے مراد قوم کی رہبری کرنے کی صلاحیت ہے۔

طلبہ کی چار قسمیں

ذہانت و تخلیقیت کے درمیان ایک اٹوٹ رشتہ ہے جس کی بنیاد پر طلبہ کی چار قسمیں بنتی ہیں:

(۱)۔۔۔ **اعلیٰ ذہانت اور اعلیٰ تخلیقیت:** ایسے طلبہ میں اعلیٰ قسم کی ذہانت اور اعلیٰ قسم کی تخلیقیت پائی جاتی ہے۔ ان میں اعلیٰ تخلیقیت کا وجود بہترین ذہانت کی وجہ سے پایا جاتا ہے۔ جب یہ طلبہ اپنی ذہانت کو استعمال کرتے ہوئے تحقیقی کام انجام دیتے ہیں تب ان سے اعلیٰ تخلیقی کام وقوع پذیر ہوتے ہیں۔

(۲)۔۔۔ کم ذہانت اور اعلیٰ تخلیقیت: اس قسم کے طلبہ اکثر نظر انداز کر دیئے جاتے ہیں۔ ان کے تمام تخلیقی افکار پر حدیں عائد کر دی جاتی ہیں اور اکثر ان پر پھسڈی (Dull) ہونے کا لیبل چسپاں کر دیا جاتا ہے۔ جب ان کے تخلیقی افکار و افعال کو اہمیت نہیں دی جاتی ہے تب وہ مایوسی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ذہنی خلفشار کے باعث غصہ کا اظہار کر بیٹھتے ہیں۔ اگر ان کو ایک ایسا استاد ملے جو ان کی تخلیقی صلاحیتوں کی قدر کرتا ہو اور تعریف و توصیف کے ذریعے ان کی حوصلہ افزائی کرتا ہو تب ان سے بہتر مظاہر سرزد ہونے لگتے ہیں۔

(۳)۔۔۔ اعلیٰ ذہانت اور کم تخلیقیت: اس قسم کے طلبہ صرف اپنی تعلیمی سرگرمیوں میں بہتر مظاہرہ کر پاتے ہیں۔ اپنی تعلیمی سرگرمیوں میں مشغولیت کی بنا پر وہ تخیلی اور تخلیقی فکر کے لئے وقت نہیں نکال پاتے ہیں۔ یہ صرف تعلیمی سرگرمیوں میں مشغول رہتے ہیں۔ تعلیمی ناکامی ان کے لئے موت کا درجہ رکھتی ہے۔ اپنی تعلیمی سرگرمیوں پر توجہ صرف کرنے کی وجہ سے ان سے کوئی تخلیقی عمل وقوع پذیر نہیں ہوتا ہے۔

(۴)۔۔۔ کم ذہانت اور کم تخلیقیت: ایسے طلبہ پر اساتذہ کو زیادہ توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ذہانت کی کمی کے باعث یہ احساس کمتری کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یہ اکثر پریشان رہتے ہیں اور اکثر دفاعی انداز اپناتے ہیں۔ اساتذہ کی مسلسل تحریک و ترغیب اور حوصلہ افزائی کے ذریعے ان کی اکتسابی صلاحیتوں کو پروان چڑھایا جاسکتا ہے۔

طلبہ میں تخلیقی صلاحیتوں کی شناخت

پیارے اساتذہ کرام! ہر بچے میں تخلیقی صلاحیتوں کے استعمال کی تمام تر امکانی قوتیں موجود ہوتی ہیں، ضرورت اس بات کی ہے کہ ان پوشیدہ خزانوں کو تلاش کرتے ہوئے ان کو ان کے اصل مقام تک پہنچایا جائے۔ طلبہ کی تخلیقی صلاحیتوں کی شناخت اور نشاندہی ان میں تخلیقی صلاحیتوں کے فروغ کا باعث بنتی ہے۔ تخلیقی صلاحیت کے حامل طلبہ میں کچھ ایسی خصوصیات پائی جاتی ہیں جو انہیں دوسروں سے نمایاں اور ممتاز کرتی ہیں۔ مثلاً:

(۱)۔۔۔ ان میں اعلیٰ معیار کی دلچسپی اور تندہی پائی جاتی ہے۔ وہ جس کام میں دلچسپی لیتے ہیں اس کو تندہی سے

انجام دیتے ہیں۔

(۲)۔۔۔ پسندیدہ کاموں کو مختلف طریقوں سے نہ صرف انجام دیتے ہیں بلکہ معروف نتائج کو اپنی جدید تحقیق کے ذریعے تبدیل کرتے ہیں۔

(۳)۔۔۔ تخلیقی مسائل کے حل میں جوش و خروش سے حصہ لیتے ہیں اور مسائل کا اختراعی (یعنی ایجاد و انکشاف) و تخلیقی حل ڈھونڈھ نکالتے ہیں۔

(۴)۔۔۔ اپنے اصل خیالات و افکار کے اظہار سے نہیں ہچکچاتے اور اپنے نظریات، افکار و خیالات کو تخلیقی انداز میں پیش کرتے ہیں۔

(۵)۔۔۔ تخلیقی صلاحیتوں کے حامل طلبہ دوسروں کے تخلیقی کام میں دلچسپی کا اظہار کرنے کے علاوہ اس سے جذبہ و تحریک حاصل کرتے ہیں۔ یہ طلبہ کسی بھی تخلیقی کام کی تعریف و توصیف میں پیچھے نہیں رہتے ہیں۔

(۶)۔۔۔ کسی بھی شے کو نئے زاویے سے دیکھتے ہیں اور نئے افکار و نظریات کے اطلاق سے کچھ نہ کچھ تخلیقی کام انجام دینے کے لئے مضطرب رہتے ہیں۔

(۷)۔۔۔ تخلیقی صلاحیت کے حامل طلبہ کی قوت متخیلہ بہترین ہوتی ہے وہ مختلف اور تخلیقی انداز میں غور و فکر کے عادی ہوتے ہیں۔ تجسس، تخیل اور تخلیقی افکار ہی وہ اثر پذیر عوامل ہوتے ہیں جس سے تخلیق کے سوتے پھوٹتے ہیں۔

تخلیقی افکار و افعال کیسے پیدا کریں؟

پیارے اساتذہ کرام! ذہن میں خیال آتا ہے کہ ہم اپنے طلبہ میں تخلیقی صلاحیتوں کو کیسے پروان چڑھائیں؟ اس کا کوئی فارمولہ مل جائے جس پر عمل کر کے ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکیں۔ پس اسی بات کو مد نظر رکھتے ہوئے آپ کی بارگاہ میں چند نکات پیش خدمت ہیں۔ چنانچہ درج ذیل چار ذہنی عوامل پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے فطری تخلیقی صلاحیتوں کو طلبہ میں فروغ دیا جانا ممکن ہے۔

(۱)۔۔۔ ذہن سازی یا ذہن کی تشکیل نو (Mental Reframing): دلچسپ خیالات کو ذہن میں بسا کر افکار و مسائل کی تشکیل نو کے ذریعے ان کو منظم اور سہل بنایا جاسکتا ہے۔

(۲)۔۔۔ ذہنی استراحت (Mental Relaxation): ذہن کو تمام افکار و تفکرات سے آزاد کرتے ہوئے

سکون و آرام سے دلچسپ افکار و مسائل پر توجہ مرکوز کی جاسکتی ہے۔ اس طرز عمل سے بصیرت کے حصول کے علاوہ تخلیقی نظریات وجود میں آتے ہیں۔

(۳)۔۔۔ روشن خیالی (Mental illumination): ذہنی بصیرت کی وجہ سے ذہن میں آنے والی

تصویریں اور پس منظر میں بسے خیالات آخر کار شعور کا حصہ بن جاتے ہیں۔ ذہن میں اس طرح کے آنے والے واقعات و تصویروں کو بھولنے سے قبل محفوظ کرنا ضروری ہوتا ہے۔

(۴)۔۔۔ ذہنی انتخاب (Mental Selection): نادر اختراعی کام کی انجام دہی سے قبل تمام تخلیقی افکار و

تخیلات کا انتخاب ضروری ہوتا ہے۔ تخلیقی افکار، تخلیقی حقائق کی کسی بھی شکل میں تبدیلی کی سطح سے آگے ہوتے ہیں۔ تخلیقی اذہان کو چاہیے کہ وہ کسی بھی تخلیقی نظریات پر عمل پیرا ہونے سے قبل تخلیقی نظریات و افکار کے انتخاب کو ترجیح دیں۔

پیارے اساتذہ کرام! ہم ایسے طلبہ کو پسند کرتے ہیں جو فرمانبردار، دوسروں کا ادب کرنے والا، اپنا کام وقت پر انجام دینے والا ہوتا ہے اس کے برخلاف ہم ان طلبہ کو پسند نہیں کرتے جو بہت زیادہ سوال کرنے والے، سوچنے اور فیصلہ کرنے میں خود مختار ہوتے ہیں، اپنے عقائد اور نظریات پر ڈٹے رہتے ہیں، کسی کام میں مگن رہتے ہیں اور کسی باختیار شخص کی بات کو من و عن قبول نہیں کرتے ہیں۔

پہلی قسم کے طلبہ کو ہم اچھا اور دوسرے کو بد تمیز یا نافرمان کہتے ہیں اس طرح کے رویے طلبہ میں تخلیقی افکار کی تعمیر کے بجائے تخریب (یعنی اجاڑنے، تباہ و برباد کرنے) کا کام انجام دیتے ہیں۔ تخلیقی سوچ کو فروغ دینے کے بہت سے طریقے دریافت ہو چکے ہیں۔ طلبہ کو گروپ کی صورت میں آئیڈیاز (یعنی نظریات) اور اشیاء پر غور و فکر کرنے، کسی بھی فیصلے کے فوری اور دور رس نتائج کا اندازہ قائم کرنے، کسی بھی چیز کی وجوہات اور مقاصد پر غور و فکر کرنے، کسی بھی کام کی منصوبہ بندی کرنے، کسی مسئلے کے ممکنہ پہلوؤں میں کسی ایک کا انتخاب کرنے، متبادل راستہ تلاش کرنے، فیصلے کرنے اور دوسروں کے نقطہ ہائے نظر کو سمجھنے سے تخلیقی فکر نمود پذیر ہوتی ہے۔ میری سوچ کے مطابق نہیں چلتا، میرا کہنا

نہیں مانتا وغیرہ وغیرہ معاملات کی بنا پر ان کی تخلیقی صلاحیتوں کا گلانہ گھونٹیں بلکہ ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے تخلیقی سوچ کو فروغ دیں۔ تخلیقی سوچ کے ضمن میں خیال رہے کہ جدت فکر و نظر کے نام پر دین کی حدود نہ پھلانگیں۔ دین میں اپنے تخلیقی افکار اور جدت نظر کے اطلاق سے احتراز کریں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم کو جو دین ملا ہے اسے من و عن (یعنی بالکل اسی طرح) بلاچوں و چرا قبول کر لیں۔ اپنی تخلیقی صلاحیتوں کا استعمال فہم دین کے لئے نہ کریں ورنہ دنیا و آخرت کی رسوائی کے سوا کچھ بھی ہاتھ نہیں آئے گا۔

تخلیقی صلاحیتوں کے موانعات

پیارے اساتذہ کرام! تخلیقی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے میں کچھ طلبہ کو موانعات بھی سامنے آتے ہیں جن کی بنا پر طلبہ ترقی کی راہ پر گامزن ہونے کے بجائے ان موانعات میں پھنس کر رہ جاتے ہیں۔ لہذا استاد ہونے کے ناطے طلبہ کی خیر خواہی کرتے ہوئے ان کو ان موانعات سے آگاہ کرنا نہایت ضروری ہے تاکہ طلبہ ان سے بچ کر کامیاب و کامران ہو سکیں۔ وہ موانعات درج ذیل ہیں:

(۱)۔۔۔ **پیسے کی قلت:** طلبہ کی اکثریت غریب ہوتی ہے جس کی بنا پر وہ دورانِ تعلیم اور فراغت کے بعد بھی محض اپنی مالی تنگی کو دور کرنے کے بارے میں سوچنے پر مجبور ہوتے ہیں اور غربت امکانات کی دنیا کو محدود کر دیتی ہے، تخلیقی سوچوں پر پہرے بٹھا دیتی ہے اور طلبہ کو جب کوئی آپشن نہیں ملتا تو امامت کرنا یا ٹیوشن پڑھانا شروع کر دیتے ہیں اور جیسے ہی جاب کا کوئی آفر آیا تو اس تدریس کو بھی خیر آباد کہہ دیتے ہیں کیونکہ تدریس میں اچھے پیسے نہیں ملتے۔

اب ایسے طلبہ کو مالی پریشانی کا حل بتائے بغیر ان کو تخلیقی صلاحیتیں پیدا کرنے کے ہزار طریقے بتانا بے سود ہے، الا یہ کہ پیسوں کی طلب ہی دل سے نکال دی جائے اور قناعت پسندی کو اوڑھنا بچھونا بنالیا جائے۔ لہذا اساتذہ طلبہ کو یہ بات باور کرائیں کہ مالی پریشانی چند دنوں کی ہے اگر آپ اچھے انداز میں پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے تو اچھی نوکری آپ کے قدم چومے گی۔

(۲)۔۔۔ **والدین کے توقعات:** بیٹا کچھ اور کرنا چاہ رہا ہے لیکن والدین کچھ اور توقعات لگائے بیٹھے ہیں اور عموماً بیٹا والدین کی پسند کو اپنانے پر مجبور ہوتا ہے۔ مثلاً: بیٹا چاہ رہا ہے کہ میں تاجر بنوں اور ماں باپ چاہ رہے ہیں کہ عالم

بنے۔ لہذا استاد کو چاہئے کہ اس بات کی جانچ پڑتال کرے کہ کس طالب علم کی کس چیز میں دلچسپی ہے؟ پس جس چیز میں دلچسپی دیکھیں اس کی اسی جانب رہنمائی کریں تاکہ وہ اس فیلڈ میں کامیابی حاصل کر سکے۔

(۳)۔۔۔ **بیوی بچوں کی فکر:** شادی سے پہلے ہمارا نوجوان اس لیے پڑھتا ہے کہ اچھا کماؤں گا تو اچھے گھرانے کی بیوی ملے گی اور شادی کے بعد یہ سوچتا ہے کہ اب پڑھائی سے تو میرے بیوی بچوں کا پیٹ بھرے گا نہیں تو پڑھ کے کیا فائدہ۔

(۴)۔۔۔ **آئیڈیاز اور تخلیقیت کی ناقدری:** طلبہ کے ذہن میں کوئی نئی چیز آتی ہے یا وہ کوئی سوال کرتے ہیں تو اس تجسس و جدت کی قدر کر کے اس کا جواب دینے اور حوصلہ افزائی کرنے کے بجائے ان کو ڈانٹ دیا جاتا ہے یا پھر یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ آئندہ آئے گا یا پھر یہ کہ یہ کوئی نئی چیز تھوڑی ہے۔ اس طرح ناقدری کر کے ان کی صلاحیتوں کو دبا دیا جاتا ہے۔ لہذا ایسے موقع پر استاد کو حکمت عملی سے کام لیتے ہوئے مثبت رویہ اختیار کرنے کی حاجت ہے۔

(۵)۔۔۔ **غبی ہونے کا طعنہ:** پڑھائے جا رہے فن یا فنون سے کسی طالب علم کو دلچسپی نہیں تو اب اس مخصوص فن میں کامیاب نہ ہونے پر طالب علم کو غبی ہونے کا طعنہ دے دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے طالب علم دل برداشتہ ہو کر اپنی صلاحیتوں کے اظہار سے رک جاتا ہے۔ لہذا اساتذہ ایسے انداز اپنانے سے اپنے آپ کو ضرور بچائیں۔

(۶)۔۔۔ **کثرت مطالعہ والی ذہنیت:** یہ سوچنا کہ جب تک میں ہزاروں کتابیں مطالعہ نہ کر لوں خود سے سوچنا بے کار اور بے سود ہے۔ یہ خیال بھی صلاحیت کش ہے۔

(۷)۔۔۔ **عدم ارتکاز:** مختلف خیالات کا ہجوم اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ کسی ایک سوچ پر ہم فوکس کر ہی نہیں پاتے

اور آئنسٹائن نے کہا ہے it is not that I'm so smart it is just that I stay with problems longer کہ میرے اتنے بڑے کارنامے انجام دینے کی وجہ یہ نہیں کہ میں بہت اسمارٹ ہوں بلکہ میں کسی مسئلے اور اس کے حل پر دوسروں سے زیادہ دیر تک سوچتا اور اس پر کام کرتا ہوں۔ ”یک درگیر و محکم گیر“ مقولے پر عمل کر کے ایک سوچ یا ایک فکر پر ورک کر کے اپنی صلاحیتوں کو نکھارنا چاہئے نہ کہ مختلف خیالات میں ڈوب کر اپنی صلاحیتوں کو ختم کر دینا چاہئے۔

پیارے اساتذہ کرام! اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے طلبہ میں تخلیقی قوت پیدا کرنے کی سعی کرتے رہئے ان شاء اللہ عزوجل یہ طلبہ دنیا میں آپ کے لئے نام اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنیں گے۔

نیز اپنے اندر بھی ان چیزوں کو پیدا کرنے کی کوشش کریں جن سے آپ کو مزید ترقی مل سکتی ہے۔ بطور ترغیب چند ترغیبی کلمات ملاحظہ فرمائیں:

مثلاً سگِ عطار (یعنی اس کتاب کے مصنف) اگر صرف مدرس ہوتا تو پڑھنے پڑھانے کی حد تک محدود رہتا، لیکن سگِ عطار نے تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف کی بھی کوشش کی اور اب میری کتابوں کو پڑھنے والے لوگ دنیا کے کئی ملکوں میں موجود ہیں۔ نیز تدریس کے ساتھ ساتھ شعبہٴ تقریر میں بھی میں نے حصہ لیا جس سے ایک تعداد فیضیاب ہو رہی ہے، پس میں اگر تصنیف و تقریر کے میدان کو نہ اختیار کرتا تو میرے لئے ہزاروں لوگوں تک اپنی سوچ کو پہنچانا بہت مشکل تھا۔

پیارے اساتذہ کرام! ہم بھی اگر نئے آئیڈیاز اور ایجادات کرتے رہیں اور طلبہ کی جانب سے ہونے والے اس طرح کے کام کی حوصلہ افزائی کرتے رہیں تو ایک نئی نسل تیار ہو جائے گی۔ مسلمانوں میں ٹیلنٹ کی کمی نہیں، سمت کی کمی ہے۔ بچوں کو بہترین انسان بنانے کے لیے ضروری ہے کہ انہیں بچپن سے سنیں، ان کی حوصلہ افزائی کریں اور انہیں سمت دیں۔ انسان مقناطیس کی طرح ہے۔ جیسا وہ خود ہے ویسی دنیا اکھٹی کر لیتا ہے۔ آپ کے بچے میں موجود ٹیلنٹ جب پالش ہو گا تو وہ اپنے ارد گرد اپنی طرح کی ایک دنیا اکھٹی کر لے گا اور اس کے لیے آگے بڑھنا اور ترقی کرنا کوئی مشکل نہیں ہو گا۔

اللہ پاک ہمیں اخلاص کے ساتھ دین و سنیت کی خدمت کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

طلبہ سے مشکل کام کروانے کے فارمولے

میرے خیال سے ہر استاد اس فارمولے کو حاصل کرنا چاہے گا کہ اکثر اساتذہ کار و ناہی یہی ہوتا ہے کہ طلبہ ہماری بات نہ سنتے ہیں اور نہ ہی مانتے ہیں، لاکھ سمجھاؤ کہ جدول پر عمل کرو، پر نہیں کرتے۔ جامعہ میں صفائی ستھرائی کا ماحول رکھو، پر نہیں رکھتے، سبق یاد کر کے آنا، پر نہیں آتے، بس ہم تو مجبور رہے بس ہو گئے طلبہ ہماری نہیں مانتے جو ان کی سمجھ میں آتا ہے وہی کرتے ہیں۔ کاش! کوئی وظیفہ مل جاتا جو ان پر دم کر دیا جاتا، جس سے یہ درست ہو جاتے۔ انہیں صورتِ حال کو مد نظر رکھتے ہوئے آپ کی خدمت میں ایسے فارمولے پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں جن پر عمل کرنے سے نہ صرف اچھے بلکہ اللہ نے چاہا تو یہی طلبہ آپ کا نام روشن کرنے والے بنیں گے۔

پہلا فارمولہ

پہلے فارمولے کو ایک حقیقی مثال سے سمجھنے کی کوشش کیجئے چنانچہ:

ایک دفعہ ایک استاد صاحب پرنسپل کے پاس آئے۔ وہ قدرے پریشان تھے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت! آج ایک بڑا حادثہ ہو گیا۔ ایک بچے نے میرے ساتھ Misbehave ناروا سلوک کیا۔ پرنسپل نے استاد کو اطمینان سے بیٹھنے کو کہا اور اس سے تفصیل پوچھی۔ استاد صاحب نے بتایا کہ میں نے کلاس میں طلبہ کو انگریزی پڑھانا شروع کیا اور سبق کا ایک پیرا گراف پڑھا۔ مشکل الفاظ کے تلفظ اور معانی بتائے اور پھر ایک طالب علم سے کہا کہ وہ کھڑے ہو کر پیرا گراف پڑھے۔ طالب علم اپنی جگہ بیٹھا رہا۔ میں نے دوبارہ اس سے پڑھنے کو کہا، وہ طالب علم پڑھنے کے بجائے مجھ سے کہنے لگا ”استاد صاحب! I will not read“ میں نے پڑھوں گا۔ میں نے پھر اصرار کیا لیکن وہ اپنی ضد پر قائم رہا۔ استاد صاحب نے پرنسپل سے کہا: حضرت! یہ میری بے عزتی ہے۔ طالب علم کو سزا دی جانی چاہیے۔

پرنسپل نے استاد صاحب سے کہا: کہ وقفے کے بعد آپ اس طالب علم کو تنہائی میں اسٹاف روم میں بلائیں اور اس کی پیٹھ تھپتھپائیں اور کہیں: ”بیٹے! آپ بہت اچھے لڑکے اور طالب علم ہیں۔ ہمیشہ اپنے استاد کی عزت کرتے ہیں، پڑھنے میں بہت ذہین ہیں۔ آپ سے میں نے آج اس لیے سبق پڑھنے کو کہا تھا کہ دوسرے طلبہ آپ کی نقل کریں لیکن آج آپ کو کیا ہو گیا تھا؟ آپ سچ بتائیں “You are so good so nice“!

استاد صاحب نے طالب علم کے ساتھ جب ایسا کیا تو اس نے استاد صاحب سے کہا: استاد صاحب! آج جب میں یونیفارم پہن کر تیار ہوا تو میں نے اپنے والد سے کہا: کہ آج میں پوری چھوٹے کا ناشتہ کرنا چاہتا ہوں، مجھے دس روپے دے دیں۔ اس پر والد صاحب بہت ناراض ہو گئے اور انہوں نے میرے ایک لات رسید کر دی اور کہا: جا! پیسے نہیں ملیں گے۔ میں بغیر ناشتہ کیے اسکول آ گیا۔ مجھے غصہ تھا جس کی وجہ سے مجھ سے یہ غلطی ہوئی۔ مجھے معاف کر دیں۔ استاد صاحب نے اسے معاف کر دیا۔ ادھر استاد صاحب نے دوسرے دن اس کے والد کو اسکول بلا کر سمجھایا کہ بچے بعض دفعہ ہماری بے جا سختیوں کی وجہ سے باغی ہو جاتے ہیں۔ آپ اپنا رویہ بدلیں۔ استاد صاحب کے اس انداز سے بچے کے والد پر خاطر خواہ اثر ہوا۔

پیارے اساتذہ کرام! اس طرح بعض دفعہ ہم خود طلبہ کو باغی بنا دیتے ہیں۔ اس لیے استاد کو بڑی حکمت سے کام لینا چاہیے اور اگر کوئی طالب علم آپ کے ساتھ کوئی ناروا سلوک کرے تو انتہائی حکمت عملی سے اس طالب علم کو اکیلے میں لے جا کر اس کی دلجوئی کرتے ہوئے اس کی تعریف کریں اور اس کے ناروا سلوک کرنے کے اسباب بتانے کی جگہ ان اسباب کو ختم کرنے کی کوشش کریں۔ ان شاء اللہ اگلے ہی دن آپ اس طالب علم کو ویسا نہیں پائیں گے جیسا کہ گزشتہ کل تھا بلکہ اگلے دن آپ اسے کئی گنا اچھا پائیں گے۔

دوسرا فارمولہ

دوسرے فارمولے کو بھی ایک مثال سے سمجھنے کی کوشش کیجئے چنانچہ:

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک اسکول میں اساتذہ کے سمجھانے کے باوجود طلبہ کلاس روم میں بہت گندگی والا ماحول رکھتے تھے۔ اساتذہ و پرنسپل سب اس معاملے کو لے کر پریشان تھے۔ کچھ سمجھ نہیں آتا تھا کہ آخر طلبہ میں صفائی و ستھرائی کا ذہن کیسے پیدا کیا جائے؟ ”مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی“ کے مصداق لاکھ کوشش کے باوجود ناکامی ہی ہاتھ آئی۔ اتفاق سے اس اسکول میں ایک نئے استاد کی تقرری ہوئی۔ جب اس استاد نے اسکول کا ماحول دیکھا تو مثبت انداز کو اپناتے ہوئے کارروائی شروع کر دی۔ کچھ ہی دنوں میں کلاس روم کے ساتھ ساتھ سارے کلاس روم اسکول صاف و ستھرا ہو

گیا، اسکول کا سارا اسٹاف یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا کہ آخر یہ جادو کس نے کیا کہ طلبہ کی ذہنیت ہی بدل گئی اور ہر ایک صفائی کا خاص خیال رکھ رہا ہے۔

اساتذہ و پرنسپل کے درمیان یہ گفتگو چل ہی رہی تھی کہ ایک استاد نے کہا: جب سے ہمارے یہ نئے استاد صاحب تشریف لائے ہیں تب سے اسکول کا نقشہ بدلا ہے لہذا انہیں سے دریافت کیا جائے کہ آخر کون سا جادو کیا ہے کہ ایک دم طلبہ کی ذہنیت ہی بدل گئی۔

نئے استاد نے پوچھنے پر بتایا کہ میں نے کوئی جادو نہیں کیا اور نہ ہی مجھے کوئی جادو آتا ہے۔ جب میں نے اسکول کا بگڑا ماحول دیکھا تو طلبہ کے درمیان کمپین کروادیا اور کہا: کہ آج سے آنے والی تیس تاریخ تک ہر کلاس کی صاف صفائی دیکھی جائے گی اور جس کلاس کی صاف صفائی زیادہ ہوگی اسے ایک تاریخ کو انعام اور ایوارڈ دیا جائے گا۔ بس پھر کیا تھا ہر طالب علم انعام اور ایوارڈ کی لالچ میں صفائی پر کمر بستہ ہو گیا یہاں تک کہ اگر اب کوئی طالب علم کلاس میں گندگی کرنا بھی چاہتا ہے تو اسے دیگر طلبہ ڈانٹتے اور ایوارڈ جیتنے کو کہتے ہیں۔

پیارے اساتذہ کرام! دیکھا آپ نے ایک استاد نے مثبت انداز کو اپناتے ہوئے ایک کلاس نہیں بلکہ پورے اسکول کا نقشہ ہی بدل کر رکھ دیا۔ اسی طرح مثبت سوچ کا استعمال کرتے ہوئے ہم بھی طلبہ سے ناممکن کام بھی کروا سکتے ہیں کہ ہم طلبہ کو جس کام میں سستی کرتا دیکھیں اس کام میں کمپین کروادیں ان شاء اللہ عزوجل مثبت رزلٹ ہمارے سامنے ہو گا۔ مثلاً سبق یاد کر کے نہ لانے میں، جدول پر عمل نہ کرنے میں، نمازوں کی پابندی نہ کرنے میں، جماعت کی پابندی نہ کرنے میں، بارہ دینی کام نہ کرنے میں، کھانا کھانے کے وقت شور مچانے جیسی صورت حال میں ہم طلبہ کے درمیان کمپین کروادیں کہ جو فلاں دن اتنے اتنے اسباق یاد کر کے سنا دے گا اس کو تحفہ پیش کیا جائے گا۔ اس ہفتے جس کی ایک بھی نماز قضا نہ ہوگی یا اس ہفتے میں جس کی کسی بھی نماز کی کوئی جماعت فوت نہیں ہوگی اسے تحفہ پیش کیا جائے گا۔

اور یہ انداز میرے شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوت اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی زید مجذباؤ شرفہ و علہ و عہلہ کا ہے کہ آپ کرنے والوں کو تحفے سے نوازتے ہیں نہ کرنے والوں کو

کچھ نہیں کہتے اور آپ کا یہ انداز دیکھ کر نہ کرنے والا، کرنے والا بن جاتا ہے۔ لہذا ہر صورت میں اساتذہ کو حوصلہ افزائی کا عمل نہیں چھوڑنا چاہئے۔

تیسرا فارمولہ

تیسرا فارمولہ عمل سے تعلق رکھتا ہے کہ استاد طلبہ کو جس کام کا حکم دے رہا ہے اس پر خود کار بند ہو، تو استاد کا عمل دیکھ کر طلبہ میں عمل کرنے کا ذہن بن جاتا ہے۔ مثلاً استاد نے طلبہ سے کلاس میں صفائی رکھنے کو کہا تو اگر کہیں استاد کو کوئی کوڑا کرکٹ یا کوئی کچرا نظر آجائے تو طلبہ سے نہ کہے کہ دیکھو وہ کچرا پڑا ہوا ہے پھینک دو بلکہ خود استاد آگے بڑھ کر اس کچرے کو اٹھائے اور ڈسٹ بن میں ڈال دے اور طلبہ سے کچھ نہ کہے۔ جب طلبہ استاد کو کچرا اٹھاتے ہوئے دیکھیں گے تو ان شاء اللہ آئندہ کچرا کرنے سے گریز کریں گے۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ ہمارے طلبہ کے ظاہر و باطن کو ستھرا فرمائے۔

طلبہ دو طرح کے ہوتے ہیں

جامعات و مدارس میں پڑھنے والے طلبہ کی دو قسمیں ہوتی ہیں:

(۱)۔۔۔ پڑھنے والے طلبہ۔ (۲)۔۔۔ پلنے والے طلبہ۔

اور جامعات و مدارس میں دونوں قسم کے طلبہ کا ہونا ضروری ہے۔ اگر آپ کہیں کہ پلنے والوں کی کیا ضرورت؟ ہمیں تو پڑھنے والوں کی حاجت ہے نہ کہ پلنے والوں کی۔ تو میں آپ کے اس سوال کا جواب یوں دوں گا کہ:

(۱)۔۔۔ پڑھنے والے طلبہ ہی اصل میں جامعات و مدارس کی زینت ہوتے ہیں اور انہیں کے لئے سارا چمن لگایا اور سجایا جاتا ہے اور مقصود یہی طلبہ ہیں۔

(۲)۔۔۔ پلنے والے طلبہ کا مقصد پڑھنا نہیں بلکہ جامعات و مدارس میں وقت گزار کر پلنا ہوتا ہے اور جب چند سال میں پل بڑھ کر کسی کام کے لائق ہو جاتے ہیں تو وہ اپنے ذریعہ معاش میں لگ جاتے ہیں۔

لیکن جامعات و مدارس میں ان کا ہونا بہت ضروری ہے اس لئے کہ اگر آپ پڑھنے والے طلبہ کی تعداد نکالیں تو وہ آٹے میں نمک کی سی ہوگی حالانکہ پلنے والے طلبہ کی کثرت ہوتی ہے۔ اب اگر صرف پڑھنے والوں کو رکھا جائے تو ان کی تعداد زیادہ سے زیادہ دس ہوگی اور ان دس کے لئے ایک استاد، ایک کمرہ، ایک باورچی کافی ہے۔ جبکہ ہمارے جامعہ میں آٹھ استاد، دس کمرے، تین باورچی اور ایک خادم، کل بارہ لوگوں کا اسٹاف ہوتا ہے۔ لہذا پلنے والوں کی برکت سے سات اساتذہ، دو باورچی اور ایک خادم کے روزگار کا انتظام ہوتا ہے نیز اگر صرف پڑھنے والے دس طلبہ ہوں تو بور ہوں گے، اکیلا پن محسوس کریں گے اور ایک جگہ رہتے رہتے اکتاہٹ کا شکار ہو کر ان کی تعداد بھی کم ہو جائے گی۔ لہذا پلنے والے طلبہ کی وجہ سے پڑھنے والوں کا دل لگا رہتا ہے۔

اس بات کو سمجھ لینے کے بعد استاد کو پڑھنے والے طلبہ کی شناخت کر کے ان پر خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے اور پلنے والے طلبہ کی پہچان کر کے انہیں روکے رہنے کی ضرورت ہے۔ نیز پلنے والوں پر اتنی کوشش ضرور کی جائے کہ وہ یہاں سے جانے کے بعد صوم و صلاۃ کے پابند رہیں، دینی ماحول سے وابستہ رہیں اور اپنے ایمان کی حفاظت کی فکر کرنے

والے، گناہوں سے بچنے والے، رزقِ حلال کمانے اور کھانے والے بن جائیں۔ جس کی برکت سے دنیا کے ساتھ ساتھ قبر و آخرت میں سرخروئی حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکیں۔

اور اس معاملے میں استاد کی سب سے اچھی کوشش یہ ہوگی کہ ان کو عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے مشکبار دینی ماحول میں رچا بسا دے، بارہ دینی کاموں میں حصہ لینے والا بنادے۔ یوں کہہ لیجئے کہ ان کو دینی رنگ میں رنگ دے، ان شاء اللہ عز و جل ان کے حق میں عافیت ہی عافیت ہوگی۔

اللہ کریم ہمیں طلبہ کی دینی و دنیوی خیر خواہی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

ایک استاد کی عمر میں میں بچا پیدا کرنے والے قارئین کا حسین مجموعہ بنام

رفیق التدریس

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

63 انوکھی معلومات

63 انوکھی حکمتیں

63 انوکھی پہیلیاں

63 انوکھے چٹکے

63 انوکھے سوالات

63 انوکھی حکایتیں

○

○

○

○

○

○

مصنف

ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری

مدنی فختوری

مکتبہ دار السنہ دہلی

طلبہ میں عشق رسول ﷺ پیدا کرنے کے فارمولے

پیارے اساتذہ کرام! آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت امت کا ایک بیش قیمت سرمایہ رہا ہے۔ امت مسلمہ اس وقت زوال پذیر ہوئی، جب ان کے سینے سے حب رسول ﷺ کو کھینچنے کی سازش کی گئی، اقبال کہتا ہے: کیا تو جانتا ہے کہ تیرے ساتھ کیا قیامت توڑی گئی؟

عصر	ما	مارا	ز	ما	بیگانہ	کرد
از	جمال	مصطفیٰ	بیگانہ	کرد		

یہ جو فرقے، گروہ بندیاں پیدا کی گئیں اور حضور ﷺ کی ذات کو وجہ نزع بنا دیا گیا۔ آپ معزلہ، مرجیہ عندیہ، لا ادریہ اور جتنے بھی امت کے اندر انتشارات پیدا ہوئے ہیں اور جتنے بھی فرقے ہوئے ہیں آپ ان سب کو دیکھ لیں مطالعہ کر لیں، کبھی بھی حضور ﷺ کی ذات وجہ نزع نہیں بنی ہے۔ صفات پہ گفتگو ہوتی رہی ہے، خلق قرآن کا مسئلہ رہا ہے، کیا حرام رزق ہے یا نہیں ہے؟ اس پر بحث ہوئی ہے، کبیرہ کا مرتکب کافر ہے یا مؤمن ہے اس عنوان سے بحث ہوئی ہے، حضور ﷺ کی ذات کبھی وجہ نزع نہیں ہوئی۔ آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات ہمیشہ امت کے اندر محبتوں کا مرکز رہی ہے، اور کبھی حضور ﷺ کی ذات کے ساتھ کسی نے کوئی ایسی بات یا اس انداز کے ساتھ بات نہیں کی۔ سب سے پہلے برصغیر پاک و ہند میں اور سلطنت عثمانیہ کو توڑنے کے لیے جب اغیار نے سازش کی، تو اس وقت حضور ﷺ کی ذات کو وجہ نزع بنایا گیا اور پھر ہمارا جو حال ہوا، امت کا شیرازہ بکھر کے رہ گیا۔

حضور ﷺ کی ذات وجہ نزع کب سے بنی؟

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو برصغیر پاک و ہند میں محدث علی الاطلاق کہتے ہیں۔ تمام مکاتب فکر کے لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس غلام اور دین متین کے سپاہی اور برصغیر میں حدیث رسول ﷺ کے اجالے بانٹنے والے اس محدث کو اپنا امام اور مقتدا مانتے ہیں۔ آپ مدارج النبوة میں لکھتے ہیں کہ اللہ کا شکر ہے بہت سارے اختلافات امت کے اندر موجود ہیں لیکن حضور علیہ السلام کی حیات طیبہ کے بارے میں کم از کم میرے دور تک تو کوئی اختلاف نہیں ہے۔ یہ شیخ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں: ”لیکن اب اس کے بعد اس عنوان سے بھی

امت میں اختلاف پیدا ہوا۔“ تو مطلب یہ ہوا کہ یہ شیخ کے بعد کی کہانی ہے، تو سل، استغاثہ، ندا اور یہ جتنے بھی عنوانات اختلاف کے ہیں، امت میں ایسے عنوانات کے بارے میں پہلے اختلاف نہیں تھا۔ تو اقبال نے اس نبض پر ہاتھ رکھا اور امت کے اس دکھڑے کو بیان کیا کہ

عصر ما ما را ز ما بیگانه کرد

ہمارے زمانے نے ہمارے ساتھ یہ ظلم کیا کہ ہمیں ہم سے دور کر دیا ہے۔

از جمال مصطفیٰ بیگانه کرد

اس لئے کہ اس نے ہمیں جمال مصطفیٰ ﷺ سے دور کر دیا۔

امت کا علاج یہ ہے کہ

اور اقبال امت کا علاج اسی میں سمجھتا ہے کہ اس در ماندہ قوم کو پھر حضور ﷺ کی دہلیز پر لے آیا جائے۔ اقبال کے فلسفے میں جو درد ہے وہ ان کے اشعار و کلام کے اندر دیکھنے کو ملتا ہے اور آخر کار ڈاکٹر اقبال اپنا سارا فلسفہ ان دو لفظوں میں نچوڑتا ہے:

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے

دہر میں اسم محمد سے اجالا کر دے

تو کائنات میں روشنی اور اجالے تب ہوں گے جب ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے امت جڑے گی۔ ایک جانب اب ہماری نسل نو مغرب سے متاثر ہو رہی ہے یعنی فیشن پرستی اس کو کھینچ رہی ہے اور دوسری جانب بد مذہبیت کا سیلاب اپنے ساتھ بہا لے جانے کے لئے امنڈتا ہوا چلا آ رہا ہے۔ یوں کہہ لیجئے کہ ایک شخص کو کتنے لوگ کھینچ کر اپنے فرقے کی، اپنی جماعت کی، اپنے گروہ کی دعوت دے رہے ہیں اور نتیجتاً اذہان منتشر ہو کے رہ گئے ہیں۔

پیارے اساتذہ کرام! حالات بہت نازک ہیں، آہ! ان فتنوں کے زمانے میں نہ جانے ہمارا کیا بنے گا! موت لمحہ بہ لمحہ قریب آرہی ہے، قبر کی منزل کی جانب برابر آگے کوچ جاری ہے۔ تصوّر کیجئے کہ ہم گویا بڑی احتیاط کے ساتھ ایمان کو بحفاظت سینے سے چمٹائے ہوئے ہیں، ایک طرف نفسِ امارہ ایمان پر جھپٹ رہا ہے، تو دوسری طرف شیطان پینترے بدل بدل کروار کر رہا ہے، تیسری طرف بد مذہب ایمان پر کمند ڈالنے میں مصروف ہیں تو چوتھی طرف سے دنیا کی بے جا محبت ایمان کے درپے ہے! یعنی یوں سمجھئے کہ کوئی ہاتھ مروڑ رہا ہے، کوئی ٹانگ کھینچ رہا ہے، کوئی نکلے رسید کر رہا ہے، کوئی لاتیں اُچھال رہا ہے، ہر ایک پورا زور لگا رہا ہے کہ کسی طرح ہم سے ایمان چھین لے۔ آہ! اس حالت میں ایمان کی دولت کو سلامت لے کر قبر میں کیسے داخل ہوں!

محبوبِ خدا سر پہ آجل آ کے کھڑی ہے
شیطان سے عطار کا ایمان بچا لو
یہ اس کا حال ہے جس کو اپنے ایمان کی فکر ہے اور اس مسلمان کا کیا حال ہو گا جس کو اپنے ایمان کی کچھ پڑی ہی نہیں۔ پیارے اساتذہ کرام! یقیناً حالات کافی ناگفتہ بہ ہو چکے ہیں۔

اے خاصہ خاصانِ رُسل وقتِ دعا ہے
اُمتِ پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے
چھوٹوں میں اطاعت ہے نہ شفقت ہے بڑوں میں
پیاروں میں محبت ہے نہ یاروں میں وفا ہے
جو کچھ ہیں وہ سب اپنے ہی ہاتھوں کے ہیں کر توت
شکوہ ہے زمانے کا نہ قسمت کا گلہ ہے
دیکھے ہیں یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت
سچ ہے کہ بُرے کام کا انجام بُرا ہے

ہم نیک ہیں یا بد پھر آخر ہیں تمہارے
نسبت بہت اچھی ہے اگر حال بُرا ہے
تدبیر سنبھلنے کی ہمارے نہیں کوئی
ہاں ایک دعا تیری کہ مقبول خدا ہے
پیارے اساتذہ کرام! اپنے طلبہ کو عشق رسول کا جام پلانے اور انہیں مدینے کی یادوں میں تڑپنے والا بنانے کی
انتھک کوشش کرنے کی ضرورت ہے، لیکن یہاں پر سوال یہ ہے کہ:

سوال: طلبہ میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی محبت اور اطاعت کا جذبہ کیسے پیدا کیا جائے؟

جواب: مسلمان کو اپنے بچوں میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی محبت اور اطاعت کا جذبہ پیدا کرنا
ان کا شرعی فریضہ ہے اور یہ حدیث مبارکہ سے بھی ثابت ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

أَدَّبُوا أَوْلَادَكُمْ عَلَى ثَلَاثِ خِصَالٍ: حُبِّ نَبِيِّكُمْ وَحُبِّ أَهْلِ بَيْتِهِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ -

(سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۲۵، رقم: ۳۱۱)

ترجمہ: اپنی اولاد کو تین چیزیں سکھاؤ:

(۱)۔۔۔ اپنے نبی کی محبت۔

(۲)۔۔۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اہل بیت اطہار علیہم السلام کی محبت۔

(۳)۔۔۔ اور قرآن کی تلاوت۔

پیارے اساتذہ کرام! طلبائے کرام میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی محبت اور اطاعت کا جذبہ پیدا
کرنے کے لیے درج ذیل مؤثر طریقے اختیار کیے جاسکتے ہیں:

(۱)۔۔۔ طلبائے کرام کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے احترام، ادب اور عزت و توقیر کی ترغیب

دیں۔

(۲)۔۔۔ طلبائے کرام کو سیرت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے واقعات سنائے جائیں۔

- (۳)۔۔۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بچوں کے ساتھ محبت و شفقت کے واقعات سنائے جائیں۔
- (۴)۔۔۔ اساتذہ کرام طلبائے کرام کو درود و سلام زیادہ سے زیادہ پڑھنے کی ترغیب دلائیں اور اس پر ملنے والے اجر و ثواب کی اہمیت کو اجاگر کریں۔
- (۵)۔۔۔ طلبائے کرام کو بتائیں کہ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام مبارک لیا جائے تو ”صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم“ کہا جائے۔
- (۶)۔۔۔ اساتذہ طلبائے کرام کے درمیان ہفتے میں ایک بار ایسی محفل کا انعقاد کریں جس میں اسلاف کے عشق رسول سے متعلق واقعات سنائے جائیں۔
- (۷)۔۔۔ نعت کی سماعت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے فروغ محبت کا بڑا پُر اثر ذریعہ ہے چنانچہ طلبہ کو نعتیں سماعت کرنے اور پڑھنے کی ترغیب دی جائے اور ایسی محافل نعت کا انعقاد کیا جائے جن میں طلبہ کو بھی نعت پڑھنے کے مواقع فراہم کیے جائیں۔
- (۸)۔۔۔ طلبائے کرام کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پسندیدہ کھانوں کی پیار بھرے انداز میں ترغیب دیں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ایسے کھانے خود کھا کر ان کی حوصلہ افزائی کریں۔
- ہمارے اساتذہ کرام جب خود حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ یک گونہ ذہنی و جذباتی وابستگی پیدا کرنے کے لیے طلبہ کو اس طرح کا ماحول فراہم کریں گے تو طلبہ اپنے اساتذہ کو دیکھ کر خود ان کے قلوب و اذہان میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی محبت، تعظیم و توقیر اور اطاعت و اتباع کے پہلورسوخ ہوتے چلے جائیں گے۔
- اللہ پاک ہمیں اور ہمارے طلبہ کو عشق رسول سے معمور فرمائے، نیز محبوب کریم علیہ افضل الصلوات والتسلیم کی غلامی میں استقامت عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ والہ وسلم

استاد کا کلاس میں جانے کا انداز کیسا ہو؟

استاد کے لیے ضروری ہے کہ وہ کلاس روم میں تدریس کا آغاز مستحکم انداز سے کرے کیونکہ طلبہ استاد کے احساسات کا اندازہ اس بات سے لگاتے ہیں کہ استاد کلاس روم میں ان پر کس طرح اثر انداز ہوتا ہے اور کیا رویہ اختیار کرتا ہے۔ لہذا تدریس کے آغاز میں استاد کو اپنا رویہ اتنا نرم اختیار نہیں کرنا چاہیے کہ طلبہ آزادی محسوس کرتے ہوئے اسے استاد ہی تصور نہ کریں اور سیکھنے کے عمل میں سنجیدہ رویہ اختیار نہ کر سکیں۔

عزت نفس کے معاملے میں بچے بدرجہا حساس ہوتے ہیں لہذا استاد ساری کلاس کے سامنے کسی ایک بچے کی شخصیت سے متعلق تضحیک آمیز رویہ اختیار کرنے سے گریز کرے تاکہ اس بچے کی عزت نفس مجروح نہ ہو۔

استاد کا انداز بیان پُر جوش ہونا چاہیے تاکہ طلبہ کی توجہ سبق کی طرف مبذول ہو سکے۔ استاد کو پر امید رہتے ہوئے ہر نئے سبق میں کمزور طلبہ کو انفرادی توجہ دے کر زیادہ محنت سے پڑھانا چاہیے۔

استاد کے لیے جہاں کلاس روم میں تدریس کے آغاز میں غیر معمولی رویہ اختیار کرنے سے احتراز لازم ہے، وہاں اس کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ طلبہ کی توجہ اور دلچسپی سبق کے آغاز سے اختتام تک برقرار رکھے کیونکہ موثر تدریس کے لیے سبق میں طلبہ کا انہماک ضروری ہے۔

درجے میں داخل ہونے سے لے کر واپس آنے تک استاد مندرجہ ذیل طریقے اپنائے:

(۱)۔۔۔ مسکراتے ہوئے طلبہ کو سلام کرے یا طلبہ کے سلام کرنے پر سلام کا جواب دے۔

(۲)۔۔۔ طلبہ سے خیر خیریت دریافت کرے۔

(۳)۔۔۔ کسی طالب علم کے اچھے لباس یا کسی اور اچھی حرکات و سکنات کی تعریف کرے۔

(۴)۔۔۔ موقع محل دیکھ کر کوئی معلوماتی بات بتائے یا معلوماتی سوال پوچھے بالخصوص ان کلاسز میں جن میں

طلبہ سست نظر آ رہے ہوں یا آخری گھنٹی میں۔ اس سے طلبہ چست اور ہشاش بشاش ہو جائیں گے۔ اس قسم کا مواد سگ عطار کی کتاب بنام ”رفیق التدریس“ میں موجود ہے جو کہ چھپ کر آچکی ہے۔ مثلاً: 63 انوکھی معلومات، 63 انوکھے سوالات، 63 انوکھے چٹکے، 63 انوکھی پہیلیاں، 63 انوکھی حکمتیں، 63 انوکھی حکایات۔

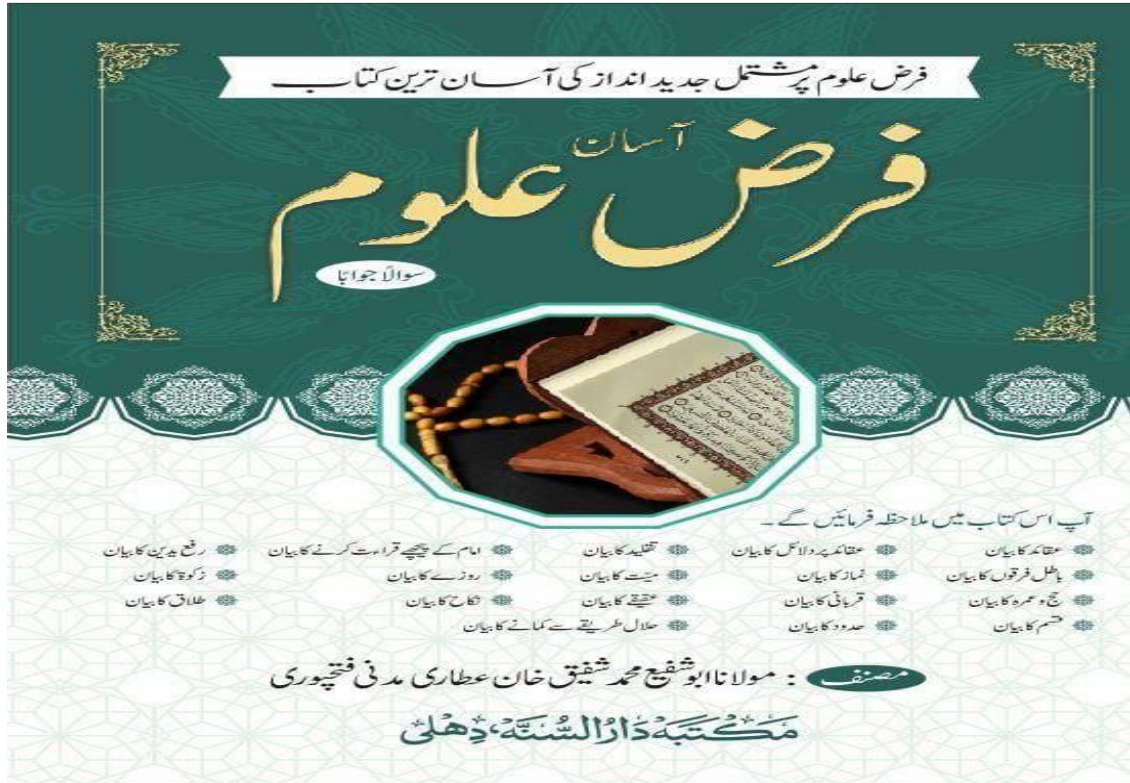
(۵)۔۔۔ طلبہ سے پچھلا سبق سنے۔

(۶)۔۔۔ طلبہ کو اگلا سبق پڑھائے۔

(۷)۔۔۔ پڑھائے ہوئے سبق کا نچوڑ بیان کرے۔

پیارے اساتذہ کرام! ان باتوں کو پڑھنے کے بعد شاید آپ کو یہ محسوس ہو رہا ہو کہ ۳۵ یا ۴۰ منٹ کی گھنٹی میں یہ سارے کام کیسے ممکن ہیں؟

تو میں آپ کی بارگاہ میں عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ سارے کام روزانہ نہیں کرنے بلکہ موقع کے لحاظ سے کام کرنے ہیں کہ کسی ایک طالب علم کی تعریف کر دیں اور جب طلبہ میں سستی پائیں تو کوئی انوکھی بات بتا کر ان کی سستی کو دور کریں۔ ایک دو طالب علم سے سرسری طور پر گزشتہ سبق کے متعلق چند سوالات کر لیں اور ان سب سے فارغ ہو کر اپنا نیا سبق پڑھا دیں اور رخصت ہوتے ہوئے سبق کا ماحصل بیان فرمادیں۔ لیجئے وقت بھی مکمل ہوا اور آپ کے سارے کام بھی سرانجام پا گئے۔



کامیاب استاد بننے کے 6 فارمولے

پیارے اساتذہ کرام! دنیا میں استاد تو بہت ہیں مگر کامیاب استاد بہت کم ملتے ہیں، جن کی تدریس کی طوطی بولتی ہو، طلبہ ان کا نام سن کر سیکڑوں بلکہ ہزاروں کلو میٹر کا سفر کر کے ان کی شاگردی کا شرف حاصل کرنا اپنے لئے باعثِ فخر جانتے ہوں، اپنے ہم عصر اساتذہ میں مشہور و معروف و مقبول ہوں، جو مرجع الاساتذہ و طلبہ ہوں۔ ایسے اساتذہ کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے۔

کامیابی کے 6 فارمولے

مگر وہ کون سی خصوصیات و فارمولے ہیں جن پر عمل کر کے ہم بھی کامیاب اساتذہ کی فہرست میں شامل ہو سکتے ہیں؟ لہذا اسی کے ضمن و ذیل میں چند خصوصیات و فارمولے پیش خدمت ہیں کہ اگر ان پر ہمارا عمل رہا تو ان شاء اللہ عز و جل ہم بھی کامیاب استاد بن سکتے ہیں۔ چنانچہ پہلا فارمولہ:

(۱)۔۔۔ **درسی کتب میں ماہر ہونا:** یعنی درسِ نظامی کے نصاب میں شامل تمام کتب کو اچھے انداز سے سمجھنے اور دوسروں کو سمجھانے کی صلاحیت کا ہونا ہے۔ کیونکہ جس استاد میں ایسی صلاحیت ہوگی وہ زیادہ نہیں تو اپنے جامعہ و ادارے میں ممتاز ہوگا، دیگر اساتذہ و طلبہ کی نظروں میں اس کا ایک مقام و مرتبہ ہوگا، جب بھی کوئی کسی مسئلے میں اٹکے گا اس سے رجوع کرے گا۔ لیکن اس دوران تکبر پیدا نہ ہو ورنہ کہیں کا نہیں رہے گا کہ تکبر دنیا و آخرت کو تباہ کرنے والا ہے۔ لہذا تکبر سے بچنے کے لئے عاشقانِ رسول کی دینی تحریک و دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۹۸ صفحات پر مشتمل کتاب ”تکبر“ کا مطالعہ بہت مفید ثابت ہوگا۔

(۲)۔۔۔ **اپنی ذات میں انفرادیت پیدا کرنا:** یعنی اپنے ہم عصروں میں ممتاز ہونا، چاہے وہ کسی علم کے ذریعے ہو مثلاً: تاریخ، سیرتِ نبوی، بلاغت، منطق، فقہ، علمِ توقیت و فلکیات، علمِ تقویم و طب و غیرہ علوم میں سے کسی ایک یا چند میں مہارت ہو یا تقریر، تصنیف، تبلیغ میں نمایاں حیثیت کا حامل ہو یا تقویٰ و پرہیزگاری میں اپنی مثال آپ ہو مثلاً: خوفِ خدا، عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم، عاجزی و انکساری، توکل علی اللہ، تلاوتِ قرآن پاک و غیرہ میں۔ اگر مذکورہ صفات میں سے کسی بھی صفت میں آپ منفرد ہونے میں کامیاب ہو گئے تو ان شاء اللہ عز و جل دیگر اساتذہ و طلبہ کی نظروں میں یکتائے روزگار ہو

جائیں گے۔

(۳)۔۔۔ دنیاوی علوم کے متعلق جانکاری ہونا: اس سے مراد یہ نہیں کہ عالم ڈاکٹر و انجینئر ہو بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اگر کوئی ہمارے سامنے کسی علم و فن کی بات کرے تو ہمیں اس کے بارے میں کچھ نہ کچھ معلومات ضرور ہو اور ہم کہہ سکیں کہ میں نے اس کے بارے میں پڑھا ہے، ایسا نہ ہو کہ اس علم و فن کے بارے میں ہم نے پہلی بار سنا ہو۔ اس کو سادہ لفظوں میں یوں سمجھئے کہ ہم کسی دنیوی علم رکھنے والے سے متاثر نہ ہوں بلکہ وہ ہم سے متاثر ہو کہ واہ! کیسا عالم ہے جس کو میڈیکل کے بارے میں جانکاری ہے، واہ! ان کو تو دنیوی ڈگریوں کے متعلق معلومات ہے، واہ! ان کو تو لوگوں کے عرف و عادات کے بارے میں بھی معلومات ہے وغیرہ۔

(۴)۔۔۔ تبلیغ دین کرنا: یعنی تدریس کے ساتھ ساتھ دین اسلام کی ترویج و اشاعت کے لئے کوشش کرتے رہنا، عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے بارہ دینی کاموں کے ذریعے اپنے علاقے، شہر، صوبے، ملک بلکہ پوری دنیا میں دھوم مچانا۔ یقین جانیئے یہ ایسا فارمولہ ہے جو آپ کو عوام و خواص دونوں میں مقبول کر دے گا۔ لہذا اس فارمولے پر جنون کی حد تک عمل کرنے کی کوشش کیجئے پھر دیکھئے اس کا صلہ کیا ملتا ہے، مگر یہ سب اللہ کی رضا کے لئے ہو ورنہ ریاکاری کی تباہ کاریاں بہت ہلاکت خیز ہیں۔ لہذا ریاکاری کی معلومات کے لئے عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۱۶ صفحات پر مشتمل کتاب ”ریاکاری“ کا مطالعہ بہت مفید ثابت ہو گا۔

(۵)۔۔۔ دنیا سے بے نیاز ہونا: یعنی دنیا اور دنیا والوں دونوں سے بے نیاز ہونا، نہ عزت و وجاہت کا طلبگار ہو، نہ دولت و ثروت کی لالچ ہو، بس اخلاص کے ساتھ دین کا کام کرتے رہیں۔ دنیا اور دنیا والوں کی چیزوں سے بے رغبت ہونے سے کیا ملتا ہے؟ کے متعلق سنئے چنانچہ:

اللہ و بندوں کی محبت

حضرت سیدنا سہل بن اسعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: ”یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! کسی ایسے کام کے لئے میری رہنمائی فرمائیے کہ جسے میں کروں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرے اور لوگ بھی محبت کریں۔“ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”دنیا سے بے رغبت رہو،

اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور لوگوں کی چیزوں سے بے نیاز رہو، لوگ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔"

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الرقاق، ج ۳، ص ۱۱۰، رقم: ۵۱۸۷)

نیز سنن ابن ماجہ کی حدیث میں سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: "جب تم کسی دنیا سے بے رغبت شخص کو دیکھو اور اُسے کم گو پاؤ تو اس کے پاس ضرور بیٹھو کیونکہ اس پر حکمت کا نزول ہوتا ہے۔"

(سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب الزہد فی الدنیا، الحدیث ۴۱۰۱، ج ۴، ص ۱۲۲)

دنیا سے بے رغبت ہونے کا فارمولہ

پیارے اساتذہ کرام! ہمارے اندر دنیا سے بے رغبت ہونے کا وصف کیسے آئے گا؟ اس کے متعلق شیخ ابو طالب مکی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ دنیا سے بے رغبت ہونے کے لئے سب سے پہلے سخاوت کو اپنانا پڑتا ہے کیونکہ جو سخی نہ ہو وہ دنیا سے بے رغبت نہیں ہو سکتا اور جو دنیا سے منہ نہ موڑے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا محبوب بھی نہیں ہو سکتا۔

(قوت القلوب، الفصل التاسع والعشرون، ج ۱، ص ۱۹۵)

(۶)۔۔۔ اپنی تخلیقی قوت کو بیدار کرنا: یعنی اپنی پوشیدہ صلاحیتوں کو بروئے کار لانا، انہیں عملی جامہ پہنانا۔

پیارے اساتذہ کرام! اگر واقعی میں ہم اپنی صلاحیتوں کو عملی جامہ پہنانے میں کامیاب ہو جائیں تو عوام و خواص میں مشہور و مقبول ہو سکتے ہیں۔ ترغیب و تحریر کے لئے ایک مدنی اسلامی بھائی کی بہار سنئے:

عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے جامعۃ المدینہ کے ایک استاد صاحب دس سال سے تدریس کر رہے ہیں، انہوں نے ۱۴۲۴ھ کے رمضان المبارک میں نیت کی کہ میں اپنی تخلیقی قوت کو بروئے کار لاتے ہوئے انقلابی کام سرانجام دوں گا۔ لہذا انہوں نے رمضان المبارک میں ایک مسجد میں بیان کیا، جس میں دینِ اسلام کے لئے اسلاف کی قربانیاں، علمِ دین کی ضرورت و فضیلت، معاشرے کے بگڑے ہوئے حال پر روشنی ڈالنے کے بعد بیان کے دوران جامعۃ المدینہ للبنات کھولنے کے لئے زمین خریدنے کا اعلان کیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے زمین خریدنے کے لئے ۳۷ لاکھ روپے کی نیتیں آگئیں۔ دینے والوں میں ایسے لوگ بھی تھے جو اس سے پہلے کبھی بھی دعوتِ اسلامی کو ایک روپیہ نہیں دیتے تھے بحمدہ تعالیٰ ان میں سے بعض پانچ لاکھ، بعض ایک لاکھ، بعض پچاس ہزار اور دینے کی حد ہو گئی ایک نے تو ۲۵ لاکھ دئے۔

پھر اس کے بعد انفرادی طور پر عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے جملہ اخراجات کے لئے عطیات جمع کرنے نکلے۔ ایک مسلمان کے پاس گئے، عطیات دینے کو کہا تو انہوں نے جواب دیا: میں نے اپنی زکوٰۃ نکال دی ہے اب میں آپ کو نہیں دے سکتا۔ ان اسلامی بھائی نے کہا: کوئی بات نہیں آپ ہماری نیکی کی دعوت سن لیں، بس پھر کیا تھا، اپنے درد بھرے لہجے میں نیکی کی دعوت پیش کی اور کہا: جس دینِ اسلام کی خاطر ہمارے اسلاف نے اپنا مال، اپنی جان قربان کی، اس دینِ اسلام کے لئے ہم صرف اپنی زکوٰۃ و فطرہ دیں گے جو مال کا میل ہے؟ کب تک زکوٰۃ، فطرے سے دین کی خدمت کرتے رہیں گے؟ نہیں! پیارے اسلامی بھائی! زکوٰۃ دے کر ہمارا مال پاک و صاف ہو گیا ہے، اب پاک دین کو اپنا پاک مال دیجئے۔

جب اس مسلمان عاشقِ رسول نے دین کی درد سے لبریز باتیں سنیں تو الحمد للہ عز و جل کہنے لگا: واقعی میں ہم کب تک اپنے دین کی خدمت زکوٰۃ و فطرے سے کرتے رہیں گے۔ بالآخر انہوں نے ۳۰ ہزار روپے دعوتِ اسلامی کے دینی کاموں کے لئے پیش کئے۔

اللہ پاک ان استاد صاحب کو سلامت رکھے، ان کے اس حوصلے اور جذبے کو مزید ترقی عطا فرمائے۔ اب انہوں نے شہر کے اندر ۴ جامعات المدینہ للبنین، ۴ جامعات المدینہ للبنات، ۳ مدرسۃ المدینہ رہائشی، ایک دارالمدینہ انٹر کالج اور دارالمدینہ کی پانچ کلاس تک کی چار برانچ کھولنے کا ہدف بنایا ہوا ہے۔

پیارے اساتذہ کرام! یہ ہے اپنی تخلیقی قوت کو بیدار کرنا، آپ بھی ہمت کیجئے اپنی مختصر سی زندگی میں کچھ دین کا کام کر لیجئے، آپ جس بھی جامعۃ المدینہ میں تدریس کرتے ہیں اگر وہاں سے دوسرے جامعۃ المدینہ میں جائیں تو پہلے والے جامعۃ المدینہ کے لوگ آپ کو اچھے کلمات کے ذریعے یاد کریں کہ کوئی آیا تھا۔ اگر آپ نے ایسا کر دکھایا تو یقیناً جانئے ہر جگہ آپ کی ڈمانڈ ہوگی، ہر کوئی چاہے گا کہ ہمارے جامعۃ المدینہ میں آجائیں۔

اور یہ صرف خواب نہیں بلکہ حقیقت ہے اگر ہمارے اساتذہ نے ٹھان لیا کہ مجھے کچھ کرنا ہے تو کوئی مشکل نہیں ہے۔ آپ دیکھیں! میرے مرشدِ کریم، امیرِ اہلسنت جب تنہا پوری دنیا میں دھوم مچا سکتے ہیں تو کیا ہم ایک علاقے

، ایک شہر، ایک صوبے میں دھوم نہیں مچا سکتے؟ یقیناً مچا سکتے ہیں۔ میں پھر ایک بار آپ کی بارگاہ میں عرض کروں گا کہ بس ضرورت ہے اپنی صلاحیتوں کو بیدار کرنے کی، دین کی ضرورت و اہمیت سمجھنے کی، آپ عالم دین ہیں کوئی عام شخص نہیں، آپ دین کے داعی ہیں کوئی دنیا دار نہیں، اللہ پاک نے آپ کی ذات میں وہ خصوصیات رکھی ہیں جو کسی اور میں نہیں، آپ مسلمانوں کے رہبر و رہنما ہیں۔

قرآن میں علما کی شان

آپ ہی کی شان میں رب کائنات نے قرآن کی یہ آیت نازل فرمائی ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ (۲۸)

ترجمہ مکنز الایمان: اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں بے شک اللہ عزت والا، بخشنے

والا۔ (پ ۲۲، الفاطر، ۲۸)

آپ ہی کے شان میں رب کائنات نے قرآن کی یہ آیت بھی نازل فرمائی ہے:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۚ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ (۹)

ترجمہ مکنز الایمان: تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان، نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں۔ (پ ۲۳، الزمر، ۹)

یہاں تک کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی الوہیت پر علما کو گواہ بنایا ہے چنانچہ پارہ ۳، سورہ آل عمران کی آیت نمبر

۱۸ میں ارشاد ہوا:

شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۖ وَالْمَلَكُ وَالْعُلَمَاءُ (پ ۳، آل عمران: ۱۸)

ترجمہ مکنز الایمان: اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور (یہی گواہی دی) فرشتوں نے اور عالموں نے۔

پس اس آیت کریمہ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس بات کی گواہی دینے کے بعد کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اپنی

اس گواہی کے ساتھ فرشتوں اور اہل علم کی گواہی کو ملایا ہے۔ یقیناً اس میں اہل علم کی خصوصیت عظیمہ کا بیان ہے۔

احادیث میں علما کی شان

آپ ہی کی شان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے رب کی قسم یاد فرما کر فرمایا ہے:

حضرت سیدنا ابن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! ایک عالم شیطان پر ایک ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے، کیونکہ عابد اپنے لئے کرتا ہے اور عالم دوسرے کے لئے کرتا ہے۔"

(کنز العمال، کتاب العلم، الحدیث ۲۸۹۰۴، ج ۱۰، ص ۷۶)

آپ ہی کی شان میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ایک دوسری جگہ ارشاد ملتا ہے:

حضرت سیدنا واثلہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ سرورِ عالم، نورِ مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "اس عالم سے بڑھ کر شیطان کی کمر توڑ کر رکھ دینے والی کوئی شے نہیں ہے جو اپنے قبیلے میں ظاہر ہو۔" (کنز العمال، کتاب العلم، الحدیث ۲۸۷۵۱، ج ۱۰، ص ۶۴)

اللہ اکبر! پیارے اساتذہ کرام! مددِ الہی و عنایتِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ کے شامل حال ہے۔ اپنے آپ کو بیدار کیجئے، دین کے کاموں کے لئے تیار کیجئے اور کل سے نہیں، آج سے بلکہ ابھی سے اٹھ کھڑے ہو جائیئے۔

اٹھ	باندھ	کمر کیا	ڈرتا	ہے
پھر	دیکھ	خدا	کیا	کرتا
ہے	ہے			

جو کام مل کر ہزاروں مبلغین نہیں کر سکتے وہ آپ تنہا کر سکتے ہیں، جو کام برسوں سے نہیں ہو سکے وہ آپ ایک دن میں کر سکتے ہیں، ایسا کیوں؟ ایسا اس لئے کہ آپ ہزار آدمیوں کے قائم مقام ہیں، مددِ الہی آپ کے شامل حال ہے کیونکہ عالمِ دین اللہ کا دوست ہوتا ہے چنانچہ حضرت سیدنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام سے ارشاد ہوا: اے ابراہیم! میں عَلَیْم ہوں، ہر عَلَیْم کو دوست رکھتا ہوں۔ (جامع بیان العلم وفضلہ، ص ۷۰، حدیث: ۲۱۳) یعنی علم میری صفت ہے اور جو میری اس صفت (یعنی علم) پر ہے وہ میرا محبوب ہے۔

علماء پر رَحمتوں کا نزول

مددِ الہی آپ کے شامل حال ہے کیونکہ عالمِ دین پر رَحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ چنانچہ ترمذی کی حدیث میں ہے:

تَحْقِيقُ اللہِ عَزَّ وَجَلَّ اور اُس کے فرشتے اور سب زمین والے اور سب آسمان والے یہاں تک کہ چوٹی اپنے سوراخ میں اور یہاں تک کہ مچھلی یہ سب درود (یعنی رَحمت) بھیجتے ہیں علم سکھانے والے پر جو لوگوں کو بھلائی سکھاتا ہے۔

(ترمذی، کتاب العلم، باب ما جاء في فضل الفقه على العبادۃ، ۲/۳۱۳، حدیث: ۲۶۹۴)

درجہ نبوت سے قریب تر

حضرت سیدنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوَالِی اَحْیَاءُ الْعُلُوم میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: نزدیک تر لوگوں کے (یعنی لوگوں میں سے) درجہ نبوت سے علماء و مجاہدین ہیں۔

(احیاء علوم الدین، کتاب العلم، الباب الاول فی فضل العلم... الخ، ۱/۲۰)

یعنی اُن علماء و مجاہدین کا مرتبہ پیغمبروں کے مرتبے سے بہ نسبت تمام خلق (یعنی مخلوق) کے قریب ہے کہ اہل علم اُس چیز پر جو پیغمبر لائے دلالت کرتے ہیں اور اہل جہاد اُس چیز پر جو پیغمبر لائے تلواروں سے لڑتے ہیں۔ یعنی علماء حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فرامین لوگوں تک پہنچاتے ہیں اور مجاہدین شریعت کی حفاظت کے لئے کفار سے لڑتے ہیں۔

علماء وارثِ انبیاء

اور علماء کا مرتبہ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام سے قریب کیوں نہ ہو کہ یہ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے وارث ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ابو داؤد شریف کی حدیث میں ہے:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ۔

ترجمہ: اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک علماء انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَام کے وارث ہیں۔

(سنن ابی داؤد کتاب العلم باب فضل العلم آفتاب عالم پریس لاہور ۱۵۷/۲)

لہذا اہمیت کیجئے اور ہر سو (یعنی طرف) دینی کاموں کی دھوم مچا دیجئے، بد مذہبیت کو شکست دے دیجئے، امت محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فیشن و گمراہی سے نکال کر مدینے کی راہ کا مسافر بنا دیجئے، آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قدموں میں پہنچا دیجئے، آپ کا تھوڑا سا وقت دینا دین کے لئے کافی فائدہ مند ہو سکتا ہے، آپ کا تھوڑا سا وقت دینا بہت بڑے صدقہ جاریہ کا سبب بن سکتا ہے، آپ کا تھوڑا سا وقت دینا کتنوں کو نمازی بنا سکتا ہے، سنتوں کا عامل بنا سکتا ہے، کتنے بچوں کو عالم بنا سکتا ہے۔ اپنی تخلیقی قوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے دین اسلام کے پرچم کو ہر سولہرا دیجئے۔

یہی ہے آرزو تعلیم قرآن عام ہو جائے
 ہر ایک پر چم سے اُونچا پرچم اسلام ہو جائے
 اللہ پاک آپ کی مدد فرمائے، مددگار پیدا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ والہ وسلم

پیارے اساتذہ کرام! اگر واقعی میں آپ آج سے ان فارمولوں پر عمل کرنا شروع کر دیں تو یقیناً کامیاب استاد بننے کے ساتھ ساتھ آپ کا مستقبل روشن و تابناک ہو جائے گا اور یوں دنیا و آخرت میں کامیابی آپ کے قدم چومے گی ان شاء اللہ عزوجل۔

اللہ پاک ہمیں باعمل و مخلص عالم دین بنائے، دین و دنیا میں عزت عطا فرمائے، دین و سنیت کا کام کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ والہ وسلم

اساتذہ اور دل کا درد

طلبائے کرام کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو پار لگانے والے، ان کے مقدر کا ستارہ چمکانے والے، ان کے مستقبل کو روشن کرنے والے محترم، محتشم، معظم، ذی وقار، میرے عزیز و پیارے اساتذہ کرام! ما قبل میں آپ نے پڑھا کہ استاد کے کندھوں پر کتنی ساری ذمہ داریوں کا بوجھ ہے، جس کو اٹھانے کے لئے ہر شخص تیار نہیں ہوتا یہ تو آپ کی کرم نوازی ہے کہ اس بوجھ کو اٹھانے کی ذمہ داری آپ نے لی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو اس کی برکتیں عطا فرمائے آپ کے درجات بلند فرمائے، اپنے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شفاعت اور دخول جنت کی سعادت عطا فرمائے اور آپ کے صدقے مجھ خاکسار و گنہگار کو بھی ان دعاؤں میں حصہ عطا فرمائے۔

میں آپ سے مؤدبانہ، عاجزانہ، التماسانہ، خاکسارانہ، کڑھن بھری التجا کرنے لگا ہوں اور یہ کلمات لکھتے ہوئے آپ حضرات کے متعلق پر امید بھی ہوں کہ اس التجا کو ضرور قبول کریں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی امت کو، اپنے دین کو، اپنے معاشرے کو، اپنی قوم کو اور اپنے ملک کو ایسے نونہال، علم کی دولت سے مالا مال افراد دینے کی کوشش کریں گے جن کی خدمات سے ایک گھر نہیں ایک بستی یا شہر نہیں بلکہ سارا ملک اور ساری دنیا فیض پائے گی۔

جی ہاں! آج ضرورت ہے دین کے ایسے داعی بنانے کی، آج ضرورت ہے ایسے مبلغ میدان میں اتارنے کی، آج ضرورت ہے ایسے باہمت افراد بنانے کی جو امت مسلمہ کی رہنمائی کر سکیں۔ اہلسنت کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو پار لگا سکیں، آج اسلام اور اہل اسلام کو ایک نہیں دو نہیں، پچاس اور سو نہیں بلکہ ہزاروں چیلنجز کا سامنا ہے، کہیں بے عملی کا چیلنج تو کہیں فیشن کا چیلنج، کہیں بد مذہبیت کا چیلنج تو کہیں لادینیت کا چیلنج، کوئی اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات و صفات کو طعنہ و تشنیع کا نشانہ بنا رہا ہے تو کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شانِ عظمت نشان میں کھلم کھلا گستاخیاں کر رہا ہے، کوئی صحابہ کرام پر حملہ آور ہے تو کوئی اہلبیتِ عظام کو نشانے پر لئے ہوئے ہے۔ ہر طرف فتنے ہی فتنے نظر آرہے ہیں۔

یقیناً لوگ اب اس حدیث پاک کے مصداق ہو چکے ہیں جس میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ان فتنوں سے پہلے نیک اعمال کے سلسلے میں جلدی کرو جو تاریک رات کے حصوں کی طرح ہوں گے۔“

ایک آدمی صبح کو مومن ہو گا اور شام کو کافر ہو گا اور شام کو مومن ہو گا اور صبح کافر ہو گا۔ نیز اپنے دین کو دنیاوی سازو سامان کے بدلے فروخت کر دے گا۔ (مسلم، کتاب الایمان، باب المحث علی المبادرۃ بالاعمال... الخ، ص ۳۷، الحدیث: ۱۸۶)

آہ! آج لوگ چائے کی ایک پیالی کے بدلے اپنا دین و ایمان فروخت کر رہے ہیں سلامتی ایمان کی کسی کو فکر نہیں، ایسا لگتا ہے کہ لوگ گمراہی کی جانب ریس لگائے ہوئے ہیں کہ کون کتنی زیادہ اور جلدی گمراہی تک پہنچتا ہے معاذ اللہ! کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ ان ناگفتہ بہ حالات میں کیا کیا جائے؟ امت کی اصلاح کے لئے کون سا طریقہ اپنایا جائے؟ گمراہیت کے راستے سے نکال کر درخدا و مصطفیٰ عزوجل و صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر کیسے لایا جائے؟

یہ حال صرف عوام کا ہی نہیں بلکہ اب تو کچھ دین کا علم حاصل کرنے والے طلبہ اور دین کا علم سکھانے والے اساتذہ کا بھی ہو چکا ہے کہ اپنے آپ کو سنت نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے رنگ میں ڈھالنے کے بجائے نئے فیشن میں مبتلا ہوتے جا رہے ہیں، کردار ہو یا گفتار، لباس ہو یا سماج، خلوت ہو یا جلوت، اخلاق ہوں یا عادات و اطوار، جس نہج اور جس زاویے سے دیکھئے دین کی ہلکی سی، دھندلی سی بھی تصویر نظر نہیں آتی اور جب سے موبائل اور انٹرنیٹ آیاتب سے اور حالت ابتر ہوتی جا رہی ہے اور یوں محسوس ہو رہا ہے کہ:

واعظ	قوم	کی	وہ	پُختہ	خیالی	نہ	رہی!
برق	طبعی	نہ	رہی	شعلہ	مقالی	نہ	رہی
رہ	گئی	رسم	اذاں	روح	ہلالی	نہ	رہی
فلسفہ	رہ	گیا	تلقین	غزالی	نہ	رہی	رہی
مسجدیں	مرثیہ	خواں	ہیں	کہ	نمازی	نہ	رہے
یعنی	وہ	صاحب	اوصاف	حجازی	نہ	رہے	رہے
ہر	مسلمان	رگ	باطل	کے	لئے	نشر	تھا
اس	کے	آئینہ	ہستی	میں	عمل	جوہر	تھا

باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر اُزبر ہو!
 پھر پسر قابلِ میراثِ پدر کیونکر ہو!
 ہر کوئی مستِ مئے ذوقِ تنِ آسانی ہے
 کیسا بھائی! ترا اندازِ مسلمانی ہے؟
 حیدری فقر ہے نہ دولتِ عثمانی ہے
 تم کو اسلاف سے کیا نسبتِ روحانی ہے؟
 چاہتے سب ہیں کہ ہوں اوجِ ثریا پہ مقیم
 پہلے ویسا کوئی پیدا تو کرے قلبِ سلیم
 اب تک یاد ہے قوموں کو حکایت اُن کی
 نقش ہے صفحہ ہستی پہ صداقت اُن کی
 قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
 دہر میں اسمِ محمد سے اجالا کر دے
 عقل ہے تیری سپرِ عشق ہے شمشیرِ تری!
 مرے درویش! خلافت ہے جہانگیرِ تری
 ماسوا اللہ کے لئے آگ ہے تکبیرِ تری
 تُو مسلمان ہو تو تقدیر ہے تدبیرِ تری
 کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
 یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

پیارے اساتذہ کرام! حالات بہت نازک ہیں، حکمتِ عملی کے ساتھ طلبہ کی اس طریقے پر تربیت کرنے کی حاجت ہے جس سے وہ دین کا درد رکھنے والے دور اندیش اور تبلیغِ دین پر کمر بستہ ہونے والے پر عزم ہوں اور ان کو یہ بات باور کرانے کی ضرورت ہے کہ:

نہیں تیرا نشیمن قصرِ سلطانی کے گنبد پر
تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں پر
عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے ان کو اپنی منزل آسمانوں میں
تھے تو آبا وہ تمہارے ہی مگر تم کیا ہو
ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظر فردا ہو
اور آج اگر ہم اپنے طلبہ میں دین کا درد پیدا نہ کر سکے تو پھر زندگی بھریوں گنگنا پڑے گا:
اے خاصہ خاصانِ رُسلِ وقتِ دُعا ہے
اُمّتِ پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پَر دیس میں وہ آج غریبُ الغُربا ہے
جس دین کے مدعو تھے کبھی قیصر و کسریٰ
خود آج وہ مہمانِ سرائے فقرا ہے
وہ دین ہوئی بزمِ جہاں جس سے قُرُوزاں
اب اس کی مجالس میں نہ بتی نہ دیا ہے
جس دین کی حُجّت سے سب ادیان تھے مغلوب
اب مُعترِض اس دین پہ ہر ہرزہ سرا ہے

گو قوم میں تیری نہیں اب کوئی بڑائی
 پر نام تری قوم کا یاں اب بھی بڑا ہے
 ڈر ہے کہیں یہ نام بھی مٹ جائے نہ آخر
 مدت سے اسے دورِ زماں میٹ رہا ہے
 جو قوم کہ مالک تھی علوم اور حکم کی
 اب علم کا واں نام نہ حکمت کا پتا ہے
 کھوج ان کے کمالات کا لگتا ہے اب اتنا
 گم دشت میں اک قافلہ بے طبل و درا ہے
 جو کچھ ہیں وہ سب اپنے ہی ہاتھوں کے ہیں کرتوت
 شکوہ ہے زمانے کا نہ قسمت کا گلا ہے
 دیکھے ہیں یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت
 سچ ہے کہ بُرے کام کا انجام بُرا ہے
 فریاد ہے! اے کشتیِ اُمت کے نگہباں!
 بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے
 اے چشمہٴ رحمتِ بآبی اُنت و اُئی
 دنیا پہ ترا لطف سدا عام رہا ہے
 کر حق سے دعا اُمتِ مرحوم کے حق میں
 خطروں میں بہت اِس کا جہاز آکے گھرا ہے
 اُمت میں ترے نیک بھی ہیں بد بھی ہیں لیکن
 دلدادہ ترا ایک سے ایک ان میں سوا ہے

ایماں جسے کہتے ہیں عقیدے میں ہمارے
 وہ تیری محبت تری عزت کی ولا ہے
 کل دیکھئے پیش آئے غلاموں کو ترے کیا
 اب تک تو ترے نام پہ ایک ایک فدا ہے
 ہم نیک ہیں یا بد ہیں پھر آخر ہیں تمہارے
 نسبت بہت اچھی ہے اگر حال برا ہے
 تدبیر سنبھلنے کی ہمارے نہیں کوئی
 ہاں ایک دعا تیری کہ مقبول خدا ہے
 خود جاہ کے طالب ہیں نہ عزت کے ہیں خواہاں
 پر فکر ترے دین کی عزت کی سدا ہے
 پیارے اور محترم اساتذہ کرام! نہایت ہی سنجیدگی کے ساتھ اپنے کردار کا جائزہ لیجئے۔ اپنے عزم کو پختہ کیجئے اور
 اپنے اندر از سر نو جوشِ ایمانی پیدا کیجئے اور یہ مدنی سوچ بنائیے کہ مجھے اپنے آپ کو اور اپنے سارے طلبہ کو عمل کی جانب
 لانا ہے، سنتوں کا عامل بنانا ہے دین کا داعی و مبلغ اسلام بنانا ہے اور امیرِ اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو
 بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی زید مجتہد و شرفہ و عبثہ و عبثہ کی طرح ساری دنیا میں پرچمِ اسلام لہرانا ہے۔
 اگر ہم نے اپنی ذمہ داری کو سمجھ کر اللہ و رسول عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی محبت میں
 ڈوب کر، اس کام کا بیڑا اٹھا لیا تو اللہ و رسول عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے پیار کی برکت سے ان
 شاء اللہ عزوجل ہمارا دونوں جہاں میں بیڑا پار ہو گا۔
 اب ہمیں کرنا یہ ہے کہ اپنے طلبہ کو علم کا عالم بنانے کے ساتھ ساتھ عمل والا عامل بھی بنانا ہے نیز ان کے اندر
 تخلیقی و تجزیاتی قوت پیدا کر کے امت کو امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ المنان جیسا مفکر، مدبر اور امیرِ اہلسنت، ابو بلال محمد
 الیاس عطار قادری رضوی زید مجتہد و شرفہ و عبثہ و عبثہ جیسا مبلغ، مصلح، داعی بنا کر دینا ہے۔

اس عظیم کام کے لئے آپ کو کافی قربانیاں دینی پڑیں گی، تب جا کر آپ ایسے جوہر پارے امت کو دینے میں کامیاب ہو سکیں گے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہِ عظیم میں بوسیلہِ رحمتہ للعالمین دعا گو ہوں کہ ہم سب کو ہمت، جذبہ، شوق و ذوق اور لگن عطا فرمائے تاکہ ہم اس مقصد کو پورا کرنے میں کامیاب ہو سکیں۔

أعین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

وچھپ معلومات کا ایک اچھوتا انداز "سب سے پہلے فلاں کام کس نے کیا" پر مشتمل کتاب بنام

سب سے پہلے سب سے افضل

اس کتاب میں آپ ملاحظہ کریں گے

- ☆... سب سے پہلے کس نے منبر پر خطبہ پڑھا؟
- ☆... سب سے پہلے کس نے شہید تیار کیا؟
- ☆... سب سے پہلے کس نے ہتھیار بنائے؟
- ☆... اسلام میں سب سے پہلی مسجد کس نے بنائی؟
- ☆... اسلام میں سب سے پہلا خطبہ کون سا پڑھا کیا؟
- ☆... سب سے پہلے قلم نے کیا لکھا؟
- ☆... دنیا میں سب سے افضل دن کب ہوتا ہے؟
- ☆... سب سے افضل متولی کون ہے؟
- ☆... سب سے پہلے کس نے راوغدا میں جہاد کیا؟
- ☆... سب سے پہلے ترازو کس نے بنایا؟
- ☆... سب سے پہلے "کتابغز" کس نے کہا؟
- ☆... اسلام میں سب سے پہلی سولی کس کو دی گئی؟
- ☆... سب سے پہلے کس نے تاج شای اپنے سر پر رکھا؟
- ☆... سب سے افضل چوپایہ کون سا ہے؟
- ☆... سب سے افضل علم کون سا ہے؟
- ☆... سب سے افضل کمائی کون سی ہے؟

☆ راہب کے 62 سوالات اور ابو یزید بسطامی رحمہ اللہ علیہ کے جوابات ☆

مصنف

مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فقیہ پوری

مکتبہ دار السنہ دہلی

دوسرا باب تدریس کے 26 طریقے

آپ اس باب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

- | | | |
|-----------------------------|---------------------------|---------------------------|
| ☆... بطریقہ برادری | ☆... بطریقہ کہانی | ☆... بطریقہ قراءتِ متن |
| ☆... بطریقہ تقریر | ☆... بطریقہ مشاہدہ | ☆... بطریقہ جماعت بندی |
| ☆... بطریقہ سوال و جواب | ☆... بطریقہ بحث و مباحثہ | ☆... بطریقہ انکشاف |
| ☆... بطریقہ عمل | ☆... بطریقہ مثال سے قاعدہ | ☆... بطریقہ قاعدہ سے مثال |
| ☆... بطریقہ کھیل | ☆... بطریقہ آزادی | ☆... بطریقہ تجزیاتی |
| ☆... بطریقہ تقلید | ☆... بطریقہ ترتیب | ☆... بطریقہ نظم |
| ☆... بطریقہ پروجیکٹ | ☆... بطریقہ ترکیب | ☆... بطریقہ کھوج |
| ☆... بطریقہ حفظ | ☆... بطریقہ تلاوت | ☆... بطریقہ فن |
| ☆... بطریقہ املاء و استملاء | ☆... بطریقہ ٹریننگ | ☆... سکھانے کے طریقے |
- ☆... دورانِ تدریس ان چیزوں کا خیال رکھئے

(1) تدریس کا پہلا طریقہ: بطریقہ برادری

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللّٰطِيفِ وَالصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الشَّافِعِی
 اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 الصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِیْبَ اللّٰهِ
 الصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

درود شریف کی فضیلت

ایک مرتبہ خلیفہ ہارون رشید رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ بِمَارِہُو گئے۔ بہت علاج کروایا مگر شفانہ مل سکی۔ اسی حالت میں چھ مہینے گزر گئے۔ ایک دن اسے پتا چلا کہ حضرت سیدنا شیخ شبلی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اس کے محل کے پاس سے گزر رہے ہیں تو اس نے انہیں اپنے پاس تشریف لانے کی درخواست کی۔ جب آپ تشریف لائے تو اسے دیکھ کر ارشاد فرمایا: فکر نہ کرو اللہ پاک کی رَحْمَت سے آج ہی آرام آجائے گا۔ پھر آپ نے دُرود پاک پڑھ کر بادشاہ کے جسم پر ہاتھ پھیرا تو وہ اُسی وقت تندرست ہو گیا۔ (راحت القلوب (فارسی)، ص ۵۰)

ہر دُرود کی دوا ہے صَلِّ عَلٰی مُحَمَّد
 تعویذ ہر بلا ہے صَلِّ عَلٰی مُحَمَّد

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

تدریس کے ۲۶ طریقوں میں سے پہلا طریقہ برادری طریقہ ہے اور یہ طریقہ عربی اردو قاعدہ پڑھنے والے ابتدائی طلبائے کرام کے لئے ہے۔ اس کا طریقہ کاریہ ہے کہ استاد طلبہ کے سامنے حروف تہجی کو کتاب میں دیئے ہوئے سیریل وائر نہ پڑھائے بلکہ برادری والے انداز میں پڑھائے۔ مثلاً:

عربی حروف تہجی

(۱) ا --- (۲) ب ت ث --- (۳) ج ح خ ---
 (۴) د ذ --- (۵) ر ز --- (۶) س ش ---

(۷) ص ض --- (۸) ط ظ (۹) ع غ

(۱۰) ف ق --- (۱۱) ک --- (۱۲) ل

(۱۳) م --- (۱۴) ن --- (۱۵) و

(۱۶) ء --- (۱۷) ہ --- (۱۸) ی

اردو حروف تہجی

(۱) ا --- (۲) ب پ ت ث --- (۳) ح ج خ

(۴) د ڈ --- (۵) ر ز ژ --- (۶) س ش

(۷) ص ض --- (۸) ط ظ (۹) ع غ

(۱۰) ف ق --- (۱۱) ک گ --- (۱۲) ل

(۱۳) م --- (۱۴) ن --- (۱۵) و

(۱۶) ء --- (۱۷) ہ --- (۱۸) ی

(۱۹) بھ پھ تھ ٹھ جھ چھ دھ ڈھ ٹھ کھ گھ لھ

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

(2) تدریس کا دوسرا طریقہ: بطریقہ کہانی

تدریس کے ۲۶ طریقوں میں سے دوسرا طریقہ یہ ہے کہ طلبائے کرام کو کہانی سنا کر معلومات فراہم کی جائے جو طلبہ کی نفسیات سے بہت ہم آہنگ ہوتا ہے۔ لیکن یہ طریقہ عموماً ۶ سال سے ۱۲ سال کے بچوں کے لئے ہی مفید ہے اور ان کہانیوں میں نمایاں شخصیات، سماجی کارکنان، بادشاہوں اور اخلاقیات پر مشتمل قصے کہانیاں شامل کی جائیں کہ اس طرح بچوں کی دلچسپی بھی برقرار رہے گی اور ساتھ ساتھ غیر محسوس انداز میں ان کو بہت کچھ سکھایا بھی جاسکتا ہے اور اس طریقہ تدریس کا بنیادی مقصد طلبائے کرام میں ترغیب اور شوق پیدا کرنا ہوتا ہے۔ کہانیوں کے لیے ضروری ہے کہ طلبائے کرام کی قوتِ فہم اور زبان کے مطابق بیان کیا جائے۔ مثلاً:

شیخ طریقت، امیر اہلسنت، حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی زید مَجْدُود و شَفِیْہ و عَلْمُہ و عَمَلُہ کے رسالے بنام ”نور والا چہرہ“، ”بیٹا ہو تو ایسا“، ”فرعون کا خواب“، ”جھوٹا چور“، ”دودھ پیتا مدنی منا“ وغیرہ سے واقعات و حکایات بیان کرنا مفید ہے۔ کہ اس میں بچوں کی عمر اور ان کی قوتِ فہم اور زبان و انداز کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

یہ طریقہ ابتدائی درجوں میں اپنایا جائے۔ مثلاً: سالِ اوّل اور سالِ دوم کی کلاسوں میں کہ ان درجات میں کم عمر بچے ہی آتے ہیں۔ نیز بڑے درجات کی بعض کتابوں میں کچھ قاعدوں کا تعلق کسی نہ کسی واقعہ سے ہوتا ہے لہذا اس قاعدے کو پڑھانے کے بعد وہ واقعہ بھی بیان کیا جائے، اس طرح طلبائے کرام کو ساری کتاب میں کوئی قاعدہ یاد ہو یا نہ ہو لیکن وہ واقعہ والا قاعدہ ضرور یاد رہے گا۔ مثلاً:

(۱)۔۔۔ علم نحو میں اسمِ جلالت کے الف لام کے متعلق امام سیبویہ کا واقعہ چنانچہ: امام سیبویہ کو کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا مافعل اللہ بک؟ یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ جواب دیا ”اللہ تعالیٰ نے مجھے کثیر بھلائی عطا فرمائی کیونکہ میں نے اس کے نامِ پاک کو اعرفُ المعارف (خاص الخاص) قرار دیا تھا“۔ (اللباب فی علوم الکتاب جلد ۱۔ ص ۱۳۸)

چونکہ اسمِ جلالت ”اللہ“ کے متعلق نحو یوں نے بڑی معرکتہ الآرا بحث کی ہے۔ کسی نے کہا کہ اسمِ جلالت اللہ مشتق ہے اور کسی نے کہا کہ مشتق نہیں ہے، کسی نے کہا کہ اسم ہے اور کسی نے کہا کہ علم ہے، کسی نے کہا کہ اسمِ جلالت

نکرہ تھا پھر الف و لام لگا کر اس کو معرفہ بنایا گیا ہے اور کسی نے کہا کہ یہ پہلے ہی سے معرفہ ہے لہذا مزید معرفہ بنانے کی حاجت نہیں ہے۔ مگر امام سیبویہ نے فرمایا کہ اسمِ جلال پہلے سے معرفہ تھا اور الف و لام لگا کر اَعْرَفُ الْمَعَارِفِ بنا دیا گیا ہے۔ اللہ رب العزت کو امام سیبویہ کی یہ بات اتنی پسند آئی کہ اسی کے سبب ان کی مغفرت فرمادی۔

رحمت	حق	بہا	نمی	جوید
رحمت	حق	بہانہ	می	جوید

(یعنی اللہ کی رحمت قیمت نہیں تلاش کرتی بلکہ اللہ کی رحمت بہانہ تلاش کرتی ہے)

(۲)۔۔۔ حروفِ زوائد کے متعلق ابنِ جنی سے منقول واقعہ چنانچہ: ابنِ جنی کہتے ہیں: ایک حکایت بیان کی گئی ہے کہ ابو العباس نحوی نے ابو عثمان مازنی سے سوال کیا کہ آپ حروفِ زوائد کو شعر کی صورت میں بیان کیجئے۔ پس ابو عثمان مازنی نے یہ شعر گنگنایا:

هَوَيْتُ السَّبَانَ فَشَيَّبَنِي وَ قَدْ كُنْتُ قَدْماً هَوَيْتُ السَّبَانَ

ترجمہ: میں نے موٹی عورتوں کو پسند کیا تو انہوں نے مجھے جوان ہونے سے پہلے ہی جوان کر دیا اور میں عرصہ دراز سے موٹی عورتوں کو پسند کرتا ہوں۔

ابو العباس نے ابو عثمان مازنی سے کہا: اس شعر میں میرے سوال کا جواب کہاں ہے؟ (یعنی آپ نے تو ایسا شعر پڑھا جس میں حروفِ زوائد کا تذکرہ ہے ہی نہیں) ابو عثمان مازنی نے کہا: ”قَدْ أَحْبَبْتُكَ دَفْعَتَيْنِ“ یعنی میں تو تجھے شعر میں دو بار بتا چکا ہوں۔ (صرف کے دلچپ سوالات ص ۱۳۸) یعنی هَوَيْتُ السَّبَانَ کے حروفِ زوائد ہیں۔ جو کہ شعر میں دو مرتبہ آیا ہے۔

نیز حروفِ زوائد کے متعلق سَأَلْتُ نُبُوِيَهَا اور الْيَوْمَ تَنْسَاهُ والا واقعہ بھی کافی مشہور و معروف ہے۔

(۳)۔۔۔ علم المیراث کی مایہ ناز کتاب ”سراجی“ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مسئلہ منبر یہ مذکور ہے

مسئلہ 24 عول 27

مید

بیوی	2 بیٹیاں	باپ	ماں
ثمن	ثلثان	سدس	سدس
3	16	4	4

اس مسئلے کو ”مسئلہ منبریہ“ کہتے ہیں کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ایک شخص کے سوال پر یہ مسئلہ فی البدیہ بیان فرمایا تھا جبکہ آپ منبر پر جلوہ افروز تھے۔

صلوٰ علی الحبیب **صلی اللہ علی محمد**



(3) تدریس کا تیسرا طریقہ: بقراءتِ متن

تدریس کے ۲۶ طریقوں میں سے تیسرا طریقہ یہ ہے کہ استاد بلند آواز سے کتاب کی عبارت کو پڑھے اور اہم اہم پوائنٹ کی تشریح کرتا جائے۔ یہ طریقہ درسِ نظامی کے درجہ اولیٰ اور درجہ ثانیہ کی ان کتابوں میں زیادہ مفید ہے جو اردو زبان میں ہوں مثلاً: اساس الصرف۔ نصاب الصرف۔ انوارِ شریعت۔ کتاب العقائد۔ آخری نبی کی پیاری سیرت۔ خلاصۃ النحو۔ جواہر المنطق۔ نصاب المنطق۔ اردو قواعد و انشاء۔

اس میں یہ انداز بھی اپنا سکتے ہیں کہ ہر طالب علم کو اردو عبارت پڑھنے کا موقع دیا جائے اور استاد اس کی وضاحت کرتا جائے کہ اس طرح اردو پڑھنے کی مشق بھی ہو جائے گی اور سبق بھی۔

نیز بڑے درجات میں بھی کبھی کبھی طلبائے کرام کے درمیان یہ انداز اپنانا چاہئے کہ ایک طالب علم متن پڑھے اور استاد اس متن کا ترجمہ اور تشریح بیان کرے۔

(۱)۔ علم الصرف کی مثال مثلاً:

سہ اقسام: کلمہ کے تین اقسام (اسم، فعل، اور حرف) کو "سہ اقسام" کہتے ہیں۔

وضاحت: پیارے طلبائے کرام! سہ اقسام سے مراد کلمہ کی وہ تین قسمیں ہیں جو اپنے معنی پر مستقلاً دلالت کرنے یا نہ کرنے کے اعتبار سے بنتی ہیں یعنی: اسم، فعل اور حرف۔

(۲)۔ علم النحو کی مثال مثلاً:

آخری حرف کے اعتبار سے کلماتِ عرب کی دو قسمیں ہیں: معرب اور مبنی۔ (۱) مُعْرَب کی تعریف: وہ کلمہ جس کا آخر عامل کے بدلنے سے بدلتا رہتا ہے۔ جیسے: جَاءَ زَيْدٌ، رَأَيْتُ زَيْدًا اور مَرَدْتُ بِزَيْدٍ۔ ان مثالوں میں جَاءَ، رَأَيْتُ اور (ب) عامل ہیں، زَيْدٌ معرب ہے، ضمہ اعراب ہے اور دال محل اعراب۔ (۲) مُبْنِی کی تعریف: وہ کلمہ جس کا آخر عامل کے بدلنے سے نہ بدلے۔ جیسے: هُوَ كَلَّمَكَ کہ یہ حالت رُفْعی و نُصْبی و جَری میں بدلتا نہیں۔

وضاحت: پیارے طلبائے کرام! ہر جملہ کے کلمات کے متعلق یہ جاننا ضروری ہے کہ وہ معرب ہیں یا مبنی؟ یہ بحث نحو میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے؛ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض کلمات ایسے ہیں کہ ان پر مختلف عمل کرنے والے عامل یکے

بعد دیگرے آتے ہیں تو ان کے آخر میں حرف یا حرکت کی تبدیلی آ جاتی ہے۔ مثلاً: جَاءَ زَيْدٌ۔ رَأَيْتُ زَيْدًا۔ مَرَرْتُ بَيْتًا۔ اس طرح کے کلمات کو "معرب" یا "اسم متمکن" کہا جاتا ہے۔ اور بعض کلمات پر وہی عامل آتے ہیں لیکن ان کے آخر میں کوئی تبدیلی نہیں آتی مثلاً: جَاءَنِي هُوَلَاءُ، رَأَيْتُ هُوَلَاءَ، مَرَرْتُ بِهَوَلَاءَ۔ اس طرح کے کلمات کو "بنی" یا "اسم غیر متمکن" کہا جاتا ہے۔

(۳)۔۔۔ علم المنطق کی مثال مثلاً:

(۱)۔۔۔ دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ: وہ دلالت لفظیہ وضعیہ جس میں لفظ اپنے پورے معنی "موضوع" لہ "پر دلالت کرے۔ جیسے: چاقو کی دلالت پھل اور دستے پر۔

(۲)۔۔۔ دلالت لفظیہ وضعیہ تقننہ: وہ دلالت لفظیہ وضعیہ جس میں لفظ اپنے معنی "موضوع" لہ "کے صرف جزء پر دلالت کرے۔ جیسے: لفظ چاقو کی دلالت صرف دستے یا پھل پر۔

(۳)۔۔۔ دلالت لفظیہ وضعیہ التزامیہ: وہ دلالت لفظیہ وضعیہ جس میں لفظ اپنے معنی "موضوع" لہ "کے لازم پر دلالت کرے۔ جیسے: لفظ سورج کی دلالت دھوپ پر۔

وضاحت: پیارے طلبائے کرام! جیسے: کوئی شخص کہتا ہے کہ میں نے بازار سے چاقو خریدا تو اس وقت لفظ چاقو کی دلالت پورے چاقو پر ہوگی لہذا یہ دلالت مطابقیہ ہے اور اگر وہ یہ کہے کہ میں نے چاقو کو تیز کیا تو اس وقت لفظ چاقو کی دلالت صرف پھل پر ہوگی دستے پر نہیں۔ لہذا یہ دلالت تقننہ ہے اور اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میرے گھر میں شام تک سورج رہتا ہے تو اس وقت اس کی مراد یہ ہے کہ دھوپ میرے گھر میں شام تک رہتی ہے اور دھوپ نہ تو سورج کا کل ہے نہ جز بلکہ لازم ہے لہذا یہ دلالت التزامیہ ہے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ

(4) تدریس کا چوتھا طریقہ: بطریقہ تقریر

تدریس کے ۲۶ طریقوں میں سے چوتھا طریقہ یہ ہے کہ استاد درس گاہ میں زبانی تقریر کے ذریعے موضوع پر سیر حاصل گفتگو کرے۔ مثالیں دے کر عنوان کو سمجھائے۔ اسباق کو سمجھانے کے لیے یہ انتہائی موثر طریقہ ہے۔ یہ طریقہ بھی درسِ نظامی کے درجہ اولیٰ اور درجہ ثانیہ کی ان کتابوں میں ہو سکتا ہے جو دوسرے طریقے میں بیان کی گئی ہیں۔ نیز یہ طریقہ درجہ اولیٰ سے دورہ حدیث تک کی ہر کتاب میں بھی اختیار کیا جاسکتا ہے لیکن اس طریقے کے لئے ذہین طلبہ درکار ہوں گے جو عربی عبارت خود حل کر لیتے ہوں ورنہ تو کمزور طلبہ استاد کی تقریر سن کر سامنے توداد دیں گے مگر حاصل ان کو کچھ نہ ہو گا۔ ہاں! استاد اس طریقے کو کبھی کبھی خاص مواقع پر (یعنی جہاں عبارت آسان ہو یا کتاب مادری زبان میں ہو) استعمال کر سکتا ہے۔ مثلاً استاد طلبائے کرام کو ترکیب کے قواعد کو یوں بیان کرے:

(۱)۔۔۔ جب دو اسم جمع ہو جائیں اور ان میں سے پہلا اسم بظاہر نکرہ ہو اور دوسرا معرف ہو یا ضمیر متصل ہو تو پہلا مضاف اور دوسرا مضاف الیہ بنتا ہے۔ جیسے: وَالصَّلَاةُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ۔ الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى نِعَمَائِهِ،

(۲)۔۔۔ جب دو اسم ایسے جمع ہو جائیں جو تعریف، تنکیر اور اعراب وغیرہ میں برابر ہوں یا نکرہ اسم کے بعد جملہ آجائے تو پہلا اسم موصوف اور دوسرا اسم یا جملہ صفت بنتا ہے۔ جیسے: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، الْكَوْمُ الْأَوَّلُ حُرُوفٌ تَجْرُ الْأَسْمَ وَتُسَمَّى حُرُوفًا جَارَةً۔

(۳)۔۔۔ معرفہ کے بعد نکرہ یا جملہ فعلیہ یا جملہ اسمیہ ہو تو معرفہ مبتدا اور بعد کا لفظ خبر بنتا ہے۔ جیسے: زَيْنٌ مُنْطَلِقٌ، هِيَ تَدْخُلُ عَلَى الْبُتْدَاءِ وَالْخَبَرِ، كَأَنَّ هِيَ لِلتَّشْبِيهِ۔

تدریس کا یہ طریقہ کار اگر علم کے حوالے سے دیکھا جائے تو کافی نفع بخش طریقہ ہے کہ اس میں استاد کئی کتابوں سے مواد کو جمع کر کے اپنے تجربات کی روشنی میں طلبائے کرام کے سامنے بیان کرتا ہے اور یوں مختصر وقت میں علم کا اچھا خاصہ حصہ ہاتھ آتا ہے جیسا کہ مندرجہ بالا مثالوں سے ظاہر ہے۔

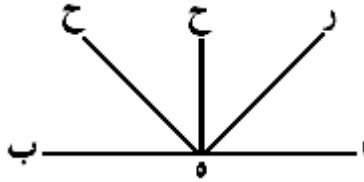
استاد اس طریقہ تدریس میں یہ کام کرے کہ اپنی تقریر کے اہم اہم نکات بورڈ میں لکھوا دے تاکہ بعد میں طلبہ کو یاد کرنے اور سمجھنے میں آسانی ہو۔

(5) تدریس کا پانچواں طریقہ: بطریقہ مشاہدہ

تدریس کے ۲۶ طریقوں میں سے پانچواں طریقہ یہ ہے کہ استاد سبق میں بیان کی گئی کسی چیز کو دکھا کر تعلیم دے۔ مثال کے طور پر فاعل کے مرفوع ہونے اور مفعول کے منصوب ہونے کو بورڈ میں ”خَرَبَ زَيْدٌ“ اور ”خَرَبَ زَيْدٌ“ بکھرا لکھ کر دکھائے۔ اسی طرح نحو اور صرف کے قواعد نیز عربی جملوں کی تراکیب بورڈ میں لکھ کر طلبہ کو ذہن نشین کروائے۔

تدریس کا یہ طریقہ بھی درجہ اولیٰ سے دورہ حدیث تک کی ہر کتاب میں اپنایا جاسکتا ہے لیکن خاص خاص مواقع میں کہ جہاں پر ایسی چیز کا بیان ہو جس کو طلبہ نے نہ دیکھا ہو، یا دیکھا تو ہو لیکن مستحضر نہ ہو یا کسی چیز کی تقسیم کاری وغیرہ مثلاً:

(۱)۔۔۔ علم الفقہ کا یہ مسئلہ: کہ نماز میں چہرے کا کوئی بھی حصہ کعبۃ اللہ کی طرف 45 درجے کے اندر اندر ہو تو نماز ہو جائے گی، اگر 45 درجے سے باہر ہو گیا تو استقبالِ قبلہ نہ پائے جانے کی وجہ سے نماز بھی نہیں ہوگی۔ مثال نقشے سے ملاحظہ کیجئے:



جو شخص مقام ”ہ“ پر کھڑا ہے، اگر نقطہ ”ح“ کی طرف منہ کرے، تو عین کعبہ کو منہ ہے اور اگر دہنے یا بائیں ”ر“ یا ”ح“ کی طرف جھکے تو جب تک ”ر“ یا ”ح“ کے اندر ہے، جہت کعبہ میں ہے اور جب ”ر“ سے بڑھ کر ”ا“ یا ”ح“ سے گزر کر ”ب“ کی طرف کچھ بھی قریب ہو گا تو اب جہت سے نکل گیا، نماز نہ ہوگی۔ (بہارِ شریعت ج ۱، ص ۴۸۷)

اس کو مزیدیوں سمجھئے کہ بالفرض نماز کے بالکل سامنے سمت کعبہ ہو تو سامنے سے نماز کے دائیں کندھے تک 90 درجے ہوتے ہیں، اس کا آدھا کریں تو 45 درجے بنیں گے، یونہی بائیں کندھے تک بھی 90 درجے بنتے ہیں،

اس کا بھی آدھا 45 درجے ہوا، اب اگر کسی نے جہت کعبہ کی سیدھی طرف یا الٹی طرف 45 درجے کے اندر اندر رہتے ہوئے نماز پڑھی تو ہو جائے گی۔

(۲)۔۔۔ ہدایہ اور شرح الوقاہ کا یہ مسئلہ:

وَإِنْ صَلَّى أَرْبَعًا وَلَمْ يَفْعَلْ أَفِيهِنَّ شَيْئًا أَعَادَ رَكَعَتَيْنِ وَلِهَذَا عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَمُحَمَّدٍ - وَعِنْدَ أَبِي يُوسُفَ يَقْضِي أَرْبَعًا - وَلِهَذَا الْمَسْئَلَةُ عَلَى ثَلَاثَةِ أَجْزَاءٍ -

ترجمہ: اگر کسی شخص نے چار رکعت نفل پڑھے اور ان چار رکعت میں سے کسی میں قراءت نہ کی تو امام اعظم اور امام محمد رضی اللہ عنہما کے یہاں وہ شخص صرف دو رکعت کی قضا کرے گا، جبکہ امام ابو یوسف کے یہاں چار رکعت کی قضا کرے گا اور یہ مسئلہ دراصل آٹھ طریقوں پر مبنی ہے۔

پس اس مسئلے کے آٹھوں طریقوں کو بورڈ میں یوں سمجھائیں:

ش	پہلی رکعت	دوسری رکعت	تیسری رکعت	چوتھی رکعت	حکم
۱	ترک	ترک	ترک	ترک	عند الطر فین: دو۔ عند یوسف: چار
۲	قراءت	قراءت	ترک	ترک	بالاجماع: آخری دو کی قضا
۳	ترک	ترک	قراءت	قراءت	بالاجماع: پہلی دو کی قضا
۴	قراءت	قراءت	قراءت	ترک	بالاجماع: آخری دو کی قضا
۴	قراءت	قراءت	ترک	قراءت	بالاجماع: آخری دو کی قضا
۵	قراءت	ترک	قراءت	قراءت	بالاجماع: پہلی دو کی قضا
۵	ترک	قراءت	قراءت	قراءت	بالاجماع: پہلی دو کی قضا
۶	قراءت	ترک	قراءت	ترک	عند الشیخین: چار۔ عند محمد: صرف پہلی دو
۶	ترک	قراءت	ترک	قراءت	عند الشیخین: چار۔ عند محمد: صرف پہلی دو
۶	قراءت	ترک	ترک	قراءت	عند الشیخین: چار۔ عند محمد: صرف پہلی دو
۶	ترک	قراءت	قراءت	ترک	عند الشیخین: چار۔ عند محمد: صرف پہلی دو
۷	قراءت	ترک	ترک	ترک	عند الشیخین: چار۔ عند محمد: صرف پہلی دو
۷	ترک	قراءت	ترک	ترک	عند الشیخین: چار۔ عند محمد: صرف پہلی دو
۸	ترک	ترک	قراءت	ترک	عند الطر فین: پہلی دو۔ عند یوسف: چار
۸	ترک	ترک	ترک	قراءت	عند الطر فین: پہلی دو۔ عند یوسف: چار

اصل کے اعتبار سے اس مسئلے کی آٹھ قسمیں ہیں اور فرع کے اعتبار سے پندرہ قسمیں ہیں۔
یہ طریقہ بالخصوص علمِ توقیت، علمِ فلکیات، علمِ تقویم اور سائنس وغیرہ کے لئے نہایت مفید ہے۔ مثلاً: دنیا کو سمجھانے کے لئے گلوب یا نقشہ دکھایا جائے، طولِ بلد و عرضِ بلد کو نقشے سے سمجھایا جائے۔
علمِ تقویم کی مثال سب عطار عفی عنہ کی کتاب ”تسلیم التوقیت“ سے ملاحظہ فرمائیں:
ہر قمری مہینے کی پہلی تاریخ کس دن ہوگی؟ معلوم کرنے کے لئے علمِ تقویم کا یہ قاعدہ:
کہ جس سنہ ہجری کے قمری مہینے کی پہلی تاریخ کا دن معلوم کرنا ہو اس کے سنہ کو ۸ سے تقسیم (یعنی بھاگ) کر دیں، تقسیم کرنے کے بعد جو باقی بچے اس کو جدول میں دئے ہوئے عدد کے سامنے مہینہ اور دن دیکھیں مثلاً:
سنہ ۱۴۴۲ ہجری کی پہلی شوال المکرم کس دن ہوگی؟ پس ۱۴۴۲ کو ۸ سے تقسیم کیا تو (۱۴۴۰) پورا پورا تقسیم ہو جائے گا اور آخر میں باقی ۲ بچے گا۔ اب ۲ کے سامنے اور شوال کے نیچے دیکھا تو جمعہ نکلا اور واقعی پہلی شوال ۱۴۴۲ ہجری کو جمعہ تھا۔

جدول کا نقشہ

عدد	ربیع الآخر	جمادی الاولی	محرم	جمادی الاخری	صفر	ربیع الاول	شعبان
	رمضان	شوال	ذی القعدہ	رجب	ذی الحجہ		
1	سنچر	اتوار	ہیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ
2	بدھ	جمعرات	جمعہ	سنچر	اتوار	ہیر	منگل
3	ہیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	سنچر	اتوار
4	جمعہ	سنچر	اتوار	ہیر	منگل	بدھ	جمعرات
5	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	سنچر	اتوار	ہیر
6	اتوار	ہیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	سنچر
7	جمعرات	جمعہ	سنچر	اتوار	ہیر	منگل	بدھ

پس اس قاعدے اور جدول کی مدد سے آپ گزرے ہوئے اور آنے والے قمری مہینوں کی پہلی تاریخ کا دن معلوم کر سکتے ہیں۔

(6) تدریس کا چھٹا طریقہ: بطریقہ جماعت بندی

تدریس کے ۲۶ طریقوں میں سے چھٹا طریقہ یہ ہے کہ استاد طلبہ کو گروپ میں تقسیم کر دے اور کسی ایک طالب علم کو انفرادی تعلیم دینے کے بجائے گروپ کو تعلیم دے۔ اس کی دو شکلیں ہوتی ہیں:

(۱)۔۔۔ یکساں صلاحیت والے طلبہ کی جماعت۔

(۲)۔۔۔ مختلف صلاحیت والے طلبہ کی جماعت۔

ہمارے جامعات میں اکثر دوسری شکل والی صورت میں تعلیم دی جاتی ہے کہ ایک درجہ میں ذہین و کمزور و متوسط سب طرح کے طلبہ ہوتے ہیں اور استاد ان سب کو ایک ساتھ سبق پڑھاتا ہے اور یہ بہت عمدہ طریقہ ہے کہ اس طرح کمزور کا بھی کام چلتا رہتا ہے اور ذہین اگر کمزور و متوسط طلبہ کو تکرار کرواتا اور سمجھاتا ہے تو اس کی مزید بولنے، اپنی بات دوسروں کو سمجھانے کی صلاحیت ابھر کر سامنے آتی ہے۔

اس طریقہ تدریس میں استاد کو اپنا انداز بیان اور بیان کے جملے درمیانہ درجے کے رکھنے ہوں گے تاکہ تمام طلبہ سبق کو سمجھ سکیں۔



(7) تدریس کا ساتواں طریقہ: بطریقہ سوال و جواب

تدریس کے ۲۶ طریقوں میں سے ساتواں طریقہ یہ ہے کہ استاد سوال و جواب کے انداز میں پڑھائے کہ طلبہ سوالات کریں اور استاد ان سوالات کے جوابات دے۔ جیسے کہ میرے شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوت اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی زید مَجْدُکَا وَ شَرَفُہُ وَ عَلَیْہُ وَ عَیْلُہُ کا مدنی مذاکرہ کہ مختلف ملکوں، شہروں، برادریوں اور پیشوں سے تعلق رکھنے والے لوگ سوالات کرتے ہیں اور امیر اہلسنت اپنے حکمت بھرے انداز میں شرعی، فطری، نظریاتی، ذہنی جوابات عطا فرماتے ہیں۔ اور سوال تو علم کی چابی ہے جیسے کہ:

امیرُ الْمُؤْمِنِینِ حضرت مولائے کائنات، عَلِیُّ الْمُرْتَضٰی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے مروی ہے: علم خزانہ ہے اور سوال اس کی چابی ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم فرمائے سوال کیا کرو کیونکہ اس (یعنی سوال کرنے کی صورت) میں چار افراد کو ثواب دیا جاتا ہے۔ سوال کرنے والے کو، جواب دینے والے کو، سننے والے اور ان سے مُحَبَّت کرنے والے کو۔ (الفر دوس باثوار الخطاب، ۸۰/۲، حدیث: ۳۰۱۱)

اور اس طریقے کا ایک فائدہ یہ ہے کہ ہمارے اندر جو معلومات مخفی ہیں انہیں سوال و جواب کے ذریعہ باہر نکالا جاسکتا ہے۔ اس طریقے کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ استاد اور طلبہ دونوں کو فائدہ دیتا ہے کہ سوالات طلبہ کو متجسس بناتے ہیں اور اساتذہ کے جوابات طلبہ کے لیے رہنمائی کے سامان مہیا کرتے ہیں جبکہ استاد کے علم میں اضافے کا سبب بنتے ہیں کہ بسا اوقات طلبہ ایسے سوالات کر لیتے ہیں جن کے بارے میں استاد سوچ بھی نہیں سکتا اور جواب دینے کے دوران ایسے ایسے نکات اور اسرار و رموز کھل کر سامنے آتے ہیں کہ استاد بھی سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ کیا اس کا جواب یہ بھی ہو سکتا ہے اس کا تو مجھے پہلے سے علم ہی نہیں تھا۔ نیز یہ طریقہ استاد کو علم کے اعلیٰ منصب پر فائز کرنے والا بھی ہے۔ جیسے کہ:

حضرت سیدنا امام اصمعی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِی سے کسی نے عرض کی: آپ نے اتنا علم کس طرح حاصل

کیا؟ فرمایا: سوالات کی کثرت اور اہم باتوں کو اچھی طرح یاد رکھنے کی وجہ سے۔ (جامع بیان العلم وفضله، باب حمد السؤال، ج ۱، ۱۲۶/۱، رقم: ۴۱۲)

عمومی طور پر یہ طریقہ تدریس بہت مفید ہے۔ لہذا اساتذہ کو چاہئے کہ روزانہ نہیں تو ہفتے میں ایک بار ایسی نشست ضرور کریں اس کے فوائد آپ خود دیکھیں گے۔

غلامان نبی اور انبیوت و صحابہ کے بارے میں انوکھی اور دلچسپ معلومات حاصل کرنے کی خوبصورت کتاب بنام

فیضانِ محرم

اس کتاب میں مذکور نامیہ

ہجری سال کیسے اور کب شروع ہوا؟	حضرت فاطمہ کی سیرت
دین اسلام کیوں آیا؟	حضرت امام حسن کی سیرت
دین اسلام کی خوبیاں	حضرت امام حسین کی سیرت
ہمارے نبی کی سیرت	امام حسین کی شہادت
ہمارے نبی کا خاندان	یزید پلید کا انجام
حضرت ابو بکر صدیق کی سیرت	یزید یوں کا انجام
حضرت عمر فاروق اعظم کی سیرت	محرم الحرام کے فضائل
حضرت عثمان غنی کی سیرت	عاشورہ کے فضائل
حضرت علی کی سیرت	

مصنف

ابو شفیع محمد شفیع خان عطاری مدنی فحوری

(8) تدریس کا آٹھواں طریقہ: بطریقہ بحث و مباحثہ

تدریس کے ۲۶ طریقوں میں سے آٹھواں طریقہ یہ ہے کہ استاد کسی بھی موضوع پر بحث و گفتگو کے ذریعے تعلیم دے، پھر طلبہ آپس میں ایک دوسرے سے مباحثہ کریں اور بہتر ہے کہ استاد اپنے موضوع کے نکات بورڈ میں لکھ کر ان پر سیر حاصل بحث کرے پھر انہیں نکات پر طلبہ کو آپس میں بحث کرنے کے لئے کہے۔

یہ طریقہ بعض کتابوں اور بعض کتابوں کے بعض عنوانات کے لئے مفید ثابت ہوگا، نیز یہ طریقہ کتاب پر سرسری نظر ڈالنے کے لئے بھی ہے کہ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وقت کم اور نصاب زیادہ ہوتا ہے اور نصاب کو مکمل کرنا بھی ضروری ہوتا ہے تو ایسے مواقع پر یہ طریقہ بہت کارآمد ہوتا ہے مثلاً: ہدایہ کا باب التیمم پڑھانا ہے تو یوں پڑھائے:

پیارے طلبائے کرام باب التیمم میں چند باتیں قابل غور ہیں اور یہی اس باب کی جان ہیں:

(۱)۔۔۔ تیمم کون شخص کر سکتا ہے؟

(۲)۔۔۔ تیمم کن چیزوں سے کیا جاسکتا ہے؟

(۳)۔۔۔ تیمم کے کتنے اور کون کون سے فرائض ہیں؟

(۴)۔۔۔ تیمم کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

(۵)۔۔۔ تیمم کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے؟

(۶)۔۔۔ کس تیمم سے نماز پڑھ سکتے ہیں؟

اب ان تمام چیزوں کو اس طرح آسان انداز میں بتائے:

(۱)۔۔۔ تیمم ہر وہ شخص کر سکتا ہے جو پانی پر قادر نہ ہو، اور پانی پر قادر نہ ہونے کی دو صورتیں ہیں: (۱)۔ اس

کے پاس پانی نہ ہو۔ (۲)۔ پانی تو ہے مگر پانی استعمال کرنا اس کو نقصان دیتا ہو۔

(۲)۔۔۔ تیمم ہر اس چیز سے کر سکتے ہیں جو زمین کی جنس (یعنی قسم) سے ہو اور اس کی پہچان کا طریقہ یہ ہے کہ

جو جلانے سے نہ راکھ ہو، نہ پگھلے اور نہ نرم پڑے وہ زمین کی جنس سے ہے اس سے تیمم کر سکتے ہیں اور جو اس کے برعکس

ہوں ان سے تیمم نہیں کر سکتے۔

(۳)۔۔۔ تیمم کے تین فرض ہیں: (۱)۔ نیت کرنا۔ (۲)۔ سارے چہرے پر ہاتھ پھیرنا۔ (۳)۔ کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کا مسح کرنا۔

(۴)۔۔۔ تیمم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ زمین پر مار کر پہلے چہرے کا مسح کر لے اور پھر دوبارہ زمین پر ہاتھ مار کر دونوں ہاتھوں کا کہنی سمیت مسح کر لے۔

(۵)۔۔۔ تیمم ہر اس چیز سے ٹوٹ جاتا ہے جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا غسل فرض ہو جاتا ہے نیز پانی پر قادر ہونے سے بھی تیمم ٹوٹ جاتا ہے۔

(۶)۔۔۔ جو تیمم عبادت مقصودہ کے لئے کیا گیا ہو اس سے نماز پڑھ سکتے ہیں۔

ایسے ہی باب الانجاس میں۔ مثلاً:

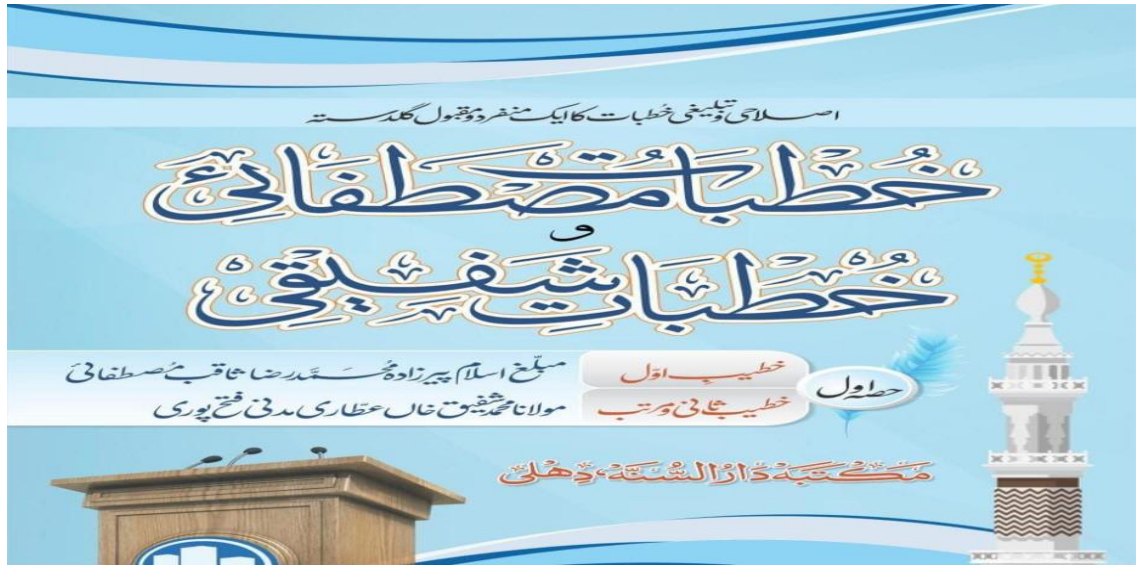
(۱)۔۔۔ نجاست کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟

(۲)۔۔۔ نجاست غلیظہ و خفیفہ کا حکم کیا ہے؟

(۳)۔۔۔ درہم سے مراد کیا ہے؟

(۴)۔۔۔ نجاست غلیظہ و خفیفہ کی مثالیں۔

اس طریقے کا فائدہ یہ ہے کہ طلبہ میں منطقی فکر کی صلاحیت پروان چڑھتی ہے۔



(9) تدریس کانواں طریقہ: بطریقہ انکشاف

تدریس کے ۲۶ طریقوں میں سے نواں طریقہ یہ ہے کہ استاد طلبہ کو کچھ اسباق پڑھانے کے بعد ان کو سبق تیار (یعنی حل) کر کے لانے اور کلاس کے اندر اپنی موجودگی میں پڑھنے کو کہے۔

اس طریقے میں طلبہ خود سے حقائق کو تلاش کرتے ہیں اور حقائق تلاش کرنے میں جو پریشانیاں پیش آتی ہیں ان پریشانیوں کو برداشت کرنے کے نتیجے میں طلبہ کے اندر خود اعتمادی پیدا ہوتی اور تجربات حاصل ہوتے ہیں اور یوں خود اپنی محنت سے حقائق تک پہنچ جاتے ہیں۔

اس میں طلبائے کرام پہلے کوشش کرتے ہیں، اس کوشش میں غلطیاں بھی ہوتی ہیں لیکن بار بار کر کے غلطیوں پر قابو پالیتے ہیں۔

یہ طریقہ درجہ ثنائیہ سے لے کر دورہ حدیث تک میں اپنایا جاسکتا ہے اور بالخصوص دورہ حدیث میں تو اپنانا ہی چاہئے کہ طلبہ عنقریب فارغ التحصیل ہو کر استاد کی مسند میں جلوہ افروز ہونے والے ہیں۔

یہ طریقہ میرے استاد محترم حضرت علامہ مولانا ”رضوان عطاری مدنی“ نے ہمارے ساتھ درجہ خامسہ میں تفسیر جلالین نامی کتاب میں اپنایا تھا کہ کچھ اسباق پڑھانے کے بعد فرمایا: ”اب میں آپ لوگوں کو نہیں پڑھاؤں گا بلکہ آپ لوگ خود پڑھیں گے“ ان کے اس جملے سے بڑا تعجب ہوا، لیکن انہوں نے طریقہ بتایا کہ ”پہلے صرف پانچ آیات کو حل کر کے لائیے، مدد کے طور پر تفسیر صاوی کو استعمال کیجئے اور کوئی ایک انوکھی و دلچسپ بات بھی بیان کیجئے“ لہذا ہم سب درجے والے مل کر کوشش کرنے میں مصروف ہو گئے۔ جب دوسرے دن کلاس میں حاضری ہوئی اور ایک اسلامی بھائی نے سبق پڑھا اور ایک انوکھی و دلچسپ بات بھی بتائی، تو استاد محترم بہت خوش ہوئے اور اپنے دل نشین انداز میں حوصلہ افزائی فرمائی، ان کے اس انداز سے بہت اچھا لگا اور مزید ہمت بڑھی۔ لہذا ہم نے بقیہ اسباق خود سے حل کئے اور ان کا یہ طریقہ تدریس آج تک یاد ہے جس کو آپ کی بارگاہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

آپ سوچ رہے ہوں گے کہ استاد محترم کا دل نشین انداز میں حوصلہ افزائی کرنے کا کیا انداز تھا جس کی بدولت بقیہ اسباق آپ لوگوں نے خود پڑھ لئے؟ ان شاء اللہ عز و جل یہ انداز اور مزید دل نشین انداز ”حوصلہ افزائی کرنے کے دل نشین انداز“ میں بیان ہوں گے۔

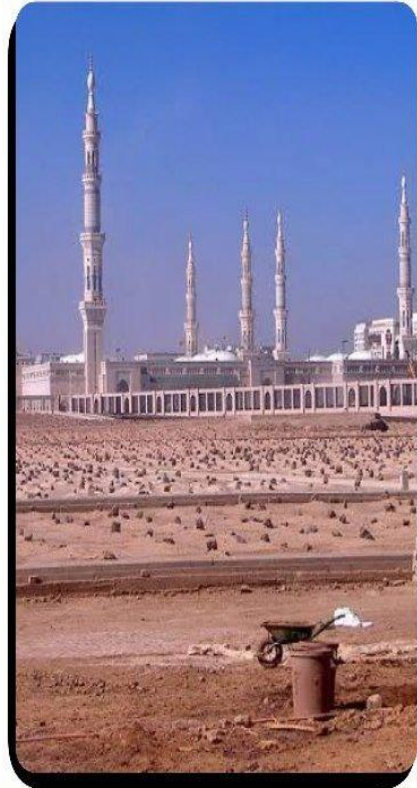
مرنے والے کو موت کے وقت پیش آنے والے

دردناک و عبرت ناک معاملات پر مشتمل واقعات کا مجموعہ بنام

موت کے وقت

مصنف

مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی قحپوری



مکتبہ دار السنہ دہلی

(10) تدریس کا دسواں طریقہ: بطریقہ عمل

تدریس کے ۲۶ طریقوں میں سے دسواں طریقہ یہ ہے کہ استاد جو قواعد و ضوابط طلبہ کو پڑھائے، انہیں عملی طور پر طلبہ کو کرنے کا پابند بنائے، درس گاہ میں جب طلبہ ان قواعد کو عملی جامہ پہنائیں تو استاد ان کی نگرانی کرتا رہے، جب طلبہ کسی جگہ کام نہ کر پائیں تو استاد ان کی مدد کرے۔

مذکورہ طریقہ بالخصوص علم صرف و نحو میں کافی کارآمد ہے وہ یوں کہ استاد نے نحو کا ایک قاعدہ پڑھایا: ”فاعل مرفوع ہوتا ہے“ اب استاد ایک ایک طالب علم سے اس کی مثال بورڈ میں لکھنے کو کہے۔

یا استاد نے وضو، غسل، تیمم یا نماز کا طریقہ پڑھایا تو پڑھانے کے بعد ان چیزوں کا خود عملی طریقہ کر کے دکھائے اور طلبائے کرام سے بھی عملاً کر اکر دیکھ لے اگرچہ ایک ہی طالب علم سے دیکھے۔

یہ انداز ہمارے اسلاف کا بالخصوص حدیث مصافحہ پڑھاتے وقت رہا ہے کہ جب بھی حدیث مصافحہ پڑھاتے تو مصافحہ کر کے دکھاتے، نیز حدیث جبریل بیان کرتے وقت حضرت جبریل علیہ السلام کے بیٹھنے کا انداز کر کے دکھاتے۔

فائدہ

اس طریقہ تدریس سے طلبہ کو اس علم کے قواعد و ضوابط ذہن نشین ہونے کے ساتھ ساتھ ان میں خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے جس کی بنا پر کوئی سرگرمی انجام دینے سے نہیں گھبراتے۔



(11) تدریس کا گیارہواں طریقہ: بطریقہ مثال سے قاعدہ

تدریس کے ۲۶ طریقوں میں سے گیارہواں طریقہ یہ ہے کہ استاد کسی قاعدے کی بہت ساری مثالیں پیش کرے پھر ان مثالوں کی روشنی میں وہ قاعدہ بتائے۔ مثلاً:

(۱)۔۔۔ ”ضَرَبَ زَيْدٌ“ میں ”زَيْدٌ“ فاعل ہے۔ اس مثال میں فاعل پر ضمہ آیا۔

(۲)۔۔۔ ”ضَرَبَ الْمُسْلِمُونَ“ میں ”الْمُسْلِمُونَ“ فاعل ہے۔ اس مثال میں فاعل پر واو ماقبل مضموم آیا۔

(۳)۔۔۔ ”ضَرَبَ الرَّجُلَانِ“ میں ”الرَّجُلَانِ“ فاعل ہے۔ اس مثال میں فاعل پر الف ماقبل مفتوح آیا۔

اب استاد طلبائے کرام کو مخاطب کر کے کہے: پیارے طلبائے کرام! آپ کو معلوم ہے کہ فاعل مرفوع ہوتا اور ان تینوں مثالوں میں فاعل کا اعراب جدا جدا آیا ہے۔ پس جان لیجئے کہ مرفوع کی علامتیں تین ہیں:

(۱)۔۔۔ ضمہ۔ (۲)۔۔۔ واو ماقبل مضموم۔ (۳)۔۔۔ الف ماقبل مفتوح۔

فائدہ

اس طریقہ تدریس سے مجہولات کو معلومات سے حاصل کیا جاتا ہے نیز اس کا ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس سے تخلیقی فکر کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔

(12) تدریس کا بارہواں طریقہ: بطریقہ قاعدہ سے مثال

تدریس کے ۲۶ طریقوں میں سے بارہواں طریقہ یہ ہے کہ استاد پہلے قاعدہ بتائے پھر اس کے بعد مثالیں پیش کرے۔ مثلاً:

استاد طلبائے کرام کو ایک قاعدہ بتائے: ”فعل ناقص کا اسم مرفوع اور خبر منصوب ہوتی ہے“ اب استاد اس قاعدے کی چند مثالیں پیش کرے۔ مثلاً:

(۱)--- کَانَ زَيْدٌ قَائِماً (۲)--- کَانَ عُمَرُ غَنِيّاً

(۳)--- کَانَ الرَّجُلَانِ ثَابِتَيْنِ (۴)--- کَانَ الْمُسْلِمُونَ عَابِدِينَ

اسی طرح نجاستِ غلیظہ کو بیان کرنے سے پہلے قواعد بیان کیجئے پھر اس کی مثالیں بیان کر کے خود طلبہ سے دریافت کیجئے کہ یہ چیز کیا ہے؟ مثلاً:

(۱)--- انسان کے بدن سے جو ایسی چیز نکلے کہ اس سے غُسل یا وُضُو واجب ہو نجاستِ غلیظہ ہے۔ جیسے پاخانہ، پیشاب، بہتا خون، پیپ، منہ بھرتے، حَيْض وِنفاس اور استحاضے کا خون، مَنی، مَندی، وَدِی، دُکھتی آنکھ سے جو پانی نکلے، یوں ہی ناف یا پستان سے درد کے ساتھ جو پانی نکلے نجاستِ غلیظہ ہے۔ دودھ پیتے بچے اور بچی کا پیشاب، پاخانہ بھی نجاستِ غلیظہ ہے۔

(۲)--- خشکی کے (یعنی زمین میں رہنے والے) ہر جانور (خواہ حلال ہو یا حرام) کا بہتا خون۔ جیسے: گائے، بھینس، بکری اونٹ، کُتّا، شیر، لُو مڑی، بلی، چوہا، گدھا، خُجّر، ہاتھی اور سُوَر۔

(۳)--- حرام چوپائے کا پیشاب اور پاخانہ۔ جیسے کُتّا، شیر، لُو مڑی، بلی، چوہا، گدھا، خُجّر، ہاتھی اور سُوَر۔

(۴)--- ہر حلال چوپائے کا صرف پاخانہ۔ جیسے گائے بھینس کا گوبر، بکری اونٹ کی مینگنی۔

(۵)--- ایسے پرندے جو اونچانہ اڑ سکتے ہوں ان کی بیٹ۔ جیسے مرغی اور بلخ، چھوٹی ہو یا بڑی۔

اسی طرح جس بھی فن کی تدریس کرنی ہو اس فن کے قاعدے کو بیان کرنے کے بعد اس کی چند ایسی مثالیں پیش کی جائیں جن مثالوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے طلبائے کرام کو اس فن کا وہ قاعدہ یاد ہو جائے۔

تدریس کا یہ طریقہ اصول کی ابتدائی کتب میں نہایت مجرب ہے کہ طلبائے کرام نئے فن کی شروعات سے گھبرارہے ہوتے ہیں کہ نہ جانے کیسا فن ہوگا؟ لہذا استاد کو چاہئے کہ احسن انداز سے طلبائے کرام کو لے کر چلے اور اس فن کو نہایت آسان کرنے کی کوشش کرے تاکہ طلبائے کرام گھبراہٹ کا شکار نہ ہوں۔

اور ایک ماہر استاد کی خوبی ہی یہی ہوتی ہے کہ مشکل سے مشکل فن بھی اتنی آسانی سے طلبائے کرام کو پڑھا دیتا ہے کہ ان کو مشکل فن بھی آسان محسوس ہوتا ہے۔ یہاں پر میں اپنا ذاتی واقعہ بتاتا چلوں کہ جب ہم نے علم المیراث پڑھنا شروع کیا تو پہلے سے سن رکھا تھا کہ بہت ہی مشکل فن ہے مگر ہمارے استاد حضرت علامہ مولانا عبد الستار مدنی صاحب نے ایسے دل نشین انداز میں پڑھایا کہ جتنا پڑھتے جاتے اتنا اس کے مشتاق ہوتے جاتے یہاں تک کہ علم المیراث کی کتاب ”السراجی“ مکمل ہوئی اور کوئی دشواری پیش نہ آئی۔

الحمد لله رب العالمین۔

میں علم نہیں بیچتا

جناب سید ایوب علی صاحب رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضور اعلیٰ حضرت شاہ امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ نے جہانگیر خان صاحب قادری رضوی ساکن محلہ چھپی ٹولہ قلعہ سے فرمایا کہ مجھے ایک پیپا (لکڑی یاد دہات کے بڑے برتن جتنے) مٹی کے تیل کی ضرورت ہے۔ کیونکہ وہ تیل فروخت کیا کرتے تھے۔ چنانچہ وہ ایک پیپا تیل لے کر حاضر ہوئے، حضور نے قیمت دریافت فرمائی، انہوں نے اس وقت جو قیمت تھی اس کا اظہار بایں الفاظ (یعنی ان الفاظ کے ساتھ) فرمایا: ویسے تو اس کی قیمت یہ ہے مگر حضور کچھ کم کر کے اتنی دے دیں۔ اس پر حضور نے فرمایا: مجھ سے وہی قیمت لیجئے جو سب سے لیتے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا: نہیں! حضور آپ میرے بزرگ ہیں، عالم ہیں، آپ سے عام بکری (یعنی عام طور پر اس کے بیچنے) کے دام (پیسے) کیسے لے سکتا ہوں؟ حضور اعلیٰ حضرت نے فرمایا: میں علم نہیں بیچتا ہوں اور وہی عام بکری کے دام خان صاحب کو دیئے۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ج ۱، ص ۱۷۲)

(13) تدریس کا تیر ہواں طریقہ: بطریقہ کھیل

تدریس کے ۲۶ طریقوں میں سے تیر ہواں طریقہ یہ ہے کہ استاد طلبہ کو کھیل کھیل اور آپس کی بات چیت میں ہی سبق پڑھادے۔

کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ طلبہ کہنے لگتے ہیں استاد صاحب! آج نہیں پڑھیں گے، پڑھنے کا دل نہیں چاہتا، ایسے موقع میں استاد یہ طریقہ اپنائے اور انہیں کھیل کھیل اور بات چیت کے انداز میں سبق پڑھادے مثلاً:

درجہ اولیٰ میں علم النحو کی کتاب ”خلاصۃ النحو“ کی گھنٹی ہے اور سبق نمبر بارہ ”معرب اور مبنی وغیرہ کا بیان“ پڑھانا ہے مگر طلبائے کرام ضد کرتے ہوئے عرض کر رہے ہیں کہ استاد صاحب! آج رہنے دیجئے، کل پڑھیں گے، ایسی صورت حال میں استاد صاحب طلبائے کرام سے یوں کہیں: جی جناب! آپ کی بات مانتے ہوئے آج پڑھنے کے بجائے کھیلیں گے اور وہ کھیل یہ ہے:

پیارے طلبائے کرام! دنیا کی بعض چیزیں ایسی ہیں جو بدل جاتی ہیں اور بعض ایسی بھی چیزیں ہیں جو کسی حال میں نہیں بدلتیں اور جو بدلتی ہیں تو وہ کسی نہ کسی وجہ سے بدلتی ہیں مثال کے طور پر انسان کی عادت بدلتی رہتی ہے لیکن اس کی فطرت نہیں بدلتی اور انسان کی عادت جو بدلتی ہے وہ صحبت و حالت کی وجہ سے بدلتی ہے کہ آدمی نیکو کار کی صحبت میں رہ کر نیک اور برے کی صحبت میں رہ کر برا بن جاتا ہے نیز حالات کے سازگار ہونے کی وجہ سے تندرست و مالدار اور حالات کے بگڑنے کی وجہ سے بیمار و نادار ہو جاتا ہے۔ اس ضمن میں ایک چٹکلا سنئے:

ایک انگریز نے درویش سے پوچھا: سارے انگریزوں کا رنگ ایک جیسا ہوتا ہے کبھی نہیں بدلتا لیکن سارے ہندوستانیوں کا رنگ ایک جیسا کیوں نہیں ہوتا؟ کہ بعض سفید، بعض کالے، بعض گورے، بعض سانولے یعنی بدلتا رہتا ہے۔ درویش نے جواب دیا: میاں! ”گھوڑوں کے رنگ مختلف یعنی بدلتے رہتے ہیں کہ بعض لال، بعض کالے، بعض سفید، بعض چتکبرے لیکن گدھوں کا رنگ ایک جیسا ہوتا ہے۔“

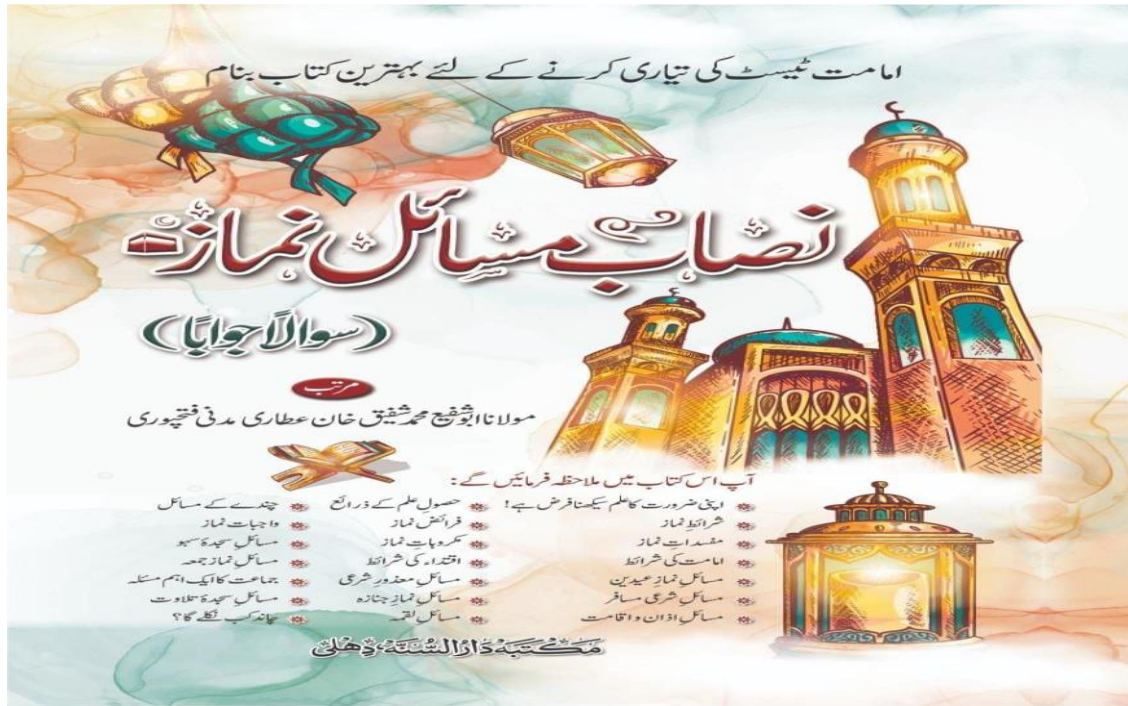
یعنی اس درویش نے باتوں ہی باتوں میں اس انگریز کو گدھا بنا دیا اور ہندوستانیوں کو گھوڑا اور ان دونوں میں افضل گھوڑا ہوتا ہے نہ کہ گدھا۔

پیارے طلبائے کرام! جو بدلتا ہے اسے علم النحو کی اصطلاح میں معرب اور جو نہیں بدلتا اسے مبنی اور معرب کا بدلنا جس کی وجہ سے ہوتا ہے اسے عامل کہتے ہیں نیز معرب کے بدلنے کی کیفیت جدا جدا ہوتی ہے اور اس کے بارے میں ہم کل پڑھیں گے جن کو اعراب کہتے ہیں۔

لیجئے! سبق کا سبق ہو گیا اور کھیل کا کھیل۔ لہذا اگر کبھی درجے میں ایسی صورت حال پیدا ہو جائے تو استاد طلبائے کرام کو ڈانٹنے کی جگہ حکمت عملی سے کام لے اور کبھی کبھی طلبہ کے دل کی بھی مان لے۔ اس ضمن میں مزید ایک چٹکلا ملاحظہ فرمائیں اور اس سے اندازہ لگائیں کہ استاد کو کیسا ہونا چاہئے؟ چنانچہ:

شاگرد اپنے استاد سے کہنے لگا: ”جی چاہتا ہے کہ آج نہ پڑھوں“ استاد نے کہا: ”بیٹا! دل کی بات نہیں سنتے“ اس پر تھوڑی دیر بعد شاگرد نے کہا: ”استاد صاحب! میرا دل چاہتا ہے کہ آپ کو مٹھائی پیش کروں“، استاد نے کہا: ”بیٹا! کبھی کبھی دل کی بھی سننی چاہئے۔“

اس طریقے میں بچوں کی نفسیات کے مطابق کھیل کھیل میں تعلیم دینے کا طریقہ اختیار کیا جاتا ہے۔ اس میں کھیل اولیت رکھتا ہے جب کہ تعلیم ثانوی مقصد ہوتا ہے۔



(14) تدریس کا چودھواں طریقہ: بطریقہ آزادی

تدریس کے ۲۶ طریقوں میں سے چودھواں طریقہ یہ ہے کہ استاد طلبائے کرام کو تعلیم کے آلات مثلاً: کاپی، کتاب، قلم وغیرہ دے دے اور انہیں ایک متعین وقت میں سبق تیار کرنے کی آزادی دے کر اسی متعین وقت میں کام کو مکمل کرنے کو کہے۔

بالخصوص یہ طریقہ امتحان کے قریب اپنایا جائے کہ استاد طلبہ کو ایک گھنٹے میں پانچ سبق کی دہرائی کرنے کو کہے۔ اگر وہ ایک گھنٹے میں اپنا کام مکمل کر لیتے ہیں تو استاد آگے مزید اسباق بڑھا دے لیکن وقت وہی رہنے دے۔ یہ طریقہ تدریسی کورس میں میرے استاد محترم نواز عطاری مدنی نے ہمارے ساتھ اختیار فرمایا تھا کہ ایک گھنٹے میں نصاب الصرف کے ۲۵ صفحات یاد کرنے کے لئے ارشاد فرمایا اور ساتھ میں تاکید بھی کر دی کہ چاہے جو بھی ہو مجھے متعین وقت کے اندر سبق چاہئے، پس پھر کیا تھا؟ ہم تمام طلبہ ایک ایک کونا پکڑ کر اپنے کام میں لگ گئے اور بحمدہ تعالیٰ متعین وقت میں ہم نے اپنا ہدف مکمل کر لیا، جب انہوں نے ملاحظہ فرمایا کہ ان لوگوں نے کر لیا تو اب کی بار وقت تو وہی رہنے دیا مگر صفحات کی تعداد بڑھادی یعنی اب کی بار ۴۰ صفحات یاد کرنے کو ارشاد فرمایا۔ ہم نے اپنے دل میں کہا: کیسے کیسے مرچ کر ۲۵ صفحات یاد کئے اور یہ ۲۵ صفحات یاد کرنے میں دن کو تارے نظر آنے لگے اور اب ۴۰ صفحات کیسے یاد کریں گے؟ لیکن استاد محترم کا حکم تھا، خوف بھی تھا، کام پر لگ گئے اللہ کے کرم سے پھر کامیابی مقدر بنی اور اب تیسری مرتبہ پھر صفحات کی تعداد بڑھا کر یاد کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

الحمد للہ عزوجل ان کا یہ طریقہ آج تک یاد ہے نیز یہ حقیقت ہے کہ آج میرے اندر جو کچھ آگے بڑھ کر کچھ کر گزرنے کی صلاحیت ہے یہ ان ہی کے اس طریقہ تدریس کی بدولت ہے کہ کام چاہے جتنا زیادہ ہو اللہ پاک پر بھروسہ کر کے شروع کرتا ہوں بالآخر کامیابی مل ہی جاتی ہے۔ کہ:

اٹھ	باندھ	کمر	کیا	ڈرتا	ہے
پھر	دیکھ	خدا	کیا	کرتا	ہے

میرا ماننا ہے کہ طلبہ کو کام کرنے کی آزادی دینے سے طلبہ کے کام کرنے کی صلاحیت بڑھ جاتی ہے۔

(15) تدریس کا پندرہواں طریقہ بطریقہ تجزیاتی

تدریس کے ۲۶ طریقوں میں سے پندرہواں طریقہ تجزیاتی طریقہ ہے کہ استاد طلبہ کے لئے اسباق کو چھوٹے چھوٹے حصوں یا سوالات میں تقسیم کر دے پھر استاد یکے بعد دیگرے ہر ایک حصے کی تشریح کرے اور ان کا حل بتائے۔

یہ طریقہ بھی امتحان کے قریب اختیار کرنا بہت فائدہ مند ہے۔ الحمد للہ میرا کئی سال سے اس طریقے پر عمل ہے اور میں نے اس طریقے کا مثبت نتیجہ پایا ہے کہ میں نصاب مکمل کروانے کے بعد سارے نصاب کے سوالات لکھ کر طلبائے کرام کو دے دیتا ہوں اور روزانہ کی بنیاد پر ان سے ان سوالات کے جوابات سنتا رہتا ہوں۔ اس طرح طلبہ کی دہرائی بھی ہو جاتی ہے مزید امتحانی سوالات کو سمجھنے کی سوجھ بوجھ بھی پیدا ہوتی ہے۔

درجہ ثالثہ میں داخل نصاب علم النحو کی مایہ ناز کتاب ”کافیہ“ کے سوالات کی مثال ملاحظہ فرمائیں:

مفعول معہ

سوال 1: مفعول معہ کی تعریف بیان کریں۔

سوال 2: کس صورت میں مفعول معہ اور عطف دونوں پڑھنا درست ہے؟

سوال 3: اگر فعل معنًا ہو تو کتنے طریقے سے پڑھ سکتے ہیں؟

سوال 4: ما شانك وعبروا کس معنی میں ہے؟

حال

سوال 5: حال کی تعریف مع مثال بیان کریں۔

سوال 6: حال کے کتنے اور کون کون سے عامل ہوتے ہیں؟

سوال 7: حال کی شرط کیا ہے؟

سوال 8: وارسلها العراك کی وضاحت کریں۔

سوال 9: ذوالحال کے نکرہ ہونے کی صورت میں کیا حکم ہے؟

سوال 10: حال اپنے ذوالحال پر کب مقدم نہیں ہوتا؟

سوال 11: کیا اسم جامد بھی حال بن سکتا ہے؟

سوال 12: جب حال جملہ خبریہ ہو تو اس کے کیا احکام ہیں؟

سوال 13: حال کے عامل کو حذف کرنا کب جائز اور کب واجب ہوتا ہے؟

تمییز

سوال 14: تمییز کی تعریف مع مثال بیان کریں۔

سوال 15: ذات مذکورہ اور ذات مقدرہ سے ابہام کو دور کرنے کے احکامات بیان کریں۔

سوال 16: نسبت سے ابہام کو دور کرنے کے احکامات بیان کریں۔

سوال 17: کیا تمییز اپنے عامل اور فعل پر مقدم ہو سکتی ہے؟

مستثنیٰ

سوال 18: مستثنیٰ متصل اور مستثنیٰ منقطع کی تعریف مع مثال بیان کریں۔

سوال 19: مستثنیٰ کے منصوب ہونے کے مقامات مع مثال بیان کریں۔

سوال 20: مستثنیٰ میں نصب جائز اور بدل مختار کب ہوتا ہے؟

سوال 21: مستثنیٰ کو عوامل کے اعتبار سے اعراب دینے کی صورت تحریر کیجئے۔

سوال 22: جب مستثنیٰ کا لفظ پر بدل متعذر ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال 23: مستثنیٰ کب کب مجرور ہوگا؟

سوال 24: مستثنیٰ میں لفظ غیر کا اعراب کیا ہوگا؟

سوال 25: سوی اور سواء کا اعراب بیان کریں۔

(16) تدریس کا سولہواں طریقہ: بطریقہ تقلید

تدریس کے ۲۶ طریقوں میں سے سولہواں طریقہ تقلیدی طریقہ ہے کہ استاد طلبہ کو پڑھانے کے ساتھ ان پر عمل کر کے دکھائے۔ مثلاً: وضو، غسل، تیمم، نماز، حج و عمرہ کا طریقہ کتاب سے پڑھانے کے بعد یہ چیزیں خود کر کے دکھائے جیسا کہ ہمارے اسلاف کا طریقہ رہا ہے کہ جب حدیث مصافحہ بیان کرتے تو خود مصافحہ کر کے دکھاتے، یوں ہی جب حدیث جبرئیل بیان کرتے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کے بیٹھنے کے انداز پر بیٹھ کر دکھاتے۔

اور یہ طریقہ بہت مؤثر ہے کہ استاد کا کیا ہوا عمل طلبہ کو زندگی بھر یاد رہتا ہے کیونکہ بچوں کی نفسیات کے ماہرین کا ماننا ہے کہ نئی معلومات سیکھنے کا ایک سب سے اہم طریقہ تقلید یا نقل ہے۔ تقلید یا کسی دوسرے کے طرزِ عمل کی کاپی کرنا بچپن سے ہی شروع ہو جاتا ہے اور عمر بھر جاری رہتا ہے۔ بچے اپنے آس پاس کے افراد اور ماحول کو جس طرح دیکھتے ہیں، اس کی کاپی کر لیتے ہیں۔ ذاتی دلچسپی، ماحولیاتی عناصر اور عادت و اطوار تعلیم کے بنیادی عناصر ہیں۔ تدریس کا یہ طریقہ کافی مفید ہے کہ استاد اپنے آپ کو نمونہ بنا کر تعلیم دیتا ہے۔

تدریس کا یہ طریقہ اپنانے کا مقام کسی کسی کتاب میں اور وہ بھی ایک دو بار ہی آتا ہے مگر جہاں پر آئے اس کو ترک نہیں کرنا چاہئے کہ اس کے اپنے فائدے ہیں اور ان میں سے ایک فائدہ یہ کہ ہر شخص کی آرزو ہوتی ہے کہ لوگ مجھے یاد رکھیں یوں ہی ایک استاد کی بھی خواہش ہوتی ہے کہ میرے طلبائے کرام مجھے یاد رکھیں۔ تو سنئے! یاد رکھنے والی چیزوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جس کام کو استاد کر کے دکھاتا ہے طلبہ اسے زندگی بھر یاد رکھتے ہیں۔

(17) تدریس کا ستر ہواں طریقہ: بطریقہ ترتیب

تدریس کے ۲۶ طریقوں میں سے ستر ہواں طریقہ ترتیبی طریقہ ہے کہ استاد طلبہ کو جو کتاب پڑھا رہا ہے اس کی فہرست دیکھے کہ کون کون سے موضوعات ہیں پھر طلبہ کی ذہنیت و ضرورت دیکھے کہ ان کی دلچسپی کس موضوع میں ہے اور کس موضوع کی ان کو اشد ضرورت ہے، یہ کرنے کے بعد استاد اپنے طور پر موضوعات کی ترتیب قائم کر کے سب سے پہلے ان موضوعات کو پڑھائے جن میں طلبہ کی دلچسپی یا ضرورت ہے پھر اس کے بعد دوسرے موضوعات پڑھائے۔

نیز اس میں یوں بھی ترتیب دے سکتے ہیں کہ جو موضوع آسان ہو ان کو پہلے اور جو کچھ دشوار ہوں انہیں بعد میں پڑھائیں یا یوں کہ جو موضوعات کثیر الوقوع ہیں ان کو پہلے اور جو قلیل الوقوع ہیں ان کو بعد میں پڑھائیں۔ اس طریقہ تدریس کی مثال آپ نے تعمیر ادب اور مدنی قاعدے میں دیکھی ہوگی کہ پہلے یک حرفی پھر دو حرفی پھر سہ حرفی والے الفاظ بیان کئے جاتے ہیں نیز حروفِ تنجی کو دیکھیں کہ پہلے بلا نقطے والا حرف ”ا“ لایا گیا پھر ایک نقطے والا حرف ”ب“ پھر اس کے بعد دو نقطے والا حرف ”ت“ پھر تین نقطے والا حرف ”ث“ لایا گیا علیٰ ہذا القیاس۔

احادیث کی مشہور و معروف کتاب جس میں مذہب
اخاف کے مسائل کو دلائل سے مزین کیا گیا ہے
آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے :

مصنف کا تعارف
شارح کا تعارف
متن مع اعراب
متن کا سلیس اردو ترجمہ
اختلاف فقہائے کرام مع دلائل
ترجيحات مذہب اخاف

عرفان الآثار

شرح

معانی الآثار

اردو شرح

شارح

مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فختوری

(18) تدریس کا آٹھارہواں طریقہ: بطریقہ نظم

تدریس کے ۲۶ طریقوں میں سے اٹھارہواں طریقہ نظم (یعنی شعر کی صورت) کا ہے۔ اس میں استاد طلبہ کے سامنے سبق کو بطریقہ نظم پیش کرتا ہے اور یہ طریقہ حفظ کرنے کے اعتبار سے کافی اچھا ہے کہ زود حفظ طریقہ ہے۔ اس کی مثال درس نظامی میں داخل نصاب کتاب ”شرح مآء عامل“ ہے کہ اس کتاب میں علم نحو کے سوا عامل کو بصورت نظم پیش کیا گیا ہے جس کے چند اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

عاملُ اَنْدَرُ نَحْوُ صَدُّ بَاشْدُ چُنِیْنُ فَرْمُودَه اَسْتُ
 شیخ عبد القاهر جُرْجانی پیرِ هُدا
 معنوی اَزْ وَی دو بَاشْد جُبلَه دِیْگَرُ لَفْظِیْنْدُ
 بازُ لَفْظی شُدْ سَعاى وِقیاسی اَیْ فِتا
 زَانُ نَوْدُ یَكْ دَانُ سَعاى هَفْتُ دِیْگَرُ بَرِقیاس
 اَنْ سَعاى سِیْزُدَه نَوْعُ اَسْتُ بے رُوی وِریا

نیز حضرت مفتی عنایت احمد کاکوری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے علم صرف کی مایہ ناز کتاب ”علم الصیغہ“ میں ثلاثی مجرد کے مصادر کے اوزان کے متعلق بیس اشعار درج فرمائے جن میں سے چند یہ ہیں:

از ثلاثی مجرد چھل و چار، وزن مصدر آمدہ اے ذی وقار
 فَعْلُ وَ فَعْلُ فَعْلَةً فَعْلَانْ بفتح، قَتْلُ وَ دَعْوَى رَحْمَةً لِّیَّانْ بفتح
 ہم بخواں در چار مین فتح دوم، عین ثالث دان بفتح و کس، ہم
 فَعْلُ وَ فَعْلُ فَعْلَةً فَعْلَانْ بکس، فِسْقُ وَ ذِکْرُی نِشْدَةً حِرْمَانْ بکس

نیز قاضی القضاۃ امین الدولہ ابو محمد عبد الوہاب بن احمد الحارثی البزّی الدمشقی (سال وفات ۷۶۸ھ) نے فقہ حنفی کے مسائل کو بصورتِ نظم اپنی مایہ ناز کتاب بنام ”عَقْدُ الْقَلَائِدِ وَ قَيْدُ الشَّمَائِدِ“ میں بیان کیا ہے۔ جس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

فَسَادُ	وَضُوءُ	ءِ	مَعْمُ	صَلَاةٍ	يُقَرَّرُ
بِقَهْقَرَةٍ	فِيهَا	وَ	عَقْلٍ	يُغَيَّرُ	
وَعَمْدٌ	مَعْمُ	حَدَّثِ	الْعَبْدِ احْتِلَامُ	وَ	نَوْمُهَا
لِيَعْقُوبَ	عَمْدًا	فِي	السُّجُودِ	وَ	يُنْدُرُ

کامیابی کے 10 اصول

مایوسی کا خاتمہ کر کے کامیابی کی جانب گامزن کرنے والے اصولوں کا مجموعہ " کامیابی کے 10 اصول " یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے منفرد ہے کیونکہ اس کتاب میں ان اصولوں کو جمع کیا گیا ہے جن سے مایوسی کا خاتمہ ہونے کے ساتھ ساتھ آگے بڑھ کر کچھ کر گزرنے کا جذبہ نو پیدا ہوتا ہے۔

مصنف

مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فچوری

تخلیقی تدریس کے طریقے

(19) تدریس کا انیسواں طریقہ: بطریقہ پروجیکٹ

تدریس کے ۲۶ طریقوں میں سے انیسواں طریقہ پروجیکٹ کا طریقہ ہے اس میں استاد طلبہ کو کوئی موضوع دے دیتا ہے جس کے متعلق طلبہ مختلف کتابوں سے حل کر کے لاتے ہیں مثلاً ہدایہ کا کوئی باب پڑھانے سے پہلے طلبہ کو بہارِ شریعت یا مختلف اردو فتاویٰ یا ہدایہ کی عربی شروحات پڑھنے کو کہنا۔

اس طریقہ تدریس سے طلبہ مطلوبہ چیز کے ساتھ ساتھ کئی نئی چیزوں کو بھی سیکھتے ہیں جس سے ان کے علم میں اضافہ ہوتا ہے نیز اس طریقہ تدریس سے یہ فوائد بھی رونما ہوتے ہیں:

(۱) تخلیقی قوت پروان چڑھتی ہے۔ (۲) خصوصی معلومات فراہم ہوتی ہیں۔

(۳) مسائل کا حل دستیاب ہوتا ہے۔ (۴) کتاب اور صاحب کتاب کا انداز پتا چلتا ہے۔

یہ طریقہ تخصص کے درجات مثلاً: تخصص فی الفقہ، تخصص فی الحدیث، تخصص فی الادیان وغیرہ میں اختیار کیا جاتا ہے۔

(20) تدریس کا بیسواں طریقہ: بطریقہ ترکیب

تدریس کے ۲۶ طریقوں میں سے بیسواں طریقہ ترکیبی طریقہ ہے اس میں استاد طلبہ کے سامنے چھوٹے چھوٹے مسائل کو پیش کر کے اس طرح جوڑتا جاتا ہے کہ اس کے مجموعہ سے کوئی معنی خیز نتیجہ نکلتا ہے۔ اس طریقے میں معلومات سے مہولات تک اور تجزیہ سے نتیجہ تک پہنچتے ہیں۔ استاد کئی چھوٹی چھوٹی معلومات طلبہ کے سامنے پیش کرتا ہے، جس سے طلبہ کو ان حصوں کو جوڑ کر نتیجہ یا حاصل نکلنے کے لیے کہا جاتا ہے۔ یہ طریقہ تدریس منطق میں بہت کارآمد ہے۔ مثلاً:

استاد طلبائے کرام سے دریافت کرے کہ بتائیے: دنیا بدل رہی ہے یا نہیں کہ پہلے کچے مکانات تھے اور اب پکے، پہلے جدید ایجادات نہیں تھیں اور اب ہیں، پہلے ہم نہیں تھے اور اب ہیں۔ لہذا ان چیزوں سے پتا چلا کہ دنیا بدل رہی ہے اور جو چیز بدلتی ہے وہ حادث ہوتی ہے یعنی پہلے نہیں تھی بعد میں ہوئی ہے اور آئندہ نہیں ہوگی جیسے ہم پہلے نہیں تھے پھر ہوئے اور پھر نہیں رہیں گے۔ اسی طرح پہلے بچے تھے، اب جوان اور کچھ سالوں کے بعد بوڑھے ہو جائیں گے لہذا ہم بدل رہے ہیں اور جو چیز بدلتی ہے وہ حادث ہوتی ہے یعنی پہلے نہ تھی پھر ہوئی اور یہی حال ہمارا ہے کہ ہم پہلے نہ تھے بعد میں ہوئے اور آئندہ نہیں ہوں گے، پس دنیا بدل رہی ہے اور جو چیز بدلتی ہے وہ حادث ہوتی ہے لہذا دنیا حادث ہے یوں ہی ہم بدل رہے ہیں اور جو بدلے وہ حادث لہذا ہم حادث ہیں یعنی پہلے نہ تھے بعد میں ہوئے اور آئندہ نہیں ہوں گے۔

(21) تدریس کا اکیسواں طریقہ: بطریقہ کھوج

تدریس کے ۲۶ طریقوں میں سے اکیسواں طریقہ کھوج و تلاش ہے اس میں استاد طلبہ سے کسی چیز کی کھوج اور تلاش کرواتا ہے جیسے کہ استاد نے طلبہ سے کہا: فلاں کتاب کا فلاں مسئلہ فقہ کی کن کن کتابوں میں موجود ہے تلاش کر کے لائیے۔ یا فلاں مختلف فیہ مسئلہ میں مفتی بہ مسئلہ بہار شریعت یا قریب کے علمائے اہلسنت کی کتب سے تلاش کر کے لائیے وغیرہ مثلاً:

صاحب نور الایضاح کا قول: صاحب نور الایضاح نے عشاء اور وتر کا وقت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ”عشاء اور وتر کا وقت شفقِ احمر کے غروب سے صبح صادق تک ہے“ جو کہ اب غیر مفتی بہ ہے۔

مفتی بہ قول: شفق کی تعیین میں علما کا اختلاف ہے۔ صاحبین کے نزدیک شفق سے مراد شفقِ احمر ہے اور امام اعظم کے نزدیک شفقِ ابیض ہے۔ مصنف نے صاحبین کے قول کو مفتی بہ کہا ہے لیکن بحر الرائق میں امام اعظم کے قول کو راجح کہا ہے اور اب امام اعظم کے قول پر ہی فتویٰ ہے یعنی مغرب کا وقت شفقِ ابیض کے غروب ہوتے ہی ختم ہو جائے گا۔ جیسا کہ ہدایہ میں ہے: ”شفق ہمارے مذہب میں اس سپیدی کا نام ہے جو جانب مغرب میں سُرخ ڈوبنے کے بعد جنوباً صبح صادق کی طرح پھیلی ہوئی رہتی ہے“۔ (بہار شریعت جلد ۱- حصہ ۲ ص ۴۵۱)

سوال: آیت سجدہ کا ترجمہ فارسی زبان میں سننے سے سجدہ واجب ہو گا یا نہیں؟

جواب: صاحبین کے نزدیک سننے والے پر سجدہ اس وقت واجب ہو گا جبکہ وہ سمجھتا ہو یا اس کو خبر دی جائے کہ یہ آیت سجدہ کا ترجمہ ہے اور اگر اس کو خبر نہ ہوئی تو وہ معذور ہے۔

جبکہ امام اعظم کے نزدیک سننے والے پر واجب ہو جائے گا، سننے والے نے یہ سمجھا ہو یا نہیں کہ یہ آیت سجدہ کا ترجمہ ہے۔ البتہ اگر اس کو معلوم نہ ہو تو بتا دیا جائے۔

مفتی بہ قول: اور اب امام اعظم کے قول پر عمل ہے اور یہ حکم دیگر زبانوں کے ترجمہ کا بھی ہے۔ جیسے کہ بہار شریعت جلد ۱ حصہ ۴ ص ۳۰ میں مذکور ہے ”فارسی یا کسی اور زبان میں آیت کا ترجمہ پڑھا تو پڑھنے والے اور سننے والے پر سجدہ واجب ہو گیا، سننے والے نے یہ سمجھا ہو یا نہیں کہ آیت سجدہ کا ترجمہ ہے، البتہ یہ ضروری ہے کہ اسے

نہ معلوم ہو تو بتا دیا گیا ہو کہ یہ آیت سجدہ کا ترجمہ تھا اور آیت پڑھی گئی ہو تو اس کی ضرورت نہیں کہ سننے والے کو آیت سجدہ ہونا بتایا گیا ہو۔“ (بہار شریعت جلد ۱ حصہ ۲ ص ۷۳۰)

فقہ حنفی کی مشہور کتاب "نور الایضاح" کی اردو شرح بنام

شارق الفلاح

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

مصنف کا تعارف
شارح کا تعارف
عربی متن مع اعراب
متن کا سلیس اردو ترجمہ
سوال جوابات کی شرح

شرح

نور الایضاح

مولانا ابی شعیب محمد شفیع خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دار السنہ دہلی



(22) تدریس کا بائیسواں طریقہ: بطریقہ حفظ

تدریس کے ۲۶ طریقوں میں سے بائیسواں طریقہ حفظی طریقہ ہے یعنی قرآن کریم کو خود یاد کرنے یا کروانے کا طریقہ۔ اور حفظ قرآن کی توکیات چنانچہ:

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ حسن اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ رَبِّ اکبر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: قرآن پڑھنے والے سے کہا جائے گا کہ قرآن پڑھتا جا اور جنت کے درجات ملے کر تاج اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھے، جیسا کہ تُو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرتا تھا، تو جہاں آخری آیت پڑھے گا، وہیں تیرا ٹھکانا ہو گا۔ (ابوداؤد، کتاب الوتر، باب استحباب التثلیل فی القراءة، ج ۲، ص ۱۰۴، حدیث: ۱۴۶۴)

اور جامع الترمذی کی روایت میں یہ لفظ زائد ہیں: اور ہر آیت پر اسے ایک نعمت عطا کی جائے گی۔

(ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ما جاء فی من قرأ... الخ، ۴/۳۱۹، حدیث: ۲۹۲۴)

نیز حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے قرآن حفظ کیا اور اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام ٹھہرایا اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اسے جنت میں داخل کرے گا اور اس کے اہل خانہ کے دس افراد کے متعلق اس کی سفارش قبول ہوگی جن پر جہنم واجب ہو چکا تھا۔

(ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ما جاء فی فضل قارئ القرآن، ۴/۳۱۴، حدیث: ۲۹۱۴)

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی مرآۃ المناہج شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد دوم صفحہ نمبر ۷۷۷ میں فرماتے ہیں: حفاظ الفاظ قرآن کی بقا کا ذریعہ ہیں، علماء معانی و مسائل قرآن کی بقا کا ذریعہ اور صوفیاء اسرار و موز قرآنی کی بقا کا ذریعہ

ہیں۔ (مرآۃ المناہج، ج ۲، ص ۷۷۷)

پیارے اسلامی بھائیو! چھوٹا ہو یا بڑا، بچہ ہو یا جوان ہر ایک مسلمان کو حفظ قرآن کا شوق رکھنا چاہیے اور اس کے لئے کوشش بھی کرتے رہنا چاہیے، آپ سوچتے ہوں گے کہ میری عمر بڑی ہو گئی، اب میں کیسے قرآن پاک حفظ کر پاؤں گا؟ تو میں عرض کروں گا کہ آپ ہمت رکھیں آپ کے لئے ایک ایسا طریقہ پیش کر رہا ہوں کہ اگر آپ روزانہ ایک گھنٹہ حفظ قرآن کے لئے وقت نکال لیں گے تو ان شاء اللہ الکریم تقریباً چار سال کے عرصے میں حافظ قرآن بن جائیں گے۔

یوں تو قرآن کریم کو یاد کرنے کے کئی طریقے رائج ہیں جو کہ کارآمد بھی ہیں اور زود اثر بھی اور ان طریقوں کے ہوتے ہوئے مزید طریقوں کو بیان کرنے کی حاجت نہیں مگر پھر بھی میرے ذہن میں خیال آیا کہ قرآن کریم کو حفظ کرنے کا طریقہ بھی اس کتاب میں شامل کیا جائے لہذا اس خیال کو عملی جامہ پہناتے ہوئے آپ کی بارگاہ میں ایک منفرد طریقہ پیش خدمت ہے جس کے مطابق روزانہ ایک گھنٹہ وقت دینے سے تقریباً چار سال کے عرصے میں حفظ قرآن مکمل ہو جائے گا ان شاء اللہ عزوجل۔

اس طریقے میں پانچ درجے ہیں:

(۱)۔۔۔ روزانہ پانچ بار نصف صفحہ کی قراءت خوش الحان قاری کی آواز میں سننا۔ یوں اس میں ۵ منٹ وقت صرف ہوگا۔ اس سے قرآن پاک کو سننے کے ثواب کے ساتھ ساتھ تلفظ کی درستگی، پڑھنے کا انداز آئے گا۔

(۲)۔۔۔ نصف صفحہ کی ہر ہر آیت کو یکے بعد دیگرے دیکھ کر تسبیح کے ذریعے ۴۱ بار پڑھنا، یوں اس میں ۱۵ منٹ وقت صرف ہوگا۔

(۳)۔۔۔ دوبار نصف صفحہ کی آیات کو ترجمہ کے ساتھ پڑھنا۔ یوں اس میں ۱۵ منٹ وقت صرف ہوگا۔

(۴)۔۔۔ ایک بار نصف صفحہ کی تمام آیات مع ترجمہ کاپی میں لکھنا۔ اس میں ۵ منٹ لگے گا۔

(۵)۔۔۔ ایک ساتھ نصف صفحہ کو ۱۱ بار دیکھ کر اور ۱۱ بار بغیر دیکھے پڑھنا اور اس میں بھی کم از کم ۱۵ منٹ وقت صرف ہوگا۔

اسی انداز سے روزانہ ایک گھنٹہ نکال کر کوشش کیجئے ان شاء اللہ قرآن کریم کی برکتوں سے حصہ ضرور ملے گا۔

شفیق النحول حل خلاصة النحو (حصہ اول و دوم)

دعوتِ اسلامی کے جامعات المدینہ کے درجہ اولی کے نصاب میں شامل علمِ نحو کی مشہور و معروف کتاب بنام ”خلاصة النحو“ کی تمارین کو حل کیا گیا ہے۔

مرتب: مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فچیوری

(23) تدریس کا تیسواں طریقہ: بطریقہ تلاوت

تدریس کے ۲۶ طریقوں میں سے تیسواں طریقہ قرآن پاک کی تلاوت کرنے کا ہے اور تلاوت قرآن کی تو کیا شان ہے کہ قرآن مجید، فُرْقَانِ حَمِيدِ اللّٰهِ رَبِّ الْاِنَامِ عَزَّوَجَلَّ کا مبارک کلام ہے، اس کا پڑھنا، پڑھانا اور سننا سنا سب ثواب کا کام ہے۔ قرآن پاک کا ایک حرف پڑھنے پر ۱۰ نیکیوں کا ثواب ملتا ہے، چنانچہ:

خَاتَمُ الْمُرْسَلِينَ، شَفِيعُ الْمُنْذَبِينَ، رَحْمَةُ لِّلْعَالَمِينَ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ دلنشین ہے: ”جو شخص کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھے گا، اُس کو ایک نیکی ملے گی جو دس کے برابر ہوگی۔ میں یہ نہیں کہتا اللہ ایک حرف ہے، بلکہ اَلِف ایک حرف، لام ایک حرف اور میم ایک حرف ہے۔“ (سُنَنِ التَّرمِذِي ج ۴ ص ۷۷۷ حدیث ۲۹۱۹)

قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا، زبانی پڑھنے سے افضل ہے کہ یہ پڑھنا بھی ہے اور دیکھنا اور ہاتھ سے اس کا چھونا بھی اور یہ سب کام عبادت ہیں۔ (غُنِيَّةُ الْمُتَلَوِّينِ ص ۳۹۵)

نیز گرمیوں میں صبح کو قرآن مجید ختم کرنا بہتر ہے اور سردیوں میں اوّل شب (یعنی رات) کو کہ حدیث میں ہے: ”جس نے شروع دن میں قرآن ختم کیا، شام تک فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے ہیں اور جس نے ابتدائے شب میں ختم کیا، صبح تک استغفار کرتے ہیں۔“ گرمیوں میں چونکہ دن بڑا ہوتا ہے تو صبح کے وقت ختم کرنے میں استغفار ملائکہ زیادہ ہوگی اور جاڑوں (یعنی سردیوں) کی راتیں بڑی ہوتی ہیں تو شروع رات میں ختم کرنے سے استغفار زیادہ ہوگی۔ (غُنِيَّةُ الْمُتَلَوِّينِ ص ۳۹۶)

لہذا ان فضائل کو مد نظر رکھتے ہوئے خود بھی اور اپنے طلبائے کرام کو خوب خوب تلاوت قرآن میں مشغول رہنے کی ترکیب بنائیے۔ کم وقت میں زیادہ سے زیادہ تلاوت کر کے ختم قرآن کی برکتیں لوٹنے کا طریقہ پیش خدمت ہے:

برتیس دن میں ختم قرآن

جو ہر تیس دن میں ایک بار ختم قرآن کرنا چاہے تو اسے چاہئے کہ ہر نماز کے بعد ۴ صفحات کی تلاوت کر لیا کرے۔

ہر پندرہ دن میں ختم قرآن

جو ہر پندرہ دن میں ایک بار ختم قرآن کرنا چاہے تو اسے چاہئے کہ ہر نماز کے بعد ۸ صفحات کی تلاوت کر لیا کرے۔

ہر بارہ دن میں ختم قرآن

جو ہر بارہ دن میں ایک بار ختم قرآن کرنا چاہے تو اسے چاہئے کہ ہر نماز کے بعد ۱۰ صفحات کی تلاوت کر لیا کرے۔

ہر دس دن میں ختم قرآن

جو ہر دس دن میں ایک بار ختم قرآن کرنا چاہے تو اسے چاہئے کہ ہر نماز کے بعد ۱۲ صفحات کی تلاوت کر لیا کرے۔

ہر چھ دن میں ختم قرآن

جو ہر چھ دن میں ایک بار ختم قرآن کرنا چاہے تو اسے چاہئے کہ ہر نماز کے بعد ۲۰ صفحات کی تلاوت کر لیا کرے۔

۱۲۸ دن میں ختم قرآن

اور جن کو قرآن پاک پڑھنا نہیں آتا ان کے لئے بھی ایک طریقہ ہے کہ وہ اگر روزانہ اپنے وقت میں سے ایک گھنٹہ نکالیں تو ۱۲۸ دن میں پورا قرآن ترجمہ و تفسیر کے ساتھ سننے کی سعادت حاصل کر سکتے ہیں اور وہ یہ کہ عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے شعبے آئی ٹی کی جانب سے ایک ایپ بنام "Sirat ul Jinan Quran & Tafsir" جاری کیا گیا ہے جس کو پلے اسٹور سے ڈاؤن لوڈ کیا جاسکتا ہے جس میں تمام قرآنی سورتوں کی Audio موجود ہے جس کا کل دورانیہ ایک سواٹھائیس گھنٹہ ہے۔

(24) تدریس کا چوبیسواں طریقہ: بطریقہ فن

تدریس کے ۲۶ طریقوں میں سے چوبیسواں طریقہ فنی طریقہ ہے۔ اس میں یہ ہوتا ہے کہ استاد اپنے طلبہ کو ایک ایک فن ترتیب وار پڑھاتا ہے یعنی جس فن کو بھی پڑھاتا ہے اس کو ایک ساتھ شروع سے آخر تک پڑھاتا ہے۔ مثلاً علم الصرف پڑھائے تو ابتدائی کتاب سے لے کر انتہائی کتاب تک پڑھائے، اسی طرح ہر ایک فن۔

یہ طریقہ کار پہلے کے دور میں نافذ تھا جب درسِ نظامی بیس یا پچیس سال کا ہوتا تھا اور اب بھی ایک دو جگہ یہی ترکیب ہے کہ دو سال علم الصرف، دو سال علم النحو، دو سال علم الفقه، دو سال علم اصول الفقه، دو سال علم الحدیث، دو سال اصول علم الحدیث، دو سال علم التفسیر، دو سال اصول علم التفسیر، دو سال علم المنطق وغیرہ یعنی جس فن یا علم کو پڑھائیں گے تو اس کی الف سے یاء تک دو سال میں ختم کر دیں گے۔

اب ہمارے یہاں تخصص کے درجات اسی طریقہ کار کے مطابق ہی چلائے جاتے ہیں کہ جس بھی فن یا علم میں تخصص کروایا جاتا ہے اس کا دورانیہ دو سال رکھا جاتا ہے اور اس دو سال میں اس فن یا علم میں مہارت پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

علم کی برکت سے محروم رہے گا

اعلیٰ حضرت شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ جلد ۲۳ کے صفحہ نمبر ۶۳۹ پر لکھتے ہیں: علماء فرماتے ہیں: جس سے اس کے استاد کو کسی طرح کی ایذا پہنچی وہ علم کی برکت سے محروم رہے گا۔

(25) تدریس کا پچیسواں طریقہ: بطریقہ اِلماء واستملاء

تدریس کے ۲۶ طریقوں میں سے پچیسواں طریقہ اِلماء واستملاء ہے، اِلماء سے مراد لکھوا کر علم سکھانا ہے اور استملاء سے مراد لکھ کر علم سیکھنا ہے اور زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے لے کر دو سو سال پہلے تک ہر علم کو سیکھنے اور سکھانے کا یہی طریقہ رائج تھا کہ استاد کو جو علم پڑھانا ہوتا اپنے شاگردوں کو اس علم کا اِلماء کرواتا اور ان کے شاگرد حضرات اس کو اپنے پاس لکھ کر محفوظ کر لیتے اور پھر یاد کرتے تھے اور یوں آہستہ آہستہ وہ علم میں کمال درجہ حاصل کر لیتے۔

اصول حدیث میں ایک اصطلاح ”امالی“ ہے اور یہ اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں شیخ کے اِلماء کرائے ہوئے فوائد و نکات حدیث جمع ہوں۔

نیز فقہ حنفی کی کتب میں سے ایک کتاب ”الامالی“ بھی ہے جو حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اِلماء کرائی تھی۔ (”رد المحتار“، المقدمة، مطلب: رسم المفتی، ج ۱، ص ۱۶۳)

امام جلال الدین سیوطی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اَوَّلًا ۸۷۲ھ میں مصر میں اِلماء حدیث کروانا شروع کیا، اِلماء کی یہ مجلس ہر جمعہ کو نماز جمعہ کے بعد ہوتی جس میں ہر خاص و عام کو شرکت کی اجازت تھی اور یہ اِلماء کی مجلس مصر میں حافظ ابن حجر عسقلانی قَدَسَ سِرُّہُ التَّوَرَّانِی کے بعد ۲۰ سال سے موقوف تھی، جسے امام سیوطی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اسے دوبارہ شروع کیا۔ (الامام حافظ جلال الدین سیوطی و جمودہ فی علم الحدیث و علومہ، ص ۲۲۹)

نیز اِلماء واستملاء کے ذریعہ حصول علم دین کا ایک دلچسپ واقعہ ملاحظہ فرمائیں چنانچہ: شمس الائمہ ابو بکر محمد بن ابی سہل رحمۃ اللہ علیہ کا لقب برہان الاسلام ہے جن کی ولادت ۴۰۰ھ میں بمقام سرخس میں ہوئی جو کہ خراسان کی ایک بستی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ شمس الائمہ عبد العزیز حلوانی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے شاگردِ رشید ہیں اور ان کی وفات کے بعد ان کے مسند پر بیٹھے اور اپنے استاد کے لقب ”شمس الائمہ“ سے مشہور ہوئے، حاکم وقت کے خلاف کلمہ حق بلند کرنے کی پاداش میں حاکم وقت نے انہیں ”اوز جند“ نامی بستی کے ایک کنویں میں قید کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ سالہا سال اس کنویں میں قید رہے جہاں ان کا چلنا پھرنا بھی ناممکن تھا۔ آپ قید سے پہلے شہر کی ایک جامع مسجد میں درس دیا کرتے تھے۔ قید کے بعد شاگردوں

نے درخواست کی کہ ہم روزانہ اس کنویں کے منہ پر آجایا کریں گے۔ آپ ہمیں جو کچھ پڑھانا چاہیں ہم اس کے لیے حاضر ہیں۔

شمس الائمہ امام سرخسی کے دل کی خواہش تھی کہ امام حاکم شہید کی کتاب الکافی کی شرح لکھیں مگر فرصت نہ ملتی۔ چنانچہ انہوں نے اسی کنویں سے اپنی عظیم کتاب ”المبسوط“ جو کہ ”الکافی“ کی شرح ہے املا کروانی شروع کی اور آخر کار تیس ضخیم جلدوں پر مشتمل کتاب املاء کروادی۔ اس کتاب کو فقہ حنفی کے مستند ماخذ میں شمار کیا جاتا ہے۔

امام سرخسی کی دوسری مشہور ترین کتاب شرح السیر الکبیر ہے جو جنگ اور بین الاقوامی تعلقات کے اسلامی قوانین پر مستند ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ کتاب بھی آپ نے قید ہی کی حالت میں لکھوائی۔ اس کے علاوہ ایک اور مشہور و معروف کتاب ”اصول السرخسی“ بھی قید ہی کی حالت میں آپ نے تالیف فرمائی۔ آخر الذکر دونوں کتابوں کا اختتام رہائی کی حالت میں فرمایا۔ جبکہ ”المبسوط للسرخسی“ کی مکمل تیس جلدیں قید کی حالت میں لکھی گئیں۔

حیران کن بات یہ ہے امام سرخسی کنویں سے جو املاء کرواتے تھے وہ خالص اپنی یادداشت کی بنیاد پر کرواتے تھے۔ کسی کتاب کی مدد انہیں حاصل نہ تھی۔ ان کے پاس کسی قسم کی کوئی سہولت نہیں تھی جس سے وہ اپنی اس عظیم کتاب کا املاء لکھوانے میں مدد لے سکیں اور یہ بات ظاہر بھی ہے کہ کنویں میں قید ہونے کی حالت میں دوسری کتابوں سے باقاعدہ استفادہ بظاہر ممکن نہیں تھا۔ یہ تحقیقی کتاب جو بعد والوں کے لیے فقہ حنفی کا مستند ماخذ بن گئی، کس طرح تمام تر صرف حافظے سے لکھوائی گئی ہے۔

یہ وہی شیخ شمس الائمہ امام سرخسی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ ہیں جن کے بارے میں ”تعلیم المتعلم طریق التعلیم“ میں حضرت سیدنا امام برہان الدین ابراہیم زرنوجی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی (سال وفات ۶۱۰ھ) لکھتے ہیں: کہ طلب علم کے دوران ایک مرتبہ آپ کا پیٹ خراب ہو گیا۔ آپ کی عادت تھی کہ رات کے وقت کتابوں کی تکرار اور بحث و مباحثہ کیا کرتے تھے۔ اس رات پیٹ خراب ہونے کی وجہ سے آپ کو ابار و وضو کرنا پڑا کیونکہ آپ بغیر وضو تکرار نہیں کیا کرتے تھے۔

(تعلیم المتعلم طریق التعلیم، ص ۵۲)

اور شیخ شمس الائمہ امام سرخسی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ کے استاد شیخ امام حلوانی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ فرماتے ہیں کہ میں نے علم کے خزانوں کو تعظیم و تکریم کرنے کے سبب حاصل کیا۔ وہ اس طرح کہ میں نے کبھی بھی بغیر وضو کاغذ کو ہاتھ

نہیں لگایا۔ (تعلیمِ اسلامیہ طریقِ انعام، ص ۵۲)

اور بہارِ شریعت میں ہے: مسائلِ اصول میں الحاکم الشہید کی تصنیف کردہ کتاب "الکافی" نقلِ مذہب میں بڑی معتمد کتاب ہے اس کو قبولِ عام حاصل ہوا اور بڑے بڑے اکابر علماء، فقہاء نے اس کی شرحیں لکھیں جیسے امام شمسِ الائمہ السرخسی کی "مبسوط سرخسی" اس کے بارے میں علامہ طرسوسی کا بیان ہے کہ "مبسوط سرخسی" کا مقام یہ ہے کہ اسی پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ اس کے مطابق فتویٰ دیا جاتا ہے اور اس کے خلاف پر عمل نہیں کیا جاتا۔ کتبِ مذہب میں ایک اور کتاب "الْمُنْتَقَى" بھی ہے یہ بھی انہیں کی ہے لیکن اس کا وہ مقام نہیں، اس میں کچھ نوادر بھی ہیں "المبسوط" جو حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی گئی ہے اس کے متعدد نسخے ہیں ان میں سب سے بہتر وہ نسخہ ہے جو ابو سلیمان جوزجانی سے مروی ہے متاخرین علمائے فقہ نے مبسوط کی بہت سی شرح لکھی ہیں۔ ("رد المحتار"، المقدمة، مطلب: رسم المفتی، ج ۱، ص ۱۶۳-۱۶۶) (بہارِ شریعت، ج ۳، ص ۱۰۵۵)

نیز ترجمہ قرآن کنز الایمان بھی املاء و استملاء کی برکت سے وجود میں آیا چنانچہ: "سوانح امام احمد رضا" میں مولانا بدر الدین قادری صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"صدر الشریعہ" حضرت علامہ مولانا محمد امجد علی اعظمی نے قرآن مجید کے صحیح ترجمہ کی ضرورت پیش کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے ترجمہ کر دینے کی گزارش کی۔ آپ نے وعدہ فرمایا لیکن دوسرے مشاغلِ دینیہ کثیرہ کے ہجوم کے باعث تاخیر ہوتی رہی، جب حضرت "صدر الشریعہ" کی جانب سے اصرار بڑھا تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: چونکہ ترجمہ کے لیے میرے پاس مستقل وقت نہیں ہے اس لئے آپ رات میں سوتے وقت یادِ دل میں قیلولہ کے وقت آجایا کریں۔ چنانچہ حضرت "صدر الشریعہ" ایک دن کاغذِ قلم اور دوات لے کر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور یہ دینی کام بھی شروع ہو گیا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ زبانی طور پر آیات کا ترجمہ بولتے اور صدر الشریعہ لکھتے رہتے، لیکن یہ ترجمہ اس طرز پر نہیں تھا کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پہلے کتبِ تفسیر و لغت کو ملاحظہ فرماتے، بعدہ آیت کے معنی کو سوچتے پھر ترجمہ بیان کرتے، بلکہ آپ قرآن مجید کافی البدیہہ برجستہ ترجمہ زبانی طور پر اس طرح بولتے جاتے جیسے کوئی پختہ یادداشت کا حافظ اپنی قوتِ حافظہ پر بغیر زور ڈالے قرآن شریف روانگی سے پڑھتا جاتا ہے، پھر جب حضرت "صدر الشریعہ"

صدر الشریعہ“ اور دیگر علمائے حاضرین اعلیٰ حضرت کے ترجمے کا کتب تفاسیر سے تقابل کرتے تو یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے کہ آپ کا یہ برجستہ فی البدیہہ ترجمہ تفاسیر معتبرہ کے بالکل مطابق ہے۔

الغرض اسی قلیل وقت میں ترجمہ کا کام ہوتا رہا پھر وہ مبارک ساعت بھی آگئی کہ حضرت ”صدر الشریعہ“ نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے قرآن مجید کا مکمل ترجمہ کروالیا اور آپ کی کوششِ تبلیغ کی بدولت دنیائے سنیت کو ”کنز الایمان“ کی دولت عظمیٰ نصیب ہوئی۔ (انوار رضا مطبوعہ ضیاء القرآن لاہور ص ۸۱-۸۲)

”صدر الشریعہ“ مولانا محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ترجمہ کے بعد میں نے چاہا تھا کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس پر نظر ثانی فرمائیں اور جا بجا فوائد تحریر کر دیں۔ چنانچہ بہت اصرار کے بعد یہ کام شروع کیا گیا، دو تین روز تک کچھ لکھا گیا، مگر جس انداز سے لکھوانا شروع کیا اس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ قرآن پاک کی بہت بڑی تفسیر ہو گی۔ کم از کم دس بارہ جلدوں میں پوری ہو گی۔ اس وقت خیال پیدا ہوا کہ اتنی مبسوط تحریر کی کیا حاجت؟ ہر صفحہ میں کچھ تھوڑی تھوڑی باتیں ہونی چاہئیں جو حاشیہ پر درج کر دی جائیں لہذا یہ تحریر جو ہو رہی تھی بند کر دی گئی اور دوسری (تحریر) کی نوبت نہ آئی۔ کاش وہ مبسوط تحریر جو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ لکھوا رہے تھے اگر پوری نہیں تو دو ایک پارے تک ہی ہوتی، جب بھی شائقینِ علم کے لیے وہ جو اہر پارے بہت مفید اور کار آمد ہوتے۔

(سیرت صدر الشریعہ از مولانا عطاء الرحمن قادری مطبوعہ مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور ص ۱۷۵)

لہذا الملاء واستملاء والا طریقہ استاد و شاگرد میں سے ہر ایک کی صلاحیت کو چار چاند نہیں بلکہ مدینے کے بارہ چاند لگانے والا طریقہ ہے۔

(26) تدریس کا چھبیسواں طریقہ: بطریقہ ٹریننگ

تدریس کے 26 طریقوں میں سے چھبیسواں طریقہ ٹریننگ ہے جس میں فارغ التحصیل طلبہ کو تدریس کے لیے ٹریننگ دی جاتی ہے، تاکہ مستقبل میں ایک اچھے استاد بن سکیں۔

ایک رپورٹ کے مطابق دنیوی تعلیمی اداروں میں پرائمری کلاس پڑھانے والے اساتذہ کے لئے پرائمری ٹیچر ٹریننگ کا کورس مکمل کرنا اور جو نیر کلاس میں بی ایڈ کی ڈگری کے بغیر اساتذہ کا تقرر محال ہے، اور بعض دنیوی اسکولوں میں اب تو بی ایڈ کی ڈگری کا ہونا بھی تقرر کے لئے کافی نہیں ہے بلکہ بی ایڈ کے بعد CTET کا امتحان پاس کرنا لازمی شرط ہے۔ اور آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ بی ایڈ کے فارغین میں سے 15 سے 20 فیصد طلبہ ہی CTET کو Qualify (یعنی پاس) کر پاتے ہیں اور بعض اداروں میں مدرس بننے کی تو اس سے بھی بڑی شرط ہے اور وہ یہ کہ مدرس کے منصب پر صرف اسی شخص کو رکھتے ہیں جس کا مشغلہ صرف اور صرف تعلیم و تعلم ہو، اگر اس مشغلے کے علاوہ اس کا کوئی دوسرا مشغلہ بھی ہو جیسے کہ دنیوی کاروبار وغیرہ تو اسے اپنے ادارے کے مدرس کا منصب نہیں دیتے۔

چونکہ طلبہ کی تعلیمی، تربیتی، عملی ذہنی، فکری نشوونما میں اساتذہ ایک بڑا رول ادا کرتے ہیں، لہذا ان چیزوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اساتذہ کی اپنی تعلیمی لیاقت، ان کا رجحان، ان کی ذہنی صلاحیت اور IQ Level کا ہونا نہایت ہی ضروری ہے تاکہ طلبہ پر اس کے مثبت اثرات مرتب ہو سکیں۔

اور اساتذہ کی ٹریننگ میں مذکورہ تمام بنیادی چیزوں پر کافی زور دیا جاتا ہے نیز ان کی تربیت و رہنمائی کی جاتی ہے، اور اگر اساتذہ میں پہلے سے ہی تعلیمی صلاحیت و تدریسی شعور موجود ہے تو ٹیچر ٹریننگ سے ان کی مزید نشوونما اور فروغ میں مدد حاصل ہوتی ہے۔

ٹیچر ٹریننگ کا انداز یہ ہے کہ اس میں درس گاہ اور پڑھانے کا وقت مختصر رکھا جاتا ہے، تاکہ طلبہ گھبراہٹ کے شکار نہ ہوں۔ اس میں 6 منٹ تک پڑھایا جاتا ہے۔ 6 منٹ تک فیڈ بیک لیا جاتا ہے۔ 12 منٹ تک ری پلان کیا جاتا ہے۔ پھر 6 منٹ پڑھایا جاتا ہے۔ اور پھر 6 منٹ فیڈ بیک لیا جاتا ہے۔ کل 36 منٹ کی کلاس رکھی جاتی ہے۔

استاد کا مقام بہت ہی ارفع و اعلیٰ ہے جس کو ”پہلے باب تدریس کے نکات“ سے سمجھا جاسکتا ہے اس لئے مزید اساتذہ ٹریننگ کورس میں درج ذیل چیزیں بھی سکھائی جائیں:

- (۱)۔۔۔ طلبہ کی نفسیات کو پہچان کر ان کی نفسیات کے مطابق کلام کرنا۔
 - (۲)۔۔۔ جو طلبہ جس درجے کے ہوں ان سے اسی درجے کے لائق گفتگو کرنا۔
 - (۳)۔۔۔ درسگاہ میں طلبہ کے سامنے اپنے مقام و مرتبہ کا خیال رکھنا۔
 - (۴)۔۔۔ طلبہ کی علمی لیاقت کا خیال رکھنا۔
 - (۵)۔۔۔ ہر درجے سے کم از کم پانچ طلبہ سے اپنی کتاب کی نوٹ لکھوانا۔
 - (۶)۔۔۔ درجے میں مارپیٹ سے گریز کرنا۔
 - (۷)۔۔۔ اپنے ادارے یا ادارے کے کارکنان کی کمزور باتیں طلبہ کو نہ بتانا۔
 - (۸)۔۔۔ طلبہ کی تعریف پر کان نہ رکھنا۔
 - (۹)۔۔۔ طلبہ سے کچھ نہ لینا، نہ ان کا تحفہ قبول کرنا اور نہ ان کی کوئی چیز کھانا۔
 - (۱۰)۔۔۔ طلبہ کو اپنے علم و عمل، تجربات و مشاہدات، اخلاق و کردار و گفتار سے متاثر کرنا۔
- ان سب کی تفصیل آگے آرہی ہے۔



سکھانے کے طریقے

پیارے اساتذہ کرام! کسی کو سکھانے کے بنیادی طور پر دو طریقے ہیں:

- (۱) --- محسوس طریقہ۔ (۲) --- غیر محسوس طریقہ۔

ہم طلبہ کو محسوس طریقے سے سکھا رہے ہوتے ہیں حالانکہ اصل میں سکھانے کا غیر محسوس طریقہ ہے، کہ محسوس طریقے سے ہر کوئی سکھاتا ہے پر کمال تو اس استاد کا ہے جو طلبہ کو غیر محسوس طریقے سے سکھائے، ممکن ہے کہ طلبہ محسوس طریقے سے سکھائی جانے والی چیز پر عمل پیرا نہ ہوں مگر غیر محسوس طریقے سے سکھائی جانے والی چیز پر یقیناً عمل پیرا ہوتے ہیں کیونکہ وہ چیزیں ان اذہان میں نقش ہو جاتی ہیں، نیز اسی طریقے سے لوگوں کی زندگیوں میں انقلاب برپا ہوتا ہے۔

ابھی آپ نے جو تدریس کے 26 طریقے ملاحظہ فرمائے ہیں وہ محسوس طریقہ کار کے ہیں اور اگر آپ کہیں کہ غیر محسوس طریقے سے کیسے سکھایا جاسکتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ درج ذیل چیزوں سے غیر محسوس طریقے پر سکھایا جاسکتا ہے:

(۱) --- اپنے کردار سے۔ (۲) --- اپنی عادات و اطوار سے۔

(۳) --- اپنے رہن سہن سے۔ (۴) --- اپنے اٹھنے والے ہر قدم سے۔

(۵) --- اپنے مزاج سے۔ (۶) --- اپنی طبیعت سے۔

(۷) --- اپنی کڑھن سے۔ (۸) --- اپنے جذبات سے۔

(۹) --- اپنے اخلاق سے۔ (۱۰) --- اپنی سیرت سے۔

غیر محسوس طریقے سے طلبہ کیسے سیکھتے ہیں اس کی مثال ملاحظہ فرمائیں:

(۱) غیر محسوس طریقے کی پہلی مثال

یہ ان دنوں کی بات ہے جب سگ عطار (یعنی مصنف) اہلسنت کی عظیم علمی درسگاہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں درجہ ثمالشہ کی تعلیم حاصل کر رہا تھا اور میری رہائش میرے محسن و مربی، خلیفہ برہان ملت، مبلغ اسلام، حضرت علامہ

مولانا عبد المبین نعمانی مصباحی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمْ الْعَالِیَہ کے زیر سرپرستی مجمع الاسلامی میں تھی، نیز وہاں تخصص فی التصنیف کے طلبہ بھی رہتے تھے، مزید خیر الاذکیاء، حضرت علامہ مولانا محمد احمد مصباحی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمْ الْعَالِیَہ کی بھی وہیں جلوہ گری رہتی، دورانِ قیام سگِ عطار نے خیر الاذکیاء، حضرت علامہ مولانا محمد احمد مصباحی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمْ الْعَالِیَہ کو دیکھا کہ اگر کسی طالب علم سے کوئی کام ہوتا تو آپ اس کے کمرے میں جا کر دستک دیتے اور دروازے کے کنارے کھڑے ہو کر اس کے آنے کا انتظار کرتے، کمرے میں جھانکنے سے بچتے، ان کا یہ انداز دیکھ کر الحمد للہ عزوجل اب میرا بھی یہی انداز ہے جس کو انہوں نے مجھے غیر محسوس طریقے سے سکھایا اور میں ان کے اس غیر محسوس طریقے سے سیکھ کر اب تک عمل پیرا ہوں، اللہ پاک ان کو صحت و تندرستی والی طویل زندگی عطا فرمائے اور ہمیں ان کی برکتوں سے مالا مال فرمائے۔

(۲) غیر محسوس طریقے کی دوسری مثال

اسی طرح سگِ عطار (یعنی مصنف) نے خلیفہ برہان ملت، مبلغ اسلام، حضرت علامہ مولانا عبد المبین نعمانی مصباحی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمْ الْعَالِیَہ سے مطالعہ کرنے کا انداز سیکھا ہے جس کا بیان چوتھے باب کے عنوان ”مطالعہ کرنے کا انداز کیسا ہو“ میں آ رہا ہے۔ ان شاء اللہ

(۳) غیر محسوس طریقے کی تیسری مثال

یوں ہی عاجزی و انکساری سگِ عطار (یعنی مصنف) نے اپنے استاد محترم علامہ مولانا خلیل مدنی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے غیر محسوس طریقے پر سیکھی ہے۔ اللہ پاک ان کی تربت پر انوار و تجلیات کی بارش برسائے۔

(۴) غیر محسوس طریقے کی چوتھی مثال

اسی طرح بیان کرنے کا طریقہ سگِ عطار (یعنی مصنف) نے حضرت علامہ مولانا مفتی نواز شمدنی مدظلہ العالی سے سیکھا ہے، اللہ پاک میرے استاد محترم کو شاد و آباد رکھے اور ان کے فیضان سے مالا مال فرمائے۔

محترم اساتذہ کرام! یہ وہ چیزیں ہیں جنہیں انہوں نے سکھایا نہیں مگر ان کے کردار، عادات و اطوار، رہن سہن اور اٹھنے بیٹھنے کے انداز سے سیکھی گئیں، اسی طرح ہمارے طلبہ بھی ہماری ہر ادا دیکھ رہے ہوتے ہیں اور غیر محسوس

طریقے پر سیکھ رہے ہوتے ہیں لہذا ہمیں بہت محتاط رہنے کی حاجت ہے۔ اللہ پاک ہماری مدد فرمائے، علم کے ساتھ عمل کی لازوال دولت عطا فرمائے، نیک اعمال کا عامل بنائے، جیسا ہمارے مرشدِ کریم، امیرِ اہلسنت چاہتے ہیں ہمیں ویسا بنائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ والہ وسلم

عمل کا ہو جذبہ عطا یا الہی
گناہوں سے مجھ کو بچا یا الہی
اے کاش! پاؤں مدنی انعام ہر اک
کرم کر پئے مصطفیٰ یا الہی
ہو اخلاق اچھا ہو کردار سُتھرا
مُجھے متقی تُو بنا یا الہی
غُصیلے مزاج اور تہمتِ سُخر کی خصلت
سے عطار کو تُو بچا یا الہی

کمال کا نسخہ

کسی شخص نے ایک دانشور کے پاؤں پر چوٹ لگائی جس کے باعث اُسے تکلیف تو ہوئی لیکن غصہ نہ آیا، اس بارے میں اس سے پوچھا گیا تو اس نے کہا: میں نے اُس شخص کو ایک پتھر سمجھا کہ جس کے سبب مجھے چوٹ آگئی، لہذا میں نے غصہ نہیں کیا۔ (احیاء العلوم، ج ۳، ص ۱۴۱)

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! جمادات یا حیوانات سے پہنچنے والی تکالیف پر یا ہمیں غصہ ہی نہیں آتا اور اپنا قصور معلوم ہوتا ہے یا اگر غصہ آ بھی جائے تو ہم اسے نافذ نہیں کرتے، کیونکہ نافذ کرنے کا فائدہ نہیں ہوتا۔ ٹھیک اسی طرح اگر عام انسانوں سے پہنچنے والی تکالیف پر بھی ہم اپنا ذہن بنالیں کہ اس میں ہمارا ہی قصور ہے یا میرے غصہ کرنے سے کیا ہو جائے گا، نیز غصے کے دل و دماغ پر ہونے والے اثرات کو بھی ذہن میں رکھیں تو امید ہے بہت حد تک ہم غصے کا علاج کرنے والے مدنی انعام پر عمل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

دورانِ تدریس ان چیزوں کا خیال رکھئے

محترم اساتذہ کرام! اپنی تدریس کو بہتر اور نمایاں بنانے کے لئے دورانِ تدریس کئی چیزوں کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے ان میں سے چند اہم چیزیں آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں:

(۱)۔۔۔ طلبہ کی نفسیات کو پہچان کر ان کی نفسیات کے مطابق کلام کرنا: یعنی جو جس مزاج کا ہو اس کے سامنے ویسا ہی کلام کرنا مثلاً ایک طالب علم ایسا ہے جس کا دل پڑھائی میں نہیں لگتا اور نہ ہی وہ تعلیم کی جانب توجہ دیتا ہے اب اس کے سامنے علمی نکات بیان کرنا فضول سا کام ہے اور یوں وقت کا ضیاع بھی ہے بلکہ اس کے سامنے سرسری گفتگو کی جائے۔

(۲)۔۔۔ جو طلبہ جس درجے کے ہوں ان سے اسی درجے کے لائق گفتگو کرنا: یعنی درجہ اولی کے طلبہ کے سامنے درجہ ثالثہ و رابعہ کے طلبہ کے سامنے کی جانے والی گفتگو نہ کرنا کہ اس سے وقت کا ضیاع ہو گا اور ہاتھ کچھ نہیں آئے گا نیز بسا اوقات طلبہ ایسی گفتگو سے بور بھی ہوتے ہیں، ہاں! ایسا ہو سکتا ہے کہ اوپر کے درجات میں پڑھائے جانے والے موضوعات و کتاب کا مختصر تعارف، فضائل و اہمیت بیان کئے جائیں جس سے علم دین کی جانب ان کی دلچسپی بڑھتی رہے۔

(۳)۔۔۔ درس گاہ میں طلبہ کے سامنے اپنے مقام و مرتبہ کا خیال رکھنا: یعنی طلبہ کے سامنے اپنے آپ کو ان کا استاد ہی جاننا، یہ نہ ہو کہ دوست و احباب جان کر ان سے ہنسی مذاق شروع کر دینا کہ اس سے ایک استاد کا مقام و مرتبہ مجروح ہوتا ہے۔

(۴)۔۔۔ طلبہ کی علمی لیاقت کا خیال رکھنا: یعنی صلاحیت و ذہانت کے اعتبار سے طلبہ جس لیاقت کے ہوں ان کو اسی انداز سے پڑھانا مثلاً: کسی درجے کے طلبہ اس لیاقت و معیار کے ہیں کہ کند ذہن ہونے کے ساتھ ساتھ ان کو کتب کی عربی عبارت ہی پڑھنی نہیں آتی، اب اگر استاد ان کے سامنے عربی عبارت کی جامع مانع تشریح بیان کرے گا تو ان کو سمجھ نہیں پڑے گی بلکہ ایسے طلبہ کے سامنے درست عربی عبارت، اس کا سلیس اردو ترجمہ اور اس عبارت کی مختصر وضاحت کر دینا کافی ہے۔

ہاں! اگر طلبہ ذہین ہونے کے ساتھ ساتھ عربی عبارت میں مضبوط ہوں تو اب ان کے سامنے جامع مانع اور شرح و بسط کے ساتھ وضاحت کیجئے بلکہ لازماً کیجئے تاکہ طلبہ آگے چل کر بہترین علوم دینیہ کے ماہر بنیں اور آپ کے لئے ثواب جاریہ کا سامان ہو سکیں۔

(۵)۔۔۔ ہر درجے سے کم از کم پانچ طلبہ سے اپنی کتاب کے نوٹ لکھوائیں: یعنی جو آپ نے پڑھایا ہے اس کو طلبہ اردو میں لکھ لیں یا صرف کتاب کی عبارت کا ترجمہ ہی لکھ لیں یہ کام روزانہ کروائیں اور ہفتے دو ہفتے میں چیک بھی کرتے رہیں۔ اس کا یہ فائدہ ہو گا کہ امتحان کے وقت ان کو اردو شروحات کی ضرورت نہیں پڑے گی، اور اگر کسی مقام پر عبارت حل نہیں ہو رہی ہو گی تو وہ اپنی لکھی ہوئی نوٹ کو دیکھ کر یاد کر لیں گے، نیز کمزور طلبہ یا کسی وجہ سے سبق سے پیچھے رہ جانے والے طلبہ ان کی اس نوٹ سے تیاری کر کے امتحان میں کامیاب ہو سکیں گے۔

اور اگر صلاحیت مند طلبہ ہوئے اور انہوں نے اچھے انداز میں نوٹس لکھیں تو آپ کی اس کاوش سے اس کتاب کی پانچ اردو شروحات تیار ہو گئیں جو بعد میں آنے والوں کو فائدہ دیں گی نیز لکھنے والے طلبہ کے اندر تصنیفی صلاحیتیں بھی نکھر کر سامنے آئیں گی۔

(۶)۔۔۔ درجے میں مار پیٹ سے گریز کیجئے: یعنی طلبہ کے سبق یاد نہ کرنے یا آپ کا دیا ہوا کام نہ کرنے یا کسی اور طرح کی کوتاہی کرنے کی بنا پر سزا دینے کے بجائے مثبت سوچ کو فوقیت و اہمیت دیتے ہوئے حکمتِ عملی سے کام لیجئے، اور وہ یوں کہ کرنے والوں کی حوصلہ افزائی و تحفہ تحائف کی ترکیب کیجئے ان شاء اللہ بہت جلد نہ کرنے والے بھی کرنے والے بن جائیں گے۔ ہاں! کرنے والوں کی حوصلہ افزائی و تحفہ تحائف کی ترکیب کرنے کے بعد نہ کرنے والوں کو مخاطب کئے بغیر اپنی کڑھن کا یوں اظہار کیجئے: ”وہ دن مجھے دیکھنے کو کب ملے گا کہ جب سارے طلبہ سبق سنادیں۔ میری بڑی خواہش ہے کہ میں آپ لوگوں کو اس طرح دیکھوں۔ میں آپ کی کامیابی کے لئے تہجد میں دعائیں کرتا ہوں کہ اے اللہ! میرے طلبہ کو بہترین عالم دین و مفتی اسلام بنا، مگر یہ کیسے ہو گا؟ یہ ہو گا اس وقت جب آپ اچھے انداز سے روزانہ سبق سنانے والے بنیں گے۔ میں اپنی اولاد سے زیادہ آپ لوگوں کے بارے میں فکر مند رہتا ہوں“ وغیرہ وغیرہ الفاظ سے اپنی کڑھن کا اظہار کیجئے۔

پیارے اساتذہ کرام! واقعی اگر آپ کی سوچ میں طلبہ کی کامیابی ہے تو یقیناً طلبہ پر آپ کے کڑھن بھرے ان جملوں کے تیر ان کے دلوں میں پیوست ہو کر اکسیر کا کام کریں گے۔

اور یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ تمام طلبہ کو عالم دین بنانا ہم پر فرض یا واجب نہیں جس کے لئے ہم ان کو سزائیں دیں بلکہ ہم پر اپنی آخرت کو درست کرنا ضروری ہے، اور آپ ہی بتائیں کہ اگر ہم نے کسی طالب علم کی پٹائی کی اور اس نے معاف نہ کیا تو کیا ہماری آخرت درست ہوگی؟

دانش مند را اشارہ کافی است

(۷)۔۔۔ اپنے ادارے یا ادارے کے کارکنان کی کمزور باتیں طلبہ کو نہ بتائیں: یعنی نہ خود ایسی باتیں چھیڑیں اور نہ طلبہ کو ایسی باتیں چھیڑنے دیں اور اگر کبھی زیر گفتگو ایسی باتیں ہونے لگیں تو فوراً موضوع بدل دیں، کہ اس کے نتائج کافی ہلاکت خیز ہیں جو تجربات سے ہی حاصل ہوتے ہیں۔

(۸)۔۔۔ طلبہ کی تعریف پر کان نہ رکھیں: یعنی اگر طلبہ آپ کی تعریف اور دوسرے استاد یا ادارے کی برائی بیان کریں تو ان کے تعریفی کلمات سن کر ان کی حوصلہ افزائی کرنے کے بجائے فوراً دل شکنی و حوصلہ شکنی کیجئے کہ جو آپ کے سامنے آپ کی تعریف اور دوسرے کی برائی بیان کرتا ہے ہو سکتا ہے وہ دوسرے کے سامنے اس کی تعریف اور آپ کی برائی بیان کرتا ہو، میرے استاد محترم، شیخ الحدیث، علامہ مولانا خلیل مدنی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرمایا کرتے تھے: ”سانپ کا ڈسا ہوا تو بچ سکتا ہے مگر طلبہ کا ڈسا ہوا کبھی نہیں بچتا“۔ کہ طلبہ تو آتے جاتے اور بدلتے رہیں گے لیکن ہمارا ادارہ یا ہمارے ادارے کے کارکنان نہیں بدلیں گے، پس اگر ہم نے طلبہ کی تعریف اور دوسرے کی مذمت پر توجہ دی تو یہ ہماری نوکری بھی لے سکتی ہے۔ نیز یہ بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ: تعریف کرنے والے طلبہ کو اپنا خیر خواہ اور دین کا درد رکھنے والا نہ جانیں کہ جو دین کا درد رکھتا ہے وہ مخالفت کی غلطی نہیں کرتا، غیبتوں اور بدگمانیوں اور تہمتوں میں نہیں پڑتا، ہاں! یہ وہی کرے گا جو کسی کی عزت کا لحاظ نہیں کرتا اور بعض شریک طلبہ ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنے مفاد کے حصول کے لئے استاد کی تعریف کرتے ہیں اور جب ان کا مفاد نکل جاتا ہے تو اسی استاد کی برائی بیان کرنے لگتے ہیں۔ لہذا طلبہ سے اسی قدر ہی تعلقات استوار کئے جائیں جو استاد کے لئے مضر نہ ہوں۔

(۹)۔۔۔ طلبہ سے کچھ نہ لیں نہ ان کا تحفہ قبول کریں اور نہ ان کی کوئی چیز کھائیں: یعنی طلبہ کی جانب سے ملنے

والی کوئی بھی چیز قبول نہ کریں عافیت میں رہیں گے، کیونکہ قبول کرنے میں استاد و شاگرد دونوں کا نقصان ہے۔ استاد کا نقصان اس طرح کہ بعض استاد طلبہ کے تحائف قبول کر کے لالچی بن جاتے ہیں پھر اگر کوئی طالب علم تحفہ پیش نہ کرے تو کشیدگی کے حالات پیدا ہوتے ہیں نیز بعض تحفہ پیش کرنے والے طلبہ پیٹھ پیچھے استاد کو لالچی کی صفت سے متصف کرتے ہیں اور شاگرد کا نقصان اس طرح کہ دوبارہ تحفہ نہ دینے کی صورت میں استاد کی توجہ کامرکز نہیں رہتا۔ ہاں! جس کے قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ ہدیہ قبول کرنا مکی مدنی مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے لیکن ہدیہ ایسا ہونا چاہئے جسے قبول کرنے میں کسی کا احسان مند نہ ہونا پڑے ورنہ قبول نہ کرے۔ اگر ہدیہ کا بعض حصہ ایسا ہو جسے قبول کرنے میں احسان مند ہونا پڑے گا اور بعض حصہ ایسا ہو جس کو قبول کرنے میں احسان مند نہیں ہونا پڑے گا تو احسان مند والے حصے کو واپس کر کے باقی کو قبول کر لے۔ جیسا کہ حضور نبی کریم، رَءُوفٌ رَحِيمٌ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں گھی، پنیر اور مینڈھا بطور ہدیہ پیش کیا گیا تو آپ نے گھی اور پنیر قبول فرمایا جبکہ مینڈھا واپس فرمادیا۔ (السند للامام احمد بن حنبل، ۶۰/۱، ۷۵/۱، حدیث: ۱۷۵۵۹، بتغییر قلیل) نیز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بعض لوگوں کا ہدیہ قبول فرماتے اور بعض کا نہ فرماتے۔ (سنن ابی داود، کتاب الاجارۃ، باب فی قبول الهدایا، ۳/۴۰۵، حدیث: ۳۵۳۷، مفہومًا)

استاد کو اپنے شاگردوں کا تحفہ لینے سے پہلے حضرت حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے اس قول پر نظر کر لینا چاہئے چنانچہ: ایک شخص نے حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی خدمت میں دراہم سے بھری تھیلی اور خُراسان کے باریک کپڑوں کا تھان پیش کیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا: جو شخص میری طرح لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنے اور علم سکھانے کے لئے بیٹھے اور پھر لوگوں سے اس طرح کے تحفے قبول کرے تو بروز قیامت وہ اللہ عزَّ وَّجَلَّ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے لئے ثواب میں سے کوئی حصہ نہیں ہوگا۔

(احیاء العلوم، ج ۴، ص ۶۱۴)

طلبہ پر خرچ کرنے کا فارمولہ

تمام اساتذہ کو میرا ناقص مشورہ ہے کہ آپ صرف ایک سال اس فارمولے پر عمل کر کے دیکھیں اگر درج ذیل

فوائد حاصل نہ ہوں تو کہنا:

(۱)۔۔۔ طلبہ کے دل میں استاد کا مقام و مرتبہ مسلم ہو جانا۔

(۲)۔۔۔ استاد کی تعظیم و فرمانبرداری کرنے کا ذہن بننا۔

(۳)۔۔۔ استاد کا نیک چرچا کرنا۔

(۴)۔۔۔ اگر استاد کی کسی نے طلبہ کے سامنے برائی بیان کی تو اس کو دفع کرنا۔

(۵)۔۔۔ مزید آپ کی تمام تر مشکلیں، بیماریاں دور ہو کر مرادیں بر آئیں گی اور خوشحالیاں نصیب

ہوں گی۔ ان شاء اللہ

وہ فارمولہ یہ ہے کہ آپ ہر قمری مہینے کی گیارہ تاریخ کو کم از کم پانچ سو روپے کی مٹھائی یا اور کوئی چیز پر غوث اعظم، شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی فاتحہ دلا کر اپنے طلبہ کو کھلانا شروع کر دیجئے، طلبہ کا کھانے کے بجائے آپ خود ان کو کھلائیے۔ چنانچہ:

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنی کتاب ”اسلامی زندگی“ میں لکھتے ہیں: ربیع الآخر کے مہینے کی گیارہ تاریخ کو ہر مسلمان اپنے گھر میں حضور غوث پاک سرکار بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ کرے۔ سال بھر تک بہت برکت رہے گی، نیز اگر ہر چاند کی گیارہویں شب کو یعنی دسویں اور گیارہویں تاریخ کی درمیانی رات کو مقرر پیسوں کی شیرینی مسلمان کی دکان سے خرید کر پابندی سے گیارہویں کی فاتحہ دیا کرے تو رزق میں بہت ہی برکت ہوگی اور ان شاء اللہ تعالیٰ کبھی پریشان حال نہ ہوگا، مگر شرط یہ ہے کہ کوئی تاریخ ناغہ نہ کرے اور جتنے پیسے مقرر کر دے اس میں کمی نہ ہو اور اتنے ہی پیسے مقرر کرے جتنے کی پابندی کر سکے۔ مزید مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنا تجربہ بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: خود میں اس کا سختی سے پابند ہوں اور بفضلہ تعالیٰ اس کی خوبیاں بے شمار پاتا ہوں۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

(اسلامی زندگی ص ۱۳۳، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی)

اور الحمد للہ عزوجل مجھے جب سے یہ نسخہ پتا چلا ہے تب سے اس پر عمل پیرا ہوں، کھانے کی مختلف چیزوں پر فاتحہ دلا کر طلبہ میں تقسیم کر دیتا ہوں، اس کی برکت سے میری کئی ساری مشکلیں بھی حل ہوئیں نیز گھر میں خوشحالی کا بھی سماں ہے، نیز طلبہ میں یہ مشہور ہے کہ فلاں استاد صاحب ہر مہینے طلبہ کی دعوت کرتے ہیں۔ الحمد للہ عزوجل

تین مشہور لوگ

نیز سخاوت ایسی صفت ہے جو انسان کو مرنے کے بعد بھی زندہ رکھتی ہے چنانچہ علامہ اسماعیل حقی علیہ رحمۃ اللہ القوی تفسیر قرآن، تفسیر روح البیان میں لکھتے ہیں:

حاتم طائی کے زمانے میں تین لوگ مشہور تھے: (۱)۔۔۔ ”ابو جہاب“ بخل میں۔ (۲)۔۔۔ ”اشعوب بن جبیر“ لالچ میں۔ (۳)۔۔۔ ”حاتم طائی“ سخاوت میں۔

(۱)۔۔۔ ابو جہاب بخل میں بے نظیر تھا، اس کی عادت تھی کہ اس کے گھر میں آگ نہیں جلتی تھی، جب تمام لوگ سو جاتے تب روٹی پکاتا، لوگوں کے جاگنے سے پہلے آگ بجھا دیتا تاکہ نہ کوئی اس سے کھانا مانگے اور نہ اس کی آگ سے کوئی فائدہ اٹھائے۔

(۲)۔۔۔ اشعوب بن جبیر جو مصعب بن زبیر بن العوام کا غلام تھا، پرلے درجے کا لالچی تھا، اس کے لالچ کے متعلق پانچ باتیں مشہور ہیں چنانچہ:

(۱) مدرسہ میں ایک بچہ سبق یاد کر رہا تھا اس کے سبق میں یہ جملہ تھا: (اِنَّ اَبْنَیْدُ عُوْكَ) بیشک میرا باپ تجھے بلارہا ہے۔ اشعوب نے سمجھا اس بچے کا باپ اسے بلارہا ہے فوراً سنتے ہی جو تا پہن کر اس بچے کے باپ کے پاس جانے لگا تو بچے نے کہا کہ: ”یہ جملہ میرا سبق ہے“ اس کا مطلب یہ نہیں کہ میرا باپ تجھے بلارہا ہے۔

(۲) جب کوئی خارش (یعنی کھلی) کی وجہ سے گردن کو کھجلاتا تو یہ سمجھتا کہ وہ قمیص اتار کر اسے دے گا۔

(۳) جب کسی گھر سے دھواں اٹھتا دیکھتا تو کہتا: ”یہ لوگ طعام پکا رہے ہیں مجھے بھی دیں گے“۔

(۴) جب کوئی دلہن کو لے جا رہے ہوتے تو گھر کو صاف کرنے لگ جاتا کہ شاید اسے میرے لئے میرے گھر میں

لائیں۔

(۵) خود کہتا کہ: ”مجھ سے تو متا زیادہ لالچی کہ وہ روٹی کے ایک ٹکڑے کی خاطر ایک فرسخ (یعنی تین میل) کا سفر

طے کرتا ہے“۔

دنیا میں اب ابو جہاب اور اشعوب بن جبیر کو کوئی نہیں جانتا مگر حاتم طائی کو ان کی سخاوت کی وجہ سے پوری دنیا

جانتی اور پہچانتی ہے۔ (تفسیر روح البیان، ج ۱۵، ص ۵۲۰۔ سورۃ عادیات)

(۱۰)۔۔۔ طلبہ کو اپنے علم و عمل، تجربات و مشاہدات، اخلاق و کردار و گفتار سے متاثر کرنا: طلبہ کے دل میں جگہ بنانے کا یہ بہت ہی بہترین فارمولہ ہے، نگرانِ شوری، مولانا عمران عطاری دامت برکاتہم العالیہ نے معلمین کے ایک مدنی مشورے میں فرمایا: معلم کے پاس جتنی جنرل نالج زیادہ ہوگی وہ اتنا ہی اپنے طلبہ کو متاثر کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہے، لہذا ہمیں زیادہ سے زیادہ جنرل نالج ہونی چاہئے۔

نگرانِ شوری کے اس فرمان پر عمل پیرا ہونے کے لئے معلمین و اساتذہ کے لئے جنرل نالج سے بھرپور دو باب اسی کتاب میں شامل ہیں:

(1)۔۔۔ طلبہ کے درمیان کئے جانے والے ”۱۹“ بیان (2)۔۔۔ جسمانی و ذہنی نشوونما کے فارمولے

اور کتاب بنام: ”رفیق التدریس“ میں چھ ابواب شامل کئے گئے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

(1)۔۔۔ ”۶۳“ انوکھی معلومات (2)۔۔۔ ”۶۳“ انوکھے سوالات

(3)۔۔۔ ”۶۳“ انوکھے چٹکے (4)۔۔۔ ”۶۳“ انوکھی پہیلیاں

(5)۔۔۔ ”۶۳“ انوکھی حکمتیں (6)۔۔۔ ”۶۳“ انوکھی حکایات

اللہ پاک ہم سب کو اخلاص کے ساتھ دین و سنیت کی خدمت کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں اور ہمارے طلبہ کو علم و عمل کی دولت سے مشرف فرمائے۔

چاہتے سب ہیں کہ ہوں اوجِ ثریا پہ مقیم

پہلے ویسا کوئی پیدا تو کرے قلبِ سلیم

آج بھی ہو جو ابراہیم سا ایماں پیدا

آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

کوئی قابل ہو تو ہم شان کئی دیتے ہیں

ڈھونڈنے والوں کو دنیا بھی نئی دیتے ہیں

تیسرا باب

درجے کی ترقی کے فارمولے

آپ اس باب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

☆... طلبہ کو چیک کرنے کے فارمولے

☆... کمزور طلبہ پر محنت کرنے کی اہمیت اور اس کا طریقہ

☆... استاد اپنے طلبہ کے ساتھ کیسے پیش آئے؟

☆... حوصلہ افزائی کرنے کے دل نشین انداز

☆... کلاس میجمنٹ

☆... معلم امامت کورس کے نکات

طلبہ کو چیک کرنے کے فارمولے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللّٰطِيفِ وَالصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الشَّافِعِی
 اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 الصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِیْبَ اللّٰهِ
 الصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

درود شریف کی فضیلت

حضرت سیدنا ابوالموہب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: مجھے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تو آپ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ”قیامت کے دن تم ایک لاکھ بندوں کی شفاعت کرو گے۔“ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم! میں اس قابل کیسے ہوا؟ تو ارشاد فرمایا: ”اس لیے کہ تم مجھ پر دُرُود پڑھ کر اس کا ثواب مجھے نذر کر دیتے ہو۔“ (الطبقات للشعرانی، رقم ۳۱۸، ابوالموہب محمد الشاذلی، ۱۰۱/۲)

شافع	روز	جزا	تم	پہ	کر وڑوں	دُرود
دافع	جملہ	بلا	تم	پہ	کر وڑوں	دُرود

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

طلبہ کو چیک کرنا کہ وہ کس مزاج اور سوچ کے مالک ہیں ایک کامیاب استاد بننے کے لئے بہت ضروری امر ہے لیکن سوال یہ ہے کہ ہم اپنے طلبہ کو کیسے چیک کریں؟ درجے کا دورانیہ ۴۵ منٹ، روزانہ کا نصاب ایک صفحہ وہ بھی عربی عبارت اور صفحات بھی بڑے، قابل تفہیم، اتنے مختصر سے وقت میں سارے کام کیسے کئے جائیں؟ ان تمام سوالوں کا ایک ہی جواب ہے کہ ہر کام ہر وقت نہیں کیا جاتا بلکہ ہر کام کا ایک وقت اور محل ہوتا ہے کہ مشہور مقولہ ہے: ”تاج محل دیکھو یا نہ دیکھو مگر موقع محل ضرور دیکھو“ کے تحت کام لیں گے تو کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی ان شاء اللہ عزوجل۔

اب آپ کے سامنے وہ فارمولے پیش کئے جا رہے ہیں جن کے ذریعے آپ اپنے طلبہ کی ذہنی، علمی، عملی، داخلی اور اندرونی کیفیت معلوم کر سکتے ہیں۔

پہلا فارمولہ

استاد طلبہ کو ان سوالات کے جوابات کاپی میں لکھنے کو کہے:

(۱)۔۔۔ آپ مستقبل میں خود کو سماج میں کس جگہ پر دیکھنا چاہتے ہیں؟

اس سوال سے استاد ہر طالب علم کے اس کی خود شناسی کا جائزہ لے سکتا ہے اور اس کے آگے بڑھنے اور آگے بڑھ کر کچھ کر گزرنے کا جذبہ پرکھ سکتا ہے۔ کہ یہ طالب علم اگرچہ پڑھنے میں کمزور ہے مگر کیا وہ اپنے آپ کو علم کے زیور سے آراستہ کرنا بھی چاہتا ہے یا نہیں؟ کیوں کہ جو شخص خود کو ذمہ دار نہیں سمجھتا وہ اپنی فیملی کے علاوہ کسی کی بھلائی کے لئے کبھی بھی نہیں سوچے گا۔

اس سوال کے ذریعے اگر کسی طالب علم کا جواب کچھ نہ آئے تو استاد اس کی ذہن سازی کر کے اس کو کچھ نہ کچھ بننے کی ترغیب دے تاکہ وہ مستقبل میں کچھ بن سکے۔

(۲)۔۔۔ آپ اپنی زندگی کی تین تمنائیں بتائیں اور ان کو پورا کرنے کے لئے آپ کیا کوشش کر رہے ہیں؟

اس سوال سے استاد طلبہ کی ذہنیت اور سرگرمی کا پتہ لگا سکتا ہے کہ وہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہیں یا راہ سے بھٹک کر کسی اور سمت جا رہے ہیں۔

اس سوال کے ذریعے اگر کسی طالب علم کا جواب نفی میں آئے تو استاد کو چاہئے کہ اس کو سمجھائے اور اس کی حالت کے مطابق رہنمائی کرے۔

(۳)۔۔۔ آپ کے سماج میں کیا کیا مسائل کیا کیا خرابیاں ہیں؟ اور آپ نے اصلاح کے لئے کیا پلاننگ کی ہے؟

اور کیا عمل کیا ہے؟

اس سوال کے ذریعے استاد طلبہ کی تجزیاتی اور تخلیقی قوت کا اندازہ لگا سکتا ہے کہ طالب علم کے اندر لیڈر اور رہنما کی کوالٹی پیدا ہو چکی ہے یا ابھی نہیں۔

اس سوال کے ذریعے اگر استاد کسی طالب علم کے اندر کوئی کمی دیکھے، اس کی اسی کے مطابق رہنمائی کرے اور اس کو اپنے اندر تجرباتی اور تخلیقی قوت کو پیدا کرنے والے اسباب اپنانے کو کہے مثلاً: اپنے اندر دوراندیشی پیدا کرنا، اپنے ذہن کو کشادہ رکھنا، مثبت سوچ کا حامل بننا، اپنی ذات کے ساتھ ساتھ دوسرے کی بھلائی کے متعلق سوچنا، اپنا ہدف بنانا کہ مجھے عالم بننا ہے یا مفتی بننا ہے یا محدث بننا ہے یا مدرس بننا ہے یا مصنف بننا ہے یا مقرر بننا ہے یا مبلغ بننا ہے وغیرہ وغیرہ۔

دوسرا فارمولہ

سوال: کون سے بچے ذہین ہوتے ہیں۔ ان کی ذہانت کیسے معلوم کی جائے؟

جواب: ذہین بچے وہ ہوتے ہیں جن میں کوئی تعمیری کام کرنے کی خاص صلاحیت موجود ہو اور وہ اپنی اس خاص صلاحیت اور استعداد سے دوسروں کو بہت زیادہ متاثر کر سکیں۔ مثلاً: درجہ اولیٰ کا طالب علم ثانیہ یا اس سے اوپر درجے کی کتاب حل کرنے کی اہلیت رکھتا ہو یا نئے نئے افکار کو اپنی نظموں کے ذریعے اشاعت کا اہتمام کر رہا ہو۔

ذہانت کے مدارج کے لحاظ سے غیر معمولی اور عام بچوں کے درمیان کوئی اہم خط تقسیم نہیں کھینچا جاسکتا، لیکن ماہرین تعلیم کا خیال ہے کہ جن بچوں کی ذہانت ۱۳۰ درجے سے زیادہ ہو وہ خداداد قابلیت کے مالک ہوتے ہیں۔ بچوں کی ذہانت معلوم کرنے کے لیے ماہرین نفسیات نے نفسیاتی امتحانات مقرر کر رکھے ہیں۔ ان امتحانات کے ذریعے بچوں کی ذہنی استعداد معلوم ہو سکتی ہے۔ اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ ایک بچے کی ذہنی اور اصلی عمر میں کیا نسبت ہے؟ مثلاً: دس سال کا ایک بچہ مسائل کو سمجھنے میں اگر بارہ سال کے بچے کے معیار پر پورا اترتا ہے تو اس کی ذہنی عمر بارہ سال ہو گی۔

ذہنی استعداد معلوم کرنے کے لیے بچے کی ذہنی عمر کو سو سے ضرب دی جاتی ہے اور حاصل ضرب کو بچے کی اصل عمر پر تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً ایک بچے کی اصل عمر ۱۰ سال اور ذہنی عمر ۱۲ سال ہے۔ بارہ کو سو سے ضرب دیا جائے تو حاصل ضرب ۱۲۰۰ ہو گا۔ اس حاصل ضرب کو ۱۰ پر تقسیم کیا جائے تو جواب ۱۲۰ ہو گا جو کہ اس بچے کی ذہنی استعداد ہے۔ جس بچے کی ذہنی استعداد ۱۲۰ درجے یا اس سے زیادہ ہو، وہ ذہین کہلانے کا مستحق ہے۔

تیسرا فارمولہ

کامیاب انسان کو لوگوں کو پرکھنے اور جانچنے کے لئے اسلوب معلوم ہونے چاہئے، انہیں اسلوبوں میں سے چند

یہ ہیں:

(۱)۔۔۔ ”کسی کا ظرف دیکھنا ہو تو اس کو عزت دے کر دیکھو“ جو اعلیٰ ظرف ہو گا وہ اس عزت کو سنبھال لے گا اور اس کو برقرار رکھتے ہوئے آپ کی بھی عزت کرے گا۔ لیکن اگر وہ کم ظرف ہے تو وہ اس عزت کو اپنا حق سمجھنے لگ جائے گا، الٹا آپ پر حق جمائے گا۔ اور ممکن ہے کہ وہ آپ کو نقصان بھی پہنچائے کیونکہ کم ظرف انسان سب سے پہلے اس کو نقصان پہنچانے کے لئے پلٹتا ہے جس نے اس کو فائدہ پہنچایا ہوتا ہے۔

(۲)۔۔۔ ”کسی کی فطرت دیکھنی ہو تو اس کو آزادی دے کر دیکھو“ جیسے کسی کو گاڑی کی چابی، اپنے گھر کی چابی وغیرہ دے دیجئے اور اس کے بعد اس کو آزادی دے دیں۔ پس اس آزادی کی حالت میں وہ وہی کام کرے گا جو اس کی فطرت میں ہے۔

(۳)۔۔۔ ”کسی کی نیت دیکھنی ہو تو اسے قرض دے کر دیکھو“ کسی کا مخفی ارادہ دیکھنا ہو تو اس کو قرض دے دو، اگر اچھی نیت والا ہو تو وقت پر یا وقت سے پہلے ہی قرضہ واپس کر دے گا لیکن جس کی نیت بری ہوئی وہ ٹالتا رہے گا اور قرض واپس نہیں کرے گا۔

(۴)۔۔۔ ”کسی کی خصلت دیکھنی ہو تو اس کے ساتھ کھانا کھا کر دیکھو“ خصلت بمعنی عادت جیسے سانپ کی خصلت میں ڈسنا ہے۔ پس اعلیٰ خصلت والا جب لوگوں کے ساتھ کھانا کھاتا ہے تو اچھا کھانا اور اچھی بوٹی و روٹی سامنے والے کو دے گا اور خسیس خصلت والا اچھا کھانا سب سے پہلے اپنے لئے نکالے گا کیونکہ اس وقت اس کی بھوک و حرص اس کے کنٹرول میں نہیں ہوتی جس کی وجہ سے وہ دوسروں کو نہیں دیکھتا بس اپنی پلیٹ کو بھرنے میں لگا رہتا ہے۔

(۵)۔۔۔ ”کسی کا صبر دیکھنا ہو تو اس پر تنقید کر کے دیکھو“ تنقید ایک ایسی چیز ہے جو ہر کوئی برداشت نہیں کر سکتا۔ پس جس کا صبر دیکھنا ہو کہ یہ صبر کے کس درجے پر فائز ہے اس پر تنقید کیجئے مثلاً: اس کی ذات میں، افعال و کردار

میں گھر و کاروبار وغیرہ میں، اگر وہ تنقید کو ضبط کر گیا اور اپنی کمی و کوتاہی بتانے لگا تو وہ صابر ہے اور اگر تنقید کو برداشت نہ کر کے پلٹ کر جواب دے، اپنی صفائی بیان کرے تو سمجھ جاؤ کہ وہ صابر نہیں۔ صبر کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آپ جواب نہ دیں بلکہ وقت اور حالات جواب دیں۔

(۶)۔۔۔ ”کسی کا خلوص دیکھنا ہو تو اس کو مشورہ دے کر دیکھو“ یعنی اس کے اندر کتنا اخلاص ہے یہ پتا کرنے کے لئے اس کو اس کے کسی کام میں مشورہ دیجئے کہ آپ فلاں کام اس طرح کر لیجئے، پس اگر وہ مخلص ہو تو آپ کا مشورہ قبول کرے گا اور اگر غیر مخلص، مفاد پرست ہو تو فوراً آپ کے پیش کئے ہوئے مشورے کی کاٹ کر کے اپنے طریقہ کار کی افضلیت و فضیلت بیان کرنا شروع کر دے گا۔

(۷)۔۔۔ ”کسی کی کامیابی دیکھنا ہو تو اس کی پابندی دیکھ کر دیکھو“ کیونکہ پابندی ایک ایسا جوہر ہے جو ہر کسی کے پاس نہیں پایا جاتا، یہ جوہر صرف اور صرف کامیاب لوگوں کے پاس ہی ملے گا۔ ناکام لوگ تو سست و کاہل، آج کا کام کل پر ٹالنے والے ہوتے ہیں۔

القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر

عقائد کے متعلق ۱۳۰۰ سال پرانی امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی اہم کتاب ”الفقہ الاکبر“ کی آسان اردو شرح ہے مزید باطل فرقوں کے مختصر تعارف و عقائد کا بھی بیان شامل ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

- ☆ عقائد کے کتنے اور کون کون سے امام ہیں؟ ☆... اللہ پر ایمان لانے سے کیا مراد ہے؟
- ☆... واحد اور احد میں کیا فرق ہے؟ ☆... کیا اللہ عدد کے اعتبار سے ایک ہے؟
- ☆... کیا اللہ اپنی مخلوق کے مشابہ ہے؟ ☆... اللہ کی صفات ذاتی اور فعلی کیا ہیں؟
- ☆... حادث اور قدیم کا کیا معنی ہے؟ ☆... قرآن کے مخلوق ہونے، نہ ہونے کی بحث
- ☆... اللہ کی صفات قدیم کیسے ہیں؟ ☆... اہل سنت کی نشانی در زمانہ امام اعظم
- ☆... کیا زمین گھومتی ہے؟ ☆... اللہ کا کسی کو گمراہ کرنے کے کیا معنی ہیں؟
- ☆... بندوں کے افعال کا خالق کون ہے؟ ☆... کیا گناہ بھی اللہ کے حکم سے ہوتے ہیں؟
- ☆... مرتکب کبیرہ کے بارے میں معرکہ الآراء بحث ☆... کیا تمام قرآنی آیات فضیلت میں برابر ہیں؟
- ☆... ۷۳ فرقوں کے بارے میں مختصر معلومات اور ان کے عقائد ☆... اگلے مہینے کا چاند کب نظر آئے گا معلوم کرنے کا فارمولا

شارح: مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فچپوری

کمزور طلبہ پر محنت کرنے کی اہمیت و طریقہ

محترم اساتذہ کرام! اپنے ذہن میں یہ بات بٹھالیجئے کہ ”کمزور طلبہ پر محنت کرنے سے اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت آتی ہے“ جیسے کہ صحیح بخاری شریف کی حدیث میں ہے: ”هَلْ تُنْصِرُونَ وَتُرْذَلُونَ إِلَّا بِضَعْفَاءٍ كُمْ“۔ ترجمہ: تمہارے کمزوروں ہی کی وجہ سے تمہاری مدد کی جاتی ہے اور تمہیں روزی دی جاتی ہے۔ (صحیح البخاری، الجہاد، باب من استعان بالضعفاء، الرقم: ۲۸۹۶)

اس لئے آپ کو تیار ہونا پڑے گا، اپنے کمزور طلبہ پر خصوصیت کے ساتھ محنت کرنی پڑے گی تاکہ ان پر محنت کرنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت آپ کے شامل حال ہو جائے۔

کمزور طلبہ پر محنت کرنے کا طریقہ

- (۱)۔۔۔ سب سے پہلے طالب علم کی کمزوری کو سمجھنے کی کوشش کریں کہ طالب علم میں کمزوری کس اعتبار سے ہے مثلاً: سماعت، بصارت میں کمزوری ہے یا ذہنی کمزوری ہے؟
- (۲)۔۔۔ اگر کمزوری کی وجہ سماعت ہو تو استاد اپنے قریب بٹھائے اور آواز قدرے اونچی کرے اور اگر نگاہ کمزور ہو تو بورڈ کے قریب بٹھائے اور اس کے ساتھ ساتھ اس طالب علم کے والدین کو اس کے علاج کی طرف بھی متوجہ کرے۔
- (۳)۔۔۔ اگر طالب علم ذہنی اعتبار سے کمزور ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ استاد سبق بار بار کہلوائے، سبق کو آسان کرے اور نئی نئی مثالیں دے کر سمجھانے کی کوشش کرے، اس سے بھی کافی فرق پڑ جائے گا۔ ان شاء اللہ عزوجل
- (۴)۔۔۔ اگر کمزوری کی وجہ طالب علم کی جھجک یا تو تلاپن ہو تو ایسے طالب علم پر استاد خصوصی توجہ دے اور کوشش کرے کہ کوئی طالب علم اس طالب علم کا مذاق نہ اڑائے کہ اس طرح وہ طلب علم دین سے دور اور شیطان کے حملوں سے چکنا چور ہو کر بڑی اور ابدی فضیلت سے محروم ہو سکتا ہے۔

(۵)--- کمزور بچے پر اس طریقے سے محنت کریں کہ اس بچے کو اور کلاس کے دیگر طلبہ کو یہ معلوم نہ ہو کہ یہ طالب علم کمزور ہے بلکہ درجے میں اس سے کوئی آسان سوال کا جواب پوچھیں اور جواب دینے پر سب کے سامنے اس کی حوصلہ افزائی کریں کہ اس طرح اس کا حوصلہ بڑھے گا اور وہ پر اعتماد ہو گا۔

(۶)--- بعض بچے ڈر اور خوف کی وجہ سے گھبرا جاتے ہیں جس سے ان کی استعداد دب جاتی ہے ایسے بچوں سے نرمی کا برتاؤ کیا جائے تو ان کی کمزوری دور ہو سکتی ہے۔

(۷)--- کمزور طالب علم کو مَا شَاءَ اللّٰهُ، جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا موقع کی مناسبت سے کہتے رہیں اور خوب حوصلہ افزائی کرتے رہیں کہ حوصلہ افزائی سے ناممکن نظر آنے والا کام بھی کروایا جاسکتا ہے اور کمزور طلبہ کام کرتے کرتے ذہین بن جاتے ہیں۔

(۸)--- بعض طلبہ کی عموماً صحت خراب رہتی ہے جو ان کی تعلیمی کمزوری کا سبب بن جاتی ہے اگر ایسی صورت ہو تو والدین کو اس بچے کی صحت کی طرف متوجہ کریں اور اگر کوئی طبیب آپ کی جانکاری میں ہو تو اس کی رہنمائی کریں۔

(۹)--- کمزور طالب علم کو نامناسب الفاظ اور مایوس کن کلمات ہر گز نہ کہیں اور نہ کبھی طعنہ دیں، جیسے: نکمے، جاہل، احمق، تو تو پڑھ ہی نہیں سکتا، تیری شکل پڑھنے والوں جیسی نہیں ہے، تو پڑھنے میں زیرو ہے، کھیلنے میں ہیرو ہے وغیرہ وغیرہ کہ اس سے وہ دل برداشتہ ہو کر تعلیم چھوڑ سکتا ہے۔

(۱۰)--- کمزور طالب علم کو اپنے قیمتی وقت میں سے انفرادی وقت عطا کریں کہ انفرادی کوشش اجتماعی کوشش سے کہیں زیادہ نفع بخش ہوتی ہے، ہو سکتا ہے کہ آپ کا انفرادی وقت عطا کرنا اس کی زندگی میں چار چاند لگا دے، اور میں نے کئی ایسے طلبہ کو دیکھا ہے جو پڑھائی میں کمزور تھے، یا پڑھائی میں ان کا دل نہیں لگتا تھا حتیٰ کہ جامعۃ المدینہ چھوڑ کر جانے والے تھے مگر جب ان کے استاد نے ان کو انفرادی وقت دے کر ان کی ذہن سازی کی، الحمد للہ وہ استقامت پذیر ہو گئے اور اب وہ عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے شعبے میں دینی کام کرنے میں مصروف ہیں۔

(۱۱)۔ کمزور طالب علم کی ذہین طالب علم کے ساتھ جوڑی بنائیں کہ اس طرح دونوں کا بھلا ہو گا اور وہ اس طرح کہ ذہین کے اندر اپنی بات دوسروں کو سمجھانے کی صلاحیت پیدا ہوگی اور کمزور کو علم حاصل ہوگا۔

(۱۲)۔ کمزور طالب علم کو اچھے مستقبل کی خوش خبری سناتے رہیں کہ محنت کرتے رہو اِنْ شَاءَ اللہ تمہاری محنت ضرور رنگ لائے گی۔

(۱۳)۔ کمزور طلبہ کے والدین سے ملاقات کے دوران انہیں فکر مند تو ضرور کریں تاکہ وہ توجہ کے ساتھ دعائیں مانگیں البتہ والدین سے طالب علم کی خامیوں کا ایسا تذکرہ بالکل بھی نہ کریں کہ جس سے وہ مایوس ہو جائیں۔

(۱۴)۔ استاد سچے دل سے اس بات کی نیت کرے کہ مجھے ہر حال میں ان کمزور طلبہ کو اچھے طلبہ کی فہرست میں لانا ہے، ان شاء اللہ جب استاد سچی نیت کرے گا تو اللہ تعالیٰ ضرور مدد فرمائے گا کہ اِنَّهَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔

(۱۵)۔ کمزور طلبہ کا نام لے کر فرض نمازوں کے بعد بالخصوص دعائیں مانگیں کہ استاد کی دعا اس کے شاگردوں کے حق میں قبول ہوتی ہے۔

سوال: کند ذہن بچوں کو تعلیم کی طرف کیسے راغب کیا جائے؟

جواب: ہر ماں باپ کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کا بچہ پڑھ لکھ کر قابل انسان بن جائے۔ بعض بچے ذرا سی توجہ سے اچھے نتائج حاصل کر لیتے ہیں مگر کچھ بچے ایسے بھی ہوتے ہیں جو اچھے اسکول میں پڑھنے اور بہترین ٹیوشن سنٹر سے ٹیوشن حاصل کرنے کے باوجود پڑھنے لکھنے میں پیچھے رہ جاتے ہیں۔ ایسے بچوں پر اگر والدین خصوصی توجہ دیں تو وہ دوسرے ذہین بچوں کی طرح بہتر نتائج حاصل کر سکتے ہیں مگر عموماً دیکھنے میں یہ آتا ہے کہ کند ذہن بچوں پر خصوصی توجہ دینے کی بجائے ان کے والدین یا اساتذہ انہیں مختلف منفی قسم کے القابات سے مزید کند ذہن بنادیتے ہیں۔ مثلاً یہ بچہ تو لاپرواہ ہے، نہ جانے اس کا دھیان کہاں رہتا ہے، کھیل کود میں کسی سے پیچھے نہیں مگر پڑھائی میں بہت نالائق ہے۔ یہ بہت نکما ہے وغیرہ وغیرہ۔ ایسی باتیں کرنے والے والدین یا اساتذہ کا خیال ہوتا ہے کہ اس طرح ڈانٹ ڈپٹ سے ان کا بچہ کچھ اثر لے گا اور پڑھائی کی طرف راغب ہو گا مگر یہ سب ان کی خام خیالی ہوتی ہے۔ ان باتوں کا بچے کی شخصیت پر

منفی اثر ہوتا ہے۔ وہ جذباتی اور عدم تحفظ کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس کے اندر منفی صلاحیتیں اُجاگر ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ وہ تنہائی پسند اور چڑچڑا ہو جاتا ہے۔

اگر بچہ کند ذہن ہو تو بچے کو قصور وار ہر گز نہیں ٹھہرانا چاہیے کیونکہ پوری کوشش کے باوجود وہ کچھ نہیں کر پاتا جو آپ چاہتے ہیں۔ ایسے بچے میں سیکھنے کی عدم صلاحیت قدرتی طور پر رکاوٹ بنتی ہے اور جو چیز بچے میں قدرتی طور پر کم پائی جاتی ہو اُسے مختلف طریقوں سے بڑھایا تو جاسکتا ہے لیکن کامل طور پر حاصل نہیں کیا جاسکتا۔

ایسے بچے کی صلاحیتوں کو بہتر کرنے کے لیے سب سے پہلے والدین اور اساتذہ کو اُس کے ساتھ اپنے رویے میں درج ذیل تبدیلیاں پیدا کرنی چاہئیں:

(۱)۔۔۔ ایسے بچے کا کسی دوسرے بچے سے موازنہ نہ کریں۔

(۲)۔۔۔ ایسے بچے کو ہر وقت ڈانٹ ڈپٹ نہ کریں۔

(۳)۔۔۔ ایسے بچے سے طنزیہ یا نفرت آمیز لہجہ اختیار نہ کریں اور خاص طور پر اس کی شخصیت کو ہر گز نظر

انداز نہ کریں۔

(۴)۔۔۔ نیز ایسے بچے کا کسی اچھے ماہر نفسیات سے معائنہ کروانا چاہئے اور دین دار، تجربہ کار بزرگ یا عالم دین سے مشورہ کے بعد اُس کی دشواریوں کو خصوصی تراکیب کی مدد سے کم کیا جاسکتا ہے۔ والدین اور اساتذہ کی تھوڑی سی توجہ سے یہ بچہ بھی دوسرے بچوں کی طرح تعلیمی مراحل بھرپور طریقے سے طے کر کے اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کر سکتا ہے۔ لہذا والدین اور اساتذہ کند ذہن بچے کی تعلیم سے ہر گز غفلت نہ برتیں بلکہ کوشش کر کے اور حکمت عملی سے کام لے کر اس کو علم کی طرف راغب کریں۔ اس کے سامنے مختلف قسم کی چیزیں پیش کریں، ان کے متعلق سوالات کر کے اس کی خوبیاں اور کمزوریاں بیان کریں۔ اسے تھوڑا سا سبق دیں اور اس کو اچھی طرح ذہن نشین کروائیں اور جب تک وہ سبق بچے کو پختہ اور ازبر نہ ہو جائے اسے آگے نہ پڑھائیں۔ ممکن ہے یہ بچہ آگے چل کر ذہین بن جائے لہذا اُ امید ہو کر بچے کی تعلیم کو موقوف نہ کریں۔

(۵)۔۔۔ جو بچہ تعلیم میں کند ذہن ہو وہ ہر کام میں کند ذہن ہو یہ ضروری نہیں، ہو سکتا ہے وہ تعلیم کے علاوہ دیگر کاموں میں اچھا ہو، لہذا والدین و اساتذہ کو چاہئے کہ وہ بچے کی استعداد و دلچسپی کا خیال رکھتے ہوئے اس کے مستقبل کا فیصلہ کریں۔

میں نے خود ایسے بچوں کو دیکھا ہے کہ وہ پڑھنے میں کند ذہن تھے لیکن دوسرے کاموں میں بڑے ایکٹو رہتے تھے اور آگے چل کر وہ فارغ التحصیل تو نہ ہو سکے مگر دنیوی کاموں میں اچھا مقام حاصل کیا۔ لہذا تمام طلبہ کو عالم بنانا والدین و اساتذہ پر فرض نہیں بلکہ انہیں اتنی تعلیم سے آگاہ کرنا ضروری ہے جس سے وہ سنی صحیح العقیدہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے حلال اپنا کر اور حرام سے بچ کر زندگی گزار سکیں۔

استاد کو تکلیف دینا

دینی استاد روحانی باپ کا درجہ رکھتا ہے لہذا طالب علم کو چاہئے کہ اسے اپنے حق میں حقیقی باپ سے بڑھ کر مُخلص جانے اور اسے تکلیف پہنچانے سے بچے۔ تفسیرِ کبیر میں ہے: اُستاز اپنے شاگرد کے حق میں ماں باپ سے بڑھ کر شفیق ہوتا ہے کیونکہ والدین اسے دنیا کی آگ اور مصائب سے بچاتے ہیں جبکہ اساتذہ اسے نارِ دوزخ اور مصائبِ آخرت سے بچاتے ہیں۔ (تفسیر کبیر، ۱/۳۰۱)

علم کی برکت سے محروم رہے گا

اعلیٰ حضرت شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ جلد ۲۳ کے صفحہ نمبر ۶۳۹ پر لکھتے ہیں: علماء فرماتے ہیں: جس سے اس کے استاد کو کسی طرح کی ایذا پہنچی وہ علم کی برکت سے محروم رہے گا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳، ص ۶۳۹)

استاد اپنے طلبہ کے ساتھ کیسے پیش آئے؟

استاد روحانی باپ کا درجہ رکھتا ہے لہذا اسے چاہیے کہ طلبہ پر اسی طرح شفقت کرے جس طرح کوئی باپ اپنی حقیقی اولاد پر کرتا ہے۔ امام اہل سنت مجدد دین و ملت الشاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن اپنے طلبہ پر کس قدر شفیق تھے اس کی ایک جھلک ملاحظہ ہو:

مولانا سید ایوب علی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ محلہ قرولان کے ایک مسلمان سوہن حلوہ فروخت کیا کرتے تھے۔ ان سے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ سوہن حلوہ خرید لیا۔ جب میں اور برادر مر قناعت علی رات کے وقت کام کر کے واپس آنے لگے تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے قناعت علی سے ارشاد فرمایا: وہ سامنے تپائی پر کپڑے میں بندھی ہوئی چیز اٹھالائیے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ ان کو دونوں ہاتھوں میں لے کر میری طرف بڑھے، میں پیچھے ہٹا، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ آگے بڑھے، میں اور پیچھے ہٹا اور آگے بڑھے یہاں تک کہ میں دالان (یعنی صحن) کے گوشہ میں پہنچ گیا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک پوٹلی عطا فرمائی۔ میں نے کہا: "حضور! یہ کیا؟" ارشاد فرمایا: "سوہن حلوہ ہے۔" میں نے دبی زبان سے نیچی نظر کئے عرض کیا: "حضور! بڑی شرم معلوم ہوتی ہے۔" فرمایا: "شرم کی کیا بات ہے؟ جیسے مصطفیٰ (یعنی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے شہزادے حضور مفتی اعظم ہند) ویسے تم، سب بچوں کو حصہ دیا گیا، آپ دونوں کے لیے بھی میں نے دو حصے رکھ لیے۔" یہ سنتے ہی برادر مر قناعت علی نے آگے بڑھ کر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ سے اپنا حصہ خود لے لیا اور دست بستہ عرض کیا: "حضور! میں نے یہ جسارت اس لیے کی کہ اپنے بزرگوں کے ہاتھوں میں چیز دیکھ کر بچے اسی طرح لے لیا کرتے ہیں۔" اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے تبسم فرمایا۔ اس کے بعد ہم لوگ دست بوسی کر کے مکان سے چلے آئے۔ حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ہم لوگوں کو بہت نوازا اور ہم

نابکار کچھ خدمت نہ کر سکے۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ج ۱، ص ۱۰۹)

پیارے اساتذہ کرام! دیکھا آپ نے ہمارے رضا، بریلی کے شاہ، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ المنان کا اپنے طلبہ کے ساتھ کیسا پیارا، نرالا اور حقیقی اولاد جیسا طریقہ تھا لہذا ہمیں بھی چاہئے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ادا کو ادا کرتے ہوئے اپنے طلبہ سے حسن اخلاق کے ساتھ پیش آئیں نیز مندرجہ ذیل باتوں کا خاص خیال رکھیں:

(۱)--- استاد مشفق ہو، تاکہ طلبہ کو پیار و محبت سے پڑھاسکے۔

(۲)--- کبھی بھی کسی طالب علم کے والدین سے شکایت نہ کرے، بلکہ ہمیشہ ان کے بچوں کی تعریف کرتا

رہے۔

(۳)--- کبھی بھی کسی طالب علم کے ساتھ خصوصی معاملہ نہ کرے چاہے امیر ہو یا غریب، ہوشیار ہو یا کمزور،

اپنا ہو یا پرایا، سب کے ساتھ انصاف کا معاملہ کرے۔

(۴)--- کبھی بھی تربیت کے معاملے میں سختی نہ کرے بلکہ نرمی کے ساتھ تربیت کرے، جس نے تربیت

قبول کی اس کی تعریف کرے اور جس نے قبول نہ کی انہیں ڈانٹ ڈپٹ نہ کرے۔

(۵)--- کمزور طلبہ کو ٹارگیٹ بنا کر سبق پڑھائے اور سمجھائے، کہ اس طرح ہوشیار و کمزور دونوں کو سبق

سمجھ میں آجائے گا۔

(۶)--- سبق شروع کرنے سے پہلے چار باتیں استاد کے پیش نظر رہیں:

(۱)--- سبق کا مقصد کیا ہے؟

(۲)--- نیت کیا ہے؟

(۳)--- اس سبق میں اصل کام (یعنی point) کیا ہے؟

(۴)--- اس سبق کو پڑھانے کی آسان ترتیب کیا ہے؟

(۷)--- ہر سبق مکمل ہونے کے بعد بطور امتحان طلبہ میں چار چیزیں دیکھیں:

(۱)--- طلبہ نے سبق سمجھا یا نہیں۔

(۲)--- سبق کی دہرائی کر لیں گے یا نہیں۔

(۳)۔۔۔ سوال کرنے پر سبق کا صحیح مفہوم بتائیں گے یا نہیں۔

(۴)۔ سبق میں بیان کئے ہوئے قواعد زبانی یاد کر لیں گے یا نہیں۔

(۸)۔۔۔ استاد یہ تین کام کبھی نہ ترک کرے:

(۱)۔۔۔ طلبہ سے گزشتہ سبق سننا۔

(۲)۔۔۔ طلبہ کو نیا سبق پڑھانا اور سمجھانا۔

(۳)۔۔۔ طلبہ سے پڑھائے ہوئے سبق کی تکرار کرانا۔

ان شاء اللہ العزیز ان باتوں پر عمل پیرا ہوتے ہی آپ خود اس کے حیرت انگیز فوائد و ثمرات دیکھیں گے، نیز مذکورہ کام کرنے سے استاد کی تدریس میں نکھار بھی پیدا ہو گا اور اگر سو فیصد عمل رہا تو وہ دن دور نہیں کہ آپ کی تدریس کے ڈنکے ہر چہار سو بجیں گے اور دور دور سے طلبہ آپ کے پاس آ کر اپنی علمی پیاس بجھائیں گے۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ ہمیں بحسن و خوبی تدریس کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اپنے طلبہ کے ساتھ نرم گوشہ اختیار کرنے اور شفقت و محبت کے ساتھ سب کو لے کر چلنے کی سعادت نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ والہ وسلم



حوصلہ افزائی کرنے کے دل نشین انداز

حقیقت ہے کہ جتنا اچھا بیج ہو گا اتنا اچھا پودا اگے گا، جتنا اچھا باغبان ہو گا اتنا اچھا اس کا باغ ہو گا، پس اسی فارمولے کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ بات سمجھنا دشوار نہیں ہوگی کہ جتنا اچھا استاد اور اس کا انداز ہو گا اتنے اچھے اس کے طلبہ ہوں گے۔ استاد اپنے طلبہ کا روحانی باپ ہوتا ہے اور ایک باپ اپنے بیٹے پر کیسی مہربانیاں اور شفقتیں کرتا ہے ہر ذی شعور جانتا ہے، پس استاد کو بھی اپنے طلبہ کی حوصلہ افزائی کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑنی چاہئے کہ کیا پتا استاد کی ایک حوصلہ افزائی طالب علم کی زندگی میں انقلاب برپا کر دے۔

حوصلہ افزائی اور سائنسدان

اس ضمن میں ایک امریکی سائنسدان کا واقعہ کافی رہنما ثابت ہو سکتا ہے چنانچہ: تھامس الوائیڈین امریکہ کا سب سے بڑا سائنسدان خیال کیا جاتا ہے۔ اس کے بچپن کا ایک واقعہ ہے جو بڑا دلچسپ اور سبق آموز ہے، اس کی ماں نے اس کا داخلہ ایک اچھے اسکول میں کرایا تا کہ وہ پڑھ لکھ کر بڑا آدمی بن سکے، کچھ دنوں تک وہ پڑھتا رہا، ایک دن اچانک اسکول کے پرنسپل نے تھامس کو آفس میں بلایا اور اس کے سامنے کاغذ پر کچھ لکھ کر وہ کاغذ اسے تھماتے ہوئے کہا کہ اسے تم صرف اپنی ماں کو دینا، وہ گھر آیا اور اپنی ماں کو دے دیا، اس کی ماں نے جب اس کاغذ کے ٹکڑے پر لکھی عبارت پڑھی تو وہ زار و قطار رونے لگی، تھامس جو ابھی بچہ تھا وہ گھبرا گیا، اس نے اپنی ماں کو چپ کراتے ہوئے پوچھا کہ ماں اس میں ایسی کون سی بات لکھی ہے جسے پڑھ کر آپ رونے لگیں؟ اس کی ماں نے کہا: کہ بیٹا اس خط میں لکھا ہے: ”آپ کا لڑکا بہت ذہین ہے، یہ میرے اسکول کے معیار سے اوپر ہے، ہمارے پاس اس کی تعلیم و تربیت کے لئے قابل اساتذہ نہیں ہیں، بہتر ہے کہ آپ اسے خود پڑھائیں۔“

چنانچہ تھامس کو اس کی ماں نے پڑھایا اور خوب پڑھایا، وہ آگے چل کر دنیا کا عظیم سائنسدان بنا۔ اس نے برقی بلب، فونو گراف اور متحرک فوٹو کیمرہ ایجاد کیا۔ سائنسدان کی حیثیت سے مشہور ہو جانے کے بعد کا واقعہ ہے، ایک دن وہ اپنے گھر کی چیزوں کو الٹ پلٹ رہا تھا، اسے کسی چیز کی تلاش تھی، ایک کسے کے نیچے اس کو وہی خط ملا جو اس کے پرنسپل نے اسکول کے زمانے میں اس کی ماں کے لئے لکھا تھا، جب اس کی نظر خط کی عبارت پر پڑی تو وہ بے ساختہ رونے

لگا، اس خط میں لکھا تھا ”آپ کا بچہ دماغی طور پر کمزور ہے، ہم اسے اسکول میں آنے کی مزید اجازت نہیں دے سکتے“ اس واقعہ سے متاثر ہو کر تھامس نے اپنی ڈائری میں جو کچھ لکھا وہ کچھ اس طرح ہے۔ ”تھامس الوائیڈسن ایک دماغی طور پر کمزور بچہ تھا جسے اس کی ذہین ماں نے دنیا کا ذہین ترین انسان بنا دیا۔“

پیارے اساتذہ کرام! دیکھا آپ نے اگر تھامس کی ماں اپنے بیٹے کی حوصلہ افزائی نہ کرتی تو شاید آج بھی پوری دنیا سورج کے غروب ہوتے ہی تاریکی میں ڈوب جاتی، ایک حوصلہ افزائی اور مثبت سوچ و فکر صرف طالب علم کی زندگی میں نہیں بلکہ اس کے آس پاس کے لوگوں کی زندگی میں بھی روشنی لا سکتا ہے، ایک پر امید (optimist) انسان نیچے سے اوپر اٹھ سکتا ہے، تاریکی میں روشنی تلاش کر سکتا ہے اور ناکامی کے دنوں میں کامیابی کے خواب دیکھ سکتا ہے۔ حوصلہ افزائی کی کبھی ہار نہیں ہوتی۔ ہمیشہ طلبہ کو ڈانٹتے اور کوستے رہنے کا رویہ طلبہ میں ناامیدی کو جنم دیتا ہے جو طلب علم سے محرومی کا باعث بنتی ہے، لہذا ہمیشہ اپنے طلبہ کی حوصلہ افزائی کر کے ان کو تحت الثراء سے اٹھا کر ثریا کی بلندی تک پہنچا دیجئے۔

حوصلہ افزائی کے مختلف انداز

حوصلہ افزائی کے مختلف انداز ہو سکتے ہیں، تاہم چند انداز پیش خدمت ہیں:

- (۱)۔۔۔ آپ بہت ذہین ہیں، ہر روز آپ مزید نیا سیکھتے ہیں۔
- (۲)۔۔۔ آپ بہت اچھا کر رہے ہیں، اسے جاری رکھیں۔
- (۳)۔۔۔ کچھ بھی ناممکن نہیں، آپ اسے حل کر سکتے ہیں۔
- (۴)۔۔۔ مجھے تم پر فخر ہے۔
- (۵)۔۔۔ اگر آپ اسی طرح محنت کرتے رہے تو بہت آگے جائیں گے۔
- (۶)۔۔۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنا سبق خود سے حل کر کے سمجھیں۔
- (۷)۔۔۔ میں جانتا ہوں یہ کام آپ کر سکتے ہیں۔
- (۸)۔۔۔ اگرچہ آپ نے ابھی تک اس کو حل نہیں کیا مگر کل کی بنسبت آج آپ حل کرنے کے قریب ہیں۔

(۹)۔۔۔ میں نے آپ کو دیکھا ہے جو ایک بار ٹھان لیتے ہیں کر گزرتے ہیں۔

(۱۰)۔۔۔ آپ کل والے زید تو نہیں ہو! آج تو کوئی دوسرے زید دکھ رہے ہو۔

(۱۱)۔۔۔ ماشاء اللہ! آج تو آپ نے میرا دل جیت لیا۔ آپ کے لئے دل سے دعائیں نکل رہی ہیں۔

ان کے علاوہ بھی حوصلہ افزائی کے کلمات موقع محل اور اپنے یہاں کے عرف و عادت کے اعتبار سے کہے جا سکتے ہیں، لہذا اساتذہ اپنے اعتبار سے ان کلمات کا چناؤ کر کے طلبہ کی حوصلہ افزائی کرتے رہیں ان شاء اللہ عز و جل اس کے مثبت نتائج برآمد ہوں گے۔

اللہ کریم کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں علم دین کی برکتوں سے مالا مال فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ والہ وسلم



کلاس مینجمنٹ

کلاس مینجمنٹ سے مراد وہ ساری سرگرمیاں شامل ہیں جن سے کہ ایک تدریسی ادارہ روزانہ کے درس و تدریس کی سرگرمیاں بہ حسن و خوبی طلبہ کو پہنچا سکے۔ یہ سرگرمیاں چھوٹے سے مدرسے کی سطح سے لے کر جامعات و یونیورسٹی سطح تک بہت ضروری ہیں ورنہ تو چھوٹا سا مدرسہ ہو یا کوئی بڑا جامعہ بگاڑ کا شکار ہو کر رہ جاتا ہے۔

مثبت کلاس مینجمنٹ کے فوائد

اگر کلاس روم کا نظام اچھا اور مثبت ہو تو اس سے درج ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں:

- (۱)۔۔۔ اساتذہ کے سمجھائے ہوئے سبق کو طلبہ ٹھیک سے سمجھ پائیں گے۔
- (۲)۔۔۔ طلبہ اور اساتذہ میں صحیح ربط قائم رہتا ہے۔
- (۳)۔۔۔ طلبہ کی تفسیمی یا سمجھنے کی صلاحیت سے استاد بہ خوبی واقف ہوتا ہے جس کی بنا پر استاد اپنی تدریسی سرگرمیوں کو ان کے موافق ڈھال سکتا ہے۔
- (۴)۔۔۔ طلبہ اپنی دشواریوں کا کھل کر استاد کے سامنے اظہار کر سکتے ہیں۔ کھل کر سوالات پوچھ سکتے ہیں اور استاد ان کے تسلی و تشفی بخش جوابات دے کر مطمئن کر سکتے ہیں۔
- (۵)۔۔۔ طلبہ کی عدم دلچسپی اور بے زارگی کی فضا کا کوئی عنصر نہیں پایا جاتا۔
- (۶)۔۔۔ زیر موضوع کسی عنوان پر طلبہ اپنے پاس پہلے سے موجود معلومات کلاس کے ساتھ شیئر کر سکتے ہیں۔
- (۷)۔۔۔ طلبہ کا کشادہ ذہن ہو کر رہنے میں تخلیقی قوت کے پروان چڑھنے میں مدد ملتی ہے۔
- (۸)۔۔۔ کلاس روم میں طلبہ چوں کہ من لگا کر موضوعات کی گہرائی کو سمجھ پاتے ہیں، اس لیے وہ آگے کی زندگی کے لیے بھی تیار ہوتے ہیں۔ ان کی تجزیاتی، تقریری، تحریری، تنظیمی صلاحیتوں کو ابھارا جاسکتا ہے۔ یہ صفات انہیں ان کے مستقبل کی زندگی میں کام دے سکتی ہیں اور انہیں ایک کامیاب انسان بنا سکتی ہیں۔
- (۹)۔۔۔ تدریسی سرگرمیوں کے اچھے ہونے کی وجہ سے جامعات کا نظام بہترین انداز سے چلتا رہتا ہے۔

منفی کلاس میٹھ مینٹ کے نقصانات

اور اگر کلاس کا نظام اچھا نہ ہو یعنی منفی ہو تو درج ذیل نقصانات ہو سکتے ہیں:

- (۱)۔۔۔ منفی کلاس کا ماحول مثبت ماحول کی عین ضد ہے۔
- (۲)۔۔۔ طلبہ یا تو کلاس کے درس و تدریس سے بے زار ہوتے ہیں یا پھر اس میں خاص دلچسپی نہیں رکھتے۔
- (۳)۔۔۔ تدریسی عمل محض رسم ادائیگی یا امتحانات کی تیاری کا کام دیتا ہے۔ اس درس کے دور رس نتائج مرتب ہونے یا طلبہ کے مستقبل کی زندگی کے درخشاں اور تاب ناک ہونے کا امکان کم ہی رہتا ہے۔

مثبت کلاس میٹھ مینٹ

مثبت کلاس میٹھ مینٹ کے نظم میں جن باتوں کا خاص خیال رکھا جاتا ہے وہ درج ذیل ہیں:

- (۱)۔۔۔ درسی نصاب کا تعین: یہ کام ہمارے یہاں مجلس تعلیمی امور سرانجام دیتی ہے اس لئے اس میں اساتذہ کو محنت کرنے کی حاجت نہیں۔
- (۲)۔۔۔ کورس کا انتخاب: یہ بھی ہمارے یہاں منتخب شدہ ہے کہ عالم کورس یعنی درس نظامی ہی ہوتا ہے، لہذا اس میں بھی اساتذہ کو غور و فکر کرنے کی حاجت نہیں۔
- (۳)۔۔۔ نظام امتحان: کلاس کتنی مؤثر رہی ہے، اس کو جانچنے کے لیے کبھی کبھی خاص طور پر امتحان کا سلسلہ ہو۔ ششماہی اور سالانہ امتحان تو مجلس کی جانب سے منعقد کئے ہی جاتے ہیں، اس سے مراد ہر ماہ امتحان کا نظام بنانا ہے لہذا ہر استاد اپنی کتب کا ہر مہینے امتحان لینے کی ترکیب کرے۔
- (۵)۔۔۔ دلچسپی بڑھانے والے اسباب کو اختیار کرنا: دورانِ تدریس ہر اس چیز کا استعمال جس سے طلبہ کی دلچسپی بڑھے اور سمجھنے میں آسانی ہو جیسے: بلیک بورڈ، وائٹ بورڈ، LED وغیرہ۔ نیز موقع محل دیکھ کر مندرجہ ذیل چیزوں کو بیان کر کے بھی دلچسپی بڑھائی جاسکتی ہے جو کہ سگ عطار کی ”رفیق التدریس“ نامی کتاب میں موجود ہیں:

(۱)۔۔۔ 63 انوکھی معلومات۔ (۲)۔۔۔ 63 انوکھے سوالات۔

(۳)۔۔۔ 63 انوکھے چٹکے۔ (۴)۔۔۔ 63 انوکھی پہیلیاں۔

(۵)۔۔۔ 63 انوکھی حکمتیں۔ (۶)۔۔۔ 63 انوکھی حکایات۔

(۶)۔۔۔ آسان انداز سے پڑھانا: کلاس روم کے نظم میں درس کی تفہیم، مشکل پہلوؤں کو آسان زبان میں سمجھانا اور نہ سمجھی گئی باتوں کو طلبہ کے استفسار اور ضرورت کے مطابق کھل کر بیان کرنا ایک اہم جز ہے۔

(۷)۔۔۔ سبق کو مختصر کرنا: استاد سبق کو نہایت مختصر کر کے پڑھانے کی ترکیب کرے نیز ہر باب کے اختتام پر مختصر نوٹس یا سوالات بنا کر طلبہ کو دے۔

(۸)۔۔۔ طلبہ کو کام دینا: استاد پڑھانے کے بعد طلبہ کو کچھ نہ کچھ کام ضرور دے مثلاً: اس بحث کے متعلق دوسری کتب سے مطالعہ کرنا، سبق کا خلاصہ لکھ کر لانا، بیان کئے ہوئے قاعدے کی چند مثالیں تلاش کر کے لانا، سبق میں گزری ہوئی کسی نحوی اصطلاح کی تعریف و مثال یاد کر کے لانا، کسی جملے کی نحوی ترکیب کر کے لانا، کسی صیغے کی صرفی تحقیق کر کے لانا وغیرہ۔ اس طرح کی کوشش طلبہ کی صلاحیت کو ابھارتی، نکھارتی اور ان کے اندر خود اعتمادی پیدا کرتی ہے۔

(۹)۔۔۔ طلبہ پر زیادتی نہ کرنا: تعلیمی اداروں میں کچھ بگڑے ہوئے نوجوانوں یا بچوں کا ہونا ایک عام بات ہے۔ ان کے ساتھ کس طرح معاملہ طے کیا جائے، یہ کلاس روم کے نظم کی خوبی ہے۔ حالیہ عرصوں میں جسمانی سزا ایک موضوع بحث بن چکی ہے کہ کبھی اس بہانے طلبہ پر ظلم اور زیادتی برپا کی جاتی ہے۔

مزید اس موضوع کو سمجھنے کے لئے اسی کتاب کے پہلے باب کا مضمون بنام ”طلبہ دو طرح کے ہوتے ہیں“

کا مطالعہ فرمائیے۔

معلم امامت کورس کے نکات

پیارے اساتذہ کرام! یہاں پر معلم امامت کورس کا بالخصوص نام لیا گیا ہے ورنہ تو یہ نکات ہر کورس کروانے والے نیز درسِ نظامی کے اساتذہ کے لئے بھی کارآمد ہیں، موقع کے لحاظ سے کچھ ترمیم کر کے اپنے انداز پر ڈھال سکتے ہیں۔

عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے شعبے جامعات المدینہ کے تحت مجلس امامت کورس پانچ ماہ کا ”رہائشی امامت کورس“ کراتی ہے جو ملک و بیرون ملک میں متعدد مقامات پر قائم جامعات المدینہ میں ہوتے رہتے ہیں۔

معلمین کے لئے پانچ ماہ تک درجے کو لے کر چلنا اور تمام طلبہ کو اچھے انداز سے چلانا آسان کام نہیں کیونکہ اس درجے میں چھوٹے طلبہ نہیں بلکہ بڑے اسلامی بھائی ہوتے ہیں نیز مختلف طبیعت، مختلف علاقوں اور مختلف برادریوں سے تعلق رکھنے والے ہوتے ہیں، ان کو ایک پیٹن پر چلانا، ان کی طبیعت، اخلاق و کردار کو دینی رنگ میں رنگنا، وہ بھی پانچ مہینے میں انتہائی مشکل تو ہے مگر ناممکن نہیں، اگر ہمارے معلمین اسلامی بھائی اس بات کو گہرائی سے اور اپنے لئے صدقہ جاریہ سمجھتے ہوئے لیں گے، مزید بیان کئے جانے والے نکات کو مد نظر رکھتے ہوئے تربیت کریں گے تو اس راہ میں کوئی مشکل درپیش نہیں ہوگی بلکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ آپ کا کورس کروانا آپ کے تجربات و شخصیت میں چار چاند نہیں بلکہ مدینے کے بارہ چاند لگا دے گا۔ ان شاء اللہ عزوجل۔

پہلے مہینے کرنے والے کام

پہلے مہینے یعنی ابتدا کے تیس دن تک معلمین کو یہ کام وقتاً فوقتاً ضرور کرنے ہیں:

- (۱)۔۔۔ طلبہ کو متاثر کرنا: طلبہ کو متاثر کرنا کئی طرح سے ہو سکتا ہے مثلاً: مہاروروں کے ذریعے۔ پمیلیوں کے ذریعے۔ دلچسپ سوالات کے ذریعے۔ واقعات کے ذریعے۔ کسی دوسرے علوم و فنون کی معلومات کے ذریعے وغیرہ اور یہ ساری چیزیں سگِ عطار کی کتاب ”رفیق التدریس“ میں شامل کی گئی ہیں، مثلاً:
- (۱)۔۔۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا واقعہ ”جو تیراجی چاہے میرے بچوں کو دے دینا“۔

- (۲)۔۔۔ اللہ کو اللہ کہنے کی وجہ۔
- (۳)۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام آسمان میں احمد اور زمین میں محمد کیوں رکھا گیا؟
- (۴)۔۔۔ پرندوں سے چھ سبق۔ وغیرہ
- (۲)۔۔۔ **جدول بتانا:** شروع میں ہی طلبہ کو پانچ ماہ کا جدول بتادیں کہ ان پانچ ماہ میں ہم کو کیا کیا سیکھنا ہے؟ مثلاً:
- (۱)۔۔۔ امامت کورس۔
- (۲)۔۔۔ مدرس کورس۔
- (۳)۔۔۔ مبلغ کورس۔
- (۴)۔۔۔ معلم کورس۔
- (۵)۔۔۔ بیان کا طریقہ۔
- (۶)۔۔۔ لوگوں کو ڈیل کرنے کا طریقہ۔
- (۷)۔۔۔ چندہ کرنے کا طریقہ۔
- (۸)۔۔۔ اپنے علاقے میں دینی کام کرنے کا طریقہ۔
- (۹)۔۔۔ لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کا طریقہ۔
- (۱۰)۔۔۔ امام کو کیسا ہونا چاہئے؟ وغیرہ۔

درجے میں کرنے والے کام

- (۳)۔۔۔ طلبہ کو ہر مہینے کا جدول بورڈ پر لکھ کر ان کی کاپی میں لکھوادیں: کہ ہم اس مہینے ان ان موضوعات کے بارے میں پڑھیں گے اور اس مہینے کا امتحان انہیں موضوعات سے لیا جائے گا۔ اس سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ طلبہ خود اپنے معاملات اسباق کے مطابق سیٹ کر لیتے ہیں۔
- (۴)۔۔۔ سبق کا مفہوم پہلے سمجھانا پھر ہر ایک سے فرداً فرداً پڑھانا: یہ طریقہ نہایت مفید ہے کہ اس سے طلبہ آسانی کے ساتھ سبق سمجھ جاتے ہیں نیز پڑھنے سے ان کی اردو پڑھنے کی مشق بھی ہو جاتی ہے نیز اگر پڑھنے میں کوئی

غلطی ہوئی تو وہ بھی کھل کر سامنے آجاتی ہے جس کی معلمین اصلاح کر دیتے ہیں۔

(۵)۔۔۔ روزانہ دو یا تین طلبہ سے سبق ضرور سننا پھر اگلا سبق پڑھانا: اس طرح کرنے سے طلبہ فارغ نہیں رہیں گے بلکہ اپنے کام میں مصروف رہیں گے۔ بعض معلمین کو شکایت ہوتی ہے کہ ہمارے طلبہ کلاس میں شرکت نہیں کرتے، کلاس میں دلچسپی نہیں لیتے۔ لہذا اس طرح کے تمام مسائل کا حل یہی ہے کہ آپ روزانہ پچھلا سبق ضرور سنیں۔

(۶)۔۔۔ فائدے مند چیزیں طلبہ کو لکھوانا: کچھ ایسی چیزیں جو طلبہ کو آئندہ کام آئیں معلمین بورڈ میں لکھ کر طلبہ سے ان کی کاپی میں لکھوائیں مثلاً: (۱)۔۔۔ کامیابی کے اصول۔ (۲)۔۔۔ تنظیمی اصول۔ (۳)۔۔۔ معاشرتی اصول۔ (۴)۔۔۔ مذہبی اصول۔ (۵)۔۔۔ وجاہتی اصول۔ (۶)۔۔۔ امام کا مقام و مرتبہ کیسا ہو؟ وغیرہ۔

(۷)۔۔۔ طلبہ سے مثبت رزلٹ لینے کے لئے ان کے درمیان کمپینیشن کروانا: معلمین طلبہ کی جس بھی اکیٹیوٹی (یعنی معاملات) کو لے کر تشویش میں ہوں ان معاملات میں طلبہ کے درمیان کمپینیشن کروادیں مثلاً: جو ۱۲ دن تک باجماعت پہلی صف میں نماز ادا کرے گا، جو ایک ہفتے تک مدنی حلیہ کی پابندی کرے گا، جو صاف صفائی کا خیال رکھے گا اسے تحفے سے نوازا جائے گا۔ یعنی جس چیز میں کمی دیکھیں اس میں کمپینیشن کروادیں۔

(۸)۔۔۔ تنظیم سے محبت کرنا: یعنی عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کی محبت ان کو گھول کر پلا دیں۔

(۹)۔۔۔ تنظیم سے وابستہ رہنے کے فوائد بتانا: جیسے دین کا درد، ایمان کی فکر، گناہوں سے نفرت، نیکیوں سے محبت وغیرہ۔

(۱۰)۔۔۔ امیر اہلسنت کی محبت و خدمت سے آگاہ کرنا: عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول میں استقامت پانے کا ایک مؤثر ذریعہ شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی زید مَجْدُود و شَرَفُہ و عِلْمُہ و عَمَلُہ سے محبت کرنا اور ان کا مرید بننا ہے، لہذا معلمین اس بارے میں کافی حد تک کوشش کریں۔

- (۱۱)۔۔۔ **نگرانوں کی محبت اور ان کی خدمت و اطاعت کا ذہن دینا:** یعنی امامت کورس کے طلبہ امامت کورس کرنے کے بعد جس بھی علاقے یا شہر میں امامت و تدریس کرنے کے لئے جائیں وہاں کے نگران اسلامی بھائیوں سے محبت کرنے اور ان کی اطاعت کرنے والے بن جائیں
- (۱۲)۔۔۔ **کم از کم ایک مبلغ بنانے کا ہدف دینا:** ہر طالب علم کو ہدف دیں کہ آپ کو پانچ ماہ میں علاقے کے صرف ایک مسلمان کو مبلغ بنانا ہے۔

تنظیمی مدنی پھول

- مندرجہ ذیل نکات طلبہ کو لکھوائیں اور ان کی وضاحت بھی کریں:
- (۱)۔۔۔ شخصیت پرستی نہیں بلکہ تنظیم پرستی ہونی چاہئے:
- (۲)۔۔۔ ہم پہلے مبلغ ہیں پھر اس کے بعد سب کچھ:
- (۳)۔۔۔ ہمیں صرف وہی کام کرنا ہے جو دعوتِ اسلامی کی ترقی کا باعث ہو:
- (۴)۔۔۔ تنظیم وہی باقی رہتی ہے جس پر افراد قربان کئے جاتے ہیں:
- (۵)۔۔۔ نیک اعمال کو اپنی زندگی کا جزو لاینفک بنالیں۔

تعلیمی مدنی پھول

- (۱)۔۔۔ کورس کے بعد بھی کتابوں سے مربوط رہنا ہے:
- (۲)۔۔۔ دینی کتب کا مطالعہ کرتے رہنا ہے:
- (۳)۔۔۔ بالخصوص امیر اہلسنت کی کتابوں کا مطالعہ کرنا ہے:
- (۴)۔۔۔ لوگوں سے علمی گفتگو کرنی ہے:
- (۵)۔۔۔ علمائے اہلسنت و ائمہ مساجد سے ملاقات کر کے دعوتِ اسلامی کا تعارف پیش کرتے رہنا ہے:

تبلیغی مدنی پھول

- (۱)۔۔۔ کورس کے بعد بھی مدنی حلیہ میں رہنا ہے۔

- (۲)۔۔۔ ۱۲ دینی کام کرتے رہنا ہے۔
- (۳)۔۔۔ گھر درس جاری کرنا ہے۔
- (۴)۔۔۔ اپنے اندر تقویٰ و پرہیزگاری لانا ہے۔
- (۵)۔۔۔ نفس و شیطان کے وار سے بچنا ہے یعنی اپنے آپ کو گناہوں سے بچانا ہے۔

اخلاقی مدنی پھول

- (۱)۔۔۔ لوگوں سے حسن اخلاق کے ساتھ پیش آنا ہے:
- (۲)۔۔۔ لوگوں سے نرمی کے ساتھ بات چیت کرنی ہے:
- (۳)۔۔۔ صفائی ستھرائی کا خوب خیال رکھنا ہے:
- (۴)۔۔۔ گالی گلوچ، تو تکار و غیرہ بازاری اندازوں سے بچنا ہے:
- (۵)۔۔۔ ذکر و درود، تلاوت قرآن میں مشغول رہنا ہے: تاکہ زبان میں تاثیر پیدا ہو۔

امام نووی کی چالیس احادیث پر مشتمل کتاب بنام "الاربعین النوویہ" کی اردو زبان میں شرح بنام

شفیقہ
اردو شرح

الاربعین النوویہ
آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

- مصنف کا تعارف
- شارح کا تعارف
- عربی متن مع اعراب
- عربی متن کا سلیس اردو ترجمہ
- راویان احادیث کے حالات

شارح
مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فہمپوری
مکتبہ دار السنہ دہلی

چوتھا باب

طلبہ کے درمیان کئے جانے والے 19 بیان

آپ اس باب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

☆ 1... طالب علم کی اہمیت و اوصاف

☆ 2... طالب علم اور ادب

☆ 3... استاد کے حقوق

☆ 4... وہ امور جن کا زمانہ طالب علمی میں خیال رکھنا ضروری ہے

☆ 5... مقتدا اور مقتدی

☆ 6... دین کی آڑ میں دنیا

☆ 7... بہترین غذائیں حاصل کرنے کا فارمولہ

☆ 8... طلبہ فارغ التحصیل ہو کر کہاں جائیں

☆ 9... چھٹیاں کیسے گزاریں؟

☆ 10... پہلے علم یا تزکیہ

☆ 11... ہمارا مستقبل کیسا ہے؟

☆ 12... افضل اور اعلیٰ بننے کا فارمولہ

☆ 13... امتحان کی تیاری کرنے کے فارمولے

☆ 14... مطالعہ کرنے کا انداز کیسا ہو؟

☆ 15... وقت کی اہمیت

☆ 16... تخلیقی قوت کیسے پیدا کریں؟

☆ 17... راہ طلب علم میں مشقتیں

☆ 18... علما کی صحبت کی برکتیں

☆ 19... چندہ کرنے کے 5 فارمولے

بیان نمبر 1: طالب علم کی اہمیت و اوصاف

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللّٰطِیْفِ وَالصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الشَّافِعِیِّ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِیْبَ اللّٰهِ
اَلصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

درود شریف کی فضیلت

اُمُّ الْمُؤْمِنِیْنَ حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ نبی رَحْمَت، شَفِیعُ اُمَّتٍ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ شفاعت نشان ہے: مَنْ صَلَّی عَلٰی یَوْمِ الْجُمُعَةِ کَانَ شَفَاعَتُہٗ لَہٗ عِنْدِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔ ترجمہ: جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر دُرود شریف پڑھے گا تو بروزِ قیامت اس کی شفاعت میرے ذمہ کرم پر ہوگی۔

(کنز العمال، کتاب الاذکار، الباب السادس فی الصلاۃ علیہ علی آلہ، ۱/۲۵۵، الجزء الاول، حدیث: ۲۲۳۶)

شافع	روز	جزا	تم	پہ	کروڑوں	دُرود
دافع	جملہ	بلا	تم	پہ	کروڑوں	دُرود

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

یہ بات ہر کوئی جانتا ہے کہ طلبہ (Students) مستقبل کے معمار ہوتے ہیں اور یہ کسی بھی قوم کی تعمیر و ترقی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ طلبہ اپنی تعلیم کے دوران جس قدر مخلص اور محنتی ہوں گے معاشرے اور قوم کو اسی قدر بہترین افراد میسر ہوں گے، بالآخر یہ افراد مل کر نہ صرف ایک اچھا معاشرہ قائم کر سکیں گے بلکہ ایک زندہ قوم کے ستون بن کر اسے مضبوطی فراہم کریں گے۔ تعلیم و تعلم کی اہمیت کو دین اسلام نے بہت اُجاگر فرمایا ہے، نسل انسانی کے بہترین مستقبل کی بنیاد ہونہار، قابل، مستقل مزاج، محنتی اور اپنے وطن و قوم سے خالص محبت رکھنے والے اساتذہ اور طلبہ پر ہوتی ہے۔

ذیل میں ”طالب علم کو کیسا ہونا چاہئے؟“ کے بارے میں کچھ اہم پوائنٹس ملاحظہ کیجئے:

(۱)۔۔۔ طالب علم کو چاہئے کہ استاد کی ہر بات توجہ سے سنے اور اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کرے، ممکن ہو تو لکھ بھی لے، اگر استاد صاحب کی آواز صحیح طور پر آپ تک نہیں پہنچ رہی تو ادب و تعظیم کے ساتھ مناسب انداز میں ان سے عرض کر دے۔

(۲)۔۔۔ اس بات کا انتظار نہ کرے کہ استاد صاحب سبق سننے کا فرمائیں گے تو سناؤں گا بلکہ خود ہاتھ اٹھا کر سبق سننے کا عرض کرے۔

(۳)۔۔۔ رہائشی طلبہ اگر سمجھیں تو ان کے پاس طویل وقت ہوتا ہے، جس میں وہ اپنے اسباق کی اچھی تیاری کے ساتھ ساتھ غیر نصابی مطالعہ وغیرہ بھی کر سکتے ہیں، لیکن دیکھا گیا ہے کہ بہت سے طلبہ اپنا وقت موبائل اور دیگر غیر ضروری معاملات میں ضائع کر دیتے ہیں، بعض تو نیند کے بہت رسیا (یعنی شوقین) ہوتے ہیں کہ نمازِ عشاء کے بعد جلد سونے اور فجر پڑھنے کے بعد بھی سو جانے کے عادی ہوتے ہیں، یاد رکھئے! کہ تعلیم کا یہ دورانیہ سال مکمل ہونے پر ختم ہو جائے گا لیکن آپ کی سستی یا غیر ضروری معاملات میں مصروفیت کے باعث رہ جانے والی کمی و کوتاہی کا ازالہ کبھی نہ ہو سکے گا، اسی طرح غیر رہائشی طلبہ جو چھٹی کے بعد گھر چلے جاتے ہیں، انہیں بھی چاہئے کہ جامعۃ المدینہ کے بعد بھی اسباق کی تیاری اور مطالعہ مکتب کے لئے زیادہ سے زیادہ وقت مقرر کریں، معاشی حالات کی بہت زیادہ پریشانی نہ ہو تو آمدنی کے لئے کوئی کام وغیرہ ہرگز نہ کریں صرف اپنی پڑھائی پر دھیان دیں، بلکہ اگر ممکن ہو تو جامعۃ المدینہ میں ہی رہائش اختیار کریں۔

(۴)۔۔۔ علمی بنیاد مضبوط رکھنے کے لئے اسباق کی تکرار از حد ضروری ہے، لہذا بعد نمازِ ظہر و عشاء تعلیمی حلقوں میں لازمی شرکت کریں اور اسباق کی تکرار کریں، اگر آپ کو لگتا ہے کہ سبق مکمل سمجھ میں آ گیا ہے تو بھی مسلمان بھائیوں کی خیر خواہی کی نیت سے دیگر طلبہ کے ساتھ اسباق کی تکرار کا حصہ بنیں کہ آپ کو یاد ہے تو دوسروں کو بھی یاد ہو جائے۔

(۵)۔۔۔ دعوتِ اسلامی کے ۱۲ دینی کام آخرت کی بھلائی کے ساتھ ساتھ عملی زندگی کو سنوارنے اور فارغ التحصیل ہونے کے بعد عملی زندگی (Practical life) میں کامیاب رہنے کا بہترین ذریعہ ہیں، لہذا دورانِ طالب علم ہی

سے ۱۲ دینی کاموں کا جذبہ جو ان رکھیں اور سُستی نہ آنے دیں، اِنْ شَاءَ اللہ ۱۲ دینی کاموں کی برکت سے پڑھائی میں بھی بہتری آئے گی۔

(۶)۔۔۔ جیسے جیسے طالب علم علمی میدان میں آگے بڑھتا ہے ویسے ویسے اس کا ذہن کھلتا ہے اور اس کی سوچ میں پختگی آتی جاتی ہے۔ ایسے موقع پر گروپ بندی یا انتظامی معاملات پر نکتہ چینی کرنے سے بچنا بہت ضروری ہے، کیونکہ ایسے لوگ عملی زندگی میں مشکل سے ہی کامیاب ہوتے ہیں۔

(۷)۔۔۔ بڑی عمر کے طالب علم کو چاہئے کہ اپنی عمر کے طلبہ کے ساتھ ہی دوستانہ ماحول رکھیں، بہت چھوٹے یا کم عمر طلبہ اپنی کلاس کے ہوں یا چھوٹی کلاسوں کے، ان سے دور ہی رہیں۔ (الْعَاقِلُ تَكْفِيهِ الْإِشَارَةُ)

(۸)۔۔۔ جامعۃ المدینہ کی پڑھائی کو دُنیوی تعلیم کی طرح ہرگز نہ سمجھنا چاہئے کہ جو پڑھ لیا دوبارہ اسے نہیں پڑھنا، بلکہ کوشش کرنی چاہئے کہ گزشتہ سالوں کی کتابیں بھی کچھ نہ کچھ مطالعہ و تکرار کا حصہ رہیں، اس کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ پچھلے درجات کے ایک دو طلبہ کو کوئی نصابی کتاب پڑھانا شروع کر دیں۔

(۹)۔۔۔ غیر نصابی مطالعہ میں کوئی ایک کتاب تصوف کی ضرور رکھیں تاکہ ظاہر کے ساتھ ساتھ باطن کی بھی صفائی ہوتی رہے۔ اس کے لئے عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی چھپی ہوئی کتابیں احیاء العلوم، لباب الاحیاء، منہاج العابدین، غیبت کی تباہ کاریاں، فیضانِ سنت، باطنی بیماریوں کی معلومات اور امیر اہل سنت علامہ محمد الیاس قادری مَدَّ ظِلُّہُ الْعَالِی کے مختلف موضوعات پر کتب و رسائل کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

(۱۰)۔۔۔ یہ بھی یاد رکھئے! کہ ہر کوئی ہر فن کے حوالے سے مشورہ ور ہنمائی نہیں دے سکتا، اس لئے ہر فن اور علم کے مطالعہ کے حوالے سے اس علم کے ماہر (Expert) استاد صاحب سے مشورہ کیجئے اور کچھ نہ کچھ غیر نصابی مطالعہ لازمی کرنا چاہئے۔ کہ صرف نصابی سرگرمیوں سے کوئی بڑا عالم نہیں بنتا بلکہ اس کے ساتھ غیر نصابی سرگرمیوں کا ہونا بھی ضروری ہے، اور ایک طالب علم کے لئے ”۹۲ نیک اعمال“ غیر نصابی سرگرمیوں کے لئے نہایت کارآمد ہے۔

(۱۱)۔۔۔ بعض اوقات مالی (Financially)، جسمانی (Physically)، گھریلو یا ذہنی مشکلات و پریشانیاں بھی آتی

ہیں، اپنے معاملات کو ہر کسی کے سامنے نہ بیان کریں۔ ضرور تاکسی استاد صاحب سے ذکر کر کے ان کا مناسب حل تلاش کرنے کی کوشش کیجئے۔

(۱۲)۔۔۔ انسانی زندگی میں نشیب و فراز (یعنی اُتار چڑھاؤ) آتے رہتے ہیں، پریشانی، بیماری اور ضروریاتِ

زندگی کے معاملات ہر کسی کے ساتھ ہوتے ہیں، لیکن طبیعت کی ہلکی پھلکی ناسازی اور ایسے کام جو کوئی دوسرا بھی کر سکتا ہے ان کی وجہ سے جھجھکی کر لینا یا درس گاہ دیر سے پہنچنا مناسب نہیں، ایک اچھے طالب علم کو یاد رکھنا چاہئے کہ چھٹی کیا ذرا سی تاخیر بھی اس کے مستقبل کو متاثر کر سکتی ہے۔

مثالی طالب علم کے اوصاف

ایک مثالی طالب علم مدرسہ اور قوم کے لیے حقیقی دولت ہوتا ہے اور حقیقت میں اسی کے لئے سارا چمن سجایا اور بسایا جاتا ہے جیسا کہ پہلے باب کے مضمون ”طلبہ دو طرح کے ہوتے ہیں“ میں گزرا۔ مثالی طلبہ خود نظم و ضبط اور وقت کے پابند ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی زندگی میں کامیابی حاصل کر کے دوسروں کی بھی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ مثالی طلبہ ملک کی کامیابی اور خوشحالی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اور ان میں مندرجہ ذیل اوصاف پائے جاتے ہیں:

(۱)۔۔۔ مثالی طالب علم میں تمام اچھی خوبیاں ہوتی ہیں۔

(۲)۔۔۔ مثالی طالب علم مطالعہ اور اپنے مستقبل پر زیادہ توجہ دیتا ہے۔

(۳)۔۔۔ مثالی طالب علم وقت اور نظم و ضبط کا پابند ہوتا ہے۔

(۴)۔۔۔ مثالی طالب علم وقت کی قدر کرتا ہے اور اس کا صحیح استعمال کرتا ہے۔

(۵)۔۔۔ مثالی طالب علم زندگی میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے ہمیشہ پر جوش ہوتا ہے۔

(۶)۔۔۔ مثالی طالب علم ہمیشہ اچھی عادات کی پیروی کرتا ہے۔

(۷)۔۔۔ محنتی، پر عزم، ذمہ دار، وغیرہ ایک مثالی طالب علم کی خصوصیات ہیں۔

(۸)۔۔۔ مثالی طالب علم ایماندار اور مددگار ہوتا ہے۔

(۹)۔۔۔ مثالی طالب علم فرمانبردار اور سب سے پیار کرتا ہے۔

(۱۰)۔۔۔ مثالی طالب علم قوم کا مستقبل ہوتا ہے۔

شفیق المصباح شرح مراحل الارواح

دعوتِ اسلامی کے جامعات المدینہ کے نصاب میں شامل علم صرف کی مشہور و معروف کتاب بنام ”مراحل الارواح“ کی آسان اردو شرح ہے جس میں عربی عبارت پر اعراب و اردو ترجمہ کے ساتھ ساتھ سوال جواباً تشریح پیش کی گئی ہے جو اپنے اعتبار سے بڑی مفید و دلچسپ کتاب ہے۔

مصنف: الشیخ احمد بن علی بن مسعود (علیہ رحمۃ اللہ الودود)

شارح: مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فچوری

مکتبہ دار السنہ دہلی

بیان نمبر (2): طالب علم اور ادب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللّٰطِیْفِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الشَّافِعِی
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِیْبَ اللّٰهِ
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

درد شریف کی فضیلت

سلطانِ دو جہان، رحمتِ عالمیان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے: جو مجھ پر مجھے کے دن اور رات میں ۱۰۰ مرتبہ دُرود پاک پڑھے، اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کی ۱۰۰ حاجتیں پوری فرمائے گا، ۷۰ آخرت کی اور ۳۰ دنیا کی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ ایک فرشتہ مقرر فرما دے گا، جو اس دُرود پاک کو میری قبر میں یوں پہنچائے گا، جیسے تمہیں تحائف پیش کئے جاتے ہیں، بلاشبہ میرا علم میرے وصال کے بعد ویسا ہی ہو گا جیسا میری حیات میں ہے۔

(شعب الایمان، باب فی الصلوات، فضل الصلاۃ علی النبی... الخ، ۳/۱۱۱، حدیث: ۳۰۳۵)

اُن پر دُرود جن کو کس بے گسساں کہیں
اُن پر سلام جن کو خیر بے خبر کی ہے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے طلبائے کرام! علم اور ادب کا بہت بڑا ساتھ ہے، یوں سمجھئے کہ جہاں ادب نہیں وہاں علم کا کوئی فائدہ نہیں۔ ایک طالب علم کو استاد، کتاب اور مادرِ علمی یعنی تعلیمی ادارے کا ادب ملحوظ رکھنا نہایت ضروری ہے، بعض دفعہ بڑے بڑے ذہین و فطین طلبہ بھی سوءِ ادب (یعنی بے ادبی) کی وجہ سے محروم اور علم سے دور ہو جاتے ہیں۔ اب میں آپ کے سامنے استاد کا ادب، علم سیکھنے میں مددگار چیزوں کا ادب اور تعلیمی ادارے کے ادب کے بارے میں چند ضروری چیزیں بیان کروں گا جو آپ کے لئے بہت مفید ثابت ہوں گی۔ ان شاء اللہ الکریم

استاد کا ادب

پیارے طلبائے کرام! اساتذہ تو علم کے روشن منارے ہیں۔ اگر اس دنیا میں استاد نہ ہوتا تو یہ دنیا جہالت کی اندھیر نگری ہوتی۔ یہ تو استاد کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں علم کے نور سے منور کر کے جہالت و گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر معاشرے میں زندگی گزارنے کے گراور آداب سکھائے۔

معلم علم کی منہ بولتی تصویر اور اخلاق و آداب کا نمونہ ہوتا ہے اور اس کی ذات معاشرے میں مرکزی کردار کی حیثیت رکھتی ہے۔ استاد اگر حقیقی معنوں میں استاد ہو تو اپنے شاگردوں کی زندگیاں بدل دینے کے ساتھ، قوم کی تقدیر میں بھی صالح انقلاب برپا کر دیتا ہے۔ لہذا ایسی عظیم الشان شخصیت بہترین رہنما کے آداب و فرمانبرداری سے کبھی بھی دامن تہی نہیں کرنا چاہئے کہ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

استاد کی عظمت کو ترازو میں نہ تولو
استاد تو ہر دور میں انمول رہا ہے

استاد کے ادب کے واقعات

استاد کا ادب ویسا ہم کیا کر پائیں گے جیسا ہمارے اسلاف کر گئے چنانچہ:

(۱)۔۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ اور ادب

”الْخَيْرَاتُ الْحَسَنَاتُ“ میں ہے: امام اعظم، ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندگی بھر اپنے استاد محترم سیدنا امام حماد علیہ رحمۃ اللہ الجواد کے مکانِ عظمت نشان کی طرف پاؤں پھیلا کر نہیں لیٹے حالانکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکانِ عالی شان اور استاد محترم عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْاَکْبَرِ کے مکانِ عظیم الشان کے درمیان تقریباً سات گلیاں پڑتی تھیں۔ (الْخَيْرَاتُ الْحَسَنَاتُ ص ۸۲)

(۲)۔۔ امام فخر الدین ارسابندی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْاَکْبَرِ اور ادب

حضرت سیدنا امام فخر الدین ارسابندی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْاَکْبَرِ مرو شہر میں رئیس الائمہ کے مقام پر فائز تھے اور سلطان وقت آپ کا بے حد ادب و احترام کیا کرتا تھا۔ آپ رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرمایا کرتے تھے کہ ”مجھے یہ منصب

اپنے استاد کی خدمت کرنے کی وجہ سے ملا ہے کہ میں اپنے استاد کی خدمت کیا کرتا تھا یہاں تک کہ میں نے ان کا ۳ سال تک کھانا پکایا اور استاد کی عظمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے میں نے کبھی بھی اس میں سے کچھ نہ کھایا۔“ (راہِ علم ص ۳۰)

(۳)۔۔۔ شیخ شمس المائمه حلوانی رحمۃ اللہ علیہ اور ادب

ایک مرتبہ حضرت سیدنا شیخ شمس المائمه حلوانی قدس سرہ التَّوَدَّانِ کو کوئی حادثہ پیش آیا جس کی وجہ سے وہ بخارا سے نکل کر ایک گاؤں میں سکونت پذیر ہو گئے۔ اس عرصے میں ان کے شاگرد ملاقات اور زیارت کے لئے حاضر ہوتے رہتے مگر ان کے ایک شاگرد حضرت سیدنا شیخ شمس المائمه ذَرَنَجِي عَلَيهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْوَلِي ملاقات کے لئے حاضر نہ ہو سکے۔ جب حضرت سیدنا شیخ شمس المائمه حلوانی قدس سرہ التَّوَدَّانِ کی ان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے پوچھا کہ ”وہ ملاقات کے لئے کیوں نہیں آئے۔“ تو انہوں نے عرض کی: ”عالیجاہ! دراصل میں اپنی والدہ کی خدمت میں مشغول تھا اس لئے حاضر نہ ہو سکا۔“ تو آپ رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيهِ نے فرمایا کہ ”تمہیں عمر درازی تو حاصل ہوگی مگر رونقِ درس نہ پاسکو گے اور ایسا ہی ہوا کہ ان کا اکثر وقت دیہاتوں میں گزرا اور یہ کہیں بھی درس و تدریس کا انتظام نہ کر سکے کیونکہ جو شخص اپنے استاد کے لئے اذیت و تکلیف کا باعث بنتا ہے وہ علم کی برکتوں سے محروم ہو جاتا ہے اور علم سے کما حقہ فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔“ (راہِ علم ص ۳۰-۳۱)

(۴)۔۔۔ خلیفہ ہارون الرشید اور ادب

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ خلیفہ ہارون الرشید نے اپنے لڑکے کو امام اللُّغَةِ أَصْبَعِي کے پاس علم حاصل کرنے کے لئے بھیجا ایک دن ہارون الرشید نے دیکھا کہ أَصْبَعِي وضو میں اپنا پیر دھو رہے ہیں اور خلیفہ کا لڑکا پانی ڈال رہا ہے یہ دیکھ کر خلیفہ نے أَصْبَعِي سے شکوہ کرتے ہوئے کہا کہ ”میں نے اپنے لڑکے کو آپ کے پاس اس لئے بھیجا تھا کہ آپ اسے علم و ادب سکھائیں پھر آپ نے وضو کرتے وقت اسے ایک ہاتھ سے پانی ڈالنے اور دوسرے ہاتھ سے پاؤں دھونے کا حکم کیوں نہیں دیا؟“ (راہِ علم ص ۳۱-۳۲)

(۵)۔۔۔ حضرت مغیرہ رحمۃ اللہ علیہ اور ادب

حضرت مغیرہ کہتے ہیں کہ ”ہم اپنے استاد سے اتنا ڈرتے اور ان کا اتنا احترام کرتے تھے جیسا کہ لوگ بادشاہ سے

ڈرا کرتے ہیں۔ (تعلیم المتعلم ص ۲۲)

(۶)۔۔ حضرت یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ اور ادب

حضرت یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ جو بہت بڑے محدث تھے، حضرت امام بخاری ان کے تعلق سے فرماتے ہیں کہ "محدثین کا جتنا احترام وہ کرتے تھے اتنا احترام کرتے ہوئے میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ (تعلیم المتعلم ص ۲۲)

(۷)۔۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور ادب

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ "میں نے بزرگوں سے سنا ہے کہ جو استاد کی قدر نہیں کرتا وہ کامیاب نہیں ہوتا۔ (تعلیم المتعلم ص ۲۲)

(۸)۔۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ادب

حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ "میں حضرت امام مالک کے سامنے ورق بہت آہستہ سے الٹتا تھا کہ اس کی آواز ان کو نہ سنائی دے۔" حضرت امام ربیع فرماتے ہیں کہ "حضرت امام شافعی کی نظر کے سامنے مجھے کبھی پانی پینے کی جرأت نہیں ہوئی۔"

(۹)۔۔ حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ اور استاد کا ادب

حافظ ملت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ حَضْرُ الشَّرِیْعَةِ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی بارگاہ میں ہمیشہ دوزانو بیٹھا کرتے، اگر صدر الشریعہ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ ضرور تائمرے سے باہر تشریف لے جاتے تو طلبہ کھڑے ہو جاتے اور ان کے جانے کے بعد بیٹھ جاتے اور جب واپس تشریف لاتے تو ادا دوبارہ کھڑے ہوتے لیکن حافظ ملت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اس پورے وقفے میں کھڑے ہی رہتے اور حضرت صدر الشریعہ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے مَسْنَدِ تدریس پر تشریف فرما ہونے کے بعد ہی بیٹھا کرتے۔ (حیات حافظ ملت، ص ۷۰ طبعاً)

(۱۰)۔۔ استاد کی فرمانبرداری فارغ ہونے کے بعد بھی

استاد کا ادب و احترام، عزت و مقام صرف دورانِ طلب علم ہی تک محدود نہیں رہتا بلکہ تاحیات باقی رہتا ہے اور جو جتنا ادب بجالاتا ہے اتنا ہی برکتوں سے مالا مال ہوتا ہے اس ضمن میں آپ کی بارگاہ میں عصر حاضر کا ایک روح پرور واقعہ

پیش کرتا ہوں جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آج بھی ایسے طالب علم موجود ہیں جو اپنے اساتذہ کے ادب و احترام، عزت و مقام کے پیش نظر ان کی فرمانبرداری کرنے میں کوئی کمی نہیں رہنے دیتے چنانچہ:

میرے استاد محترم مولانا مطیع الرحمن مدنی مدظلہ العالی نے درسگاہ میں ایک واقعہ سناتے ہوئے فرمایا: ایک عالم دین و مفتی اسلام جن کو عالم اسلام جانتا و پہچانتا ہے ایک بار اپنے استاد کے گھر ملاقات کے لئے حاضر ہوئے، دروازے پر دستک دی، اندر سے آواز آئی کون؟ انہوں نے کہا: میں فلاں آپ کا شاگرد آپ سے ملاقات کے لئے حاضر ہوا ہوں، اندر سے استاد صاحب نے فرمایا: اچھا ٹھیک ہے کچھ دیر مرغابن جاؤ۔

استاد محترم بتا رہے تھے کہ ان استاد صاحب کا گھربل روڈ تھا نیز جس کو مرغابن نے کو کہا جارہا ہے وہ چھوٹا سا طالب علم نہیں بلکہ فارغ التحصیل ہے، جامعہ کی چار دیواری نہیں بلکہ لب روڈ ہے، عام سی شخصیت نہیں بلکہ اس کو خاص و عام جانتے ہیں، عالم دین و مفتی اسلام ہیں، مگر قربان جانیے ایسے ہونہار طالب علم پر، کسی قسم کا شک و شبہ کئے بغیر استاد کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے فوراً گھر کے باہر مرغابن گئے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو اس ادب کی ایسی برکت عطا فرمائی کہ آج پاک و ہند بلکہ عالم اسلام ان کو جانتا ہے، جی ہاں! ان کا نام مفتی اکمل عطا قادری ہے۔

(۱۱)۔۔۔ ادب کا صلہ اور بے ادبی کی سزا

پیارے طلبائے کرام! یقیناً استاد کے ادب و احترام اور ان کی فرمانبرداری کا صلہ اس دنیا میں ضرور ملتا ہے اگرچہ استاد زبان سے اس کے لئے دعا نہ کرے نیز بے ادبی کی سزا بھی ضرور ملتی ہے اگرچہ استاد اس کے حق میں بددعا نہ کرے، یہ دونوں چیزیں من جانب اللہ وجود پاتی ہیں چنانچہ اس ضمن میں بہلول دانارحمۃ اللہ علیہ کا ایمان افروز واقعہ سنئے چنانچہ:

بہلول دانارحمۃ اللہ علیہ اور تاجر

ایک بار حضرت بہلول دانارحمۃ اللہ علیہ کسی نخلستان میں تشریف فرما تھے ایک تاجر کا وہاں سے گزر ہوا، وہ آپ کے پاس آیا سلام کر کے سامنے بیٹھ گیا اور انتہائی ادب سے گزارش کی: حضور! تجارت کی کون سی ایسی جنس خریدوں جس

میں بہت نفع ہو؟ حضرت بہلول دانا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، کالا کپڑا لے لو، تاجر نے شکریہ ادا کیا اور اٹے قدموں چلتا ہوا واپس چلا گیا، اس نے جا کر علاقے میں دستیاب تمام سیاہ کپڑا خرید لیا، کچھ ہی دنوں بعد شہر کا رئیس انتقال کر گیا، ماتمی لباس کے لیے سارا شہر سیاہ کپڑے کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا، اب سیاہ کپڑا سارا اس تاجر کے پاس ذخیرہ تھا تو اب اس نے منہ مانگے داموں میں فروخت کیا اور اتنا نفع کمایا جتنا ساری زندگی نہ کمایا تھا، وہ تاجر بہت امیر کبیر ہو گیا، کچھ عرصہ بعد وہ گھوڑے پر سوار کہیں سے گزرا، حضرت بہلول دانا رحمۃ اللہ علیہ وہاں تشریف رکھتے تھے وہ وہیں گھوڑے پر بیٹھے بولا "اُو دیوانے! اب کی بار کیا لوں؟ حضرت بہلول رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، تربوز لے لو، وہ بھاگا بھاگا گیا اور ساری دولت سے پورے ملک سے تربوز خرید لیے، ایک ہی ہفتے میں سارے تربوز گل سڑ کر خراب ہو گئے، اور وہ کوڑی کوڑی کا محتاج ہو گیا، اسی خستہ حالی میں گھومتے پھرتے اس کی ملاقات حضرت بہلول دانا رحمۃ اللہ علیہ سے ہو گئی، تو اس نے کہا: یہ آپ نے میرے ساتھ کیا کیا؟ تو حضرت بہلول رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ میں نے نہیں، تیرے لہجوں اور لفظوں نے سب کیا ہے، جب تو نے ادب کیا اور عاجزی بھرے لہجے میں پوچھا تو مالامال ہو گیا اور جب بے ادبی اور گستاخی کی تو کنگال ہو گیا۔

پیارے طلبائے کرام! دیکھا آپ نے، اسی لئے کہتے ہیں: با ادب بالنصیب، بے ادب بے نصیب، نیز اس حکایت سے کئی چیزیں سیکھنے کو ملیں:

(۱)۔۔۔ ہمیشہ اپنے لہجوں اور لفظوں کا چناؤ سوچ سمجھ کر کرنا چاہئے کہ ہمارا لہجہ و الفاظ ہماری تربیت، خاندان اور مزاج کا پتہ دیتے ہیں۔

(۲)۔۔۔ ادب کرنے سے ادب کرنے والے کو فوراً ضرور فائدہ ہوتا ہے اور بے ادبی کرنے والے کو فوراً نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

(۳)۔۔۔ استاد سے برکت لینا یا نہ لینا ہمارے اختیار میں ہے، استاد گویا نہر ہے، اب چاہیں تو ہم اس کے پانی سے نفع اٹھیں یا نہ اٹھائیں۔ کہ تاجر نے جب لفظ "حضور" کہا اور ادب کیا تو مالامال ہو گیا اور جب "دیوانے" کہا اور بے ادبی کی تو کنگال ہو گیا۔

(۴)۔۔۔ استاد زبان سے دعایا بد دعا کرے یا نہ کرے، من جانب اللہ نفع و نقصان کا ظہور ضرور ہوتا ہے کیونکہ

دینی استاد کا کنکیشن (یعنی رشتہ) اپنے اساتذہ سے ہوتا ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تک پہنچتا ہے اور اس کو وہاں سے فیض مل رہا ہوتا ہے۔

(۵)۔۔۔ اس واقعہ سے یہ بھی پتا چلا کہ مالا مال کرنا یا کنگال کرنا، طالب علم کو عروج دینا یا تنزلی کی راہ میں ڈال دینا، استاد کے اختیار میں ہوتا ہے جیسے کہ حضرت بہلول دانا رحمۃ اللہ علیہ نے کر کے دکھایا کہ جب مالا مال کرنا تھا تو کالے کپڑے کا مشورہ دیا اور جب کنگال کرنا تھا تو تربوز کا مشورہ دیا۔

پیارے طلبائے کرام! اس طرح کے بہت سارے واقعات تاریخ و سوانح کی کتابوں میں جا بجا بکھرے ہوئے ہیں، جن سے ہمیں یہ اندازہ لگانا قطعی مشکل نہیں ہے کہ تلامذہ کو اپنے اساتذہ کا ادب و احترام کس حد تک کرنا چاہیے؟..... لیکن بد قسمتی سے دور حاضر میں رفتہ رفتہ اساتذہ کے ادب و احترام میں کمی آتی جا رہی ہے غالباً یہی وجہ ہے کہ ہم اخلاقی پستی کا شکار ہوتے جا رہے ہیں، جب کہ اساتذہ کا ادب و احترام اور ان کی عزت و تکریم کیے بغیر ہم معاشرے میں کبھی بھی اعلیٰ مقام حاصل نہیں کر سکتے!

ادب تعلیم کا جوہر ہے زیور ہے جوانی کا
وہی شاگرد ہیں جو خدمتِ استاد کرتے ہیں

استاد کے آداب میں یہ بھی ہے

پیارے طلبائے کرام! استاد کی عزت و تکریم میں یہ باتیں بھی شامل ہیں کہ طالب علم کو چاہیے کہ کبھی استاد کے آگے نہ چلے۔ نہ اس کی نشست گاہ پر بیٹھے۔ نہ تو بغیر اجازت کلام میں ابتدا اور نہ ہی بغیر اجازت استاد کے سامنے زیادہ کلام کرے۔ جب وہ پریشان ہو تو کوئی سوال نہ کرے بلکہ وقت کا لحاظ رکھے اور نہ ہی استاد کے دروازے کو کھٹکھٹائے بلکہ اسے چاہیے کہ وہ صبر سے کام لے اور استاد کے باہر آنے کا انتظار کرے۔

الغرض طالب علم کو چاہیے کہ ہر وقت استاد کی رضا کو پیش نظر رکھے اور اس کی ناراضی سے بچے اور اللہ عزَّ وَجَلَّ کی نافرمانی والے کاموں کے علاوہ ہر معاملہ میں استاد کے حکم کی تعمیل کرے۔

امام بُرہان الدین زرنوجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک طالب علم اس وقت تک علم حاصل نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس سے نفع اٹھا سکتا ہے جب تک کہ وہ علم، اہل علم اور اپنے استاد کی تعظیم و توقیر نہ کرتا ہو۔ (راہِ علم، ص ۳۵ تا ۳۸ ملتقطاً)

استاد کو تکلیف دینا

دینی استاد روحانی باپ کا درجہ رکھتا ہے لہذا طالب علم کو چاہئے کہ اسے اپنے حق میں حقیقی باپ سے بڑھ کر مُخلص جانے اور اسے تکلیف پہنچانے سے بچے۔ تفسیر کبیر میں ہے: اُستاد اپنے شاگرد کے حق میں ماں باپ سے بڑھ کر شفیق ہوتا ہے کیونکہ والدین اسے دنیا کی آگ اور مصائب سے بچاتے ہیں جبکہ اساتذہ اسے نارِ دوزخ اور مصائبِ آخرت سے بچاتے ہیں۔ (تفسیر کبیر، ۱/۳۰۱)

علم کی برکت سے محروم رہے گا

اعلیٰ حضرت شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ جلد ۲۳ کے صفحہ نمبر ۶۳۹ پر لکھتے ہیں: علماء فرماتے ہیں: جس سے اس کے استاد کو کسی طرح کی ایذا پہنچی وہ علم کی برکت سے محروم رہے گا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳، ص ۶۳۹)

پیارے طلبائے کرام! استاد کی تعظیم کرنا علم ہی کی تعظیم ہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ ”أَنَا عَبْدُ مَنْ عَلَّمَنِي حَقًّا وَاحِدًا إِنَّ شَاءَ بَاعَ وَإِنْ شَاءَ أَعْتَقَ وَإِنْ شَاءَ اسْتَرْقَى۔“ یعنی: جس نے مجھے ایک حرف سکھایا میں اس کا غلام ہوں چاہے اب وہ مجھے فروخت کر دے، چاہے تو آزاد کر دے اور چاہے تو غلام بنا کر رکھے۔ (راہِ علم ص ۲۸)

شیخ سدید الدین شیرازی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوَالِی اپنے مشائخ کے حوالے سے فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کا بیٹا عالم بنے اسے چاہیے کہ تنگ دست فقہا کی دیکھ بھال کرے، ان کی عزت و تکریم کرے، ان کی ضروریات پوری کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ انہیں دیتا رہے۔ پھر بھی اگر اس کا بیٹا عالم نہ بنا تو اس کا پوتا ضرور عالم بنے گا۔ (راہِ علم ص ۲۹)

(۱)۔۔۔ استاد کا ادب کتنا ضروری ہے اس کی اہمیت جاننے اور سمجھنے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ استاد وہ محسن ہے جو طالب علم کو جینے کا سلیقہ، رہنے سہنے کا ڈھنگ سکھانے کے ساتھ ساتھ اخلاقی برائیوں کو دور کر کے اسے معاشرے کا ایک مثالی فرد بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

(۲)۔۔۔ دین اسلام میں استاد کے ادب کو بہت اہمیت دی گئی ہے حتیٰ کہ استاد کو روحانی باپ کا درجہ دیا گیا ہے، لہذا طالب علم کو چاہئے کہ اسے اپنے حق میں حقیقی باپ سے بڑھ کر مخلص جانے۔ تفسیر کبیر میں ہے: ”استاد اپنے شاگرد کے حق میں ماں باپ سے بڑھ کر شفیق ہوتا ہے کیونکہ والدین اسے دنیا کی آگ اور مصائب سے بچاتے ہیں جبکہ اساتذہ اسے نار دوزخ اور مصائبِ آخرت سے بچاتے ہیں۔“ (تفسیر کبیر، پ ۱، البقرة، تحت الآية: ۳۱، جزء: ۲، ج ۱، ص ۴۰۱)

استاد کی بے ادبی کا وبال

استاد کی بے ادبی سے اپنے آپ کو بچائے کہ تفسیر رُوح البیان میں ہے کہ پہلے زمانے میں جب کوئی نوجوان کسی بوڑھے آدمی کے آگے چلتا تھا تو اللہ تعالیٰ اسے (اسکی بے ادبی کی وجہ سے) زمین میں دھنسا دیتا تھا۔ (آدابِ مرشدِ کامل ص ۲۶)

ایک اور جگہ نقل ہے کہ کسی شخص نے بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں عرض کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں فاقہ کا شکار رہتا ہوں۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تو کسی بوڑھے (شخص) کے آگے چلا ہو گا۔ (روح البیان پارہ ۱۷)

اس سے معلوم ہوا کہ بے ادبی دنیا و آخرت میں مردود کروادیتی ہے۔ جیسا کہ ابلیس کی نولاکھ سال کی عبادت ایک بے ادبی کی وجہ سے برباد ہو گئی اور وہ مردود ٹھہرا۔ (آدابِ مرشدِ کامل ص ۲۶)

(۱)۔۔۔ حضرت ابو علی دقاق علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، بندہ اطاعت سے جنت تک اور ادب سے خدا عز و جل تک پہنچ جاتا ہے، (الرسالۃ التفسیریۃ، باب الادب، ص ۳۱۶)

(۲)۔۔۔ حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ، جب کوئی مرید ادب کا خیال نہیں رکھتا، تو وہ لوٹ کر وہیں پہنچ جاتا ہے جہاں سے چلا تھا۔ (الرسالۃ التفسیریۃ، باب الادب، ص ۳۱۶)

(۳)۔۔۔ حضرت ابن مبارک علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ، ہمیں زیادہ علم حاصل کرنے کے مقابلے میں تھوڑا

ساذب حاصل کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔ (الرسالۃ الفقیہیۃ، باب الادب، ص ۳۱۷)

(۴)۔۔۔ اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نے ایک جگہ حضرت شیخ سعدی علیہ رحمۃ الہادی

کے قول نصیحت کو بڑی اہمیت دی، فرمایا: کیا وجہ ہے کہ مرید عالم فاضل اور صاحب شریعت و طریقت ہونے کے باوجود (اپنے مرشد کامل کے فیض سے) دامن نہیں بھر پاتا؟ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ مدارس سے فارغ اکثر علمائے دین اپنے آپ کو پیر و مرشد سے افضل سمجھتے ہیں یا عمل کا غرور اور کچھ ہونے کی سمجھ کہیں کا نہیں رہنے دیتی۔

(آداب مرشد کامل ص ۲۷)

علم سیکھنے میں مددگار چیزوں کا ادب

(۱)۔۔۔ کتاب، قلم اور دیگر آلاتِ علم کو روزمرہ استعمال کی جانے والی عام چیزیں نہ سمجھی جائیں کہ جدھر

چاہا رکھ دیا، جدھر دیکھا پھینک دیا۔ علم کا فیض پانے کے لئے ضروری ہے کہ کتابوں، قلموں اور کاپیوں وغیرہ کی تعظیم کریں۔ مطالعہ کرتے وقت نیز بعد میں رکھتے وقت ان کا تقدس برقرار رکھیں، مختلف موضوعات کی کتابیں اوپر نیچے رکھنی ہوں تو ترتیب یوں ہونی چاہئے کہ سب سے اوپر قرآن پاک، اس کے نیچے تفسیر، پھر حدیث، پھر فقہ، پھر دیگر کتابیں۔ کتاب کے اوپر بلا ضرورت کوئی دوسری چیز نہ رکھئے۔

(۲)۔۔۔ جن کتب کو بغیر وضو چھونے کی اجازت ہے کوشش کرنی چاہئے کہ انہیں بھی با وضو ہی پڑھیں

حضرت سیدنا امام حلوانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے علم کے خزانوں کو تعظیم و تکریم کے سبب حاصل کیا وہ اس طرح کہ میں نے کبھی بھی بغیر وضو کاغذ کو ہاتھ نہیں لگایا۔ (تعلیم المتعلم طریق التعلیم، ص ۴۸)

(۳)۔۔۔ شمس الائمہ امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ اور کتاب کا ادب

شمس الائمہ امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ ہمیشہ با وضو ہی کتابوں کی تکرار، بحث و مباحثہ اور مطالعہ کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ کا پیٹ خراب ہو گیا۔ اس رات پیٹ خراب ہونے کی وجہ سے آپ کو ۷ بار وضو کرنا

پڑا۔ (تعلیم المتعلم طریق التعلیم، ص ۴۸)

(۴)۔۔ حافظِ ملت رحمۃ اللہ علیہ اور کتاب کا ادب

حافظِ ملت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ قِیَام گاہ پر ہوتے یا درس گاہ میں کبھی کوئی کتاب لیٹ کر یا ٹیک لگا کر نہ پڑھتے نہ پڑھاتے بلکہ تکیہ یا تپائی (ڈیسک) پر رکھ لیتے، قیام گاہ سے مدرسہ یا مدرسے سے قیام گاہ کبھی کوئی کتاب لے جانی ہوتی تو داہنے ہاتھ میں لے کر سینے سے لگا لیتے، کسی طالب علم کو دیکھتے کہ کتاب ہاتھ میں لٹکا کر چل رہا ہے تو فرماتے: کتاب جب سینے سے لگائی جائے گی تو سینے میں اترے گی اور جب کتاب کو سینے سے دور رکھا جائے گا تو کتاب بھی سینے سے دور ہوگی۔

(حیاتِ حافظِ ملت، ص ۶۶ بتغیر)

(۵)۔۔ حافظِ ملت رحمۃ اللہ علیہ اور قرآن کا ادب

ایک مرتبہ چھٹی کے بعد کئی طلبہ دارالعلوم اہلسنت اشرفیہ کی سیڑھیوں کے پاس حضور حافظِ ملت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی زیارت و ملاقات کے لئے منتظر کھڑے تھے آپ تشریف لائے تو سب طلبہ پاسِ ادب رکھتے ہوئے آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑے۔ اچانک آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے ایک طالب علم سے فرمایا: آپ آگے آگے چلیں۔ یہ سن کر وہ طالب علم جھجکے تو فرمایا: آپ کے پاس قرآن شریف ہے اس لئے آگے چلنے کو کہہ رہا ہوں۔ (حیاتِ حافظِ ملت، ص ۶۶)

محفوظ سدا رکھنا شہا بے ادبوں سے
اور مجھ سے بھی سرزد نہ کبھی بے ادبی ہو

(وسائلِ بخشش، ص ۱۹۳)

کتابوں کی بے ادبی کرنے کا وبال

حضرت سیدنا امام برہان الدین ابراہیم زرنوجی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَلِی (سالِ وفات ۶۱۰ھ) ہمارے استاذ محترم شیخ الاسلام حضرت سیدنا امام برہان الدین عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَلِیٰ اپنے مشائخ میں سے کسی بزرگ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے حکایت بیان کرتے تھے کہ ایک فقیہ کی عادت تھی کہ دوات کو کتاب کے اوپر ہی رکھ دیا کرتے تھے تو شیخ نے ان سے فارسی میں فرمایا: ”برنیابی۔ یعنی تم اپنے علم سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔“ (راوی علم ص ۳۳، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

محفوظ سدا رکھنا شہا بے ادبوں سے
اور مجھ سے بھی سرزد نہ کبھی بے ادبی ہو

حضرت سیدنا امام برہان الدین ابراہیم زرنوجی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَلِی (سال وفات ۶۱۰ھ) مزید فرماتے ہیں: ہمارے استاذ محترم امام اجل فخر الاسلام حضرت سیدنا قاضی خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن فرمایا کرتے تھے کہ ”کتابوں پر دوات وغیرہ رکھتے وقت اگر تحقیر علم کی نیت نہ ہو تو ایسا کرنا جائز ہے مگر اولیٰ یہ ہے کہ اس سے بچا جائے۔“

(راہِ علم ص ۳۳، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

تعلیمی ادارے کا ادب

- (۱)۔۔۔ تعلیمی ادارہ مادرِ علمی (یعنی علم سکھانے والی ماں) کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے حقوق بھی طالب علم پر لازم ہیں چنانچہ اس کی عمارت و اشیاء کی حفاظت کرنا، انتظامیہ کا تعاون کرنا اور اصول و ضوابط کی پابندی کرنا ضروری ہے۔
- (۲)۔۔۔ بعض طلبہ ناظمین کرام سے بلاوجہ الجھتے یا اصول و قواعد کو قید و بند سمجھتے ہیں حالانکہ اگر انہیں کسی کام یا جگہ کی ذمہ داری دے دی جائے تو وہ بھی اسی طرح اصول و ضوابط کی پابندی کرنے کا ذہن دیں گے۔
- (۳)۔۔۔ بلاوجہ لائٹیں جلانا، پنکھے چلانا اور پانی کا نل کھلا چھوڑ دینا یا دیکھ کر بھی انہیں بند نہ کرنا، دروازے کھڑکیوں کو زور سے کھولنا اور بند کرنا، بے احتیاطی سے چیزیں اچھالنا کہ لائٹ وغیرہ ٹوٹ جائے، ڈیسک اور کرسیوں وغیرہ پر کچھ لکھنا یا خراب کرنا وغیرہ یہ سب تعلیمی ادارے کے ادب کے خلاف ہے۔
- اللہ پاک ہمیں استاد، کتاب اور اپنے مادرِ علمی کے آداب بجالا کر ان کے فیضان سے مالا مال کرے۔

اٰمِیْن بجاہ النبی الاٰمِیْن صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم



بیان نمبر 3: استاد کے حقوق

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللّٰطِیْفِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الشَّافِعِی
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِیْبَ اللّٰهِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

دروود شریف کی فضیلت

سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جَنّتِ نشان ہے: ”مَنْ صَلَّی عَلَیَّ فِیْ یَوْمِ اَلْفِ مَرَّةٍ لَمْ یَمُتْ حَتّٰی یَرٰی مَقْعَدًا مِّنَ الْجَنَّةِ“۔ یعنی جو مجھ پر دن بھر میں ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھے گا، وہ مرے گا نہیں جب تک جنت میں اپنی جگہ نہ دیکھ لے۔ (الترغیب فی فضائل الاعمال، باب مختصر من الصلوة... الخ، ص ۱۳، حدیث: ۱۹)

وہ تو نہایت سست سوتا سودا بیچ رہے ہیں جنت کا
ہم مفلس کیا مول چُکائیں اپنا ہاتھ ہی خالی ہے
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے طلبائے کرام! استاد اور طالب علم کا رشتہ انتہائی مقدس ہوتا ہے اور یہ ایسا رشتہ ہے کہ اس رشتے کے ساتھ کئی رشتوں کا لحاظ ہے مثلاً استاد باپ بھی ہوتا ہے، استاد بھائی بھی ہوتا ہے، استاد مربی بھی ہوتا ہے اور ایسا کیوں؟ کیونکہ استاد، استاد ہوتا ہے۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ المنان سے سوال ہوا: ”کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ بعد حقوق والدین کے استاد کے حقوق کس قدر ہیں، جس استاد نے کچھ علم دینی اور دنیوی کی تعلیم حاصل کی ہو اور ان علوم کے فیضان سے منافع دنیاوی اس کو و نیز دینی حاصل ہوئے ہوں ایسے استاد کے کچھ حقوق از روئے آیہ شریفہ و حدیث صحیح سے بیان فرمائیے گا۔“

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ المنان نے جو کچھ اس سوال کا جواب ارشاد فرمایا وہ سنئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: عالمگیری میں امام حافظ الدین کردری کا قول نقل ہے کہ امام زندویستی نے فرمایا: کہ عالم کا حق جاہل پر اور استاد کا حق شاگرد پر یکساں ہے اور وہ یہ کہ اس سے پہلے بات نہ کرے اور اس کے بیٹھنے کی جگہ اس کی غیبت (یعنی عدم موجودگی) میں بھی نہ بیٹھے اور چلنے میں اس سے آگے نہ بڑھے۔

(فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الثلاثون نورانی کتب خانہ پشاور ۳۷۳/۵)

اور پھر اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کتب معتبرہ کے حوالے سے اُستاد کے حقوق بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

(۱)۔۔۔ چلتے وقت اس سے آگے نہ بڑھے۔

(۲)۔۔۔ اپنے مال میں سے کسی چیز سے اُستاد کے حق میں بخل سے کام نہ لے یعنی جو کچھ اسے درکار ہو بخوشی حاضر کر دے اور اس کے قبول کر لینے میں اس کا احسان اور اپنی سعادت تصور کرے۔

(۳)۔۔۔ استاد کے حق کو اپنے ماں باپ اور تمام مسلمانوں کے حق سے مقدم رکھے۔

(۴)۔۔۔ اور اگرچہ اس سے ایک ہی حرف پڑھا ہو، اس کے سامنے عاجزی کا اظہار کرے۔

(۵)۔۔۔ اگر وہ گھر کے اندر ہو، تو باہر سے دروازہ نہ بجائے، بلکہ خود اس کے باہر آنے کا انتظار کرے۔

(۶)۔۔۔ (اسے اپنی جانب سے کسی قسم کی اذیت نہ پہنچنے دے کہ) جس سے اس کے استاد کو کسی قسم کی اذیت

پہنچی، وہ علم کی برکات سے محروم رہے گا۔ (فتاویٰ رضویہ۔ جلد ۲۴۔ ص ۲۰۹-۲۱۴)

کسی عربی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

مَا وَصَلَ مِنْ وَصْلٍ إِلَّا بِالْخُصْمَةِ
وَمَا سَقَطَ مِنْ سَقَطٍ إِلَّا بِتَرْكِ الْخُصْمَةِ

ترجمہ: جس نے جو کچھ پایا ادب و احترام کرنے کی وجہ سے پایا اور جس نے جو کچھ کھویا وہ ادب و احترام نہ کرنے کے سبب ہی کھویا۔

اب میں آپ کے سامنے ایک ایسا واقعہ بیان کرنے لگا ہوں جس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہمارے اسلاف

اپنے استاد کا کیسا خیال رکھا کرتے اور ان کا حق ادا کیا کرتے تھے چنانچہ:

ایسے ہوتے ہیں استاد کا حق ادا کرنے والے

حضرت سہل بن عبد اللہ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے کوئی سوال کیا جاتا، تو آپ پہلو تہی فرما لیا کرتے تھے (یعنی جواب نہ دیتے)۔ ایک مرتبہ اچانک دیوار سے پشت لگا کر بیٹھ گئے اور لوگوں سے فرمایا: "آج جو کچھ پوچھنا چاہو، مجھ سے پوچھ لو۔" لوگوں نے عرض کی، "حضور! آج یہ کیا ماجرا ہے؟ آپ تو کسی سوال کا جواب ہی نہیں دیا کرتے تھے؟" فرمایا، "جب تک میرے استاد حضرت ذوالنون مصری رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ حیات تھے، ان کے ادب کی وجہ سے جواب دینے سے گریز کیا کرتا تھا۔"

لوگوں کو اس جواب سے مزید حیرت ہوئی کیونکہ ان کے علم کے مطابق حضرت ذوالنون مصری رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ ابھی حیات تھے۔ بہر حال آپ کے اس جواب کی بنا پر فوراً وقت اور تاریخ نوٹ کر لی گئی۔ جب بعد میں معلومات کی گئی، تو واضح ہوا کہ آپ کے کلام سے تھوڑی دیر قبل ہی حضرت ذوالنون مصری رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا انتقال ہو گیا تھا۔ (تذکرۃ الاولیاء، ج ۱، ص ۲۲۹)

اپنے اکابر کی ایسی عزت

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بھی اپنے استاد محترم کے ساتھ احترام مثالی تھا چنانچہ عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۵۶۱ صفحات پر مشتمل کتاب، "ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت (مُحَرَّر جہ)" صفحہ ۱۴۳ تا ۱۴۴ پر میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، مولینا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی کا ارشاد ہے: حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: جب میں بَغْرَضِ تحصیلِ علم (یعنی علمِ دین سیکھنے کے لئے) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درِ دولت پر جاتا اور وہ باہر تشریف نہ رکھتے ہوتے تو براہِ ادب ان (یعنی اپنے استاد محترم) کو آواز نہ دیتا، ان کی چوکھٹ پر سر رکھ کر لیٹ رہتا۔ ہوا، خاک اور ریتا اڑا کر مجھ پر ڈالتی، پھر جب (اپنے طور پر استادِ گرامی) حضرت زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا شانہ اقدس سے تشریف لاتے (تو) فرماتے: "ابنِ عمِّ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! (یعنی اے رسول اللہ

صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے چچا کے بیٹے) آپ نے مجھے إِطْلَاع کیوں نہ کرادی؟“ میں عرض کرتا: مجھے لائق نہ تھا کہ میں آپ کو إِطْلَاع کراتا۔“ (مروءۃ الجنان للبیاض ج 1 ص 99 بِمَشْرِف دارالکتب العلمیۃ بیروت)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ فرمانے کے بعد مزید فرمایا: یہ ادب ہے جس کی تعلیم قرآن عظیم نے فرمائی:

إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿٢٠﴾ وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٢١﴾ (پ ۲۶، الحجرات: ۲-۵)

ترجمہ کنز الایمان: بیشک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کے لئے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت، مؤخرہ، ص ۱۴۳ تا ۱۴۴)

امام شعبی نے روایت کیا کہ حضرت زید بن ثابت رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ایک جنازے پر نماز پڑھی۔ پھر سواری کا خچر لایا گیا، تو حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا نے آگے بڑھ کر رکاب تھام لی۔ یہ دیکھ کر حضرت زید رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا، "اے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چچا کے بیٹے! آپ ہٹ جائیں۔" اس پر حضرت ابن عباس رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا نے فرمایا، "علماء و اکابر کی اسی طرح عزت کرنی چاہیے۔"

(جامع بیان العلم و فضلہ، صفحہ ۱۱۶)

پیارے طلبائے کرام! ان تمام واقعات و فرامین سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ طالب علم پر اس کے استاد کے کیا حقوق ہیں، لیکن ایک بار پھر دہرائی کے طور پر آپ کے سامنے کچھ حقوق عرض کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں:

(۱)۔۔۔ استاد کی خدمت کرنا: استاد کو یہ سوچنا نہ پڑے کہ فلاں طالب علم کام کرے گا یا نہیں؟ بلکہ شاگرد کو ایسا سوچنا چاہئے کہ استاد کوئی کام مجھ سے بھی لے لیں۔

(۲)۔۔۔ استاد کی تعظیم کرنا: آتے جاتے، اٹھتے بیٹھتے، درجے کے اندر یا درجے سے باہر ہر جگہ استاد کی تعظیم کو پیش نظر رکھے۔

(۳)۔۔۔ **استاد سے محبت کرنا:** استادِ علم دین سے دلی محبت کرے نہ کہ چالپوسی والی کہ استاد کے سامنے بڑی عاجزی و انکساری جس سے یہ لگے کہ اس سے بڑا کوئی محب ہی نہیں ہے اور جب استاد نگاہوں سے اوچھل ہو جائے تو ایسا انداز کہ ان سے بڑا استاد کا کوئی مخالف ہی نہیں ہے۔

(۴)۔۔۔ **استاد کی اطاعت کرنا:** استادِ علم دین اپنے شاگرد کے حق میں خصوصاً نائب حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے، لہذا ہر موافق شرع کام میں اس کی اطاعت کرے، ہاں! اگر کسی خلاف شرع بات کا حکم دے ہرگز اطاعت نہ کرے کہ حدیث میں آیا: لَا طَاعَةَ لِأَحَدٍ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ تَعَالَى۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں ہے۔ (مسند احمد بن حنبل بقیہ حدیث الحکم بن عمرو الغفاری المکتب الاسلامی بیروت ۶۶/۵)

(۵)۔۔۔ **استاد کی خیر خواہی کرنا:** فتاویٰ ہندیہ میں ہے: آدمی کو چاہئے کہ اپنے استاد کے حقوق و آداب کا لحاظ رکھے اپنے مال میں کسی چیز سے اس کے ساتھ بخل نہ کرے یعنی جو کچھ اسے درکار ہو بخوشی خاطر حاضر کرے اور اس کے قبول کر لینے میں اس کا احسان اور اپنی سعادت جانے۔ (فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الاثلاثون فی المنقرقات نورانی کتب خانہ پشاور ۳۷۸/۵)

نیز علما کی خدمت کرنے کی برکت بیان کرتے ہوئے حضرت سیّدنا امام برہان الدین ابراہیم زرنوجی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَلِی (سال وفات ۶۱۰ھ) اپنی کتاب ”تَعْلِیْمُ الْمُتَعَلِّمِ طَرِيقُ التَّعَلُّمِ“ میں فرماتے ہیں ہمارے استاذ شیخ سدید الدین شیرازی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَلِی اپنے مشائخ کے حوالے سے فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کا بیٹا عالم بنے اسے چاہیے کہ تنگ دست فقہا کی دیکھ بھال کرے، ان کی عزت و تکریم کرے، ان کی ضروریات پوری کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ انہیں دیتا رہے۔ پھر بھی اگر اس کا بیٹا عالم نہ بنا تو اس کا پوتا ضرور عالم بنے گا۔ (راہِ علم ص ۲۹، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

مذکورہ تمام چیزوں کو کرنے کے بعد طالبِ علم استاد کا کچھ حق ادا کر پایا نہ کہ پورا، کیونکہ استاد کا حق ماں باپ سے زیادہ ہے، جیسا کہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے: استاد کے حق کو اپنے ماں باپ اور تمام مسلمانوں کے حق سے مقدم رکھے اور جس نے اسے اچھا علم سکھایا اگرچہ ایک ہی حرف پڑھایا ہو اس کے لئے تواضع کرے اور لائق نہیں کہ کسی وقت اس کی مدد سے باز رہے، اپنے استاد پر کسی کو ترجیح نہ دے، اگر ایسا کرے گا تو اس نے اسلام کی رسیوں سے ایک رسی کھول دی، استاد کی تعظیم یہ ہے کہ وہ اندر رہو اور یہ حاضر ہو تو اس کے دروازے پر ہاتھ نہ مارے بلکہ اس کے باہر آنے کا انتظار کرے۔

(فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الاثلاثون فی المنقرقات نورانی کتب خانہ پشاور ۳۷۸-۳۷۹/۵)

اللہ پاک سے دعا ہے کہ ہمیں اپنے اساتذہ کا ادب و احترام کرتے ہوئے ان کے حقوق بجالانے کی توفیق عطا فرمائے اور علمائے کرام کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

فرض علوم پر مشتمل جدید انداز کی آسان ترین کتاب

فرض آسان علوم

سوال جواب



آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

عقائد کا بیان	عقائد پر دلائل کا بیان	تقلید کا بیان	امام کے پیچھے قراہت کرنے کا بیان	رفیع یدین کا بیان
باطل فرقوں کا بیان	نماز کا بیان	میت کا بیان	روزے کا بیان	زکوٰۃ کا بیان
حج و عمرہ کا بیان	قربانی کا بیان	عقیقہ کا بیان	نکاح کا بیان	طلاق کا بیان
قسم کا بیان	حدود کا بیان	حلال طریقے سے کمانے کا بیان		

مصنف: مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فتنپوری

مکتبہ دارالسننہ، دہلی

بیان نمبر 4: زمانہ طلب علمی کے ضروری امور

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللّٰطِیْفِ وَالصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الشَّفِیْقِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِیْبَ اللّٰهِ
اَلصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

درود شریف کی فضیلت

شہنشاہ خوش خصال، پیکر حسن و جمال صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ خوشبودار ہے: بے شک اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے میری قبر پر ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہے جسے تمام مخلوق کی آوازیں سننے کی طاقت عطا فرمائی ہے، پس قیامت تک جو کوئی مجھ پر دُرودِ پاک پڑھتا ہے تو وہ مجھے اس کا اور اس کے باپ کا نام پیش کرتا ہے کہ فلاں بن فلاں نے آپ پر دُرودِ

پاک پڑھا ہے۔ (مسند بزار، مسند عیاری بن یاسر، ۴/۲۵۳، حدیث: ۱۳۲۵)

دُور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کان لعلِ کرامتِ پہ لاکھوں سلام

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

پیارے طلبائے کرام! زمانہ طلب علمی میں طلبہ کے ساتھ کئی سارے کام لگ جاتے ہیں لیکن ان میں سے سب کام کرنے والے ہوں ایسا نہیں بلکہ بعض کام طلب علم کے منافی بھی ہوتے ہیں، اب ہمیں کیسے پتا چلے کہ زمانہ طلب علمی میں کون سے کام ہمیں کرنے چاہئے اور کون سے کام نہیں کرنے چاہئے؟ اس کے متعلق آپ اپنے اساتذہ سے کچھ نہ کچھ ضرور سنتے رہتے ہوں گے لیکن آج میں آپ کے سامنے ان امور کو بیان کروں گا جن کا خیال رکھنا ایک دینی طالب علم کے لئے نہایت ضروری ہے چنانچہ:

(۱)۔۔۔ علم دین کو پورا وقت دینا: یعنی طلب علم میں ہی مشغول رہے، غیر ضروری کاموں میں نہ پڑے کہ علم

کو جب کوئی اپنا پورا وقت دیتا ہے تب علم اس کو اپنا کچھ دیتا ہے۔

(۲)۔۔۔ اچھے استاد کا انتخاب کرنا: جو خوفِ خدا و عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سرشار اور سنتِ

رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا خوگر ہو اور بااخلاق و نرم مزاج ہو۔

(۳)۔۔۔ اچھا ساتھی تلاش کرنا: جو علم و عمل میں معاون ہو نہ کہ علم و عمل کی راہ میں رکاوٹ بنے۔ بعض طلبہ

کو دیکھا گیا ہے کہ شروع شروع میں ان کے اندر علم و عمل کے متعلق کافی ذوق و شوق ہوتا ہے مگر جیسے جیسے وقت گزرتا ہے اور طلبہ سے دوستیاں بڑھتی ہیں تو وہ ذوق و شوق ختم ہو کر دم توڑ جاتا ہے اور بالآخر وہ طالبِ علم جامعہ چھوڑ کر علمِ دین کی برکتوں سے محروم ہو جاتا ہے، ایسے واقعات ایک نہیں بلکہ ان کی تعداد اچھی خاصی ہے لہذا اپنے ایسے دوست بنانا چاہئے جو علم و عمل میں معاون ہوں۔

(۴)۔۔۔ موانعِ علم سے بچنا: یعنی جو شے توجہ الی العلم کو ختم کر دے اس سے اپنے آپ کو بچانا مثلاً

:موبائل، شرارتیں، فضول دوستیاں وغیرہ۔ نیز اس معاملے میں ہم اپنے اسلاف کے طرزِ عمل کو دیکھیں چنانچہ:

حضرت سیّدنا ضحاک بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کا لقب "نبیل" ہے، اس لقب کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک دن امام ابنِ جریر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی درسگاہ میں احادیث کی سماعت اور کتابت کر رہے تھے کہ اتنے میں سڑک پر ایک ہاتھی گزرا۔ تمام طلبہ درس چھوڑ کر ہاتھی دیکھنے چلے گئے مگر یہ اپنی جگہ پر بیٹھے رہے امام ابنِ جریر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا کہ ضحاک تم ہاتھی دیکھنے کیوں نہیں گئے؟ آپ نے عرض کیا: "حضور! ہاتھی آپ کی صحبت سے بڑھ کر نہیں، ہاتھی تو پھر کبھی دیکھ لیں گے مگر حضور کا حلقہ درس پھر کہاں ملے گا!" یہ جواب سن کر امام ابنِ جریر نے فرمایا کہ اَنْتَ النَّبِیلُ یعنی تم

نبیل (بہت شاندار) ہو۔ (تہذیب التہذیب، ج ۴ ص ۷۹ دار الفکر بیروت)

(۵)۔۔۔ موانعِ اجتہاد و موانعِ دلچسپی سے بچنا: یعنی جو چیزیں اس کی محنت اور علم و عمل سے دلچسپی کو ختم کرنے

والی ہیں ان سے اجتناب کرنا جیسے سستی اور کاہلی وغیرہ۔

(۶)۔۔۔ موانعِ مددِ الہی سے بچنا: یعنی جو شے اللہ تعالیٰ کی مدد کو ختم کر دے ان چیزوں سے گریز کرنا مثلاً: گناہ

وغیرہ۔

(۷)۔۔۔ **سنجیدگی اختیار کرنا:** ایک کامیاب طالب علم کے لئے سنجیدگی ایک ضروری امر ہے چنانچہ: حضرت سیدنا یوسف بن حسین رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا: ”مَا فَعَلَ اللّٰهُ بِكَ لَعَنَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟“ انہوں نے ارشاد فرمایا: ”بخش دیا۔“ پوچھا گیا: ”کس سبب سے؟“ فرمایا: ”کیونکہ میں نے کبھی بھی سنجیدگی کو مذاق کے ساتھ نہیں ملایا (یعنی سنجیدہ بات کو مذاق میں نہیں ڈالا اور ہمیشہ سنجیدہ رہا)۔“

(احیاء علوم الدین، باب منامات المشائم، ج ۵، ص ۲۶۳)

موبائل فون کے نقصانات

پیارے طلبائے کرام! اگر آپ واقعی میں ایک اچھے اور جید عالم بننا چاہتے ہیں تو آپ صرف اور صرف کتابوں کو پکڑ لیں آپ کا اوڑھنا بچھونا کتاب، کتاب اور بس کتاب ہی ہو، اس کے علاوہ دیگر جتنی بھی چیزیں ہیں ان سب کو ترک کر دیں بالخصوص موبائل فون کو کہ یہ ایک طالب علم کی تعلیم میں بہت بڑی رکاوٹ ثابت ہو سکتا ہے جیسے کہ:

ایک امریکی تحقیق کے مطابق جو طالب علم پڑھائی کے دوران موبائل فون استعمال کرتے ہیں وہ کامیابی سے ملٹی ٹاسکنگ نہیں کر سکتے۔ مطلب یہ کہ پڑھائی کے دوران فون کے استعمال سے پڑھائی کا حرج ہوتا ہے۔

تحقیق میں یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ جب طالب علم موبائل فونز کا استعمال نہیں کرتے تھے تو وہ معلومات کو بہتر طریقے سے یاد کر سکتے تھے۔

برطانیہ میں بھی اس بات پر بحث ہوتی رہی ہے کہ آیا اسکولوں میں موبائل فونز کے استعمال کی اجازت دی جائے یا نہیں۔

گزشتہ ماہ لندن اسکول آف اکنامکس نے ایک تحقیق شائع کی تھی جس میں انگلینڈ کے چار شہروں کے اسکولوں کا جائزہ لینے کے بعد یہ دیکھا گیا تھا کہ جن اسکولوں نے موبائل فونوں پر پابندی لگائی ان کے نتائج چھ فیصد بہتر ہو گئے تھے۔

اللہ پاک ہمیں زمانہ طلب علمی میں ہر اس چیز سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے جو ہمارے علم و عمل کے اعتبار سے مضر ہے اور ہر اس عمل کا پیکر بنائے جو ہمارے علم و عمل کے اعتبار سے مفید ہے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

بیان نمبر 5: مقتدا اور مقتدی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللّٰطِیْفِ وَالصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الشَّفِیْقِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِیْبَ اللّٰهِ
اَلصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

درو شریف کی فضیلت

حضرت سیدنا عبد اللہ بن سلام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنے بھائی حضرت سیدنا عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ملاقات کے لیے گئے، وہ بہت خوش دکھائی دے رہے تھے، (خوشی کی وجہ پوچھی گئی تو) بتایا کہ آج رات میں خواب میں پیارے مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دیدار سے مشرف ہوا، آپ نے مجھے ایک ڈول (یعنی برتن) عطا فرمایا، جس میں پانی تھا، میں نے پیٹ بھر کر پیا، جس کی ٹھنڈک ابھی تک محسوس کر رہا ہوں۔ حضرت سیدنا عبد اللہ بن سلام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے پوچھا: آپ کو یہ مقام کیسے حاصل ہوا؟ فرمایا: حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر کثرت سے دُرود پاک پڑھنے کی وجہ سے۔ (سعادة الدارين، الباب الرابع فیما ورد من لطائف البرائی الخ، اللطيفة الخامسة والثمانون، ص ۱۳۹)

دیدار کی بھیک کب بٹے گی؟
منگتا ہے اُمید وار آقا!

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے طلبائے کرام! جوں جوں دورِ نبوی سے دوری ہوتی جا رہی ہے توں توں دین کا علم حاصل کرنے والے طلبہ میں کئی قسم کی سستیاں پائی جانے لگی ہیں نیز ایک طالب علم دین کے اندر جو جو اوصاف و کمالات ہونے چاہئے اب مفقود نظر آتے ہیں۔ آج کل کے طالب علم کو دیکھ کر کبھی کبھی یہ خیال آتا ہے کہ جب ابھی یہ حال ہے تو آگے چل کر کیا حال ہو گا؟ میرے ایک دوست نے مجھ سے کہا تھا: کہ ہم نے اپنے اساتذہ کو اتنا پریشان نہیں کیا جتنا ہمیں ہمارے طلبہ

پریشان کرتے ہیں اور مجھے لگتا ہے کہ جب یہ لوگ استاد بنیں گے تو ان کے طلبہ ان کے سر پر پیشاب کریں گے اور یہ کچھ نہیں کر پائیں گے۔ یقیناً جیسے کو تیسرا بدلہ ضرور ملتا ہے کہ سچ ہے کہ برے کام کا انجام برا ہے۔

آج طلبہ کے اندر سنتوں کی جگہ فیشن، کتابوں کی جگہ موبائل، ادب و احترام کی جگہ عزت نفس کا خیال، عمل کی جگہ بے عملی نے لے لی ہے اسی وجہ سے آج وہ علما نہیں بن پارہے ہیں جو پہلے بنا کرتے تھے۔

اور اس کا سبب مقتدی میں اقتداء کی شرطوں کا نہ پایا جانا ہے کہ جس طرح ایک مقتدی کے لئے اقتداء کی تیرہ شرطیں ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی ایک شرط بھی مفقود ہو (یعنی نہ پائی گئی) تو اقتداء درست نہیں ہوتی اسی طرح ہم مقتدی اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم، ہمارے اولیائے کرام، ہمارا دین اسلام ہمارے مقتدا، کہ ہم ان سب کی پیروی کرتے ہیں لہذا اس اقتداء میں بھی تیرہ شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے تب ہی ان حضرات کا فیض ملے گا ورنہ نہیں ملے گا، اور اقتداء کی تیرہ شرطیں یہ ہیں:

(۱)۔۔۔ نیت اقتدا۔

(۲)۔۔۔ نیت اقتدا کا تحریمہ کے ساتھ ہونا یا تحریمہ پر مقدم ہونا۔

(۳)۔۔۔ امام و مقتدی دونوں کا ایک مکان میں ہونا۔

(۴)۔۔۔ دونوں کی نماز ایک ہو یا امام کی نماز، نماز مقتدی کو مُتَضَع ہو۔

(۵)۔۔۔ امام کی نماز کا مذہب مقتدی پر صحیح ہونا۔

(۶)۔۔۔ امام و مقتدی دونوں کا اسے صحیح سمجھنا۔

(۷)۔۔۔ شرائط کی موجودگی میں عورت کا محاذی (یعنی برابر) نہ ہونا۔

(۸)۔۔۔ مقتدی کا امام سے مقدم (یعنی آگے) نہ ہونا۔

(۹)۔۔۔ امام کے انتقالات کا علم ہونا۔

(۱۰)۔۔۔ امام کا مقیم یا مسافر ہونا معلوم ہونا۔

(۱۱)۔۔۔ ارکان کی ادا میں شریک ہونا۔

(۱۲)۔۔۔ ارکان کی ادا میں مقتدی کا امام کے مثل ہونا یا کم ہونا۔

(۱۳)۔۔۔ یوں ہی شرائط میں مقتدی کا امام سے زائد نہ ہونا۔

(بہار شریعت، ج ۱، ص ۵۶۲ تا ۵۶۷، ماخوذ)

آج کے بیان میں ہم ان شاء اللہ عزوجل اقتداء کی تیرہ شرطوں میں سے چند کی وضاحت باعتبار علم سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔ لہذا اقتداء کی پہلی شرط یہ ہے کہ:

(۱)۔۔۔ **نیتِ اقتداء:** کہ مقتدی یہ نیت کرے کہ میں اس امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں اور طلب علم میں اس سے مراد یہ ہے کہ جب کوئی علم دین حاصل کرنے لگے تو یہ نیت کرے کہ جیسے ہمارے اسلاف نے علم دین حاصل کیا ہے ویسے میں بھی ان شاء اللہ علم دین حاصل کروں گا اور اس راہ میں پیش آنے والی مشقتوں پر خوش دلی کے ساتھ صبر کروں گا۔

پیارے طلبائے کرام! راہ علم کا سفر آسان نہیں مگر شوق کی سواری پاس ہو تو دُشواریاں منزل تک پہنچنے میں زکاوت نہیں بنتیں۔ ہمارے بزرگان دین رَحِمَهُمُ اللہُ الْبَرُّ بڑے ذوق و شوق اور لگن کے ساتھ علم دین حاصل کیا کرتے تھے، بطورِ ترغیب دو حکایات ملاحظہ کیجئے:

ایک حدیث کے لئے طویل سفر

حضرت سیدنا ابویوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینۃ المنورہ زادھا اللہ ثناء و تعظیماً سے مصر کا سفر محض اس لیے اختیار کیا کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث سنیں چنانچہ یہ وہاں پہنچے اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استقبال کیا تو فرمانے لگے: میں ایک حدیث کے لیے آیا ہوں، جس کے سننے میں اب تمہارے سوا کوئی باقی نہیں۔ حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث سنائی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جس کسی نے مومن کی ایک برائی چھپائی، قیامت کے دن اللہ عزوجل اس کی پردہ پوشی کرے گا۔" حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حدیث سنتے ہی اپنے اُونٹ کی طرف بڑھے اور ایک لمحہ ٹھہرے بغیر مدینہ واپس

چلے گئے۔ (المسند لایمام احمد، باب حدیث عقبہ بن عامر، الحدیث ۳۹۶، ج ۶، ص ۱۳۷ دار الفکر بیروت)

سوکھے کچے کھانے پڑے

حافظ الحدیث "حجاج بغدادی" علیہ رحمۃ اللہ الہادی جب حضرت شبابہ محدث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے یہاں علم حدیث پڑھنے کے لئے جانے لگے تو ان کی کُل پونجی اتنی ہی تھی کہ اُن کی غریب ماں نے ایک سو "کچے" پکادئے تھے جن کو وہ ایک مٹی کے گھڑے میں بھر کر اپنے ساتھ لے گئے روٹیاں تو ماں نے پکادی تھیں ہونہار طالب علم نے سالن کا خود انتظام کر لیا اور سالن بھی اتنا کثیر و لطیف کہ سینکڑوں برس گزر جانے کے باوجود کم نہیں ہوا اور ہمیشہ تازہ ہی رہا اور وہ کیا!! دریائے دجلہ کا پانی، روزانہ یہ ایک کچے دریا کے پانی میں تر کر کے کھا لیتے اور شبانہ روز انتہائی محنت کے ساتھ سبق پڑھتے یہاں تک کہ جب کچے ختم ہو گئے تو مجبوراً استاد کی درس گاہ کو خیر باد کہنا پڑا۔" (تاریخ بغداد، ج ۸ ص ۲۳۵ دار الکتب العلمیہ بیروت)

اقتداء کی دوسری شرط ہے:

(۲)۔۔۔ **نیتِ اقتدا کا تحریمہ کے ساتھ ہونا یا تحریمہ پر مقدم ہونا:** تحریمہ سے مراد علم دین کا حصول شروع کر دینا ہے لہذا جو ہی طلب علم کا آغاز کرے توں ہی مذکورہ نیت کرے۔

اور اقتداء کی تیسری شرط ہے:

(۳)۔۔۔ **امام و مقتدی دونوں کا ایک مکان میں ہونا:** ایک کامیاب طالب علم کے اقتداء کی تیسری شرط نہایت ضروری ہے تبھی اس کو اس کے مقتدا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایتوں سے حصہ ملے گا کہ اگر امام و مقتدی کا مکان ایک نہ ہو بلکہ جدا ہو تو مقتدی کی نماز نہیں ہوتی اسی طرح طالب علم جو کہ مقتدی ہے اس کا رہن سہن، عادت و اطوار، مزاج و افکار اس کے مقتدا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے الگ ہوں تو اس کو بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے فیض نہیں مل سکتا۔

پیارے طلبائے کرام! ایسے طلبہ کو دیکھ کر دل کڑھتا ہے جو سیکھ تو علم دین رہے ہیں مگر اپنے مقتدا کی سنتوں کو چھوڑ کر فیشن میں مبتلا ہوتے ہیں، نئے فلمی اداکاروں کے انداز اپنا رہے ہوتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اچھا کر رہے ہیں اور ان کی سوچ یہ ہوتی ہے کہ اب زمانہ ماڈرن ہو چکا ہے، طلبہ و علما کو بھی ماڈرن بننا چاہئے تاکہ کسی طرح دیگر دنیا

دار لوگوں سے پیچھے نہ رہ سکیں، اور ایسے طلبہ و علما اپنے زعم فاسد میں اسلامی لباس و حلیہ کو بدل رہے ہوتے ہیں اور وہ یوں فاسق معطن کے زمرے میں آرہے ہوتے ہیں

اور ان کو یہ چیزیں کرتے ہوئے یہ خیال نہیں آتا کہ ان چیزوں سے ہم آگے نہیں بلکہ پیچھے ہو رہے ہیں، آپ ہی بتائیے کہ امامت میں فاسق معطن کی تقدیم مکروہ تحریمی اور تاخیر واجب ہے کہ نہیں؟ اور یہ شریعت کا حکم ہے، اب آپ ہی سوچئے جس کو اس کے دین نے پیچھے کر دیا اس کو آگے کرنے کی کس میں ہمت ہے؟ جو بھی اس کو آگے کرے گا وہ بھی گنہگار ہو گا۔ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، اللہ الکریم ہمیں عقل سلیم عطا فرمائے۔

پیارے طلبائے کرام! میرے اور آپ کے سامنے تو ایسے لوگ باتیں بنا کر، الفاظ کے پیچ و خم دکھا کر، خستہ عقلی دلائل دے کر تو نکل سکتے ہیں لیکن کیا قبر و آخرت میں اللہ و رسول عزوجل و صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ناراضی و گرفت سے نکل پائیں گے؟ ہرگز نہیں۔ اور جو لوگ بدلنے اور ماڈرن زمانے کو دیکھ کر خود ماڈرن ہونے کی بات کرتے ہیں وہ کان کھول کر سن لیں:

ہے قول محمد قول خدا فرمان نہ بدلا جائے گا
بدلے گا زمانہ لاکھ مگر قرآن نہ بدلا جائے گا
اکبر بادشاہ نے بھی دین کو بدلنا چاہا تھا لیکن کیا ہوا؟ اللہ تعالیٰ نے اس کے مقابلے کے لئے امام ربانی، حضرت
مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو بھیجا جنہوں نے اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور آج نہ اکبر ہے اور نہ ہی اس کا دین ”دین الہی“۔
مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا
تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا
عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اُسے منظور بڑھانا تیرا

ہمیں تو یہ دیکھنا چاہئے کہ ہم سے پہلے بڑے بڑے علماء، صلحاء، عقلاء، زعماء گزرے جنہوں نے دین کی تجدید کی لیکن ایسی تجدید تو کسی نے نہ کی کہ داڑھیاں منڈادی ہوں، اسلامی لباس ترک کر دیا ہو، سنت نبوی کو چھوڑ کر یہود و نصاریٰ کے طریقوں پر چلنے لگے ہوں ایسی جدت اور ایسی تجدید تو کسی نے نہ کی جو کہ دین کی دو کتاب پڑھنے والے کر رہے ہیں۔ کیا یہ لوگ بزرگانِ دین سے علم و عمل میں بڑھ گئے؟ ہرگز نہیں!! بلکہ علم و عمل کو انہوں نے جانا ہی نہیں، اور یہ لوگ ایسا اس لئے کر رہے ہیں کہ ان کی ان کے مقتدا سے دوری ہو گئی ہے جس کی بنا پر ان کی اقتداء فاسد ہو چکی ہے، لہذا جب کنکشن ہی کٹ گیا، مین سپلائی سے تار ہی کٹ گیا تو بجلی کہاں سے آئے گی؟ فیض کہاں سے ملے گا؟ اور جب بجلی و فیض نہ ملا تو ان کے پاس شیطان کا اثر آنے لگا جس کی بنا پر یہ لوگ ایسی بات کرنے لگے۔ اللہ پاک ایسے لوگوں کو ہدایت عطا فرمائے۔

پیارے طلبائے کرام! علمِ دین کے فیوض و برکات حاصل کرنے کے لئے ہمیں اپنے مقتدا کے مکان پر ہی رہنا ہوگا، ان کے طور طریقے کو ہی اپنانا ہوگا اور اگر ہم نے اپنے مقتدا کے مکان سے دوری اختیار کی تو ہماری اقتداء میں فساد واقع ہوگا اور مکان کے ایک ہونے سے مراد اپنے مقتدا و پیشوا کی پیروی کرنا ہے۔

(۴)۔۔۔ دونوں کی نماز ایک ہو یا امام کی نماز، نمازِ مقتدی کو مُتَقَتِّدین ہو: اس سے مراد یہ ہے کہ طلبِ علمِ دین

کا مقصد وہی ہو جو مقتدا کا ہے یعنی رضائے الہی، تبلیغِ دین اور دونوں جہان میں سرخروئی حاصل کرنا۔

(۵)۔۔۔ امام کی نماز کا مذہبِ مقتدی پر صحیح ہونا: یعنی طالبِ علم یہ پختہ یقین رکھے کہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ

والہ وسلم کے فرامین حق ہیں، سچ ہیں اگرچہ اس کی حکمتیں سمجھ میں نہ آئیں، کہ حکم سب کو دیا جاتا ہے مگر حکمتیں سب کو نہیں بتائی جاتیں، پس اگر اسلام کا کوئی قانون، کوئی اصول یا حکم اس کی عقل کے ترازو میں نہ آ سکے تو اس قانون یا اصول یا حکم کو غلط نہ ٹھہرائے بلکہ اپنی عقل کا قصور جانے کہ اس کی حکمت تک میری رسائی نہیں اور اگر کسی طالبِ علم کا اسلام کے اصولوں کے خلاف عقیدہ ہو تو مقتدا کے فیض سے محروم ہو کر، ناکام و نامراد اور دونوں جہان میں برباد ہوگا۔

(۶)۔۔۔ امام و مقتدی دونوں کا اسے صحیح سمجھنا: اس سے مراد بھی مذکورہ وضاحت ہے۔

(۷)۔۔۔ شرائط کی موجودگی میں عورت کا محاذی (یعنی برابر) نہ ہونا: حدیث پاک میں دنیا کو بوڑھی عورت

سے تشبیہ دی گئی ہے اور یہاں بتایا گیا کہ اقتداء تبھی درست ہوگی جب مقتدی کے برابر عورت نہ ہو۔ اور یہاں عورت سے مراد دنیا ہے لہذا طالب علم کے برابر یعنی طلب علم کے دوران دنیا نہ ہو یعنی دنیا کو کمانے کی فکر نہ ہو، ٹیوشن پڑھانا، محفلیں کرتے پھرنا اور چند سکوں کے لئے چھٹیاں کرتے رہنا نہ ہو، ورنہ علم دین کے فیضان سے فیضیاب نہ ہو سکے گا۔

اور یہ بات مشاہدے سے ثابت ہے کہ جو طالب علم دوران طلب علم دولت کماتا ہے چاہے وہ امامت کر کے یا خطابت کر کے یا اذان دے کر یا ٹیوشن پڑھا کر وہ مستقبل میں اچھا عالم دین نہیں بن پاتا اور زندگی بھر ٹیوشن ہی پڑھاتا رہتا ہے اور جو طالب علم دوران طلب علم ان معاملات میں نہیں پڑتا بلکہ اپنا سارا وقت طلب علم میں صرف کرتا اور مالی اعتبار سے کمی پر صبر کرتا ہے تو وہ فارغ التحصیل ہو کر پہلے والے سے زیادہ کماتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ عزت و مرتبہ بھی پاتا ہے۔

سابق شیخ الحدیث الجامعۃ الاثر فیہ مبارک پور حضرت علامہ و مولانا عبد الشکور مدظلہ العالی کا فرمان عالیشان ہے: دین و سنیت کی خدمت کیجئے کبھی محتاج نہیں رہیں گے اور عزت اضافی نعمت کے طور پر ملے گی۔

(۸)۔۔۔ مقتدی کا امام سے مقدم (یعنی آگے) نہ ہونا: یعنی اپنی سوچ، اپنی فکر کو اپنے مقتدا پر ترجیح نہ دے بلکہ

ان کو اپنے مقتدا کے تابع کرنے کی کوشش کرے۔

اس ضمن میں مشکوٰۃ شریف کی حدیث لائق عمل ہے چنانچہ:

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ہم کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث سنائی فرمایا: سورج اور چاند قیامت کے دن گہنے ہوئے دو پتھر کے ٹکڑے ہوں گے۔ (یعنی چاند و سورج دوزخ میں بے نور کر کے داخل کئے جائیں گے)

اس پر حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ ان دونوں کا گناہ کیا ہے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث سنارہا ہوں۔ تو خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے۔

(مرآۃ المناجیح، ج ۷، ص ۵۲۵)

اس حدیث پاک کی شرح میں مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں: یہ ہے کمال ایمان کہ حضور انور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام سن کر عقلی سوال کوئی نہ فرمایا۔

لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ وہاں چاند سورج عذاب پانے کے لیے نہیں جائیں گے بلکہ اپنے پجاریوں کو عذاب دینے جائیں گے، ان کی گرمی آگ کی گرمی سے مل کر عذاب کو دوبالا کر دے گی، دیکھو دوزخ میں عذاب دینے کے لیے فرشتے بھی تو ہوں گے مگر وہ عذاب پانے کے لیے وہاں نہیں گئے بلکہ عذاب دینے کے لیے ہوں گے، نیز یہ دونوں نور ہیں اور نور کو نار تکلیف نہیں دیتی، دیکھو مؤمنین وہاں سے گنہگاروں کو نکالنے کے لیے دوزخ میں جائیں گے مگر بالکل تکلیف نہ پائیں گے۔ (مرآۃ المناجیح، ج ۷، ص ۵۲۵)

(۹)۔۔۔ امام کے انتقالات کا علم ہونا: یعنی طالب علم کو ہر معاملے میں معلوم ہو کہ میرا مقتدا مجھ سے اس بارے میں کیا تقاضا کرتا ہے، کس کام میں مقتدا کی رضا ہے اور کس کام میں ناراضی ہے؟ اس کا علم مقتدی کو ہونا ضروری ہے۔

(۱۰)۔۔۔ امام کا مقیم یا مسافر ہونا معلوم ہونا: یعنی مقتدی کو معلوم ہو کہ میرا امام کس حالت میں ہے؟ یوں ہی ایک طالب علم اور علما کو معلوم ہونا چاہئے کہ میرا دین، میرا اسلام اب کس حالت میں ہے؟ میرے دین کو اس وقت کس چیز کی ضرورت ہے اور میں کس طرح اور کس انداز سے مدد کر سکتا ہوں؟

پیارے طلبائے کرام! آج ہمارے دین کو تبلیغ کی ضرورت ہے، مسلمانوں کو نیکی کی دعوت دینے کی ضرورت ہے کیونکہ اسلام اور اہل اسلام پر آج ایسا وقت آیا ہوا ہے جو اب تک کبھی نہیں آیا تھا، ہر طرف فتنے ہی فتنے، اندھیرا ہی اندھیرا، گمراہیاں ہی گمراہیاں۔ لوگ چائے کی پیالی کے بدلے اپنا دین بیچ رہے ہیں، ایمان کی فکر نظر نہیں آتی، معصیتوں کا ایسا طوفان آیا ہوا ہے جو سب کو اپنے ساتھ بہا کر لے جانے پر آمادہ ہے۔ کیا عوام، کیا خواص، بس اللہ پاک ہمارے حالِ زار پر رحمت کی نظر فرمائے۔

حُبِّ	دُنیا	میں	دل	پھنس	گیا	ہے
نَفْسِ	بدکار	حاوی	ہوا	ہے		

ہائے	شیطان	بھی	پیچھے	پڑا	ہے
یا خدا	تجھ	سے	میری	دُعا	ہے
یا خدا	یا خدا	ماہ	رمضان	کے	صدقے
سچی	توبہ	کی	توفیق	دیدے	
نیک	بن	جاؤں	جی	چاہتا	ہے
یا خدا	تجھ	سے	میری	دُعا	ہے
یا الہی	کر	ایسی	عنایت		
دیدے	ایمان	پر	استقامت		
تجھ	سے	عطار	کی	التجا	ہے
یا خدا	تجھ	سے	میری	دُعا	ہے

(۱۱)۔۔۔ ارکان کی ادا میں شریک ہونا: اگر مقتدی نے امام کے ساتھ شریک ہونے کے بجائے مخالفت کی تو

اس کی نماز نہیں ہوتی یوں ہی جس مسلمان نے اپنے دین، اسلام، اللہ و رسول کی مخالفت کی وہ کہیں کا نہیں رہے گا۔

(۱۲)۔۔۔ ارکان کی ادا میں مقتدی کا امام کے مثل ہونا یا کم ہونا: یعنی مقتدی اپنے امام کے برابر ہو یا امام سے کم

ہو، اگر اپنے امام سے زیادہ ہو گا تو اقتداء درست نہیں ہوگی یوں ہی اسلام نے ہمارے لئے جو درجہ رکھا ہے ہم اس سے آگے نہ بڑھیں ورنہ تو ہلاکت مقدر بنے گی جیسا کہ بعض لوگوں نے کہا کہ ”امتی اعمال کرتا کرتا نبی بلکہ نبی سے بھی بڑھ جاتا ہے“ معاذ اللہ رب العالمین۔

(۱۳)۔۔۔ یوں ہی شرائط میں مقتدی کا امام سے زائد نہ ہونا: اس کی بھی وہی تفصیل ہے جو مذکور ہوئی۔

پیارے طلبائے کرام! آپ نے دیکھا کہ مقتدی کو اپنی نماز درست کرنے کے لئے اقتداء کی تیرہ شرطوں کو ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے ورنہ اس کی نماز نہیں ہوگی، اسی طرح فیضانِ اسلام، فیضانِ انبیاء علیہم السلام، فیضانِ اولیاء رحمہم اللہ اور فیضانِ علم سے بہرہ ور ہونے کے لئے ایک طالبِ علم کو بھی ان تیرہ شرطوں کو ملحوظ خاطر رکھنے کی اشد ضرورت

ہے، اللہ الکریم ہمیں عقل سلیم کے ساتھ ساتھ اسلام کے فیوض و برکات سے ہم کنار فرمائے۔
آمین بجاہ النبی امین صلی اللہ علیہ والہ وسلم

مَا فَعَلَ اللَّهُ بِكَ

غفلت اڑا کر فکرِ آخرت پیدا کرنے والے واقعات کا مجموعہ بنام ”ما فعل اللہ بک“ یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے منفرد ہے کیونکہ اس کتاب میں ان واقعات کو جمع کیا گیا ہے جن میں خواب دیکھنے والا مرنے والے سے مَا فَعَلَ اللَّهُ بِكَ (یعنی اللہ پاک نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟) کے ذریعہ سوال کر کے مرنے کے بعد پیش آنے والے معاملات دریافت کرتا ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

- ☆... اولیاء اپنے پیروکاروں کی شفاعت کریں گے
- ☆... دنیا میں سب سے زیادہ رونے والے حضرات
- ☆... ایک رقت انگیز رخصتی
- ☆... چالیس سال تک گناہ نہیں کیا
- ☆... شہوت پرستی کے مختلف انداز
- ☆... لوگوں کے چار اقسام
- ☆... دنیا کی چھ چیزیں اور ان کی حقیقت
- ☆... سفید بالوں کی فضیلت
- ☆... ناپ تول میں کمی کا وبال
- ☆... حوریں پانے کا عمل
- ☆... قربِ الہی پانے کا طریقہ
- ☆... رسول اللہ ﷺ پھلوں کو چوما کرتے تھے

مصنف: مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دار السنہ دہلی

بیان نمبر 6: دین کی آڑ میں دنیا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللّٰطِیْفِ وَالصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الشَّافِعِیِّ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰی اِلٰكِ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِیْبَ اللّٰهِ
اَلصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ وَعَلٰی اِلٰكِ وَاَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

درود شریف کی فضیلت

حضرت سیدنا شیخ حسین بن احمد کوازی بسطامی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: مجھے ابو صالح مؤذن کو خواب میں دیکھنے کی خواہش تھی۔ چنانچہ میں نے بارگاہ الہی میں انہیں خواب میں دیکھنے کی دعا کی تو مقبول ہوئی، میں نے انہیں خواب میں اچھی حالت میں دیکھا، تو کہا: اے ابو صالح! مجھے اپنے یہاں کے حالات کی کچھ خبر دیجئے۔ انہوں نے فرمایا: اے ابوالحسن! اگر میں نے رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات گرامی پر دُرُودِ پاک کی کثرت نہ کی ہوتی

تو میں ہلاک ہو گیا تھا۔ (سعادة الدارين، الباب الرابع فیما ورد من لطائف البرائی الخ، اللطيفة الثلاثون، ص ۱۳۶)

چارہ بے چار گاہ پر ہوں دُرودیں صد ہزار
بے کسوں کے حامی و غمخوار پر لاکھوں سلام

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے طلبائے کرام! علم دین سیکھنے والے سعادت مندوں پر اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا کیسا کرم ہوتا ہے، اس کا اندازہ ان روایات سے لگائیے:

علم دین حاصل کرنے کی فضیلت

(۱)۔۔۔ حضرت قبیصہ بن مخارق رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ میں سرکارِ مدینہ سلطانِ باقرینہ صَلَّی

اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے فرمایا: "اے

قبیصہ! کیسے آئے؟ میں نے عرض کیا، میری عمر زیادہ ہو گئی اور ہڈیاں نرم پڑ گئیں ہیں لہذا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں تاکہ آپ مجھے کوئی ایسی چیز سکھائیں جو میرے لئے مفید ہو، تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اے قبیصہ! (علم کی جستجو میں) تم جس پتھر یا درخت کے قریب سے بھی گزرے اس نے تمہارے لئے استغفار کیا۔"

(مسند امام احمد، مسند البصرین / حدیث قبیصہ بن مخارق، الحدیث ۲۰۶۲۵، ج ۷ ص ۳۵۲)

(۲)۔۔۔ حضرت حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِی سے مرسل روایت ہے کہ نبی اکرم، رسول مکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "جسے اس حالت میں موت آئے کہ وہ اسلام کی سر بلندی کے لئے علم سیکھ رہا ہو تو جنت میں اس کے اور انبیاء کے درمیان ایک درجہ ہو گا (یعنی وہ ان کا قرب پائے گا)۔"

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب العلم، الحدیث ۵۲، ج ۱، ص ۱۱۵)

(۳)۔۔۔ حضرت صفوان بن عسال المرادی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مسجد میں اپنے (دھاری دار) سرخ کمر سے ٹیک لگائے تشریف فرما تھے، میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں علم حاصل کرنے آیا ہوں تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا "طالب علم کو خوش آمدید، بیشک طالب علم کو ملائکہ اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں پھر ان میں بعض ملائکہ دیگر بعض ملائکہ پر سواری کرتے ہوئے طلب علم کی وجہ سے طالب علم کی محبت میں آسمان دنیا تک پہنچ جاتے ہیں۔" (طبرانی کبیر، الحدیث ۷۲۳، ج ۸ ص ۵۴)

(۴)۔۔۔ حضرت سیدنا واثلہ بن اسقع رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ سرور کونین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "جو علم حاصل کرے اور اسے پا بھی لے تو اس کے لئے دو ہر اثواب ہے اور جو نہ پاسکے اس کے لئے ایک ثواب ہے۔" (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب العلم، الحدیث ۵۶، ج ۱، ص ۱۱۶)

(۵)۔۔۔ حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ سُورِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنی مسجد میں دو مجلسوں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: "یہ دونوں بھلائی پر ہیں مگر ایک مجلس دوسری سے بہتر ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے ہیں، اس کی طرف راغب ہیں، اگر چاہے انہیں دے چاہے نہ دے۔ اور وہ لوگ خود بھی علم سیکھ رہے ہیں اور نہ جاننے والوں کو سکھا بھی رہے ہیں، یہی افضل ہیں، میں معلم

ہی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔" پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم انہیں میں تشریف فرما ہوئے۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب العلم، الحدیث ۶۰، ج ۱، ص ۱۱۷)

(۶)۔۔۔ رسول کریم رُوف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ جس شخص کے

ساتھ بھلائی چاہتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے اور خدا دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

(بخاری، کتاب العلم، الحدیث ۷۱، ج ۱، ص ۳۲)

علم برائے حصولِ دنیا کے نقصانات

پیارے طلبائے کرام! علم دین حاصل کرنا یقیناً بہت بڑی سعادت ہے لیکن یہ علم اسی وقت نفع بخش ثابت ہوگا جب طالب علم اسے رضائے الہی عَزَّوَجَلَّ کے لئے حاصل کرے۔ اس کے برعکس اگر وہ دنیا کی دولت کمانے، عزت و شہرت حاصل کرنے، جاہلوں پر رعب جمانے یا علماء سے جھگڑنے کے لئے علم حاصل کرے گا تو طویل اور تھکا دینے والی مشقت میں مبتلا ہو کر خالی دامن رہ جائے گا۔ جیسا کہ:

(۱)۔۔۔ نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "جو شخص رضائے الہی کو حاصل کرنے والا

علم، دنیا کا ساز و سامان حاصل کرنے کی نیت سے سیکھتا ہے، تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پاسکتا۔"

(ابوداؤد، کتاب العلم، الحدیث ۶۶۳، ج ۳، ص ۵۱)

(۲)۔۔۔ ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا: "جس نے علم کو اس لئے سیکھا کہ اس کے ذریعے علماء سے

فخر و مباہات کرے گا یا جاہلوں سے جھگڑا کرے گا یا لوگوں کی توجہ حاصل کرے گا تو اسے چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں

بنالے۔" (کنز العمال، کتاب العلم، الحدیث ۲۹۰۵۳، ج ۱۰، ص ۸۷)

(۳)۔۔۔ مسلم شریف کی طویل حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے ایک شہید، ایک عالم اور

ایک مالدار کے بارے میں فیصلہ ہوگا اور عالم کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ (پھر) وہ شخص (حاضر کیا جائے گا کہ) جس

نے علم سیکھا اور سکھایا اور قرآن پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اسے (بھی) اپنی نعمتوں کی پہچان کروائے گا وہ ان کا اقرار

کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ "تو نے ان کے شکریے میں کیا عمل کیا؟" وہ عرض کرے گا کہ "میں نے علم سیکھا اور

سکھایا اور تیری رضا کی خاطر قرآن پڑھا۔" اللہ تعالیٰ فرمائے گا "تو نے جھوٹ کہا" تو نے علم اس لئے حاصل کیا تاکہ تجھے

عالم کہا جائے اور قرآن اس لئے پڑھاتا کہ تجھے قاری کہا جائے سو وہ کہہ لیا گیا۔ "پھر اس کے بارے میں (دوزخ میں ڈالے جانے کا) حکم دیا جائے گا! پس اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا یہاں تک کہ جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔"

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، الحدیث ۱۹۰۵، ص ۱۰۵۵)

دین کو دنیا کے لئے حاصل کرنے کی جو نحوست اور عذابات ہیں وہ صرف اسی امت کے لئے نہیں ہیں بلکہ پچھلی امتوں کے لئے بھی تھے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا ایک واقعہ ملتا ہے چنانچہ:

دین کے ذریعے دنیا

حضرت سیدنا عثمان بن عبد اللہ علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: "ایک شخص حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں رہ کر علم دین سیکھا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اس نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنے علاقے میں واپس جانے کی اجازت چاہی اور کہا: "میں جلد ہی دوبارہ حاضر ہو جاؤں گا۔" آپ علیہ السلام نے اسے اجازت عطا فرمادی۔

وہ چلا گیا اور اپنے علاقے میں لوگوں سے کہتا پھرتا: "حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے یہ فرمایا، آپ علیہ السلام نے مجھے یہ بات بتائی۔" اس طرح کی باتیں کر کے وہ لوگوں سے مال جمع کرتا۔ لوگ حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقرب سمجھ کر اس کی تعظیم کرتے اور اسے مال و دولت دیتے۔ وہ بڑا خوش ہوتا اور جگہ جگہ جا کر کہتا: "میں نے حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔" الغرض! اس طرح اس نے بہت سامال جمع کر لیا۔ کافی دن گزر جانے کے باوجود جب وہ حاضر خدمت نہ ہوا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لوگوں سے اس کے متعلق پوچھا لیکن کسی کو اس کی خبر نہ تھی کہ اب وہ کہاں ہے؟ ایک دن آپ علیہ السلام ایک جگہ تشریف فرما تھے کہ ایک دیہاتی گزرا جس نے رستی سے بندھا ہوا خرگوش اپنی گردن میں لٹکا رکھا تھا۔ آپ علیہ السلام نے اس سے پوچھا: "اے اللہ عزَّوَجَلَّ کے بندے! تو کہاں سے آ رہا ہے؟" عرض کی: "فلاں گاؤں سے۔" فرمایا: "کیا تو فلاں شخص کو جانتا ہے جس نے مجھ سے علم دین سیکھا؟"

دیہاتی نے اپنی گردن میں لٹکے ہوئے خرگوش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: "یہی وہ شخص ہے جس کے متعلق آپ علیہ السلام پوچھ رہے ہیں۔ اللہ ربُّ العزت نے اسے خرگوش بنا دیا ہے۔" یہ سن کر آپ علیہ السلام نے

بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں عرض کی: "اے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! اسے اس کی اصلی حالت پر لوٹا دے تاکہ میں اس سے پوچھوں کہ کس جرم کی وجہ سے اسے جانور بنا دیا گیا؟" بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ سے وحی نازل ہوئی: "اے موسیٰ علیہ السلام! جو سوال تم نے کیا ہے، اگر یہی سوال مقربِ رسولوں میں سے کوئی اور بھی کرے تب بھی میں اسے اس کی اصلی حالت پر نہیں لوٹاؤں گا۔ اسے میں نے جانور اس لئے بنایا ہے کہ "یہ دین کے ذریعے دنیا کی حقیر دولت طلب کیا کرتا تھا۔ (نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ) (عیون الکیات، ج ۲، ص ۲۲۲)

عالم کے دنیا دار ہونے کا وبال

حضرت سیدنا ابراہیم بن اسحاق نیشاپوری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: "میں نے حضرت سیدنا مُسَيَّب بن وَاضِح علیہ رحمۃ اللہ الخالق کو یہ فرماتے سنا: "میں حضرت سیدنا عبد الرحمن بن مُبَارَک صُورِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے ساتھ "ملکِ روم" کی طرف جا رہا تھا، راستے میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "اے مُسَيَّب! عام لوگ فساد میں مبتلا نہیں ہوتے مگر خواص کی وجہ سے۔" میں نے کہا: "حضور! اللہ عَزَّوَجَلَّ! آپ پر رحم فرمائے، اس قول کی وضاحت فرمادیں کہ ایسا کیوں ہوتا ہے؟" فرمایا: "اس کی وجہ یہ ہے کہ اُمتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پانچ طبقوں پر مشتمل ہے۔ پہلا طبقہ علمائے کرام کا، دوسرا عابدوں اور زاہدوں کا، تیسرا اغازیوں کا، چوتھا تاجروں کا جبکہ پانچویں طبقے میں حاکم و قاضی شامل ہیں۔

علمائے کرام تو انبیائے کرام علیہم السلام کے وارث ہیں۔ عابد و زاہد، اُمتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے بادشاہ ہیں۔ غازی، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سپاہی و لشکر ہیں۔ تاجر، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے خزانچی ہیں۔ رہے والی و حکمران تو وہ محافظ و نگران ہیں۔

اور جب عالم ہی لالچی اور مال جمع کرنے والا ہو جائے تو جاہل کس کی پیروی کریں؟ عابد و زاہد دنیا کی طرف راغب ہو جائے تو تائب کس کی اقتداء کریں؟ جب غازی و مجاہد ہی رُورعایت اور نرمی سے کام لیں گے تو دشمن پر غلبہ کیسے پاسکیں گے؟ تاجر جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے خزانچی ہیں وہ خود ہی خائن ہو جائیں تو پھر کون ہے جو خائن پر اعتماد کرے گا؟ اگر رعایا کی حفاظت کرنے والے حاکم و نگران اور محافظ، بھیڑیے بن جائیں تو رعایا کی دیکھ بھال اور ان کی

حفاظت کون کرے گا؟" (عیون الکیات، ج ۲، ص ۲۲۲)

فقیروں میں برا کون؟ اور امیروں میں اچھا کون؟

منقول ہے: **يُسَسِّ الْفَقِيرُ عَلَى بَابِ الْأَمِيرِ** (یعنی فقرا میں وہ شخص بہت بُرا ہے جو امیروں کے دروازہ پر جائے) اور **نِعَمَ الْأَمِيرُ عَلَى بَابِ الْفَقِيرِ**۔ (یعنی اُمراء میں سے وہ شخص بڑا اچھا ہے جو فقیروں کے در پر حاضر ہو۔) (شیطان کی حکایات ص ۷۱ تا ۷۲، فرید بک سٹال مرکز الاولیاء لاہور)

لہذا دین دار شخص کو چاہئے کہ وہ امیروں سے دور ہی رہے کیونکہ ان کی نزدیکی روحانیت کی کمی کا ذریعہ بنتی ہے چنانچہ:

سرکار کا بیداری میں ۵۷ بار دیدار

حضرت علامہ عبد الوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی فرماتے ہیں، حضرت علامہ جلال الدین سیوطی الشافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک مکتوب آپ کے ایک رفیق شیخ عبد القادر شاذلی کے پاس حضرت سیدنا علی خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دیکھا۔ جو اُس شخص کے جواب میں لکھا تھا جس نے بادشاہ کے پاس سفارش کے لئے چلنے کی درخواست لکھی تھی۔ اُس مکتوب کے جواب میں حضرت علامہ جلال الدین سیوطی الشافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحریر فرمایا تھا، "میرے بھائی! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ میں اِس وقت تک حُضُورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں ۵۷ مرتبہ بیداری کی حالت میں بالمشافہ حاضر ہو چکا ہوں۔ اگر مجھے بادشاہ و اُمراء کے پاس جانے میں نبی کریم، رءوف رحیم علیہ اَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَالتَّسْلِيمِ کی زیارت سے محرومی کا خوف نہ ہوتا تو ضرور قلعہ میں جاتا اور بادشاہ سے تمہاری سفارش کرتا۔ میں ایک خادمِ حدیث ہوں، جن حدیثوں کو محمدؐ شین کرام نے اپنی تحقیق میں ضعیف کہا ہے ان کی تصحیح کے لئے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی طرف محتاج ہوں اور بلاشبہ اس کا نفع تمہارے ذاتی نفع پر ترجیح رکھتا ہے۔

(میرزا ان الشریعۃ الکبریٰ ص ۴۸)

پیارے طلبائے کرام! دیکھا آپ نے حکام کے پاس آنے جانے میں روحانیت کا کتنا عظیم نقصان ہو سکتا ہے! اس ضمن میں ایک اور حکایت ملاحظہ فرمائیے جس میں حاکم (یعنی گورنر) کے پاس جانے کے سبب روحانیت کو سخت نقصان پہنچنے کا واضح بیان ہے چنانچہ:

نعت خوان کو کیوں نقصان پہنچا

حضرت علامہ عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الدبانی فرماتے ہیں، حضرت سیدنا محمد بن ترین مداح رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم (یعنی نعت خوان) کے متعلق مشہور ہے کہ انہیں جاگتے میں حضور تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آمنے سامنے زیارت ہوتی تھی۔ جب وہ صبح کے وقت روضہ اطہر پر حاضر ہوئے تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان سے اپنی قبر منور میں سے کلام فرمایا۔ یہ نعت خوان اپنے اسی مقام پر فائز رہے حتیٰ کہ ایک شخص نے ان سے درخواست کی کہ شہر کے حاکم کے پاس اس کی سفارش کریں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حاکم کے پاس پہنچے اور سفارش کی۔ اُس حاکم نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنی مسند پر بٹھایا۔ تب سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ پھر یہ ہمیشہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں زیارت کی تمنائیں کرتے رہے مگر زیارت نہ ہوئی۔ ایک مرتبہ ایک شعر عرض کیا تو دُور سے زیارت ہوئی، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ظالموں کی مسند پر بیٹھنے کے ساتھ میری زیارت چاہتا ہے اس کا کوئی راستہ نہیں۔" حضرت سیدنا علی خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ پھر ہمیں ان بزرگ کے متعلق خبر نہ ملی کہ ان کو شہنشاہ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت ہوئی یا نہیں، حتیٰ کہ ان کا وصال ہو گیا۔ (میزان الشریعۃ الکبریٰ ص ۴۸)

دین کی آڑ میں دنیا نہ کمانے والوں کے واقعات

حجۃ الاسلام، امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی اپنی کتاب کیمیائے سعادت میں فرماتے ہیں: ایک استاد کنویں میں گر گیا، لوگ اس کو نکالنے کے لئے رسی لے کر آ گئے، اس استاد نے ان لوگوں کو قسم دی کہ جس کسی نے مجھ سے قرآن و حدیث کی تعلیم حاصل کی ہے خبردار! وہ اس رسی کو ہاتھ نہ لگائے۔ استاد نے اس خوف سے منع کیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ خدمتِ تعلیم کے ثواب کو باطل کر دے۔ (کیمیائے سعادت ص ۲۵۰)

اللہ اکبر! ہمارے اسلاف کی کیسی سوچ تھی، اللہ ان کے صدقے ہمیں بھی ایسی سوچ و فکر عطا فرمائے۔ تاریخ کے صفحات میں ایسے واقعات بھی ملتے ہیں کہ حاجت ہونے کے باوجود دنیوی مال کو لوگوں سے اس لئے نہ لیتے کہ کہیں اس کے متعلق مجھ سے قیامت میں مواخذہ نہ ہو جائے، چنانچہ:

ایک شخص اشرفیوں کے دو توڑے حضرت سفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے پاس لے کر گیا اور ان سے کہا کہ آپ کو یاد ہو گا کہ میرے والد آپ کے دوست تھے، ان کی کمائی حلال کی کمائی تھی، مجھے ان کے مال میں سے یہ مال میراث میں ملا ہے، لہذا آپ اس کو قبول کر لیجئے۔ حضرت سفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے وہ مال لے لیا اور جب وہ شخص چلا گیا تو حضرت سفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اپنے بیٹے کو اس شخص کے پیچھے وہ توڑے دے کر روانہ کیا اور وہ اشرفیاں پھیر دیں، اس لئے کہ حضرت سفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی کو یاد آگیا تھا اشرفیاں دینے والے شخص کے باپ سے ان کی دوستی محض اللہ کے لئے تھی، کسی دنیوی غرض کے لئے نہیں تھی۔

اشرفیاں واپس کر کے جب حضرت سفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے بیٹے گھر واپس آئے تو بڑی بے صبری کے ساتھ اپنے والد سے کہا: بابا جان! آپ کا دل بہت ہی سخت ہے، آپ کو معلوم ہے کہ میں بال بچوں والا شخص ہوں ماور افلاس و غربت میں گرفتار ہوں، آپ نے مجھ پر رحم نہ کیا، کہ وہ اشرفیاں آپ اگر مجھے دے دیتے تو میرے بہت سارے کام نکل جاتے، حضرت سفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے فرمایا: اے فرزند! تم خود تو بڑی فراغت سے گزر بسر کرنا چاہتے ہو، لیکن قیامت کے دن مواخذہ مجھ سے ہو گا اور مجھ میں اس مواخذہ کی طاقت نہیں ہے۔

(کیمیائے سعادت ص ۲۵۱)

ہدیہ قبول نہ کیا

اسی طرح حضرت سفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی سیرت میں ایک اور واقعہ ملتا ہے کہ کوئی شخص آپ کے پاس ہدیہ لے کر آیا، آپ نے قبول نہ کیا اور فرمایا: کہ ممکن ہے تم نے مجھ سے کبھی درس حدیث لیا ہو، اس شخص نے کہا: میں سچ کہتا ہوں کہ میں نے آپ سے کبھی درس حدیث نہیں لیا ہے، حضرت سفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے فرمایا: تم تو سچ کہتے ہو لیکن تمہارا بھائی مجھ سے پڑھتا ہے، لہذا مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں میں اس ہدیہ کی وجہ سے تمہارے بھائی پر زیادہ شفقت نہ کرنے لگوں۔ (کیمیائے سعادت ص ۲۵۰-۲۵۱)

پیارے طلبائے کرام! حصولِ علم تو آسان ہے مگر اس کے تقاضوں کو پورا کرنا نہایت مشکل ہے اس لئے حصولِ علم کے بعد سنجیدگی کے ساتھ علم کے تقاضوں کے متعلق غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے، میرے استادِ محترم، شیخ الحدیث، حضرت علامہ مولانا خلیل مدنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے دورہ حدیث کی آخری درس میں ایک واقعہ بیان کر کے چند نصیحتیں ارشاد فرمائی تھیں، آئیے پہلے واقعہ سنئے اور پھر نصیحت چنانچہ ارشاد فرمایا:

شہد اور پاخانہ

ایک دنیا دار شخص ایک عالمِ دین کے پاس آکر کہنے لگا: حضور! آج میں نے عجیب خواب دیکھا، اور وہ یہ کہ آپ کی انگلی میں شہد لگا ہوا ہے اور میری انگلی میں پاخانہ، عالم صاحب کہنے لگے: اور کیا؟ میں اپنے ان ہاتھوں سے قرآن و حدیث کی کتابیں چھوتا ہوں اس لئے میری انگلی میں شہد اور تم اپنے ہاتھوں سے ناپاک و حرام دولت چھوتے ہو اس لئے تمہاری انگلی میں پاخانہ لگا۔ اس دنیا دار شخص نے کہا: حضور! آگے تو سنئے: اس کے بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ میری انگلی چاٹ رہے ہیں اور میں آپ کی انگلی۔ عالم صاحب نے کہا: دفع ہو بد معاش۔

استادِ محترم کی نصیحت

استادِ محترم نے فرمایا: یہ حقیقت ہے کہ ہمارے پاس علمِ دین کی لازوال دولت ہے لیکن ہم علم کے ذریعہ دنیا داروں کی ناپاک دولت کے خواہش مند ہوتے ہیں لہذا آپ لوگ کبھی بھی علم کو حصولِ دنیا کا ذریعہ نہ بنانا۔ مزید فرمایا: دنیا دار لوگ آپ کے پاس اس لئے آئیں گے کہ جو آپ کے پاکٹ کے نیچے دل ہے اس دل میں جمع شدہ علم انہیں مل جائے اور تم یہ چاہ رہے ہو گے کہ ان کے دل کے اوپر جو پاکٹ ہے اس پاکٹ کا مال میرے پاس آ جائے۔

قرآن بیچنے نہیں آیا

ایک دیندار شخصیت کو کس قدر خود دار ہونا چاہئے اس حکایت سے سمجھنے کی کوشش کیجئے چنانچہ میرے شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی زیدِ مجدّد کَوْ شَرَفُہُ وَعَظْمُہُ اپنی مایہ ناز تصنیف فیضانِ سنت کے باب فیضانِ بسم اللہ کے صفحہ نمبر ۱۴۰ پر نقل فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ بغدادِ معلیٰ میں ایک شخص نے کھڑے ہو کر لوگوں سے ایک دُھم کا سوال کیا، مشہور مُحدِّث حضرت سیّدنا ابنِ سناک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، تم کو کون سی سورۃ اچھی طرح یاد ہے؟ اُس نے کہا، سورۃ الفاتحہ۔ فرمایا، ایک بار پڑھ کر اُس کا ثواب میرے ہاتھ بیچ دو، میں اس کے بدلے اپنی ساری دولت تمہارے حوالے کر دوں گا! سائل کہنے لگا، حضرت! میں مجبور ہو کر ایک دُھم کا سوال کرنے آیا ہوں، قرآن بیچنے نہیں آیا۔ یہ کہہ کر وہ سائل قبرستان کی طرف چلا گیا، بارش شروع ہو گئی تھی کہ اُو لے برسنے لگے، وہ ایک جھجھے کے نیچے پناہ لینے کیلئے لپکا، وہاں سبز لباس میں ملبوس ایک سوار پہلے ہی سے موجود تھا اُس نے کہا، تم نے ہی سورۃ الفاتحہ کا ثواب بیچنے سے انکار کیا تھا؟ کہا، جی ہاں۔ سوار نے اُس کو دس ہزار دُھم کی تھیلی دی اور کہا، ان کو خرچ کرو ختم ہونے پر ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ اتنے ہی مزید دوں گا۔ سائل نے پوچھا، آپ کون ہیں؟ سوار نے بتایا، میں تیرا یقین ہوں یہ کہہ کر سوار چلا گیا۔

(مُلَخَّص از تفسیر سورہ یوسف للغزالی ص ۱۷، ۱۸)

یہاں اُن لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہے جو بھیک مانگنے کیلئے تلاوت کرتے، پیسے اور کھانا ملنے کے لالچ میں محافل ختم قرآن اور اجتماع ذکر و نعت میں شرکت کرتے اور رقم ملنے کے شوق میں تراویح میں قرآن پاک سناتے ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اخلاص و یقین کی لازوال دولت سے مالا مال فرمائے۔

مرا ہر عمل بس ترے واسطے ہو
کر اخلاص ایسا عطا یا الہی!

پیارے طلبائے کرام! یقیناً اخلاص نہایت ہی عظیم دولت ہے، جس کو مل جائے اُس کا بیڑا پار ہو جائے۔ اللہ پاک کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں صرف اپنی ہی رضا کی خاطر علم دین سیکھنے اور دوسروں کو سکھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ ریاکاری، حب مال، طلب جاہ، اور دیگر بڑے بڑے گناہوں سے ہمیں محفوظ فرمائے۔ ہمیں مال کے وبال سے محفوظ رکھے اور اپنی رضا کی خاطر نیک امور میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ والہ وسلم

بیان نمبر 7: بہترین غذائیں حاصل کرنے کا فارمولہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللّٰطِيفِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الشَّافِعِی
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِیْبَ اللّٰهِ
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

درود شریف کی فضیلت

حضور نبی رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں: حضرت جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام نے مجھ سے کہا کہ رَبِّ تَعَالٰی ارشاد فرماتا ہے: ”اے محمد! کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تمہارا اُمّتی تم پر ایک سلام بھیجے، میں اس پر دس سلام بھیجوں؟“ (نسائی، کتاب السہو، باب الفضل فی الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۲۲۲، حدیث: ۱۲۹۴)

رَبِّ اَعْلٰی کی نعمت پہ اَعْلٰی دُرود
حق تعالیٰ کی مَنّت پہ لاکھوں سلام

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

پیارے طلبائے کرام! آج کا ہمارا موضوع ایسا ہے جس کی آرزو ہر شخص کرتا ہے یعنی ہر کوئی چاہتا ہے کہ میں خوب اچھے اچھے کھانے کھاؤں اور نعمتوں میں ہی زندگی تمام ہو جائے، مگر ہر کسی کی یہ آرزو شرمندہ تعبیر نہیں ہو پاتی۔ لیکن وہ کون سے اسباب ہیں جن کو اختیار کر کے ہمارا طالب علم دوران طلب علم بہترین غذائیں کھانے میں کامیاب ہو جائے؟ ان شاء اللہ عزوجل آج کے بیان میں آپ کے سامنے ایسے اسباب بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا جن کو اختیار کر کے ہم اپنی آرزو پوری کر سکتے ہیں۔

حضرت سیدنا امام برہان الدین ابراہیم زرنوجی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوَلِی (سال وفات ۶۱۰ھ) اپنی مایہ ناز کتاب بنام ”تَعْلِیْمُ الْمُتَعَلِّمِ طَرِیْقَ التَّعَلُّمِ“ میں لکھتے ہیں: ایک طالب (علم) کے لئے خوراک بھی ضروری چیز ہے۔ نیز ان چیزوں

کی معرفت بھی ضروری ہے جو رزق کی زیادتی اور عمروصحت میں اضافے کا موجب ہوں تاکہ وہ اپنے مقاصد کے حصول کی طرف متوجہ رہے۔ علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللہُ السَّلَام نے اس موضوع پر بڑی بڑی اور ضخیم کُتب تحریر کی ہیں لیکن میں ان میں سے بعض باتوں کو یہاں نقل کرتا ہوں چنانچہ:

حضور نبی رحمت، شفیع اُمّت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

(۱)۔۔۔ لَا یُرَدُّ الْقَدَرُ اِلَّا الدُّعَاءُ۔ دعا سے تقدیر پلٹ جاتی ہے۔

(۲)۔۔۔ وَلَا یَزِیدُنِی الْعُبْرُ اِلَّا الْیُؤْسُ۔ اور نیکیوں سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔

(۳)۔۔۔ فَاِنَّ الرَّجُلَ لَیُخْرِمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ یُصِیْبُہٗ۔ بے شک بندہ گناہ کی وجہ سے اس رزق سے بھی محروم

ہو جاتا ہے جو اسے پہنچنا ہوتا ہے۔ (المستدرک للحاکم، کتاب الدعاء والتکبیر، باب: لا یرد القدر ۰۰۰ الخ، الحدیث: ۱۸۵۷، ج ۲، ص ۱۶۲)

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ گناہوں کا ارتکاب کرنا رزق کی محرومی کا سبب بنتا ہے۔ خصوصاً جھوٹ جیسا گناہ کہ جھوٹ بولنا فقر و محتاجی کو پیدا کرتا ہے۔ اس کے بارے میں تو حدیث شریف بھی وارد ہے۔ اسی طرح صبح کے وقت سونا بھی رزق سے محرومی کا سبب بنتا ہے اور کثرت نوم کی عادت بھی فقر و محتاجی کو پیدا کرتی ہے۔ نیز کثرت نوم سے جہالت بھی پیدا ہوتی ہے۔ (راہِ علم ص ۸۸-۸۹)

پیارے طلبائے کرام! حضرت سیدنا امام برہان الدین ابراہیم زرنوجی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَلِی (سالِ وفات ۶۱۰ھ) کے اس بیان سے تین چیزیں سامنے آئیں:

(۱)۔۔۔ خوراک کی زیادتی گناہوں کو ترک کرنے میں ہے: یعنی اگر کوئی طالب علم اپنی خوراک کی زیادتی کا

خواہش مند ہے نیز اچھے اچھے کھانے کا آرزو مند ہے تو اسے گناہوں کو ترک کرنا ہو گا کہ جب گناہوں سے کنارہ کشی اختیار کر کے نیکیوں کی جانب آئے گا تو من جانب اللہ اس کے رزق میں زیادتی ہونے لگے گی، بطور ترغیب میں اپنی اس بات کو ایک مثال سے سمجھانا چاہوں گا کہ آپ دیگر مدارس کو دیکھیں اور پھر دعوتِ اسلامی کے مدارس کو دیکھیں، آپ کو ان دونوں میں نمایاں فرق نظر آئے گا مثلاً: دیگر مدارس میں کھانے پینے کا نظام اتنا منظم نہیں ہے جتنا دعوتِ اسلامی کے مدارس میں ہے الحمد للہ! یہ بات کسی کو ڈی گریڈ کرنے کے لئے نہیں بیان کر رہا صرف آپ کے سامنے نمایاں فرق

دکھانا مقصود ہے کہ حضرت سیدنا امام برہان الدین ابراہیم زرنوجی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْوَلِی (سال وفات ۶۱۰ھ) کا بیان کیا ہو افارمولہ یقیناً حق ہے۔

دیگر مدارس میں سال بھر دال چاول، دال بھی پانی جیسی، چاول بھی کوٹے والے، گوشت کا نمبر قسمت سے ہی لگتا ہے اور ہمارے یہاں، دال بھی گاڑھی، چاول بھی عمدہ اور گوشت ہفتے میں چار بار اس کے علاوہ کہیں سے ترکیب بن جائے وہ مزید۔

لہذا یہ نمایاں فرق کیوں ہے؟ کیا دونوں کے مقاصد الگ الگ ہیں؟ ہرگز نہیں! کیا دونوں کی تعلیم میں فرق ہے؟ ہرگز نہیں! پھر آخر وجہ کیا ہے؟

تو پیارے طلبائے کرام! وہ فرق وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: فَإِنَّ الرَّجُلَ لَيُخْرَمُ الرِّزْقَ بِالدَّنْبِ يُصِيبُهُ۔ بے شک بندہ گناہ کی وجہ سے اس رزق سے بھی محروم ہو جاتا ہے جو اسے پہنچنا ہوتا ہے۔ الحمد للہ عزوجل دعوت اسلامی کے مدارس میں طلبائے کرام کو علم کے ساتھ ساتھ عمل کے زیور سے بھی آراستہ و پیراستہ کیا جاتا ہے، گناہوں سے بچ کر نیکی کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے، پانچوں نمازوں کے ساتھ ساتھ تہجد، اشراق و چاشت، اوابین و صلاة التوبہ کی نمازیں پڑھی اور پڑھائی جاتی ہیں، نفلی روزوں کی بہاریں ہوتی ہیں، اپنے گناہوں پر ندامت کے باعث خوفِ خدا میں رونا اور رلانا ہوتا ہے یعنی گناہوں سے بچ کر نیکیوں بھر ماحول ہوتا ہے جس کی برکت سے اچھے اچھے کھانے ملتے رہتے ہیں۔

اور میرا ایمان ہے کہ اگر آپ لوگ اس میں بھی مزید اضافہ چاہتے ہیں تو مزید اپنے اندر پرہیزگاری کو بیدار کر کے گناہوں سے اجتناب کیجئے یعنی حرام و مکروہ تحریمی کے ساتھ ساتھ خلافِ اولیٰ سے بھی بچنے کی کوشش کیجئے وہ دن دور نہیں کہ بڑے بڑے امیر کبیر لوگ آپ کی دعوت کرنے کے منتظر ہوں گے ان شاء اللہ عزوجل۔

(۲)۔۔۔ عمر میں اضافہ نیکیاں کرنے میں ہے: یعنی اگر کوئی طالب علم لمبی عمر کا خواہش مند ہے تو اس کے لئے

نیکیوں کا نسخہ ہے کہ وہ نیکیاں کرنے میں لگ جائے ان شاء اللہ عزوجل اس کی عمر میں اضافہ ہو گا کیونکہ میرے اور آپ کے نبی، مکی مدنی، اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وَلَا يَزِيدُنِي الْعُمْرُ إِلَّا الْبُؤْسَ۔ اور نیکیوں سے عمر

میں اضافہ ہوتا ہے۔

(۳)۔۔۔ تقدیر کا بدلنا دعا کرنے میں ہے: بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو ہر وقت ایک ہی رونا روتے رہتے ہیں کہ میری قسمت خراب ہے، میں سونے میں ہاتھ رکھتا ہوں تو مٹی ہو جاتا ہے، یا! میری تو تقدیر ہی بری ہے، تو ان کو چاہئے کہ اگر واقعی میں اپنی تقدیر کو بدلنا چاہتے ہیں بری کو اچھی بنانا چاہتے ہیں تو رونے کے بجائے ہر وقت دعا کرتے رہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لَا يَزِيدُ الْقَدْرَ إِلَّا الدُّعَاءُ۔ دعا سے تقدیر پلٹ جاتی ہے۔

پیارے طلبائے کرام! مزید رزق میں اضافے اور کمی کرنے والے اسباب آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں تاکہ ہم ہر پہلو سے برکت لوٹنے اور نحوست سے بچنے میں کامیاب ہو جائیں، چنانچہ حضرت سیدنا امام برہان الدین ابراہیم زرنوجی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْوَلِی (سال وفات ۶۱۰ھ) اپنی مایہ ناز کتاب بنام ”تَعْلِیْمُ الْمُتَعَلِّمِ طَرِيقَ التَّعَلُّمِ“ میں لکھتے ہیں:

رزق میں کمی کرنے والے اسباب

رزق میں کمی کرنے والے اسباب میں یہ افعال بھی شامل ہیں: ننگے سونا، بے حیائی سے پیشاب کرنا، پہلو کے بل ٹیک لگا کر کھانا، دسترخوان پر گرے ہوئے روٹی کے ٹکڑے وغیرہ اٹھانے میں سستی کرنا، پیاز اور لہسن کے چھلکے جلانا، گھر میں رومال سے جھاڑو دینا، رات کو جھاڑو دینا، کوڑا گھر ہی میں چھوڑ دینا، مشائخ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلام کے آگے چلنا، ماں باپ کو ان کے نام سے پکارنا، کسی بھی گری پڑی چیز سے دانتوں کا خال کرنا، ہاتھوں کو گارے یا مٹی سے دھونا، چوکھٹ پر بیٹھنا، دروازے کے ایک حصے سے ٹیک لگا کر کھڑے ہونا، بیت الخلا میں وضو کرنا، بدن ہی پر کپڑے وغیرہ سی لینا، چہرے کو لباس ہی سے خشک کر لینا، گھر میں مکڑی کے جالوں کو لگا رہنے دینا، نماز میں سستی کرنا، نماز فجر کے بعد مسجد سے نکلنے میں جلدی کرنا، صبح سویرے بازار جانا، دیر گئے بازار سے آنا، فقیروں کی مانگی ہوئی روٹیاں خریدنا، اپنی اولاد کے لئے بددعا کرنا، کھانے کے برتن کو صاف نہ کرنا اور چراغ کو پھونک مار کر بجھانا یہ تمام چیزیں فقر و محتاجی پیدا کرتی ہیں۔ یہ ساری باتیں مختلف احادیث سے ماخوذ ہیں۔

اسی طرح چند امور اور بھی ہیں جو فقر و محتاجی کا سبب بنتے ہیں۔ جیسے ٹوٹے ہوئے قلم کو پھر دوبارہ باندھ کر لکھنا، ٹوٹے ہوئے کنگھے کا استعمال کرنا، والدین کے لئے دعائے خیر کو چھوڑ دینا، عمامہ بیٹھ کر باندھنا، شلو اور کھڑے ہو کر پہننا،

کنجوسی کرنا، سستی و کاہلی کرنا اور نیک اعمال میں ٹال مٹول کرنا۔ (راہِ علم ص ۸۹-۹۰، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ دعوتِ اسلامی)

رزق میں اضافہ کرنے والے اسباب

اور حضرت سیدنا امام برہان الدین ابراہیم زرنوجی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوَلِی (سالِ وفات ۶۱۰ھ) اپنی مایہ ناز کتاب بنام ”تَعْلِیْمُ الْمُتَعَلِّمِ طَرِیقُ التَّعَلُّمِ“ میں رزق میں اضافہ کرنے والے اسباب کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: حضور نبی کریم، رُءُوفٌ رَّحِیمٌ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اِسْتَنْزِلُوا الرِّزْقَ بِالْصَّدَقَةِ۔ یعنی: صدقات کی کثرت سے رزق طلب کرو۔“ (الکامل فی ضعفاء الرجال، حبیب بن ابی حبیب، ج ۳، ص ۳۲۶)

علی الصبح بیدار ہونا نعمتوں میں اضافہ کا باعث بنتا ہے۔ خصوصاً اس سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور الحمد للہ عزوجل ہمارے جامعات و مدارس کا جدول ہی تہجد سے شروع ہوتا ہے۔ اسی طرح خوش خطی رزق کی کنجیوں میں سے ایک کنجی ہے اور خندہ پیشانی و خوش کلامی بھی رزق کو بڑھاتی ہے۔

حضرت سیدنا حسن بن علی رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے بارے میں آتا ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: گھر اور برتنوں کو صاف ستھرا رکھنا موجب غنا ہے۔ نیز رزق کی وسعت کا قوی ترین ذریعہ یہ ہے کہ انسان نماز کو خشوع و خضوع، تعدیل ارکان کا لحاظ کرتے ہوئے اور تمام واجبات اور سنن و آداب کی پوری طرح رعایت کرتے ہوئے ادا کرے۔

حصولِ رزق کے لئے نمازِ چاشت پڑھنا بے حد مفید اور مجرب ہے۔ اسی طرح سورہ واقعہ کو خصوصاً رات میں پڑھنا نیز سورہ ملک، سورہ مزمل، سورہ لیل اور سورہ الم نشرح کی تلاوت کرتے رہنا بھی فراخیِ رزق کا سبب ہے۔ اسی طرح مسجد میں اذان سے پہلے پہنچنا، ہمیشہ با وضو رہنا، سنت فجر اور وتر کو گھر پر ادا کرنا اور وتر کے بعد کوئی دنیاوی کلام نہ کرنا، عورتوں کے پاس ضرورت سے زیادہ نہ بیٹھنا، غیر مفید اور لغو کلام سے اجتناب کرنا رزق میں اضافہ کا موجب ہوتا ہے۔ جیسا کہ کسی نے کہا ہے کہ ”مَنْ اِسْتَعْلَ بِمَا لَا یَغْنِیْہُ یَفْوتُہٗ مَا یَغْنِیْہُ۔ یعنی: جو غیر ضروری کاموں میں مشغول ہو جائے اس سے ضروری کام تک چھوٹ جاتے ہیں۔“ (راہِ علم ص ۹۰-۹۱، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ دعوتِ اسلامی)

کسی کا قول ہے کہ ”جب تم کسی شخص کو بہت زیادہ بولتے دیکھو تو پھر اس کے مجنون ہونے کا بھی یقین کر لو۔“
امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرمہ اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ارشاد فرماتے ہیں: ”إِذَا تَمَّ الْعَقْلُ نَقَصَ الْكَلَامُ۔ یعنی: جب عقل کامل ہو جاتی ہے تو انسان کا کلام بھی مختصر ہو جاتا ہے۔“ (راہِ علم ص ۹۱-۹۲، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ دعوتِ اسلامی)

رزق کو بڑھانے والے وظائف

وہ وظائف جو رزق کو بڑھانے والے ہیں ان کے متعلق حضرت سیدنا امام برہان الدین ابراہیم زرنوجی علیہ رحمۃ اللہ الولیٰ اپنی مایہ ناز تصنیف ”تَعْلِيمُ الْمُتَعَلِّمِ طَرِيقُ التَّعَلُّمِ“ میں چند وظائف بیان فرمائے ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱)۔۔۔ روزانہ صبح صادق کے وقت نمازِ فجر سے قبل یہ کلمات ۱۰۰ بار پڑھنا:

سُبْحَنَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ، سُبْحَنَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاتُوبُ اِلَيْهِ

(۲)۔۔۔ ہر روز صبح و شام ۱۰۰، ۱۰۰ مرتبہ یہ کلمات پڑھنا:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْهَدِيكُ الْحَقُّ الْمُبِينُ۔

(۳)۔۔۔ روزانہ نمازِ فجر اور نمازِ مغرب کے بعد ان کلمات کو ۳۳، ۳۳ مرتبہ پڑھنا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

(۴)۔۔۔ نمازِ فجر کے بعد ۴۰ بار استغفار کرنا۔

(۵)۔۔۔ ان کلمات کی کثرت کرنا:

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔

(۶)۔۔۔ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر درودِ پاک کی کثرت کرنا۔

(۷)۔۔۔ جمعہ کے دن ستر مرتبہ ان کلمات کو پڑھنا:

اَللّٰهُمَّ اَغْنِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاُكْفِنِيْ بِفَضْلِكَ عَنْ سِوَاكَ۔

(۸)۔۔۔ ان کلمات کو ہر روز صبح و شام پڑھنا:

أَنْتَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ، أَنْتَ اللَّهُ الْهَلِكُ الْقُدُّوسُ، أَنْتَ اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، أَنْتَ اللَّهُ خَالِقُ الْخَيْرِ وَالشَّرِّ، أَنْتَ اللَّهُ خَالِقُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، عَالِمُ السِّرِّ وَالْأَخْفَى، أَنْتَ اللَّهُ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ، أَنْتَ اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ، وَالْيَهُ يَعُودُ كُلُّ شَيْءٍ، أَنْتَ اللَّهُ دَيَّانُ يَوْمِ الدِّينِ لَمْ تَزَلْ وَلَا تَزَالُ، أَنْتَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَنْتَ اللَّهُ الْأَحَدُ الصَّادِكُ بَدْوَلَمْ يُؤْكَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ، أَنْتَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ، أَنْتَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْهَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيِّبُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ، لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔ (راہِ علم ص ۹۳، ۹۴، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ دعوتِ اسلامی)

اللہ الکریم کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں علم و عمل کی برکتوں سے مالا مال فرمائے۔
آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ والہ وسلم

کامیابی کے 10 اصول

مایوسی کا خاتمہ کر کے کامیابی کی جانب گامزن کرنے والے اصولوں کا مجموعہ بنام ”کامیابی کے دس اصول“ یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے منفرد ہے کیونکہ اس کتاب میں ان اصولوں کو جمع کیا گیا ہے جن سے مایوسی کا خاتمہ ہونے کے ساتھ ساتھ آگے بڑھ کر کچھ کر گزرنے کا جذبہ نو پیدا ہوتا ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

- ☆... مثبت سوچ رکھنے والا ہو
- ☆... نظم و ضبط کے ساتھ رہنے والا ہو
- ☆... لوگوں کے مزاج کو پرکھنے کی صلاحیت رکھنے والا ہو
- ☆... اپنے کام کو شوق و لگن کے ساتھ کرنے والا ہو
- ☆... ناکام لوگوں سے سبق حاصل کرنے والا ہو
- ☆... سخت محنت کرنے والا، اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے والا ہو
- ☆... کام کو بانٹنے والا ہو
- ☆... خود دار اور متوکل ہو
- ☆... آخرت کی فکر کو مقدم رکھنے والا ہو
- ☆... ان سب کا سرچشمہ خوفِ خدا والا ہو

مصنف

مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فچپوری
 مکتبہ دار السنہ دہلی

بیان نمبر 8: طلبہ فارغ التحصیل ہو کر کہاں جائیں؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللّٰطِیْفِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الشَّافِعِیِّ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰهِ

درو شریف کی فضیلت

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ منورہ، سردارِ مکہ مکرمہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کچھ سیاح (یعنی سیر کرنے والے) فرشتے ہیں جو محافلِ ذکر کی تلاش میں رہتے ہیں، جب وہ محافلِ ذکر کے پاس سے گزرتے ہیں تو ایک دوسرے سے کہتے ہیں: (یہاں) بیٹھو۔ جب ذاکرین (یعنی ذکر کرنے والے) دعا مانگتے ہیں تو فرشتے ان کی دعا پر آمین (یعنی ایسا ہی ہو) کہتے ہیں۔ جب وہ نبی پر دُرود بھیجتے ہیں تو وہ فرشتے بھی اُن کے ساتھ مل کر دُرود بھیجتے ہیں حتیٰ کہ وہ مُنْتَشِش (یعنی ادھر ادھر) ہو جاتے ہیں، پھر فرشتے ایک دوسرے کو کہتے ہیں کہ: ”ان خوش نصیبوں کے لیے خوشخبری ہے کہ یہ مغفرت کے

ساتھ واپس جا رہے ہیں۔“ (جمع الجوامع، الحدیث: ۷۷۵۰، ج ۳، ص ۱۲۵)

وہ	سلامت	رہا	قیامت	میں
پڑھ	لیے	جس	نے	دل
میرے	پیارے	پہ	میرے آقا	چار
میری	جانب	سے	لاکھ	بار
میری	بگڑی	بنانے	والے	پر
بھیج	اے	میرے	کردگار	سلام

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

پیارے طلبائے کرام! علم دین سیکھنا اللہ تعالیٰ کی جانب سے بہت بڑی نعمت و سعادت ہے اور طالب علم علم دین کی فضیلت کو پڑھ یا سن کر ہی علم دین کی راہ کا مسافر بنتا ہے، کہ علم ایک لازوال اور قیمتی دولت ہے وہ خرچ کرنے سے گھٹی نہیں بلکہ بڑھتی ہے، اسے چور چرا نہیں سکتا، پانی بہا نہیں سکتا، آگ جلا نہیں سکتی، رشتہ دار تقسیم نہیں کر سکتے، یہ تو صاحب علم کو جلا بخشی ہے، اسلام نے بقدر ضرورت اس کے حصول کو تمام مسلمانوں پر فرض قرار دیا ہے۔ اس کی فضیلت بیان کرتے ہوئے شہنشاہ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معطرِ پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ، فیضِ گنجینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "جو شخص طلب علم کے لئے کسی راستہ پر چلے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے۔" (صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن و علی الذکر، الحدیث ۲۶۹۹، ص ۷۷۴)

نیز جامع الترمذی کی حدیث پاک میں ہے، "ایک عالم شیطان پر ہزار عابد سے بھاری ہے۔"

(جامع الترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقه علی العبادۃ، الحدیث ۲۶۸۱، ص ۱۹۲۲، "العالم" بدلہ "فقیہ")

مزید علم کی اہمیت و فضیلت کا اندازہ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ غارِ حرا میں آمنہ کے لال، محمد بن عبد اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر سب سے پہلے جو پانچ آیتیں نازل ہوئیں وہ تقریباً تمام کی تمام حصول علم کے ذرائع پر ہی مشتمل ہیں، وہ فرشتے جنہوں نے تخلیقِ آدم پر اعتراض کیا تھا، ان پر حضرت آدم علیہ السلام کو اسی علم کے ذریعے فضیلت و برتری حاصل ہوئی، وہ عزیز مصر جس نے بے گناہ حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنی بیوی کی الزام تراشی پر نظر زنداں کیا، آخر وہ بھی اسی علم کی بدولت جیل کی لمبی لمبی دیواروں سے باہر تشریف لائے اور مصر کے تخت پر جلوہ افروز ہوئے۔

پس ایک طالب علم انہی فضیلتوں کو مد نظر رکھ کر راہِ علم کا مسافر بنتا ہے لیکن جب یہی طالب علم درسِ نظامی کے درجات کو مکمل کر کے دستار بندی کی رسم ادا کر لیتا ہے تو اس کا ذہن یکسر دین کی جانب سے دنیا کی جانب منتقل ہو جاتا ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ وہ اس سوچ میں پڑ جاتا ہے کہ اب میں کیا کروں؟ کون سا روزگار اختیار کروں؟

بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ماہ شعبان میں دینی مدارس کا تعلیمی سال عام طور پر مکمل ہوتا ہے۔ چنانچہ اس ماہ تقریباً ہر مدرسہ تقریب تقسیم اسناد و انعامات منعقد کرتا ہے، درسِ نظامی مکمل کرنے والوں کے لیے صحیح بخاری کی آخری حدیث کا درس ہوتا ہے، اس کے بعد آخری تقریب میں طالب علموں کو سند فراغت عطا کرتے ہوئے

الوداع کہہ کر رخصت کر دیا جاتا ہے حالانکہ اس وقت ان طلبہ کی رہنمائی اور حوصلہ و ہمت افزائی کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ دیکھا یہ گیا ہے کہ منتظمین مدارس جب تک طالب علم مدرسے میں پڑھ رہا ہوتا ہے اس وقت تک تو اس کی ضروریات کا پورا خیال رکھتے ہیں لیکن تعلیم مکمل کرنے کے بعد مدرسے سے رخصت کرتے ہوئے طالب علم کو جس رہنمائی اور تعاون کی ضرورت ہوتی ہے وہ فراہم نہیں کرتے۔ طالب علم اب عملی میدان میں قدم رکھ رہا ہے۔ نسبتاً بے فکری کی زندگی سے تفکرات کی زندگی کی طرف آرہا ہے، طرح طرح کے مسائل کا شکار ہونے والا ہے، اس نے چند سال لگا کر جو دینی تعلیم حاصل کی ہے اس کا مصرف کیا ہے؟ یہ کیسے ممکن ہے کہ یہ اخلاص کے ساتھ اپنی دینی تعلیم سے معاشرے کو فائدہ بھی پہنچائے اور باعزت طریقے سے اس کی ضروریات بھی پوری ہو سکیں؟ تقسیم اسناد کی تقاریب میں، میں نے کہیں نہیں دیکھا کہ طالب علم کو اس اعتبار سے کوئی رہنمائی فراہم کی گئی ہو۔

یہ ہمارا المیہ ہے چند سال تک وقف ہو کر مدرسے میں تعلیم حاصل کر کے فارغ ہونے والے کے لیے ہمارے پاس نصیحتیں تو بہت ہو سکتی ہیں مثلاً اخلاص کے ساتھ دین کی خدمت کرنا، اللہ پر توکل اور بھروسہ کرنا، خود داری کے ساتھ زندگی گزارنا، دین کو کاروبار مت بنانا وغیرہ وغیرہ، لیکن عملی زندگی کے حوالے سے واضح رہنمائی کسی کے پاس نہیں ہے کہ فلاں فلاں جاب تمہاری منتظر ہے، جہاں تمہیں دین کی خدمت کا بھی پورا پورا موقع ملے گا اور تمہاری ضروریات کا بھی مکمل خیال رکھا جائے گا۔ اس فارغ التحصیل طالب علم کے لیے ایسے روزگار کے مواقع کہاں ہیں جہاں اس کا علم محفوظ رہے، معاشرے کو فائدہ پہنچے اور باعزت روزگار بھی ہو؟

فارغ ہونے کے بعد اگر عصری تعلیم طالب علم کے پاس نہیں ہے تو سرکاری ملازمت تو اسے مل نہیں سکتی۔ تعلیم کی مشغولیت کی وجہ سے وہ کوئی ہنر بھی نہیں سیکھ سکا لہذا اس بنیاد پر بھی اس کے روزگار کا بندوبست نہیں ہو سکتا پرائیویٹ کمپنیوں اور اداروں میں اس کی اہلیت کی مناسبت سے کوئی ملازمت نہیں ہوتی۔

مجھے یہ کلمات لکھتے ہوئے فخر محسوس ہو رہا ہے کہ اللہ پاک کا کروڑ ہا کروڑ احسان ہے کہ ہمیں عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی عطا فرمائی، کہ دعوتِ اسلامی جہاں ایک طالب علم کا دورانِ طلب علم خیال رکھتی ہے وہیں فارغ التحصیل ہونے والے طلبہ کو بے یار و مددگار چھوڑنے کے بجائے اس کے روزگار کا خود انتظام کرتی ہے۔ الحمد للہ

رب العالمین علی احسانہ۔

لیکن اس کے باوجود اگر کوئی کچھ اور کرنے کی سوچے کہ میں اپنی پڑھائی مکمل کر لینے کے بعد کہاں جاؤں؟ کس شعبے میں جاؤں؟ اور کیا کروں؟

لہذا میں آج کے بیان میں آپ کے سامنے یہ بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا کہ ایک فارغ التحصیل اپنی پڑھائی مکمل کرنے کے بعد کہاں جائے؟ کس شعبے میں جائے؟ اور کیا کرے؟

(۱)۔۔۔ فارغ التحصیل ہو کر سب سے پہلے علمی شعبہ تلاش کرے مثلاً کوئی جامعہ یا دارالعلوم وغیرہ۔ اگر وہ مل جائے تو اسی میں جائے اگرچہ اس میں تنخواہ کم ہو۔

(۲)۔۔۔ اگر علمی شعبہ نہ مل سکے تو اس کے بعد عبادت والا شعبہ تلاش کرے جیسے کہ امامت و تبلیغ وغیرہ۔

(۳)۔۔۔ اور اگر نہ علمی شعبہ ملے، نہ عبادت و تبلیغ والا شعبہ تو ایسے شعبے میں جائے جو علم کے قریب کرنے والا ہو جیسے کہ دنیوی اسکول وغیرہ۔

(۴)۔۔۔ اگر ان تینوں میں سے کوئی بھی شعبہ نہ ملے تو ایسے شعبے کو اختیار کرے جس میں دینی کام کے لئے کچھ وقت ملے۔

(۵)۔۔۔ اور اگر یہ بھی نہ مل سکے تو ایسے شعبے میں جائے جس میں کم از کم حلال و حرام کی تمیز ہو، فرائض و واجبات پر عمل ہو۔

ان پانچ کے علاوہ کسی اور شعبے یا ادارے میں نہ جائے ورنہ ہلاکت ہی ہلاکت ہے، پھر تو اس سے اچھا اپنا کوئی چھوٹا سا کاروبار ہی کر لے، کہ جس سے اس کا گزر بسر چلتا رہے رزقِ حلال کمانے کو اپنے لئے ذلت نہ سمجھے بلکہ رزقِ حلال کمانے کے لئے ذلت کی جگہ کھڑا ہونا بڑی فضیلت کی بات ہے چنانچہ:

حضرت سیدنا امام اوزاعی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْاَکْمَرُ کی گردن پر لکڑیوں کا گٹھا دیکھ کر فرمایا: ”اے ابو اسحق! ایسا کب تک ہو گا؟ حالانکہ آپ کے بھائی آپ کو کافی ہیں۔“ تو حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْاَکْمَرُ نے فرمایا: اے ابو عمرو! آپ اس بات کو رہنے دیجئے!

کیونکہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ ”جو رزقِ حلال کی تلاش میں ذلت کی جگہ کھڑا ہوتا ہے اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔“ (احیاء العلوم، ج ۲، ص ۲۳۵)

حضرت سیدنا ابو سلیمان دارانی قدس سرہ التَّوَدَّ اِنِّی نے فرمایا: ”ہمارے نزدیک عبادت یہ نہیں کہ تم اپنے دونوں قدم ملائے رکھو اور دوسرے لوگ تمہیں روزی دیں، بلکہ پہلے تم دو روٹیاں جمع کرو پھر عبادت کرو۔“ (احیاء العلوم، ج ۲، ص ۲۳۵)

لہذا ہمیں درسِ نظامی کو رس کرنے کے بعد دینی شعبہ جات سے ہی وابستہ رہتے ہوئے دینِ متین کی خدمت کرنی ہے ان شاء اللہ عزوجل، اللہ پاک ہمیں علمِ دین کے فیضان سے مالا مال فرمائے، دینِ متین کے خادموں میں قبول فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

پانچ نمازوں کی حکمت

اس کتاب میں نماز اور ارکانِ نماز کے عقلی دلائل کے ساتھ ساتھ اچھوتے انداز میں حکمتیں بھی بیان کی گئی ہیں۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

- | | |
|-------------------------------------|--|
| ☆ قرآن میں لفظِ صلوٰۃ کتنی بار آیا؟ | ☆ نماز کے اعظم الفرائض ہونے کی چھ حکمت |
| ☆ نماز کو صلوٰۃ کہنے کی چار حکمت | ☆ نماز کے افضل العبادات ہونے کی پانچ حکمت |
| ☆ نماز کی برکات | ☆ پانچ نمازوں کے فرض ہونے کی سات حکمت |
| ☆ انسانی زندگی کی پانچ حالت | ☆ سورج کی پانچ حالت |
| ☆ نماز کے شرائط و فرائض کی حکمتیں | ☆ قبلہ مقرر کرنے کی چار حکمت |
| ☆ کعبہ کو قبلہ مقرر کرنے کی نو حکمت | ☆ نمازوں کی رکعتوں کے مختلف ہونے کی حکمتیں |
| ☆ احکامِ الہی کے مختلف ہونے کی حکمت | ☆ پانچ نمازوں کے ناموں کی حکمت |
| ☆ فرضوں کے ساتھ سنن کی حکمت | ☆ اعمالِ نماز کا شرعی جائزہ |

مصنف: مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فچپوری

بیان نمبر 9: چھٹیاں کیسے گزاریں؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللّٰطِیْفِ وَالصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الشَّافِعِیِّ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰی اِلٰکِ وَاَصْحَابِکَ يَا حَبِیْبَ اللّٰهِ

اَلصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ وَعَلٰی اِلٰکِ وَاَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰهِ

درود شریف کی فضیلت

حضرت سیدنا ابو المنظر محمد بن عبد اللہ خنیام سمرقندی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی فرماتے ہیں: میں ایک روز راستہ بھول گیا، اچانک ایک صاحب نظر آئے اور انہوں نے کہا: ”میرے ساتھ آؤ۔“ میں ان کے ساتھ ہولیا۔ مجھے گمان ہوا کہ یہ حضرت سیدنا خضر عَلَی نَبِیْنَا وَاَصْحَابِہِ الصَّلٰوَةُ وَالسَّلَام ہیں۔ میرے استفسار (یعنی پوچھنے) پر انہوں نے اپنا نام خضر بتایا، ان کے ساتھ ایک اور بزرگ بھی تھے، میں نے ان کا نام دریافت کیا تو فرمایا: یہ الیاس (عَلِی نَبِیْنَا وَاَصْحَابِہِ الصَّلٰوَةُ وَالسَّلَام) ہیں۔ میں نے عرض کی: اللہ عَزَّ وَجَلَّ آپ پر رحمت فرمائے، کیا آپ دونوں حضرات نے سرور کائنات، شہنشاہ موجودات، محبوب رب الارض والسبوت، احمد مجتبیٰ، مُحَمَّد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت کی ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کی: سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سنا ہوا ارشاد پاک بتائیے تاکہ میں آپ سے روایت کر سکوں۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم نے رسولِ خدا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے سنا کہ جو شخص مجھ پر درودِ پاک پڑھے اُس کا دل نفاق سے اسی طرح پاک کیا جاتا ہے جس طرح پانی سے کپڑا پاک کیا جاتا ہے۔ نیز جو شخص ”صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد“ پڑھتا ہے تو وہ اپنے اوپر رحمت کے ۷۰ دروازے کھول لیتا ہے۔ (القول النبوی ص ۲۷۷، جذب القلوب ص ۲۳۵)

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!

پیارے طلبائے کرام! آج ہمارے بیان کا موضوع بڑا نرا ہے جس کا نام ہے چھٹیاں کیسے گزاریں؟ یقیناً جب کسی کو چھٹی ملتی ہے تو طرح طرح کے منصوبے باندھنے لگتا ہے، مختلف جدول بناتا ہے، لیکن ہمارے جامعات المدینہ کے طلبائے کرام اپنی سالانہ چھٹیوں میں کیا کریں؟ اپنا جدول کیسا بنائیں؟ جس پر عمل کر کے اپنی چھٹیوں سے کما حقہ فائدہ اٹھانے میں کامیاب ہو سکیں۔

لیکن اس کو بیان کرنے سے پہلے ایک سوال کا جواب دینا مناسب سمجھتا ہوں، اور وہ سوال یہ ہے کہ طلبہ اور دیگر شعبوں میں سالانہ چھٹیاں کیوں دی جاتی ہیں؟ اسکول ہو، کالج ہو، یونیورسٹی یا دیگر ادارے ہوں سب اپنے طلبہ و عملہ کو سالانہ چھٹی دیتے ہیں مگر کیوں دیتے ہیں؟ اس کے پیچھے کیا حکمت ہے؟

سب سے پہلے آپ کے سامنے اس سوال کا جواب پیش کرتا ہوں چنانچہ: سالانہ چھٹیاں دینے کے متعلق ہر ادارے کے اپنے مقصد ہوتے ہیں جیسے کہ اپنے مدارس اسلامیہ میں سالانہ چھٹیاں شعبان و رمضان میں دی جاتی ہیں اور ان چھٹیوں کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ طلبہ و عملہ رمضان المبارک کے روزے اور دیگر عبادتیں بحسن خوبی بجالا سکیں۔

نیز جن ملکوں میں مئی و جون کے مہینے میں گرمی ہوتی ہے ان ملکوں کے دنیوی تعلیمی اداروں میں سالانہ چھٹیاں مئی و جون کے مہینے میں دی جاتی ہیں اور ان تعطیلات سے ان کا مقصد طلبہ و عملہ کو گرمی کی شدت سے بچانا ہوتا ہے اور جن ملکوں میں گرمی دسمبر و جنوری کے مہینے میں پڑتی ہے ان ملکوں میں سالانہ تعطیلات دسمبر و جنوری میں ہوتی ہیں۔ لیکن سالانہ تعطیلات کے ان مقاصد کے ساتھ ساتھ اور بھی مقاصد ہو سکتے ہیں اور وہ مندرجہ ذیل ہیں:

- (۱)۔۔۔ مسلسل کام کرنے کی عادت کو بدلنا۔
- (۲)۔۔۔ تھویری پڑھا کر پریکٹکل کر کے نئے تجربات کے ذریعے تخلیقی صلاحیتوں کو بہتر بنانا۔
- (۳)۔۔۔ اپنے خونی رشتہ داروں سے تعلقات کو برقرار رکھنا اور پیاروں سے کچھ اور جڑنے کی کوشش کرنا۔
- (۴)۔۔۔ دماغ کے مختلف فریم میں جانے کے لیے کام سے وقفہ لینا۔
- (۵)۔۔۔ گھر والوں کا، اپنی اور ان کی صحت کا خیال رکھنا۔

(۶)۔۔۔ جسمانی یا ذہنی معاملات کی عام رٹین سے باہر نکلنا۔

(۷)۔۔۔ مسلسل کئی مہینے کام کرتے کرتے جو ذہنی و فکری تناؤ پیدا ہو جاتا ہے اس کو ختم کرنا۔

(۸)۔۔۔ اپنی کمزوریوں کو دور کرنا۔

پیارے طلبائے کرام! سالانہ چھٹیاں چاہے جس مقصد کے لئے دی جاتی ہوں لیکن ہوتی بہت اہم ہیں کیونکہ یہ تازہ دم ہونے اور آگے اگلا کام اچھے انداز سے کرنے کے مواقع فراہم کرتی ہیں، ہر سال کی طرح اس سال بھی آپ کو لمبی چھٹیاں مل رہی ہیں، اور آپ کے ذہن میں کوئی ایسا جدول نہیں ہے کہ ان تعطیلات کو کیسے گزاریں؟ تو میں آپ کو بتاتا ہوں کہ آپ اپنی چھٹیاں کیسے گزاریں؟

سب سے پہلے یہ کام کریں

پیارے طلبائے کرام! ابھی ہم نے سالانہ تعطیلات کے مقاصد میں سے آٹھواں مقصد یہ سنا کہ سالانہ چھٹیاں اس لئے دی جاتی ہیں تاکہ ہم ”اپنی کمزوریوں کو دور کر سکیں“۔

لہذا ہمیں اپنی چھٹیوں میں سب سے پہلے یہ کام کرنا ہے کہ ہم جس مضمون میں کمزور ہیں یا جس فن کے بارے میں آپ کے پاس علم نہیں ہے یا جس چیز کی جانکاری آپ کے پاس نہیں ہے آپ اس کو سیکھیں، اور یہ بھی یاد رکھیں کہ اگر آپ کہیں گے کہ چھٹیاں تو بہت ہیں چلیں آج نہیں کل کریں گے تو آپ کا کل کبھی نہیں آئے گا، چھٹیاں گزر جائیں گی لیکن آپ کا کام والا کل نہیں آئے گا۔

کمزوری کیسے دور کریں؟

اور اگر آپ یہ سوال کریں کہ ہم اپنی پچھلی کمزوری کو کیسے دور کریں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ فرض کریں آپ درس نظامی کے درجہ رابعہ میں ہیں اور نحو میں کمزور ہیں، تو اس کا حل یہ ہے کہ آپ اپنی کتاب کو پڑھنا شروع کریں اگر یہی کتاب سمجھ نہیں آتی تو درجہ ثالثہ میں داخل نصاب علم نحو کی کتاب کافی اٹھائیں اور پڑھنا سمجھنا شروع کریں اگر وہ بھی سمجھ نہ آئے تو درجہ ثانیہ کی علم نحو کی کتاب ہدایۃ النحو سے اپنی بنیاد مضبوط کریں، اگر وہ بھی نہیں حل ہوتی تو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ کوئی شرم کی بات ہے کیونکہ آپ اکیلے ہیں، پس آپ درجہ اولیٰ کی علم نحو کی

کتاب جو آپ کی مادری زبان میں ہے مثلاً خلاصۃ النحو، نصاب النحو وغیرہ، اس کتاب کو دہرائیں، آپ ایک ایک کر کے سارے اسباق پڑھتے ہوئے چلے جائیں، آپ یقیناً جانیں ابتدائی کتاب کو پڑھنے اور سمجھنے میں آپ کو کوئی دقت محسوس نہیں ہوگی بلکہ اس سے آپ اپنی بنیاد بنا سکتے ہیں اور اگر وہیں سے بنیاد بن جائے تو درجہ اولیٰ سے درجہ رابعہ تک علم نحو کی تمام کتب کا پڑھنا آپ کو آسان نہیں بلکہ دلچسپ لگے گا۔

اسی طرح اگر آپ کی صرف، یا عربی ادب، یا منطق، یا جو بھی فن کمزور ہے تو آپ اسے بھی بہتر کر سکتے ہیں، شرط یہ ہے کہ آپ کو شرمنا نہیں ہے اور ذوق و شوق کے ساتھ اپنے مشن کی جانب بڑھتے چلے جانا ہے ایک دن آپ دیکھیں گے کہ کامیابی آپ کے قدم چوم رہی ہوگی۔ ان شاء اللہ عزوجل

اسی طرح اگر آپ کو کسی ہنر میں دلچسپی ہو اور اس کی ضرورت آپ کو محسوس ہوتی ہو تو اس کو سیکھنے کے لئے چھٹیاں بہترین موقع ہے ہنر سیکھنے کے لیے، مثلاً مضمون لکھنا، شعر کی تشریح کرنا، سبق کا خلاصہ لکھنا، گرامر سیکھنا، یہ تمام بنیادی ضروریات ہیں اور ان کے بغیر آپ مدارس، کالج اور یونیورسٹی میں کامیاب نہیں ہو سکتے نتیجہً آپ کسی نوکری کے امتحان یا کسی رضاکاری کے میدان میں کام کے نہیں رہیں گے، اسی طرح کمپیوٹر کے استعمال کی بنیادی چیزیں جیسے آفس پروگرام میں پرچہ بنانا، ٹیبل بنانا، حساب تیار کرنا، خطوط لکھنا، اور دیگر ایسی ضرورت کی چیزیں سیکھنے سے آپ کالج یونیورسٹی اور معاشرتی ماحول میں نمایاں رہیں گے اور آپ کی خود اعتمادی میں بھی اضافہ ہوگا، لہذا اس طرح کے ہنر سیکھنے میں کوتاہی ہر گز نہیں برتنی چاہئے بلکہ ان کے وقوع کو یقینی بنانا چاہئے۔

یہ چند مثالیں ہیں مزید بھی ہر شعبے کے علوم آپ کو ابتدا ہی سے کمال کا بندہ بنا سکتے ہیں، اسی طرح قرآن مجید اور اسلامی علوم کی کوئی بھی کتاب اٹھائیں اور پڑھنا شروع کریں آپ ایک مہینے کے اندر اپنے ذہن کی ساری حیرانیاں ختم کر سکتے ہیں، بلکہ دوسروں کے استاد بھی بن سکتے ہیں، آپ بولنے کے لائق بن جائیں گے، آپ کی بات عقلمندانہ ہوگی، آپ کی رائے قیمتی ہوگی، اسی طرح کائنات، انسان، حیوان، جن، آسمان، زمین، فرشتوں، شیطان، جنت، جہنم، زندگی، موت، خدا، جائز ناجائز کے بارے میں آپ کے ذہن کے اندر جو جو سوالات موجود ہوں اور جن سوالات کی وجہ سے

آپ بے قراری اور اپنے اندر الجھن محسوس کرتے ہوں ان کو ان چھٹیوں میں حاصل کر لیجئے اس سے اچھا موقع پھر نہیں ملے گا۔

اللہ الکریم ہمیں اپنے مقصد میں کامیابی عطا فرمائے اور اپنی چھٹیوں کو اچھے انداز سے گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

قرآنی سورتوں کے مضامین

قرآن عظیم کی (۱۱۴) سورتوں کے متعلق اجمالی دلچسپ معلومات پر مشتمل یہ کتاب ہے جو اپنے اعتبار سے بہت علمی کتاب ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... سورت کا مقام نزول

☆... آیات، کلمات اور حروف کی تعداد

☆... سورت کا نام رکھے جانے کی وجہ

☆... سورت کے فضائل

☆... سورت کے مضامین

☆... پچھلی سورت کے ساتھ مناسبت

☆... اور رنگ برنگے مدنی پھول

مصنف

مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

بیان نمبر 10: پہلے علم یا تزکیہ (یعنی عمل)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللّٰطِیْفِ وَالصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الشَّافِعِیِّ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِیْبَ اللّٰهِ
اَلصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

درو و شریف کی فضیلت

سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ باقرینہ ہے: زَيِّنُوا مَجَالِسَكُمْ بِالصَّلَاةِ عَلَيَّ ”تم اپنی مجلسوں کو مجھ پر درود پڑھ کر آراستہ کرو“۔ (الجامع الصغير للسيوطي، ص ۲۸۰، حدیث: ۴۵۸۰)

پیارے طلبائے کرام! یہاں پر ایک سوال ہوتا ہے کہ محفل ہماری، مجلس ہماری، سبایا ہم نے، رقم خرچ کی ہم نے، اس کے لئے محنت کی ہم نے، ہم جیسے چاہیں، جس سے چاہیں، جس طرح چاہیں، اپنی مجلس کو آراستہ کریں، سبائیں، زینت دیں، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیوں فرما رہے ہیں کہ تم اپنی مجلسوں کو مجھ پر درود پڑھ کر سبایا کرو۔ تو سنئے! اگر ہم نے اپنی مجلس کو، اپنی محفل کو دنیوی تقیموں سے سبایا، دنیوی زیب و زینت کی چیزوں سے سبایا تو لوگ ہماری تعریف کریں گے، کہ واہ بھائی واہ! کیا محفل سبائی ہے؟ اور اس طرح ہمارا نام ہو گا، پس اگر ہم اپنی مجلس کو دنیوی زیب و زینت سے سجاتے ہیں تو ہمارا نام ہوتا ہے لیکن اگر ہم نے اپنی مجلس کو محبوب و دود عز و جل و صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر درود پڑھ کر سبایا تو ہمیں کیا ملے گا؟

تو اس سوال کا جواب اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے چودہ سو سال پہلے ہی ارشاد فرمادیا تھا کہ سنو! اگر تم اپنی مجلس کو دنیوی ساز و سامان اور زیب و زینت سے سجاؤ گے تو تمہیں صرف لوگوں کی تعریفیں ملیں گی، اور اگر تم اپنی مجلس کو مجھ پر درود پڑھ کر سجاؤ گے تو: فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ عَلَيَّ تُوَدَّرُ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ کہ تمہارا درود پڑھنا قیامت کے روز تمہارے لئے نور ہو گا۔ (الجامع الصغير للسيوطي، ص ۲۸۰، حدیث: ۴۵۸۰)

اللہ اکبر! جس وقت کوئی روشنی نہیں ہوگی، اندھیرا ہی اندھیرا ہوگا، چاند و سورج بے نور ہو چکے ہوں گے، قیامت کے اس ہوش ربماحول میں تمہارا یہ درود پاک پڑھنا تمہارے لئے نور یعنی روشنی ہوگا۔ اللہ! اللہ!

اور دنیوی زیب و زینت سے سبائی جانے والی مجلس پر لوگوں کی تعریف چند لمحے کی ہوں گی، یا چند دن، یا چند مہینے یا چند سال کی، یعنی لوگوں کی جانب سے ملنے والا صلہ اور بدلہ بہت جلد ختم ہو جائے گا، کچھ دن بعد لوگ ہمیں اور ہماری مجلس و محفل کو بھول جائیں گے، مگر اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر درود پاک پڑھنے کا صلہ پچاس ہزار سال تک نور کی صورت میں ملتا رہے گا، کیونکہ قیامت کا ایک دن پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا۔ اللہ اکبر!

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پہلے علم یا عمل

پیارے طلبائے کرام! اگر کسی طالب علم کو دوران طلب علم تقویٰ و پرہیزگاری اور علم کے زیور کے ساتھ ساتھ عمل سے آراستہ ہونے کو کہا جائے تو بعض طلبہ یہ جواب دیتے ہیں: بھائی! پہلے علم حاصل کر لو پھر اس کے بعد عمل کرنا۔

پیارے طلبائے کرام! ایسے طلبہ کا یہ جواب درست ہے یا نہیں؟ آج ان شاء اللہ اس جواب کا تجزیہ کرتے ہیں نیز قرآن و حدیث کی روشنی میں اس سوچ کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہم پہلے علم حاصل کریں اور پھر اس کے بعد اپنے نفس کا تزکیہ کر کے عمل کی جانب آئیں یا پہلے اپنے نفس کا تزکیہ کر کے عمل کی جانب آئیں اور پھر اس کے بعد حصول علم میں لگیں، آخر کون سا کام پہلے کریں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے مقاصد

اس سوال کا جواب ہم قرآن مجید، فرقان حمید سے لیتے ہیں چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جہاں جہاں محبوب کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بعثت کے مقصد کو بیان فرمایا ہے وہاں یوں بیان فرمایا: پارہ ۲، سورہ بقرہ، آیت نمبر ۱۵۱:

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰیٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ (پ ۲، البقرہ، ۱۵۱)

ترجمہ کنز الایمان: جیسے ہم نے تم میں بھیجا ایک رسول تم میں سے کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا اور کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا۔

اسی طرح پارہ ۴، سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۱۶۴ میں ارشاد ہوا:

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَإِنْ كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿١٦٤﴾ (پ ۴، آل عمران، ۱۶۴)

ترجمہ کنز الایمان: بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔ نیز اسی کے مثل پارہ ۲۸، سورہ جمعہ کی آیت نمبر ۲ میں ارشاد ہوا:

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَإِنْ كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٢٠﴾ (پ ۲۸، الجمعہ، ۲)

ترجمہ کنز الایمان: وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بے شک وہ اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے۔

پس مذکورہ تینوں آیات میں ربِّ کریم نے حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بعثت کے پانچ فرائض بیان فرمائے ہیں:

(۱)۔۔۔ قرآنی آیات کی تلاوت کرنا۔ (۲)۔۔۔ تزکیہ کرنا۔ (۳)۔۔۔ قرآن کی تعلیم دینا۔ (۴)۔۔۔ حکمت کی تعلیم دینا اور (۵)۔۔۔ جن اسرارِ معرفت و حقیقت کا لوگوں کو علم نہیں ان کی تعلیم دینا۔

پیارے طلبائے کرام! دیکھا آپ نے اللہ تبارک و تعالیٰ نے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بعثت کے مقاصد میں تزکیہ کو تعلیم قرآن و حکمت سے پہلے بیان فرمایا ہے جس سے صاف صاف اشارہ ہے کہ طالب علم کو دورانِ طلب علم نہیں بلکہ طلب علم سے پہلے ہی اپنے نفس کا تزکیہ اور عمل کے زیور سے متصف ہونا چاہئے اور یقیناً مانئے جو تزکیہ و عمل کے زیور سے آراستہ ہو کر علم دین حاصل کرتا ہے اس کی بات ہی کچھ اور ہوتی ہے کہ وہ فارغ التحصیل ہو کر زمانے کا امام

بن جاتا ہے چنانچہ:

حضرت سیدنا سہیل بن عبد اللہ تنسری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں، میں تین سال کی عمر کا تھا کہ رات کے وقت اُٹھ کر اپنے ماموں حضرت سیدنا محمد بن سوار علیہ رحمۃ الغفار کو نماز پڑھتے دیکھتا، ایک دن انہوں نے مجھ سے فرمایا، کیا تُو اُس اللہ تعالیٰ کو یاد نہیں کرتا جس نے تجھے پیدا فرمایا؟ میں نے پوچھا، میں اسے کس طرح یاد کروں؟ فرمایا، جب رات سونے لگو تو زبان کو حرکت دیئے بغیر مخض دل میں تین مرتبہ یہ کلمات (ک۔ ل۔ مات) کہو:

(۱)۔۔۔ اللہ مَعِی (۲)۔۔۔ اللہ نَاطِرُ الَیَّ (۳)۔۔۔ اللہ شَہِیدِی

ترجمہ: اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ میرا گواہ ہے۔

فرماتے ہیں، میں نے چند راتیں یہ کلمات پڑھے اور پھر ان کو بتایا۔ انہوں نے فرمایا، اب ہر رات سات مرتبہ پڑھو، میں نے ایسا ہی کیا اور پھر ان کو مطلع کیا۔ فرمایا، ہر رات گیارہ مرتبہ یہی کلمات پڑھو۔ (فرماتے ہیں) میں نے اسی طرح پڑھا تو میرے دل میں اس کی لذت معلوم ہوئی۔ جب ایک سال گزر گیا تو میرے ماموں جان علیہ رحمۃ اللہ الحنان نے فرمایا: میں نے جو کچھ تمہیں سکھایا ہے اسے قبر میں جانے تک ہمیشہ پڑھتے رہنا ان شاء اللہ عزَّوَجَلَّ یہ تمہیں دنیا اور آخرت میں نفع دے گا۔

سیدنا سہیل بن عبد اللہ تنسری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: میں نے کئی سال تک ایسا ہی کیا تو میں نے اپنے اندر اس کا بے انتہا مزہ پایا۔ میں تنہائی میں یہ ذکر کرتا رہا۔ پھر ایک دن میرے ماموں جان علیہ رحمۃ اللہ الحنان نے فرمایا: اے سہیل! اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ ہو، اسے دیکھتا ہو اور اس کا گواہ ہو، کیا وہ اس کی نافرمانی کرتا ہے؟ ہر گز نہیں۔ لہذا تم اپنے آپ کو گناہ سے بچاؤ۔ پھر ماموں جان علیہ رحمۃ اللہ الحنان نے مجھے مکتب میں بھیج دیا۔ میں نے سوچا کہیں میرے ذکر میں خلل نہ آجائے لہذا استاد صاحب سے یہ شرط مقرر کر لی کہ میں ان کے پاس جا کر صرف ایک گھنٹہ پڑھوں گا اور واپس آجاؤں گا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ میں نے مکتب میں چھ یا سات برس کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا۔

سیدنا سہیل بن عبد اللہ تنسری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ میں روزانہ روزہ رکھتا تھا۔ بارہ سال کی عمر تک میں جو کی روٹی کھاتا رہا۔ تیرہ سال کی عمر میں مجھے ایک مسئلہ (مس۔ ء۔ لہ) پیش آیا۔ اس کے حل

کے لئے گھر والوں سے اجازت لے کر میں بصرہ آیا اور وہاں کے علماء سے وہ مسئلہ پوچھا، لیکن ان میں سے کسی نے بھی مجھے شافی جواب نہ دیا۔ پھر میں عبّاد ان کی طرف چلا گیا۔ وہاں کے مشہور عالم دین حضرت سیّدنا ابو حبیب حمزہ بن ابی عبد اللہ عبّادانی قدس سرہ اللہ تعالیٰ سے میں نے مسئلہ پوچھا تو انہوں نے مجھے تسلی بخش جواب دیا۔ میں ایک عرصہ تک ان کی صحبت میں رہا، ان کے کلام سے فیض حاصل کرتا اور ان سے آداب سیکھتا پھر میں تشرّی کی طرف آگیا۔ میں نے گزارہ کا انتظام یوں کیا کہ میرے لیے ایک درہم کے جو شریف خرید لئے جاتے اور انہیں پیس کر روٹی پکائی جاتی۔ میں ہر رات سحری کے وقت ایک اوقیہ (یعنی تقریباً ۷۰ گرام) جو کی روٹی کھاتا، جس میں نہ نمک ہوتا اور نہ ہی سالن۔ یہ ایک درہم مجھے سال بھر کے لئے کافی ہوتا۔ پھر میں نے ارادہ کیا کہ تین دن مسلسل فاقہ کروں گا اور اس کے بعد کھاؤں گا۔ پھر پانچ دن، پھر سات دن اور پھر پچیس دنوں کا مسلسل فاقہ رکھا۔ (یعنی ۲۵ دن کے بعد ایک بار کھانا کھاتا۔) بیس سال تک یہی طریقہ رہا پھر میں نے کئی سال تک سیر و سیاحت کی، واپس تشرّی آیا تو جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا شب بیداری اختیار کی۔

حضرت سیّدنا امام احمد علیہ رحمۃ الہ احد فرماتے ہیں، میں نے مرتے دم تک سیّدنا سہل بن عبد اللہ تشرّی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو کبھی نمک استعمال کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ (فیضان سنت، باب فیضان بسم اللہ، ص ۵۶)

پیارے طلبائے کرام! دیکھا آپ نے حضرت سیّدنا محمد بن سوّار علیہ رحمۃ اللہ الغفار نے اپنے بھانجے کی کس طرح مدنی تربیت فرمائی کہ پہلے ۳ مرتبہ پھر ۷ مرتبہ اور پھر ۱۱ مرتبہ کلمات پڑھنے کا فرمایا اور یوں بالآخر یہ کلمات پڑھنا حضرت سیّدنا سہل بن عبد اللہ تشرّی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عادت بن گئی۔

اور جب تزکیہ نفس کر کے کُتب گئے تو چھ یا سات برس کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا۔

حضرت سہل بن عبد اللہ تشرّی کا مقام

صاحب تذکرۃ الاولیاء حضرت شیخ فرید الدین عطار علیہ رحمۃ اللہ الغفار اپنی کتاب تذکرۃ الاولیاء میں فرماتے ہیں: حضرت سیّدنا سہل بن عبد اللہ تشرّی علیہ رحمۃ اللہ القوی کا مقام صوفیائے کرام میں بہت بلند ہے اور آپ کو مقتدائے صوفیاء کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا کیونکہ آپ کا شمار متقدمین صوفیاء میں ہوتا ہے، آپ کی وفات ۲ محرم الحرام

۳۸۲ھ کو ہوئی۔ (تذکرۃ الاولیاء ص ۱۶۸)

لہذا ہمیں بھی چاہئے علم کے ساتھ عمل کے زیور سے لازمی طور پر آراستہ ہوں کہ یہ نورِ علم ہے، نیز اللہ تبارک و تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان کہ اس نے ہمیں دعوتِ اسلامی کا دینی ماحول عطا فرمایا جس میں عمل کرنے کا ذہن دیا جاتا ہے اور عمل کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی، اگر اس دینی ماحول سے فائدہ نہ اٹھا سکیں تو اپنی محرومی ہے۔

پیارے طلبائے کرام! علم بغیر عمل کے فائدہ مند نہیں۔ جیسا کہ حضرت سیدنا لقمان حکیم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمِیْم نے اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”اے میرے لختِ جگر! جس طرح کھیت پانی اور مٹی کے بغیر درست نہیں ہو سکتا، اسی طرح ایمان، علم و عمل کے بغیر درست نہیں رہ سکتا۔“ (قوت القلوب، الفصل الحادی والعشرون، ج ۱، ص ۲۳۴)

ایک مرتبہ حضور نبی رحمت، شَفِیعُ اُمّتِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام رِضْوَانُ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن سے ارشاد فرمایا: ”شیطان بعض اوقات تم سے علم میں سبقت لے جاتا ہے۔“ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ نے عرض کی: ”یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وہ علم میں ہم سے کیسے بڑھ سکتا ہے؟“ تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”وہ کہتا ہے علم حاصل کرو لیکن اس پر اس وقت تک عمل مت کرو جب تک کہ عالم نہ بن جاؤ، علم کے حصول میں یہی کہتا رہتا ہے اور عمل کے سلسلے میں ٹال مٹول سے کام لیتا رہتا ہے یہاں تک کہ بندہ اس حال میں مر جاتا ہے کہ اس نے کوئی عمل نہیں کیا ہوتا۔“

(الجامع لأخلاق الراوی للخطیب بغدادی، باب النیة فی طلب الحدیث، الحدیث: ۳۵، ج ۱، ص ۸۹)

اللہ اکبر! پیارے طلبائے کرام! دیکھا آپ نے جو لوگ اس طرح کی باتیں کرتے ہیں کہ ”پہلے علم حاصل کرو، فارغ ہو کر عمل کرنا“ وہ کس قدر گھائے میں ہیں اور یہی کہتے کہتے بالآخر اس حالت میں موت کے شکار ہو جاتے ہیں کہ ان کے پاس کوئی عمل نہیں ہوتا، نیز اس حدیثِ پاک سے یہ بھی پتا چلا کہ یہ سب کچھ وہ نہیں بلکہ اس سے شیطان کہلوا رہا ہوتا ہے، اللہ پاک ہمارے حالِ زار پر رحمت کی نظر فرمائے۔

منقول ہے کہ علم عمل کو پکارتا ہے اگر عمل اس کی پکار پر لَبَّیْک (یعنی میں حاضر ہوں) کہے تو علم رک جاتا ہے

ورنہ کوچ کر جاتا ہے۔ (تاریخ مدینہ دمشق، ج ۵۶)

امامِ آجَلِّ حضرت سیدنا شیخ ابوطالب مکی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے قُوْتُ الْقُلُوْب میں حضرت سیدنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کا یہ قول نقل فرمایا ہے کہ علم اتنا ہی حاصل کرو جس پر تم عمل کرنا چاہتے ہو، اللہ عَزَّوَجَلَّ

کی قسم! اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں علم پر اس وقت تک اجر عطا نہیں کرے گا جب تک تم اس پر عمل نہ کرو گے۔

(قوت القلوب، الفصل الحادی والعشرون، ج ۱، ص ۲۳۰)

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے
آفات علم کے متعلق فرامینِ مصطفیٰ

پیارے طلبائے کرام! علم بغیر عمل ہلاکت ہے چنانچہ اس ضمن میں چند فرامینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ملاحظہ فرمائیے:

(۱)۔۔۔ بے شک بروز قیامت لوگوں میں سے زیادہ سخت عذاب اس عالم کو ہو گا جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کے علم سے نفع نہ دیا۔ (شعب الایمان للبیہقی، باب فی نشأ العلم، الحدیث: ۱۷۷۸، ج ۲، ص ۲۸۵)

مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ المنان فرماتے ہیں: یعنی علم پر عمل کر کے خود نفع حاصل نہ کیا، یعنی عالم بے عمل، پس علم درخت ہے عمل اس کا پھل، بڑا بد نصیب وہ شخص ہے جو اپنے درخت کا پھل خود نہ کھائے، جاہل بے عمل کو ایک عذاب ہے اور عالم بے عمل کو سات گنا عذاب۔ (مراۃ المناجیح، ج ۱، ص ۲۵۸)

(۲)۔۔۔ آدمی اس وقت تک عالم نہیں ہو سکتا جب تک اپنے علم پر عمل نہ کرے۔

(فیض القادیرون لیلناوی، حرف العین، تحت الحدیث: ۵۲۵۹، ج ۲، ص ۳۸۹)

(۳)۔۔۔ علم دو ہیں: ایک وہ جو زبان پر ہوتا ہے، یہ مخلوق کے خلاف اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حجت ہے اور دوسرا وہ جو

دل میں ہوتا ہے، یہ علم نفع بخش ہے۔ (تاریخ بغداد، احمد بن الفضل: ۲۴۹۵، ج ۵، ص ۱۰۸)

(۴)۔۔۔ آخری زمانے میں جاہل عابد اور فاسق علما ہوں گے۔

(المستدرک، کتاب الرقاق، باب اربع اذا کان فیک... الخ، الحدیث: ۷۹۵۳، ج ۵، ص ۴۴۹)

(۵)۔۔۔ علم اس لئے حاصل نہ کرو کہ اس کے ذریعے علما پر فخر کرو گے، جاہلوں سے جھگڑا کرو گے اور لوگوں

کو اپنی طرف مائل کرو گے، جو ایسا کرے گا وہ آگ میں جائے گا۔

(سنن ابن ماجہ، المقدمة، باب الانتقام بالعلم والعمل بہ، الحدیث: ۲۵۳-۲۵۴، ج ۱، ص ۱۶۵)

(۶)۔۔۔ جس کے علم میں تو اضافہ ہوتا ہے لیکن ہدایت نہیں بڑھتی اس کی اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دوری ہی بڑھتی

ہے۔ (البقاصد الحسنۃ، حرف الیم، الحدیث: ۱۰۷۸، ص ۷۰۷)

پیارے طلبائے کرام! مذکورہ احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ علم کا خطرہ بہت زیادہ ہے، کیونکہ عالم یا تودانگی ہلاکت میں مبتلا ہو جاتا ہے یا دانگی سعادت پا جاتا ہے اور علم میں غور و خوض کرنے سے اگر وہ سعادت نہ پائے تو سلامت بھی نہیں رہتا۔

علم دنیا اور عمل آخرت ہے

حضرت سیّدنا سہل بن عبداللہ تستری عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْوَلِی نے فرمایا: ”علم سارے کا سارا دنیا ہے اور اس پر عمل آخرت ہے اور اخلاص کے بغیر تمام اعمال بے کار ہیں۔“

(قوت القلوب، الفصل الحادی والثلاثون، باب ذکر الفرق بین علماء الدنیا... الخ، ج ۱، ص ۲۷۱، بتغییر قلیل)

نیز یہ بھی فرمایا کہ ”تمام لوگ مردہ ہیں سوائے علمائے علما کے اور علمائے علما سب نشے میں ہیں سوائے علم کرنے والوں کے اور عمل کرنے والے سب دھوکے میں ہیں سوائے اخلاص والوں کے اور جو مخلص ہیں انہیں خوف لاحق ہے کہ نہ معلوم ان کا خاتمہ کیسا ہو گا۔“ (شعب الایمان للبیہقی، باب فی اخلاص العمل... الخ، الحدیث: ۲۸۶۸، ج ۵، ص ۳۴۵)

حضرت سیّدنا سہل بن عبداللہ تستری عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْوَلِی اکثر یہ بھی فرمایا کرتے کہ علم حاصل کرنے والوں کی بھی تین قسمیں ہیں:

(۱)۔۔۔ ایک طالب علم وہ ہے جو علم اس لئے حاصل کرتا ہے تاکہ اس پر عمل کرے۔

(۲)۔۔۔ ایک اس لئے علم حاصل کرتا ہے تاکہ مسائل میں اختلاف جان سکے اور پھر احتیاط کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے تقویٰ پر عمل کرے۔

(۳)۔۔۔ ایک طالب علم ایسا ہے جو اس لئے علم حاصل کرتا ہے تاکہ تاویل کرنا جان سکے، پھر حرام کو حلال بنا کر حاصل کر سکے۔ چنانچہ ایسے شخص کے ہاتھوں حق ضائع ہو جاتا ہے۔

(اتحاف السادة المتقين، کتاب العلم، الباب السادس فی آفات العلم، ج ۱، ص ۲۹۳)

علم کی حفاظت کا نسخہ میمیا

حضرت سیّدنا سہل بن عبداللہ تستری عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْوَلِی نے فرمایا: ایک شخص جس کو ظاہری علوم حاصل کرنے کا بڑا شوق

تھا اچانک اس نے عبادت کے لئے لوگوں سے علیحدگی اختیار کر لی۔ میں نے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی مجھے کہہ رہا ہے: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں برباد کرے تم کب تک علم کو ضائع کرتے رہو گے!“ تو میں نے کہا: ”میں تو علم کو محفوظ کر رہا ہوں۔“ اس نے کہا: ”علم کی حفاظت اس پر عمل کرنے سے ہوتی ہے۔“ بس پھر میں طلب علم کو چھوڑ کر عمل کی طرف متوجہ ہو گیا۔ (فیض القدیر للمناوی، حرف الہیۃ، تحت الحدیث: ۳۰۱، ج ۳، ص ۲۰۹، بتغییر الفاظ)

امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نے احیاء العلوم کی پہلی جلد میں علمائے سوء اور علمائے آخرت کا عنوان قائم کر کے دونوں کی علامت پر بڑا تفصیلی کلام فرمایا ہے لہذا وقت نکال کر اس کا مطالعہ کرنا اس عنوان پر کافی مفید ثابت ہو گا۔

پیارے طلبائے کرام! نبی کریم، روف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فرامین مبارکہ اور بزرگانِ دین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے ارشادات کی روشنی میں وہی طالب علم کامیاب کہلائے گا جو دورانِ تعلیم بالخصوص اور بعد تکمیل تعلیم بالعموم مندرجہ ذیل چیزوں کو پیش نظر رکھنے والا ہو:

(۱)۔۔۔ رضائے الہی کے لئے حصولِ علم دین کا متلاشی ہو۔

(۲)۔۔۔ ضیاعِ وقت سے پرہیز کرنے والا ہو۔

(۳)۔۔۔ حسنِ اخلاق کا پیکر ہو۔

(۴)۔۔۔ زبان، نگاہ اور دل کی حفاظت کرنے والا ہو۔

(۵)۔۔۔ سوال سے بچنے والا ہو۔

(۶)۔۔۔ عاجزی کا خُورگر ہو۔

(۷)۔۔۔ حرصِ مال سے کوسوں دور ہو۔

(۸)۔۔۔ حرصِ علم ہو۔

(۹)۔۔۔ مرشد، اساتذہ اور والدین کا ادب کرنے والا ہو۔

(۱۰)۔۔۔ نظامِ الاوقات کی پابندی کرنے والا ہو۔

(۱۱)۔۔۔ حقِ صحبت کا خیال رکھنے والا ہو۔

(۱۲)۔۔۔ تکالیف و آلام پر صابر ہو۔

(۱۳)۔۔۔ ذوقِ عبادت رکھنے والا ہو۔

(۱۴)۔۔۔ نیکی کی دعوت دینے والا ہو۔

(۱۵)۔۔۔ نیز اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لئے راہِ خدا عز و جل میں سفر کرنے والا ہو۔

پیارے طلبائے کرام! ان تمام اوصاف کے حصول کے لئے امیرِ اہل سنت، بانیِ دعوتِ اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی کے عطا کردہ نیک اعمال پر عمل کرنا بے حد مفید ہے۔ ان شاء اللہ عز و جل، اس کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد آپ کا دل گواہی دے گا کہ یہ خود احتسابی کا ایک جامع اور خود کار نظام ہے جس کو اپنالینے کے بعد نیک بننے کی راہ میں حائل رکاوٹیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بتدریج دور ہوتی چلی جاتی ہیں اور اس کی برکت سے باجماعت نماز پڑھنے پر استقامت پانے، پابندِ سنت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لئے کڑھنے کا ذہن بنتا ہے۔

پیارے طلبائے کرام! موت کا کوئی بھروسہ نہیں کہ کب آجائے لہذا وقت کو غنیمت جانتے ہوئے آج نہیں بلکہ ابھی سے عمل کے میدان میں آجائیے، فرائض و واجبات، سنن و نوافل کی بجا آوری نیز گناہوں سے اجتناب کر کے تبلیغِ دین کا مقدس کام کرنے کی نیت کیجئے اور عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے بارہ دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجئے کہ ہمارے ذریعے سے جتنے لوگ صوم و صلوٰۃ کے پابند بنیں گے ان کا ثواب بھی ہمیں ملے گا۔

اور نفس و شیطان کے اس حیلے میں مت آئیے کہ جب تعلیم مکمل کر لوں گا اس وقت دینی کام کروں گا، یہ نفس و شیطان کا بہت بڑا دھوکہ ہے کہ پہلی بات یہ کسی کو نہیں معلوم کہ فراغت تک میں زندہ رہوں گا یا نہیں، دوسری بات یہ کہ فراغت کے بعد اور بھی کام گلے پڑ جائیں گے کیا بعید کہ دینی کاموں کا وقت ہی نہ ملے اور تیسری بات یہ کہ کب کس کا ذہن تبدیل ہو جائے کوئی بھروسہ نہیں لہذا آج ذہن بنا ہے تو کام شروع کر دیجئے، نیز چوتھی بات یہ کہ میں نے بہت سے لوگوں کو دیکھا ہے جو کہتے تھے ابھی محنت کر کے علم حاصل کر لیں، پھر فارغ التحصیل ہو کر خوب دینی کاموں کی دھو میں مچائیں گے لیکن جب وہ فارغ التحصیل ہوئے تو ان کے ذہن ہی تبدیل ہو گئے، لہذا نہ دورانِ طلبِ علم

دین دینی کام کر پائیں اور نہ ہی فارغ التحصیل ہو کر کر پائیں، اس لئے آپ سے عرض ہے کہ وقت کو غنیمت جانتے ہوئے بارہ دینی کاموں میں لگ جائیے ان شاء اللہ عز و جل علم کے ساتھ ساتھ عمل کی دولت سے بھی آراستہ ہو جائیں گے۔
اللہ پاک کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں علم نافع و عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے۔
آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

امت محمدیہ کے سوالات اور ان کے قرآنی جوابات

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :
امت محمدیہ سے کم سوال کسی امت نے نہ کئے، کہ امت محمدیہ
نے صرف 14 سوال کئے

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری
مدنی فقیہ پوری



بیان نمبر 11: ہمارا مستقبل کیسا ہے؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللّٰطِیْفِ وَالصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الشَّافِعِیِّ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِیْبَ اللّٰهِ
اَلصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

دروود شریف کی فضیلت

حضرت سیدنا عبد اللہ بن حکم رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضرت سیدنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْکَافِی کو دیکھ کر پوچھا: ”مَا فَعَلَ اللّٰهُ بِكَ یَعْنِی اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ“ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟“ فرمایا: ”مجھ پر رحم فرمایا اور بخش دیا اور میرے لئے جنت یوں سجائی گئی جیسے کہ دلہن کو سجایا جاتا ہے اور مجھ پر نعمتیں یوں نچھاور کی گئیں جیسے کہ دولہا پر نچھاور کرتے ہیں۔“ میں نے پوچھا: ”کس سبب سے آپ نے یہ مقام پایا؟“ فرمایا: ”میری کتاب ”الرِّسَالَةُ“ میں جو درودِ پاک لکھا ہے اس کے سبب سے۔“ میں نے پوچھا: ”وہ کس طرح ہے؟“ فرمایا: ”وہ یوں ہے:

صَلِّ اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا ذَكَرَهُ الدَّاكِرُونَ وَعَدَدَ مَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْعَافِلُونَ

ترجمہ: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ حضرت سیدنا محمد صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ذکر کرنے والوں اور ان کے ذکر سے

غافل رہنے والوں کی تعداد کے برابر ان پر رحمت نازل فرما۔“

حضرت سیدنا عبد اللہ بن حکم رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں: صبح کو میں نے کتاب ”الرِّسَالَةُ“ کو دیکھا تو وہی درودِ پاک لکھا ہوا تھا جو آپ نے خواب میں بتایا تھا۔

(سعادة الدارين، الباب الرابع فیما۔۔ الخ، اللطيفة الحادية والعشرون، ص ۱۳۴)

آئیے اس درودِ پاک کو ایک بار ہم بھی پڑھ کر اس کی برکتیں حاصل کریں:

صَلِّ اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا ذَكَرَهُ الدَّاكِرُونَ وَعَدَدَ مَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْعَافِلُونَ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے طلبائے کرام! معاشرے میں طلبہ کا کردار انتہائی اہم ہوتا ہے، طلبہ قوم کے قیمتی سرمایہ ہوتے ہیں، معاشرے کی نشوونما، معاشرے کی بقا، معاشرے کی صلاح و فلاح، اس کا مستقبل طلبہ کے دامن سے ہی وابستہ ہوتا ہے۔

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ عظیم الشان کتاب "عیون الحکایات" جلد ۲ صفحہ نمبر ۵۵ پر "علم دین کی عظمت" سے مالا مال ایک بہت ہی پیاری حکایت درج ہے، آئیے! نہایت توجہ کے ساتھ سنیے اور "علم دین" حاصل کرنے کا شوق پیدا کیجئے چنانچہ:

بیٹے کی عظمت و بلندی

حضرت سیدنا عبد الوہاب بن عطاء خُفَّ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: حضرت سیدنا ابو عبد الرحمن فروخ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ بنو امیہ کے دورِ خلافت میں جب سرحدوں کی حفاظت کے لئے خراسان گئے تو اس وقت آپ کی زوجہ محترمہ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِا اُمید سے تھیں۔ آپ اپنی زوجہ کے پاس تیس (۳۰) ہزار دینار چھوڑ کر گئے۔ ستائیس (۲۷) سال بعد جب آپ واپس مدینہ منورہ تشریف لائے۔ گھر پہنچ کر نیزے سے دروازہ اندر دھکیلا تو حضرت سیدنا ربیعہ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ باہر نکلے۔ جیسے ہی انہوں نے ایک مسلح شخص کو دیکھا تو بڑے غضب ناک انداز میں بولے: اے اللہ کے بندے! کیا تو میرے گھر پر حملہ کرنا چاہتا ہے؟ حضرت سیدنا فروخ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا: نہیں، میں حملہ نہیں کرنا چاہتا۔ تم یہ بتاؤ کہ تمہیں میرے گھر میں داخل ہونے کی جرات کیسے ہوئی؟ پھر دونوں میں تلخ کلامی ہونے لگی۔ قریب تھا کہ دونوں دست و گریبان ہو جاتے۔ لیکن ہمسائے بیچ میں آگئے اور لڑائی نہ ہوئی۔ جب حضرت سیدنا مالک بن انس رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اور دوسرے لوگوں کو خبر ہوئی تو وہ فوراً چلے آئے۔ حضرت سیدنا مالک بن انس رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے ٹوکنے پر حضرت ابو عبد الرحمن فروخ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے ان سے فرمایا: میرا نام فروخ ہے اور یہ میرا ہی گھر ہے۔ ان کی زوجہ محترمہ جو دروازے کے پیچھے ساری گفتگو سن رہی تھیں اس بات سے انہیں پہچان گئیں اور کہا: یہ میرے شوہر ہیں اور ربیعہ ان کا بیٹا ہے۔ ان کے راہِ خدا میں جاتے وقت ربیعہ میرے

پیٹ میں تھا۔ یہ سُن کر دونوں باپ بیٹے گلے ملے اور ان کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو چھلک پڑے۔

حضرت سیدنا ابو عبد الرحمن فرُّوخ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے کھانا کھانے اور آرام کرنے کے کچھ دیر بعد اپنی زوجہ سے پوچھا: وہ ۳۰ ہزار دینار کہاں ہیں جو میں چھوڑ کر گیا تھا؟ عرض کی: وہ میں نے ایک جگہ دفنا دیئے تھے، کچھ دن بعد نکال لوں گی۔ اتنے میں حضرت سیدنا ربیعہ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ مسجد میں اپنے حلقہ دُرس میں چلے گئے اور درس حدیث دینے لگے۔ حضرت سیدنا فرُّوخ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نماز ادا کرنے مسجد میں گئے تو دیکھا کہ ایک حلقہ لگا ہوا ہے اور لوگ بڑے ادب و توجہ سے علم دین سیکھ رہے ہیں اور ایک خوب رو نوجوان انہیں درس دے رہا ہے۔ انہوں نے لوگوں سے پوچھا: یہ کون صاحب ہیں، جو علم کے موتی لٹا رہے ہیں؟ لوگوں نے بتایا: یہ ربیعہ بن ابو عبد الرحمن ہیں یہ سُن کر آپ بے حد خوش ہوئے اور فرمایا: اللہ ربُّ العزّت جَلَّ جَلَالُہُ نے میرے بیٹے کو کیسا عظیم مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ پھر آپ گھر تشریف لائے اور اپنی زوجہ سے فرمایا: میں نے تمہارے لختِ جگر کو آج عظیم مرتبے پر فائز دیکھا ہے، وہ تو علم کے موتی لٹانے والا سمندر ہے۔ آپ کی زوجہ محترمہ نے کہا: آپ کو اپنے ۳۰ ہزار دینار چاہئیں یا اپنے بیٹے کی یہ عظمت و بلندی۔ کہا: خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مجھے تو اپنے بیٹے کی اس عظیم نعمت کے بدلے کچھ بھی نہیں چاہیے۔ آپ کی زوجہ محترمہ نے کہا: تو پھر سنئے! میں نے وہ تمام مال آپ کے بیٹے پر خرچ کر کے اسے علم دین سکھایا ہے۔ یہ سُن کر آپ نے فرمایا: خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تم نے مال ضائع نہیں کیا بلکہ بہت اچھی جگہ خرچ کیا ہے۔ (عیون الکاویات، جلد ۲، ص ۵۵)

میں	سب	دولت	رہ	حق	میں	لُٹا	دوں
شہا	ایسا	مجھے	جذبہ	عطا	ہو		

بادام و گھی کا حلوہ

اسی طرح حضرت سیدنا قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے بارے میں منقول ہے کہ بچپن میں آپ کے سر سے والد کا سایہ اُٹھ گیا، والدہ نے گھر چلانے کے لیے انہیں ایک دھوبی کے پاس بٹھادیا، ایک بار یہ امام اعظم رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی مجلس میں جا پہنچے، وہاں کی باتیں انہیں اس قدر پسند آئیں کہ یہ دھوبی کو چھوڑ کر وہیں بیٹھنا شروع ہو گئے۔ والدہ کو جب پتا چلتا وہ انہیں اٹھاتیں اور دھوبی کے پاس لے جاتیں، جب معاملہ بڑھا تو ان کی والدہ نے

حضرت امام اعظم رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے کہا: اس بچے کی پرورش کرنے والا کوئی نہیں، میں نے اسے دھوبی کے پاس بٹھایا تھا تاکہ کچھ کما کر لاسکے، مگر آپ نے اسے بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔ حضرت امام اعظم رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا: اے خوش بخت! اسے علم کی دولت حاصل کرنے دے وہ دن دُور نہیں جب یہ باداموں اور دیسی گھی کا حلوہ اور عمدہ فالودہ کھائے گا۔ یہ بات سن کر امام ابو یوسف رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی والدہ بہت ناراض ہوئیں، کہنے لگیں: (آپ ہم سے مذاق کرتے ہیں بھلا) ہم جیسے غریب لوگ باداموں اور دیسی گھی کا حلوہ کیسے کھا سکتے ہیں؟ امام ابو یوسف رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ استقامت کے ساتھ علم دین حاصل کرتے رہے، یہاں تک کہ وہ وقت آیا جب عہدہ قضا ان کے سپرد کر دیا گیا۔ ایک دفعہ خلیفہ نے ان کی دعوت کی، دورانِ دعوت خلیفہ نے باداموں اور دیسی گھی کا حلوہ اور عمدہ فالودہ ان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا: ”اے امام! یہ حلوہ کھائیے، روز روز ایسا حلوہ تیار کروانا ہمارے لئے آسان نہیں۔“ یہ سن کر امام ابو یوسف رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو امام اعظم رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی بات یاد آئی تو وہ مسکرانے لگے، خلیفہ کے استفسار پر فرمایا: میرے استاد محترم حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے برسوں پہلے میری والدہ سے فرمایا تھا کہ تمہارا یہ بیٹا باداموں اور دیسی گھی کا حلوہ اور فالودہ کھائے گا، آج میرے استاد محترم کا فرمان پورا ہو گیا۔ پھر انہوں نے اپنے بچپن کا سارا واقعہ خلیفہ کو سنایا تو وہ بہت متعجب ہوئے اور کہا: بے شک علم ضرور فائدہ دیتا اور دین و دنیا میں بلندی دلاتا ہے۔

(عیون الحکایات، الحکایۃ الثانیۃ عشرۃ بعد الشا ثمانیۃ ص ۷۸، ۷۹، ملخصاً)

پیارے طلبائے کرام! ان دونوں حکایات سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ایک طالب علم کا مستقبل کیسا ہونا چاہئے؟ یقیناً ہر طالب علم روشن مستقبل کے خواب دیکھتا ہے اور دیکھنا بھی چاہئے، آگے بڑھنے کا ذوق و شوق رکھنا بھی چاہئے، طالب علم کو فارغ التحصیل ہو کر دین و دنیا دونوں کے اعتبار سے کامیاب ہونا چاہئے، دین کے اعتبار سے یوں کہ ایک باوقار اور با علم و عمل عالم دین ہونا چاہئے، قوم کی رہنمائی کرنے والا ہونا چاہئے، دین کا درد اور کڑھن رکھنے والا ہونا چاہئے۔ اور دنیا کے اعتبار سے یوں کہ مالی طور پر اچھی تنخواہ پا کر فارغ البال ہونا چاہئے تاکہ اپنی تمام تر ضروریات پوری کر سکے، غریب و نادار نہ ہو کہ دوسروں کی مدد کے سہارے رہے، پانچ چھ ہزار کی امامت کرتا پھرے، ٹیوشن اور ختم پڑھتا پھرے، نذرانے کے لئے محفلیں تلاش کرتا پھرے، کھانوں کے لئے مُردوں کا دسواں، میسواں اور چالساواں کرتا پھرے۔

پیارے طلبائے کرام! اللہ پاک آپ کی مدد فرمائے، آپ کو مستقبل کا ماہر عالم دین، مفتی اسلام بنائے، دین کا داعی

اور دین کے لئے سعی کرنے والا بنائے، مالی حیثیت سے مضبوط بنائے، اپنے سوا کسی کا محتاج نہ بنائے، معاشرے میں سر اٹھا کر جینے والا بنائے، نذرانے وصول کرنے والا نہیں بلکہ خود دوسروں کو نذرانہ دینے والا بنائے، دوسروں کی دعوتوں کا منتظر نہیں بلکہ خود دوسروں کی دعوت کرنے والا بنائے۔

لیکن یہ ہو گا کیسے؟ ہمارا مستقبل تابناک بنے گا کیسے؟ سوچنے کا مقام تو ہے، پیارے طلبائے کرام! اگر واقعی میں آپ اپنے مستقبل کو دین و دنیا دونوں کے اعتبار سے روشن بنانا چاہتے ہیں تو میں آپ کی بارگاہ میں کچھ ایسی چیزیں بیان کرتا ہوں جن کو زمانہ طلب علمی میں پیش نظر رکھا جائے تو ان شاء اللہ عز و جل ہمارا مستقبل روشن و تابناک ہو گا۔ وہ چند چیزیں یہ ہیں:

مستقبل کو روشن بنانے کے فارمولے

(۱)۔۔۔ تمام علوم دینیہ کی تکمیل تندہی اور لگن و محنت کے ساتھ کیجئے: درسِ نظامی کا کورس ایک ہے مگر جنہوں نے درسِ نظامی کا کورس اچھے انداز میں کیا وہ فارغ ہو کر احمد رضا، مفتی اعظم ہند، شارح بخاری، محقق مسائل جدیدہ مفتی نظام الدین و مفتی فاروق و قاسم بنتا ہے اور جنہوں نے درسِ نظامی کا دورانیہ وقت گزاری، دوستیوں اور پاس ہونے کے لئے مخصوص نمبر حاصل کرنے کے لئے کیا وہ ناظرہ پڑھانے والا، امامت کرنے والا، دسواں، بیسواں، چالسواں کرنے والا بنتا ہے۔

لہذا ہمیں درسِ نظامی کی ہر کلاس اس طور پر پڑھنا ہے کہ درجہ بڑھنے کے ساتھ ساتھ ہماری صلاحیت بھی بڑھے۔

(۲)۔۔۔ نصابی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ غیر نصابی سرگرمیوں میں حصہ لینا: نصابی سرگرمیوں سے مراد داخل نصاب علوم و فنون ہیں اور غیر نصابی سرگرمیوں سے مراد وہ علوم و فنون ہیں جو داخل نصاب نہیں مثلاً: تقریر، تصنیف، تبلیغ وغیرہ ہے۔ یعنی طالب علم فارغ ہوتے ہوتے ان میدانوں کا شہسوار بن چکا ہو۔ الحمد للہ! مجھے یہ بات بیان کرتے ہوئے فخر محسوس ہو رہا ہے کہ عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی نے ہمیں غیر نصابی سرگرمیاں بارہ دینی کاموں کی صورت میں بدرجہ اتم مہیا کر دی ہیں کہ جو جتنا احسن انداز سے بارہ دینی کام کرنے والا ہو گا وہ اتنا ہی زیادہ تقریر، تصنیف اور تبلیغ میں ماہر ہو گا۔

اور سن لیجئے زمانہ طلب علمی میں ان کاموں کے دوران اگر غلطی ہوئی تو عیب نہیں شمار کیا جائے گا بلکہ اس کی اصلاح ہو جائے گی اور فارغ التحصیل ہو کر اگر غلطی ہوئی تو وہ عیب شمار کیا جائے گا۔

(۳)۔۔۔ دنیاوی علوم کے متعلق جانکاری ہونا: اس سے مراد یہ نہیں کہ عالم ڈاکٹر و انجینئر ہو بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اگر کوئی ہمارے سامنے کسی علم و فن کی بات کرے تو ہمیں اس کے بارے میں کچھ نہ کچھ معلومات ضرور ہو اور ہم کہہ سکیں کہ میں نے اس کے بارے میں پڑھا ہے، ایسا نہ ہو کہ ان علوم و فنون کے بارے میں ہم پہلی بار سنے ہوں۔ اس کو سادہ لفظوں میں یوں سمجھئے کہ ہم کسی دنیوی علم رکھنے والے سے متاثر نہ ہوں بلکہ وہ ہم سے متاثر ہو کہ واہ! کیسا عالم ہے جس کو میڈیکل کے بارے میں جانکاری ہے، واہ! ان کو تو دنیوی ڈگریوں کے متعلق معلومات ہے، واہ! ان کو تو لوگوں کے عرف و عادات کے بارے میں بھی معلومات ہے وغیرہ۔

(۴)۔۔۔ اپنی ذات میں انفرادیت پیدا کرنا: یعنی اپنے ہم عصروں میں ممتاز ہونا چاہے وہ کسی علم کے ذریعے ہو مثلاً: تاریخ، سیرت نبوی، بلاغت، منطق، فقہ، علم توقیت و فلکیات، علم تقویم و طب وغیرہ علوم میں مہارت ہو۔ یا تقریر، تصنیف، تبلیغ میں نمایاں حیثیت کا حامل ہو۔

(۵)۔۔۔ دنیا سے بے نیاز ہونا: یعنی دنیا اور دنیا والوں دونوں سے بے نیاز ہونا، نہ عزت و وجاہت کا طلبگار ہو، نہ دولت و ثروت کی لالچ ہو، بس اخلاص کے ساتھ دین کا کام کرتے رہیں۔ دنیا اور دنیا والوں کی چیزوں سے بے رغبت ہونے سے کیا ملتا ہے؟ کے متعلق سنئے چنانچہ:

اللہ و بندوں کی محبت

حضرت سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا، "یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم! کسی ایسے کام کے لئے میری رہنمائی فرمائیے کہ جسے میں کروں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرے اور لوگ بھی محبت کریں۔" آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا، "دنیا سے بے رغبت رہو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کریگا اور لوگوں کی چیزوں سے بے نیاز رہو، لوگ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔"

(مشکوۃ المصابیح، کتاب الرقاق، ج ۳، ص ۱۱۰، رقم: ۵۱۸۷)

نیز سنن ابن ماجہ کی حدیث میں ہے سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: "جب تم کسی دنیا سے بے رغبت شخص کو دیکھو اور اُسے کم گو یا تو اس کے پاس ضرور بیٹھو کیونکہ اس پر حکمت کا نزول ہوتا ہے۔"

(سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب الزہد فی الدنیا، الحدیث ۴۱۰۱، ج ۳، ص ۱۲۲)

دنیا سے بے رغبت ہونے کا فارمولہ

پیارے طلبائے کرام! ہمارے اندر دنیا سے بے رغبت ہونے کا وصف کیسے آئے گا؟ اس کے متعلق شیخ ابو طالب مکی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ النَّوِی فرماتے ہیں کہ دنیا سے بے رغبت ہونے کے لئے سب سے پہلے سخاوت کو اپنانا پڑتا ہے کیونکہ جو سخی نہ ہو وہ دنیا سے بے رغبت نہیں ہو سکتا اور جو دنیا سے منہ نہ موڑے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا محبوب بھی نہیں ہو سکتا۔

(قوت القلوب، الفصل التاسع والعشرون، ج ۱، ص ۱۹۵)

پیارے طلبائے کرام! اگر واقعی میں ہم آج سے ان مدنی پھولوں پر عمل کرنا شروع کر دیں تو یقیناً ہمارا مستقبل روشن و تابناک ہو گا اور یوں ہم دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔

اللہ پاک ہمیں باعمل و مخلص عالم دین بنائے، دین و دنیا میں عزت عطا فرمائے، دین و سنیت کا کام کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِنْ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم



بیان نمبر 12: افضل واعلیٰ بنے کا فارمولہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللّٰطِیْفِ وَالصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الشَّافِعِی
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
الصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِیْبَ اللّٰهِ
الصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

درد شریف کی فضیلت

پیارے طلبائے کرام!! حضراتِ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی خوش نصیبی کہ وہ کیسے خوش بخت تھے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوئے، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صحبت سے فیضیاب ہوئے اور ہر عاشق رسول صحابہ کرام پر رشک کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ مجھے بھی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا قرب مل جائے، ان کے ساتھ بیٹھنا نصیب ہو جائے، مگر اب ایسا ہونے سے رہا، کہ ظاہری طور پر وہ ریخ زریا پردے کے پیچھے چلا گیا، اعلیٰ حضرت معراج کے سماں کو یاد کر کے آرزو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جو ہم بھی واں ہوتے خاکِ گلشن لپٹ کے قدموں سے لیتے اُترن
مگر کریں کیا نصیب میں تو یہ نامرادی کے دن لکھے تھے
مگر ان تمام تر وجوہات کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہمیں اپنی قربت سے محروم نہ فرمایا، اور ارشاد فرمایا: اَوَّلِ النَّاسِ بِیَوْمِ الْقِيَامَةِ اَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً فرمایا: میرے عاشقو! غمزدہ نہ ہونا، تم میرا قرب پانا چاہتے ہو تو سنو! ”اَوَّلِ النَّاسِ بِیَوْمِ الْقِيَامَةِ“ قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ میرے قریب وہ شخص ہوگا، ”اَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً“ جو سب سے زیادہ مجھ پر دُرود شریف پڑھتا ہوگا۔

(ترمذی، کتاب الوتر، باب ما جاء فی فضل الصلاۃ... الخ، ۲/۲۷۷، حدیث: ۴۸۴)

چارۂ بے چارگاں پر ہوں دُرودیں صد ہزار
بے کسوں کے حامی و غمخوار پر لاکھوں سلام

میں قرباں اس ادائے دستگیری پر مرے آقا
مدد کو آگئے جب بھی پکارا یا رسول اللہ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بہرا مینڈک

پیارے طلبائے کرام! ایک فرضی حکایت کچھ یوں بیان کی گئی ہے کہ ایک بہرا مینڈک (Deaf frog) اُچھلتے کودتے گھر سے سیر کرنے نکلا۔ بارش کی وجہ سے ہر طرف ٹھہرا ہوا پانی اس کی خوشی بڑھا رہا تھا۔ اپنی مستی میں مگن مینڈک کودتے کودتے اچانک ایک گڑھے (Pit) میں گر گیا۔ وہاں پہلے سے دوسرے مینڈک کئی سالوں سے رہ رہے تھے۔ یہ مینڈک پہلے تو گھبرا گیا کہ کس جگہ آگیا ہے! مگر رفتہ رفتہ جان گیا کہ کسی گڑھے میں گر کر پھنس گیا ہے۔ کچھ دیر بعد جب اس مینڈک نے باہر نکلنے کے لئے کوشش کرنا شروع کی تو اس گڑھے میں موجود دوسرے مینڈک ہنس ہنس کر اس سے کہنے لگے: ارے بھائی! اتنی محنت کیوں کر رہے ہو، اس کا کوئی فائدہ نہیں، ہماری عمریں اس گڑھے میں گزر گئیں مگر یہاں سے نہیں نکل پائے، تم بھی بات مان لو، محنت کرنا چھوڑ دو اور ہمارے ساتھ رہنے کے لئے اپنا ذہن بنالو۔ مگر نیا مینڈک چونکہ بہرا (یعنی اسے سنائی نہیں دیتا) تھا، اس لئے کسی کی پرواہ کئے بغیر مسلسل باہر نکلنے کی کوشش میں لگا رہا۔ کافی بار گرنے کے بعد بالآخر وہ اس گڑھے سے نکلنے میں کامیاب ہو گیا جبکہ ہمت ہارنے والے دوسرے مینڈک وہیں قید رہ گئے۔

پیارے طلبائے کرام! اپنے مقصد کو حاصل کرنے میں مسلسل محنت کرتے رہیں، ہمت نہ ہاریں۔ دوسروں کی ایسی باتیں جو ہمت توڑنے اور مایوسی والی ہوں، انہیں سننے سے اس مینڈک کی طرح بہرے ہو جائیں اور اپنے مقصد کو پانے میں مصروف رہیں، اِنْ شَاءَ اللہ! ضرور کامیابی ملے گی۔

پیارے طلبائے کرام! آج ہمارے بیان کا موضوع افضل و اعلیٰ بننے کا فارمولہ ہے، جی ہاں! ہر طالب علم کی خواہش ہوتی ہے کہ میں پڑھ لکھ کر اچھا اور کامیاب انسان بنوں، اپنے پیروں پر کھڑا ہو سکوں، کسی کا محتاج نہ رہوں اور معاشرے میں اپنے دوست و احباب کے درمیان افضل و اعلیٰ رہوں، مگر یہ خواہش ہر ایک کی پوری نہیں ہوتی، لیکن وہ کون سے

فارمولے ہیں جن کو اپنانے سے یہ چیزیں حاصل ہو سکتی ہیں؟ ان شاء اللہ عز و جل آج کے بیان میں ہم ان فارمولوں پر گفتگو کریں گے چنانچہ: افضل و اعلیٰ بننے کے لئے پہلا فارمولہ:

(۱)۔۔۔ **اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھنا:** کیونکہ لوگ افضل و اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھنے کی بنا پر اس کی عزت و تعظیم کرتے ہیں، مان سمان دیتے ہیں۔

مثلاً: سادات کے خاندان سے ہو یا کسی پیر گھرانے سے تعلق ہو اگرچہ اسے کچھ نہ آتا ہو مگر وہ لوگوں کے درمیان افضل و اعلیٰ شمار کیا جاتا ہے، اگر وہ کسی مجلس و محفل میں آجائے تو اسے عزت کے ساتھ آگے اونچی مسند میں بٹھایا جاتا ہے، اگر وہ کچھ بولے تو اس کی بات کو اہمیت دی جاتی ہے، اس کے ناقص مشورے کو نافذ مانا جاتا ہے، بلکہ اس کی رائے کو حرف آخر کی طرح لیا جاتا ہے، اس کی تقریر کو توجہ کے ساتھ سنا جاتا ہے، اس کی تحریر کو ہاتھوں ہاتھ لیا جاتا ہے۔

اعلیٰ خاندان سے نسبت رکھنے کی وجہ سے اس کی تقدیم کو ہر جگہ ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے۔ پیارے طلبائے کرام! افضل و اعلیٰ بننے کا پہلا فارمولہ اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھنا ہے اور اگر کوئی افضل و اعلیٰ خاندان سے تعلق نہ رکھتا ہو تو وہ مایوس نہ ہو اس کے لئے دوسرا فارمولہ بھی ہے اور وہ یہ کہ:

(۲)۔۔۔ **اعلیٰ علم والا ہو:** اگرچہ وہ اعلیٰ خاندان کا نہ ہو، مگر ہو اعلیٰ علم والا تو وہ لوگوں میں افضل و اعلیٰ ہو جاتا ہے، قوم کا امام و پیشوا ہوتا ہے اور ایسا کیوں نہ ہو کہ خود ربِّ کائنات ارشاد فرماتا ہے:

يُؤْفِعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ ۖ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ - (پ ۲۸، مجادلہ: ۱۱)

ترجمہ کنز الایمان: اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا ہے درجے بلند فرمائے گا۔

اس آیت کریمہ سے پتا چلا کہ صاحب علم کے درجے کی بلندی کا ذمہ خود ہمارے رب عز و جل نے لیا ہے تو بھلا وہ کیونکر افضل و اعلیٰ نہیں ہو گا بلکہ صاحب علم انبیائے کرام علیہم السلام کا نائب و وارث ہوتا ہے چنانچہ جامع الترمذی کی حدیث میں ہے:

حضور پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: "علم کی فضیلت عبادت کی فضیلت سے بہتر ہے اور تمہارے دین کا بہترین عمل پرہیز گاری ہے، جو شخص کسی راستے پر علم کی تلاش میں نکلتا

ہے اللہ عزوجل اس کی وجہ سے اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرمادیتا ہے، بے شک فرشتے طالب علم سے خوش ہو کر اس کے لئے اپنے پر بچھا دیتے ہیں، عالم دین کے لئے زمین و آسمان والے یہاں تک کہ پانی میں مچھلیاں بھی استغفار کرتی ہیں، عالم کو عابد پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسی چاند کو دیگر ستاروں پر ہے، علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وارث ہیں، انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام درہم و دینار کا وارث نہیں بناتے بلکہ وہ تو علم کا وارث بناتے ہیں،

لہذا جس نے علم حاصل کیا اس نے پورا حصہ پالیا۔" (جامع الترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقہ۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۲۶۸۲، ص ۱۹۴۲)

پیارے طلبائے کرام! اگر کوئی نہ اعلیٰ خاندان سے ہو اور نہ ہی اعلیٰ علم والا ہو تو وہ کیسے افضل واعلیٰ بنے؟ کیا اس کے لئے ان دو کے علاوہ کوئی تیسرا فارمولہ بھی ہے جس کو اپنا کر وہ افضل واعلیٰ بن سکے؟ تو میں کہوں گا جی ہاں! اس کے لئے ایک اور فارمولہ ہے اور وہ یہ کہ:

(۳)۔۔۔ وہ شخص دنیا سے بے نیاز ہو: یعنی کسی سے مطلب و حاجت نہ رکھے بلکہ اس کی قناعت و خودداری اور بے

نیازی دیکھ کر خود لوگ اس کی جانب متوجہ ہوں گے جیسا کہ مشکوٰۃ المصابیح کی حدیث میں ہے:

حضرت سیدنا سہیل بن اسعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا، "یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم! کسی ایسے کام کے لئے میری رہنمائی فرمائیے کہ جسے میں کروں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرے اور لوگ بھی محبت کریں۔" آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا، "دنیا سے بے رغبت رہو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کریگا اور لوگوں کی چیزوں سے بے نیاز رہو، لوگ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔"

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الرقاق، ج ۳، ص ۱۱۰، رقم: ۵۱۸۷)

پیارے طلبائے کرام! خوددار لوگ ہی درحقیقت لوگوں کے سالار و رہنما ہوئے ہیں، ہمارے اسلاف خودداری جیسی عظیم صفت سے مالا مال تھے، یہی وجہ ہے کہ آج دنیا کے لئے ان کی زندگی مشعلِ راہ ہے۔ درحقیقت خودداری وہ خوبی ہے جو انسان کو بے تاج بادشاہ بنا دیتی ہے، لوگوں کی نظر میں خوددار شخص کی عزت آسمان کی بلندیوں کو چھو جاتی ہے، ایسے شخص کے چاہنے والے ہمیشہ بڑھتے ہیں کم نہیں ہوتے، خوددار آدمی کے پاس آنے جانے میں کسی کو جھجک محسوس نہیں ہوتی، کیونکہ ایسا شخص بے ضرر ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ خوددار شخص کے لئے لوگوں کا خلوص ہمیشہ باقی

رہتا ہے۔ خود داری کی عظمت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید میں اللہ پاک نے مدینے میں رہنے والے ”اصحابِ صفہ“ کی خود داری کو بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أَحْصَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِينِهِمْ ۖ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا ۚ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ﴿٢٤٣﴾

ترجمہ کنز العرفان: ان فقیروں کے لئے جو اللہ کے راستے میں روک دیئے گئے، وہ زمین میں چل پھر نہیں سکتے، ناواقف انہیں سوال کرنے سے بچنے کی وجہ سے مالدار سمجھتے ہیں، تم انہیں ان کی علامت سے پہچان لو گے، وہ لوگوں سے لپٹ کر سوال نہیں کرتے، اور تم جو خیرات کرو اللہ اُسے جانتا ہے۔ (پ ۳، البقرہ: ۲۴۳)

پیارے طلبائے کرام! اگر ہم بھی افضل والی بننا چاہتے ہیں تو دنیا و اہل دنیا سے بے نیاز ہو جائیں، خود داری کو اپنا شیوہ بنالیں، بارگاہِ مصطفوی سے خالق و مخلوق کی محبت حاصل کرنے کا کیسا تیر بہدف نسخہ عطا ہوا ہے۔ اگر کوئی شخص دنیا سے بے رغبت ہوتا ہے تو یقیناً وہ لوگوں کے مال سے بھی بے نیاز ہو جائے گا یوں جب اللہ ایسے بندے سے محبت فرمائے گا تو لوگ بھی اس سے محبت کرنے لگیں گے۔ یہ بات عام مشاہدے میں ہے کہ لوگوں سے مانگ مانگ کر زندگی گزارنے والا عموماً ذلت و رسوائی کی زندگی گزارتا ہے، دینے والے موقع بموقع طنز کرتے، طعنے دیتے جھڑکتے اور نہ جانے کیسی کیسی باتیں تک کہہ جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت نے اس ذلت کے مقام پر پیش ہونے سے منع کیا ہے، تاکہ عزت نفس سلامت رہے اور انسان معاشرے میں سر اٹھا کر جینے میں کامیاب ہو۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! میرے شیخ طریقت، امیر اہل سنت، بانی دعوت اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ جہاں مسلمانوں میں جوش ایمانی بیدار کرتے، اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنے کا ذہن دیتے، اسلام و سنت پر مضبوطی سے قائم رہنے کا درس دیتے ہیں وہیں دنیاوی معاملات میں بھی اپنی تحریروں اور مدنی مذاکروں کے ذریعے کافی و شافی رہنمائی فرماتے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے امت کو نیکیاں کرنے اور گناہوں سے بچنے کے طریقوں پر مشتمل شریعت و طریقت کا جامع مجموعہ بنام ”نیک اعمال“ بصورت سوالات عطا فرمایا ہے۔ اسلامی بھائیوں کو عطا کردہ ۷۲ مدنی انعامات میں مدنی انعام نمبر ۳ میں خود داری کی صفت اپنانے کی عادت بنانے کے لئے ارشاد فرماتے ہیں: ”آج آپ نے دوسروں سے مانگ کر چیزیں

(مثلاً چادر، فون، گاڑی وغیرہ) استعمال تو نہیں کیں؟ (دوسروں سے سوال کی عادت نکال دیجئے، ضرورت کی چیز نشانی لگا کر اپنے پاس بحفاظت رکھئے)“

سُبْحَنَ اللہ! اس نیک عمل میں خودداری کی عظیم صفت اپنانے کی ترغیب کے ساتھ ساتھ دوسروں سے مانگنے کی ایک وجہ کو ختم کرنے کا حل بھی ارشاد فرمایا گیا ہے۔

پیارے طلبائے کرام! اگر ہم دنیا میں عزت کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو ہمیں خودداری والے نیک عمل پر عمل کو اپنا معمول بنانا ہو گا۔ ہو سکتا ہے شروع میں مشکل ہو لیکن ہمیں خود پر جبر کر کے کوشش جاری رکھنی ہو گی، اللہ پاک نے چاہا تو ایک دن وہ بھی آئے گا کہ ہمارا نام بھی خودداروں کی فہرست میں شامل ہو جائے گا۔

خودی	کے	زور	سے	دنیا	پہ	چھا	جا
مقام	رنگ	و	بو	کا	راز	پا	جا
برنگ	بجر	ساحل	آشنا	رہ			
کف	ساحل	سے	دامن	کھینچتا	جا		

پیارے پیارے طلبائے کرام!! آئیے! خودداری کے تعلق سے دو واقعات سننے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

چنانچہ:

صدیق اکبر اور خودداری

حضرت سیدنا ابن ابی ملیکہ رَضِيَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ جب حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِيَ اللہُ عَنْہُ کے ہاتھ سے اونٹنی کی نکیل گر پڑتی تو اسے اٹھانے کے لئے آپ رَضِيَ اللہُ عَنْہُ اپنا ہاتھ اونٹنی پر مارتے اور اسے بٹھا دیتے۔ رُفقا عرض کرتے: حضور آپ نے ہمیں حکم دیا ہوتا، ہم یہ اٹھا کر پیش خدمت کر دیتے۔ آپ رَضِيَ اللہُ عَنْہُ فرماتے: میرے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں کسی سے سوال نہ کروں۔

(مسند امام احمد، مسند ابی بکر الصدیق، ج ۱، ص ۳۳، حدیث: ۶۵)

خوددار لکڑہارا

ایک مرتبہ کسی نے حاتم طائی سے پوچھا: تم نے اپنے سے زیادہ بلند ہمت کسی کو دیکھا یا سنا ہے؟ بولا: ہاں، ایک

مرتبہ میں نے عرب کے امیروں کی دعوت کے لئے چالیس اونٹ قربان کئے، کسی ضرورت کے لئے جنگل کی طرف جانا ہوا تو وہاں ایک لکڑہارے کو دیکھا، اس نے لکڑیوں کا ایک گٹھا جمع کیا ہوا تھا، میں نے اس سے کہا: لوگ حاتم طائی کے ہاں دعوت میں گئے ہیں تم کیوں نہیں گئے؟ اُس نے کہا: جو شخص اپنی محنت سے روٹی کھاتا ہے وہ حاتم طائی کا احسان نہیں اٹھاتا۔ میں انصاف سے کہتا ہوں کہ اس کی ہمت اور جواں مردی میں نے اپنے سے زیادہ دیکھی۔ (مکمل ساری ص ۹۳)

پیارے طلبائے کرام! لکڑہارے کی بات ۱۰۰ بلکہ ۱۱۲ فیصد درست ہے کہ خوددار شخص کو جو مزہ اپنی محنت کی کمائی سے کھانے میں آتا ہے وہ مفت کے کھانے میں نہیں آتا۔

پس جو شخص دنیا و اہل دنیا سے بے رغبت ہو جاتا ہے وہ افضل و اعلیٰ بن جاتا ہے۔ مزید افضل و اعلیٰ بننے کا ایک اور فارمولہ پیش خدمت ہے اور وہ یہ کہ:

(۳)۔۔۔ **خادم بن جانا:** جی ہاں! بغیر خادم بننے کوئی بھی مخدوم نہیں بن سکتا اور خادم بن جانا عام ہے کہ اس میں دین و اہل دین دونوں کا خادم بننا مراد ہے۔

پس مخدوم بننے کے لئے پہلے خادم بننا ضروری ہے، خادم وہ جو خدمت کرنے والا ہو اور مخدوم وہ جس کی خدمت کی جائے۔

پیارے طلبائے کرام! لفظ خادم و مخدوم میں عجیب راز پوشیدہ ہے جو کہ ان کے وجود و ماحذ پر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے چنانچہ:

(۱) خادم اسم فاعل ہے اور مخدوم اسم مفعول اور اسم فاعل کا جو اسم مفعول سے پہلے ہوتا ہے، پس یہ اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ مخدوم بننے سے پہلے خادم بننا پڑے گا۔

(۲) اور اسم فاعل فعل معروف سے بنتا ہے جبکہ اسم مفعول فعل مجہول سے اور معروف کا معنی پہچانا ہوا جبکہ مجہول کا معنی نہ پہچانا ہوا، پس یہ اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ خادم کو ہر کوئی پہچان رہا ہوتا ہے حالانکہ خادم اپنے آپ کو بطور خادم متعارف نہیں کروانا چاہتا اور مخدوم کو کوئی نہیں پہچانتا حالانکہ مخدوم اپنے آپ کو بطور مخدوم متعارف کروانا چاہتا ہے۔

(۳) مخدوم (اسم مفعول) فعل مجہول سے بنتا ہے جو کہ اس بات کی جانب اشارہ کر رہا ہے کہ مخدوم بننے کے لئے اپنے آپ کو مجہول یعنی مٹانا پڑے گا، اپنی انا کو فنا کرنا پڑے گا اور جنہوں نے اپنی خودی کو مٹایا وہ صدیاں گزر جانے کے بعد بھی آج تک جانے اور پہچانے جاتے ہیں۔

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل گلزار بنتا ہے
میرے آقائے نعمت، مجددِ دین و ملت، پروانہٴ شمعِ رسالت، اعلیٰ حضرت، عاشقوں کے امام، امام احمد رضا خان
رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ فرماتے ہیں:

رضا جو دل کو بنانا تھا جلوہ گاہ حبیب
تو پیارے قید خودی سے رہیدا ہونا تھا
یہ اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کی عاجزی ہے ہمیں سمجھا رہے ہیں کہ اگر اپنے دل میں محبوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جلوے بسانا چاہتے ہو تو خودی کے پنجرے سے نکل آؤ اپنی میس کو مٹاؤ "انا" کو فنا کر دو۔ جب تک اپنے آپ کو کچھ سمجھو گے کہ میں بھی کچھ ہوں تو محبوب کے جلوے دل میں نہیں بسیں گے، عاجزی اور انکساری اختیار کرو کہ ٹوٹا ہوا دل محبوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مسکن ہے۔ یہ ٹوٹے ہوئے دل ہی خاص ان کی کمائی ہے۔

(۴) مخدوم (اسم مفعول) فعل مضارع سے بنتا ہے اور فعل مضارع حال و استقبال دونوں زمانوں پر دلالت کرتا ہے پس جو مخدوم ہوتا ہے وہ بھی دونوں زمانوں میں کامیاب و کامران ہوتا ہے۔

(۵)۔۔۔ سمندر یا دریا میں آدمی ڈبکی لگائے تو جب تک اس کے اندر جان ہے تب تک پانی اسے نیچے ڈبو تا ہے اور جب اس کے جسم سے جان نکل جاتی ہے تو پانی خود بخود اسے اوپر لا کر تیرا دیتا ہے، یہ اشارہ ہے اس بات کی جانب کہ جب تک آدمی اپنی چلاتا ہے تو کچھ حاصل نہیں ہوتا اور جب اپنی چلانا بند کر دیتا ہے تو اسے سب کچھ حاصل ہو جاتا ہے۔ کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے: ”ہم وہ کرتے ہیں جو ہمارا رب نہیں چاہتا اس لئے ہمارے ساتھ وہ ہوتا ہے جو ہم نہیں چاہتے اور اگر ہم وہ کریں جو ہمارا رب چاہتا ہے تو ہمارے ساتھ وہ ہو گا جو ہم چاہیں گے“

(۶)۔۔۔ انسان پوری زندگی تین چیزوں کے لئے محنت کرتا ہے:

(۱)۔ میرا نام اونچا ہو۔ (۲)۔ میرا لباس اچھا ہو۔ (۳)۔ میرا مکان اچھا ہو۔

اور جب بندہ مر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ سب سے پہلے انہیں تین چیزوں کو بدلتا ہے:

(۱)۔ نام مرحوم۔ (۲)۔ لباس کفن۔ (۳)۔ مکان قبر۔

پیارے طلبائے کرام! ان تمام چیزوں کے پیشِ نظر ہر وقت اللہ پاک سے اخلاص و قبولیت کی دعا کرتے رہنا

چاہئے اور نیک اعمال و نیک صحبت سے کبھی بھی پہلو تہی نہیں کرنا چاہئے۔

اللہ پاک ہمیں مخلص عالم دین بنائے، دونوں جہان میں کامیابی و کامرانی عطا فرمائے، امیرِ اہلسنت کی غلامی اور

دعوتِ اسلامی میں استقامت عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ والہ وسلم

شارق الفلاح شرح نور الایضاح

درسِ نظامی کے کورس میں داخلِ نصاب کتاب ”نور الایضاح“ کی آسان اردو شرح ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... مصنف کا تعارف

☆... شارح کا تعارف

☆... فقہی اصطلاحات

☆... بنیادی باتیں

☆... صاحبِ نور الایضاح کے غیر مفتی بہ اقوال

☆... عبارت مع اعراب ☆... سلیس اردو ترجمہ

☆... سوال جواب عبارت کی شرح

شارح: مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فچپوری

بیان نمبر 13: امتحان کی تیاری کرنے کے فارمولے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللّٰطِیْفِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الشَّفِیْقِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِیْبَ اللّٰهِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

درو شریف کی فضیلت

حضرت سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سید المبلغین، رحمۃ اللعلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم (مسجد میں) تشریف فرماتھے کہ ایک آدمی آیا، اس نے نماز پڑھی اور پھر ان کلمات سے دعا مانگی: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَاَرْحَمْنِيْ، یعنی اے اللہ عزّوجلّ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عَجَلْتَ اِيْهَا الْبَصَلِيّ اے نمازی تُو نے جلدی کی۔ اِذَا صَلَّيْتَ فَقَعْدَتِ فَاحْصِدِ اللّٰهُ بِهَا هُوَ اَهْلُهُ، وَصَلِّ عَلَيَّ ثُمَّ ادْعُ، جب تُو نماز پڑھ کر بیٹھے تو (پہلے) اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد کر جو اس کے لائق ہے، پھر مجھ پر دُرود پاک پڑھ اور اس کے بعد دعا مانگ۔

راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد ایک اور شخص نے نماز پڑھی، پھر (فارغ ہو کر) اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر دُرود پاک پڑھا، تو سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِيْهَا الْبَصَلِيّ ادْعُ تُجَبِّ، اے نمازی! تُو دعا مانگ، قبول کی جائے گی۔ (ترمذی، کتاب الدعوات، باب ماجاء فی جامع الدعوات۔ الخ، ۲۹۰/۵، حدیث: ۳۴۸۷)

پیارے طلبائے کرام! بیان کردہ روایت سے معلوم ہوا کہ اگر دعا مانگنے والا قبولیت کا طالب ہے تو اُسے چاہئے کہ دُعا کے اوّل میں حمدِ الہی بجالائے اور سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر دُرود پاک پڑھے پھر دعا مانگے، اس کی دعا قبول ہوگی۔

بچیں بے کار باتوں سے پڑھیں اے کاش کثرت سے
ترے محبوب پر ہر دم دُرودِ پاک ہم مولیٰ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے طلبائے کرام! امتحان کسی بھی نوعیت کا ہو مثلاً ششماہی یا سالانہ، ہمیں اس سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

(۱)۔۔۔ سال بھر پڑھے جانے والے اسباق کی دہرائی کرنے کا موقع ملتا ہے۔ اگر امتحانات کی ترکیب نہ ہو تو غالباً ہم ان اسباق کو دہرانے میں سستی کا شکار ہو جائیں۔

(۲)۔۔۔ دہرائی کی وجہ سے پڑھے جانے والے اسباق ذہن میں مستحضر ہو جاتے ہیں، جس کی وجہ سے سال بھر کی محنت رائیگاں ہونے سے محفوظ رہتی ہے۔

(۳)۔۔۔ مختلف فنون میں اپنی خامیوں اور کمزوریوں کا علم ہوتا ہے اور ان پر ابتداء ہی میں قابو پانے کا موقع ملتا ہے۔ بصورت دیگر یہ خامیاں فارغ التحصیل ہونے تک "ہمارے دامن سے وابستہ" رہتے ہوئے اتنی پختہ ہو جائیں گی کہ باوجود کوشش کے ان سے جان چھڑانا بے حد مشکل ہو جائے گا۔

(۴)۔۔۔ امتحان دینے سے مافی الضمیر اچھے انداز سے بیان کرنے کی مشق ہوتی ہے اور تدریسی صلاحیتیں ابھر کر سامنے آتی ہیں جس کی برکت سے ہمیں تدریس کے مرحلے میں کوئی خاص مشکل پیش نہیں آئے گی۔ ان شاء اللہ عزوجل

(۵)۔۔۔ امتحان دینے کی برکت سے تحریری صلاحیتیں اجاگر ہوتی ہیں اور باصلاحیت مصنف بننے میں مدد حاصل ہوتی ہے۔

(۶)۔۔۔ امتحان کی تیاری کے دوران ہمیں وقت کی اہمیت کا شدت سے احساس ہوتا ہے اور ہم امتحان کے بعد بھی وقت کے ضیاع سے بچنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔

امتحان کے ان فوائد کو جان لینے کے بعد آپ کو احساس ہو گیا ہو گا کہ امتحان کی تیاری کتنے مضبوط انداز سے ہونی چاہئے، لہذا اب امتحان کی تیاری کرنے کے انوکھے فارمولے بیان کئے جاتے ہیں، چنانچہ امتحان کی تیاری کے درج ذیل طریقے ہو سکتے ہیں:

- (۱)۔۔۔ بحثی طریقہ۔ (۲)۔۔۔ تجربیاتی طریقہ۔ (۳)۔۔۔ ہدنی طریقہ۔
- (۴)۔۔۔ انکشافی طریقہ۔ (۵)۔۔۔ اختصاری طریقہ۔ (۶)۔۔۔ معیاری طریقہ۔
- (۷)۔۔۔ عملی طریقہ۔ (۸)۔۔۔ تقریری طریقہ۔ (۹)۔۔۔ مشاہدی طریقہ۔
- (۱۰)۔۔۔ سوالی طریقہ۔ (۱۱)۔۔۔ ترتیبی طریقہ۔ (۱۲)۔۔۔ نظمی طریقہ۔
- (۱۳)۔۔۔ حفظی طریقہ۔

آج کے بیان میں ان شاء اللہ عزوجل ان تیرہ طریقوں میں سے صرف چھ طریقے آپ کے سامنے بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا چنانچہ:

(۱)۔۔۔ بحثی طریقہ

امتحان کی تیاری کا پہلا طریقہ ”بحثی طریقہ“ ہے اس میں اپنے ہم سبق ساتھیوں کے ساتھ بحث و مباحثہ کر کے امتحان کی تیاری کی جاتی ہے جس کو دوسرے لفظوں میں تکرار کہتے ہیں۔ یہ طریقہ درس نظامی کی ہر کتاب میں کار آمد ہے۔ اس سے چند صلاحیتیں بھی طلبہ میں نکھر کر سامنے آتی ہیں مثلاً:

- (۱)۔۔۔ بولنے کی صلاحیت۔

(۲)۔۔۔ اپنی بات دوسرے کے سامنے پیش کرنے کی صلاحیت۔

(۳)۔۔۔ اپنا مافی الضمیر دوسرے کے سامنے بیان کرنے کی صلاحیت۔

(۴)۔۔۔ ایک بات کو کئی انداز سے پیش کرنے کی صلاحیت۔

(۵)۔۔۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد بہترین مدرس و مقرر بننے کی صلاحیت۔

(2)۔۔۔ تَجْرِیاتی طریقہ

امتحان کی تیاری کا دوسرا طریقہ ”تَجْرِیاتی طریقہ“ ہے اس میں اپنی منتخب کتاب کے اسباق کو ٹکڑوں میں تقسیم کرنا ہوتا ہے مثلاً: سیرت کی کتاب کو چند عنوانات دے کر یاد کرنا، یا اسباق کو سوالات پر ترتیب دینا۔ یہ طریقہ بھی درسِ نظامی کی ہر کتاب میں کارآمد ہے اور الحمد للہ عزوجل میری درسی کتب کی شروحات اسی طرز پر ہوتی ہیں مثلاً: ”شفیق المصباح شرح مراح الارواح“، ”شارق الفلاح شرح نور الایضاح“، ”القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر“، ”صرف کے دلچسپ سوالات“ وغیرہ۔ اس سے تصنیفی صلاحیت کو حد درجہ جلا ملتی ہے۔

(3)۔۔۔ ہَدَفی طریقہ

امتحان کی تیاری کا تیسرا طریقہ ”ہَدَفی طریقہ“ ہے اس میں اپنی منتخب کتاب کو نصاب کی مقدار ایک معینہ وقت میں ہدف طے کر کے یاد کرنا ہوتا ہے اور اس میں بہتر طریقہ یہ ہے کہ ایک کتاب کو تین بار یاد کیا جائے، پہلی مرتبہ یاد کر کے بھلا دیا جائے، پھر دوبارہ یاد کیا جائے، پھر بھلا دیا جائے، پھر جب تیسری مرتبہ یاد کریں گے تو ان شاء اللہ کافی وقت تک کتاب یاد رہے گی۔ الحمد للہ عزوجل پوری درسِ نظامی میں ان کتب کے متعلق جو یاد کرنے والی ہیں مثلاً ”نحو میر“، ”میزان الصرف“، ”تہذیب المصادر“، ”کبری“، ”شرح مآۃ عامل“ اور اصول کی دیگر کتابوں میں میر اسی پر عمل رہا ہے کہ میں ایک مرتبہ یاد کر کے جان بوجھ کر بھلا دیتا تھا اور وہ یوں کہ میں دوسری کتاب یاد کرنے لگتا تھا جب دوسری کتاب یاد کرتا تھا تو پہلی ذہن سے نکل جاتی تھی پھر پہلی والی کتاب کو دوبارہ یاد کرتا تھا پھر بھلا دیتا تھا، اور جب تیسری بار یاد کرتا تھا تو الحمد للہ امتحان کے بعد تک یاد کئے ہوئے مضامین ذہن نشین رہتے تھے، اور پھر مزید یاد رکھنے کے لئے ہفتے دو ہفتے میں اس کا دور نکال لیا کرتا تھا۔ مجھے خوب اچھی طرح یاد ہے کہ درجہ اولیٰ کا امتحان دینے کے بعد شعبان و رمضان میں ”نحو میر“ اور ”میزان الصرف“ کے میں نے (۱۸) دور نکالے تھے۔

(4)۔۔۔ اِنکِشَافِی طریقہ

امتحان کی تیاری کا چوتھا طریقہ ”اِنکِشَافِی طریقہ“ ہے یہ طریقہ اس وقت اپنایا جائے جب وقت کم اور نصاب

زیادہ ہو۔

لہذا سارے نصاب کے ان اہم اہم مضامین کو یاد کر لیا جائے جن سے ہمارے ذہن میں پوری کتاب کا مفہوم منکشف ہو (یعنی کھل) جائے۔

(5)۔۔۔ اختصاری طریقہ

امتحان کی تیاری کا پانچواں طریقہ ”اختصاری طریقہ“ ہے اس میں اپنے نصاب کے مضامین کی مختصر نوٹس بنانے ہوتے ہیں جو خلاصے کا کام دیتے ہیں اور یہ طریقہ درس نظامی کی تمام کتب میں کارآمد ہے، دورانِ درس نظامی میں نے اولیٰ سے دورہ حدیث تک اکثر کتب کی نوٹس بنائی ہیں جو مجھے فائدہ دینے کے ساتھ ساتھ دوسرے طلبہ کے لئے بھی فائدہ مند ثابت ہوئی ہیں۔

(6)۔۔۔ معیاری طریقہ

امتحان کی تیاری کا چھٹواں طریقہ ”معیاری طریقہ“ ہے اس میں درس گاہ کے بعد اساتذہ کے پڑھائے ہوئے سبق کا اردو میں ترجمہ و تشریح لکھنا ہے۔ یہ طریقہ اتنا مفید اور تصنیفی صلاحیتوں کو اس قدر اجاگر کرنے والا ہے جو بیان سے باہر ہے، اگر اس طریقے کے فوائد کو جاننا چاہتے ہیں تو مجھے دیکھ لیں، میں نے کسی سے تصنیفی کام نہیں سیکھا، لیکن الحمد للہ میرا دورانِ درس نظامی معمول رہا ہے کہ جو بھی کتاب مجھے مشکل لگتی میں اس کا ترجمہ و تشریح اردو میں لکھنا شروع کر دیتا تھا جس کا مجھے یہ فائدہ ہوتا تھا کہ وہ کتاب مجھے یاد نہیں کرنی پڑتی تھی کہ لکھتے لکھتے خود بخود یاد ہو جاتی تھی نیز امتحان میں دوسرے طلبہ اس کی فوٹو کاپی نکلو اگر اس سے استفادہ کرتے تھے اور یوں میری ایک کتاب تیار ہو جاتی تھی، ان میں سے بعض ابھی بھی میرے پاس موجود ہیں اور بعض ضائع ہو گئیں مثلاً: نحو میر کا اردو ترجمہ، میزان الصرف کا اردو ترجمہ، کبریٰ کا اردو ترجمہ، مختصر المعانی کا اردو ترجمہ، تفسیر بیضاوی کا اردو ترجمہ۔

پیارے طلبائے کرام! اگر واقعی آپ امتحان کی تیاری کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو میں مشورہ دوں گا کہ آپ دو مہینے پہلے سے اس کی تیاری میں لگ جائیں، کل نصاب کو بقیہ ایام میں تقسیم کر کے روزانہ کے صفحات نکال کر مستعدی اور جوش و ہمت کے ساتھ پڑھتے اور یاد کرتے رہیں ان شاء اللہ عز و جل کامیابی آپ کے قدم چومے گی۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ ہمیں دنیا و آخرت کے تمام تر امتحانات میں کامیابی و کامرانی عطا فرمائے۔

بیان نمبر 14: مطالعہ کرنے کا انداز کیسا ہو؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللّٰطِیْفِ وَالصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الشَّافِعِیِّ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِیْبَ اللّٰهِ
اَلصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: جس نے یہ کہا: ”اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاَنْزِلْہُ الْبَقْعَدَ الْبُقْرَبَ عِنْدَكَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ“ اُس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ (معجم کبیر، رونق بن ثابت الانصاری، ۵/۲۵، حدیث: ۳۴۸۰)

ذاتِ	والا	پہ	بار	بار	دُرود
بار	بار	اور	بے	شمار	دُرود
رُوئے	آنور	پہ	نور	بار	سلام
زُلفِ	اطہر	پہ	مشکبار		دُرود

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

اللہ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دین کا علم سیکھنے کی کئی مقامات پر ترغیب ارشاد فرمائی ہے چنانچہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! بے شک علم سیکھنے سے آتا ہے اور دین کی سمجھ غور و فکر سے حاصل ہوتی ہے۔ (معجم کبیر، ۱۹/۳۹۵)

پیارے طلبائے کرام! علم دین سیکھنا اللہ پاک کی رضا پانے، گناہوں سے بچنے اور ثواب کمانے کا ایک عظیم

ذریعہ ہے۔

مطالعہ کرنے کے فوائد

جس طرح علم شفیق استاد، نیک اجتماعات، علماء کی صحبت سے حاصل ہوتا ہے اسی طرح اچھی اور معیاری کتب کا مطالعہ کرنا بھی حصول علم کا بہترین ذریعہ ہے۔ مطالعہ کرنے کا بنیادی مقصد علم حاصل کرنا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ دیگر فوائد بھی ہمیں حاصل ہوتے ہیں مثلاً:

- (۱)۔۔۔ دینی کتب کے مطالعہ سے ایمان کی پختگی حاصل ہوتی ہے۔
- (۲)۔۔۔ علم و عمل میں ترقی کا ذہن بنتا ہے۔
- (۳)۔۔۔ معرفتِ الہی کا حصول آسان ہوتا ہے۔
- (۴)۔۔۔ عقل و شعور میں دن بدن اضافہ ہوتا ہے۔
- (۵)۔۔۔ دینی اور دنیوی امور میں ترقی ملتی ہے۔
- (۶)۔۔۔ مختلف تہذیبوں سے آگاہی فراہم ہوتی ہے۔
- (۷)۔۔۔ کائنات میں غور و فکر کرنے کا موقع ملتا ہے۔
- (۸)۔۔۔ انسانی اخلاق کی بہتری کا سامان ہوتا ہے۔
- (۹)۔۔۔ دل و دماغ کو عمدہ خیالات سے مزین کرنے کا موقع ملتا ہے۔
- (۱۰)۔۔۔ منفی اور بے فائدہ مصروفیت سے بچنا نصیب ہوتا ہے۔
- (۱۱)۔۔۔ تنقیدی اور تحقیقی صلاحیتوں کو بڑھانے میں مدد ملتی ہے۔
- (۱۲)۔۔۔ لوگوں کے علم و تجربات اور مشاہدات سے استفادہ کرنے کو ملتا ہے۔
- (۱۳)۔۔۔ مطالعہ کے سبب فضول باتوں سے بچنے کی عادت پڑتی ہے۔
- (۱۴)۔۔۔ انسان کی تخلیقی صلاحیتوں کو بڑھا دیتا ہے۔
- (۱۵)۔۔۔ مطالعہ غم اور بے چینی بھلانے کا ذریعہ بنتا ہے۔
- (۱۶)۔۔۔ اچھی تحریر کے انقلاب کا سبب بنتا ہے۔

- (۱۷)۔۔۔ دنیا میں مثبت تبدیلی لانے کا ذریعہ ہوتا ہے۔
- (۱۸)۔۔۔ مطالعہ کرنے سے تنگ نظری دُور ہوتی ہے۔
- (۱۹)۔۔۔ وسعتِ قلبی حاصل ہوتی ہے۔
- (۲۰)۔۔۔ دوسروں کے تجربات سے فائدہ اٹھا کر خود کو نقصان سے بچایا جاسکتا ہے۔
- (۲۱)۔۔۔ مختلف مسائل کا آسانی سے حل مل جاتا ہے۔
- (۲۲)۔۔۔ بُری صحبت اور بُرے دوستوں سے بچنے میں مدد ملتی ہے۔
- (۲۳)۔۔۔ مطالعہ معاشرتی ترقی کا ذریعہ بنتا ہے۔
- (۲۴)۔۔۔ مطالعہ کرنے سے فصاحت و بلاغت اور ذہانت میں اضافہ ہوتا ہے۔
- (۲۵)۔۔۔ سب سے بڑا فائدہ یہ کہ مطالعہ کرنے سے صاحبِ کتاب کی صحبت میسر آتی ہے وغیرہ۔

حافظہ قوی کرنے کا وظیفہ

مطالعہ کی اہمیت کا اندازہ امام بخاری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے اس قول سے لگائیے کہ حضرت سیدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا: کیا حافظے کو قوی کرنے کے لئے بھی کوئی دوا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: دوا کا تو مجھے معلوم نہیں، البتہ آدمی کے اُنہماک اور دائمی مطالعے کو میں نے قوتِ حافظہ کے لئے مفید ترین پایا ہے۔

(حافظہ کیسے مضبوط ہو؟ ص ۴۱)

اللہ پاک ہمیں بھی اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ دینی کُتب کا مطالعہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

مطالعہ کی اہمیت اقوالِ زریں کی روشنی میں

مطالعہ کے متعلق اہل عقل و خرد نے بہت کچھ کہا اور لکھا ہے ان میں سے چند اقوالِ ملاحظہ فرمائیں:

- (۱)۔۔۔ مطالعہ انسان کے اخلاق کا معیار ہے۔
- (۲)۔۔۔ دماغ کے لیے مطالعہ اور جسم کے لیے ورزش ضروری ہے۔
- (۳)۔۔۔ دنیا میں ایک باعزت اور ذی علم بننے کے لیے مطالعہ ضروری ہے۔
- (۴)۔۔۔ کسی نے کہا مطالعہ روح کی غذا ہے۔

(۵)۔۔۔ دینی کتب کا مطالعہ دماغ کو روشن کرتا ہے۔

(۶)۔۔۔ کسی نے کہا کہ مطالعہ ایک مسرت ہے۔

مطالعہ کرنے کے واقعات

میرے پیارے طلبائے کرام! مطالعہ علم کے حصول کا بہت بڑا ذریعہ ہے جس کی اہمیت کے پیش نظر بزرگان دین نے اپنی زندگی کے قیمتی ترین لمحات کتب بینی میں صرف کیے ہیں۔ آج ہمارے لیے اس بات کا فیصلہ کرنا کوئی مشکل نہیں کہ جنہوں نے اپنا وقت مطالعہ میں استعمال کیا واقعی وہ لمحات نہ صرف ان کی اپنی زندگی کے لیے مفید ترین ثابت ہوئے بلکہ بعد میں آنے والوں کے لیے مختلف علوم و فنون میں نئی راہیں کھولنے کا سبب بھی بنے۔ اسی حقیقت کے پیش نظر ہر اس شخص کے لیے مطالعہ ناگزیر ہے جسے بڑا مرتبہ و منصب چاہیے۔ علامہ برہان الدین ابراہیم زرنوجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سال وفات ۱۰۶۱ھ) اپنی کتاب "تعلیم المتعلم طریق التعلیم" میں لکھتے ہیں:

تَوَدُّمُ الْعِرْزِ ثُمَّ تَنَامُ كَيْلًا يَغُوضُ الْبَحْرَ مَنْ طَلَبَ اللَّيْلِي

ترجمہ: تو عزت کا طلب گار ہے اور پھر رات کو سو بھی جاتا ہے ارے غافل موتی حاصل کرنے کے لیے پہلے سمندر میں غوطے لگانے پڑتے ہیں۔

(تعلیم المتعلم طریق التعلیم ترجمہ بنام راہ علم؛ ص ۴۰؛ المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

بطور ترغیب و تحریص چند عاشقان مطالعہ بزرگان دین کے واقعات پیش خدمت ہیں تاکہ ہمیں بھی مطالعہ کرنے کا جذبہ ملے، چنانچہ:

(۱)۔۔۔ حضرت احمد بن یسار ثعلب نحوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت احمد بن یسار ثعلب نحوی رحمۃ اللہ علیہ لغت و ادب کے امام تھے کتابوں سے جنون کی حد تک عشق تھا، عالم یہ تھا کہ اگر کوئی دعوت دیتا تو قبول کرنے میں شرط ضرور لگاتے کہ دعوت میں میرے مطالعہ کے لیے جگہ کا اہتمام کیا جائے گا، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مطالعہ میں انہماک کا عالم یہ تھا کہ ایک دن راہ چلتے مطالعہ میں مصروف تھے، سامنے سے گھوڑا آ رہا تھا مطالعہ کی مشغولیت نے اس کا احساس نہ ہونے دیا اور گھوڑے نے انہیں کھڑے میں گرا ڈالا، بے ہوش ہوئے گھر لائے گئے تو زندگی کی بازی ہار گئے اور اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ (وقت ہزار نعمت، ص ۷۵، مطبوعہ انس پبلشر کراچی)

(۲)۔۔۔ علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

پانچویں صدی ہجری کے عظیم بزرگ علامہ جمال الدین عبدالرحمن ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے شوق مطالعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: میری طبیعت کتب کے مطالعہ سے کبھی سیر نہیں ہوئی، جب بھی کسی نئی کتاب پر نظر پڑتی تو لگتا جیسے کوئی خزانہ ہاتھ آگیا ہو۔ میں نے مدرسہ نظامیہ کے کتب خانہ میں موجود ۶۰ ہزار کتب کا مطالعہ کیا ہے۔ مجھے جب بھی کوئی کتاب ملتی فوراً اس کا مطالعہ کرنے لگتا۔ اگر میں کہوں کہ میں نے ۲۰ ہزار کتب کا مطالعہ کیا تو بظاہر یہ تعداد زیادہ معلوم ہوگی لیکن یہ میری طلب سے کم ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس وقت کے طلبہ کی کم ہمتی مجھ پر واضح ہو گئی اور مجھے ان کتب کے مطالعہ سے بزرگوں کے اخلاق و حالات، ان کی بلند ہمتی، مضبوط حافظہ، عبادات کا ذوق اور اعلیٰ علوم کا ایسا خزانہ ملا جو بغیر مطالعہ کے حاصل نہ ہو سکتا تھا۔ لہذا جو حصول علم دین میں کما حقہ کامیابی پانا چاہے وہ کثرت سے مطالعہ کرے بالخصوص بزرگان دین کے حالات زندگی اور ان کی کتب پڑھے کیونکہ ان کی کوئی بھی کتاب فائدے سے خالی نہیں ہے۔ (صید الخاطر، ۳۳۸- فصل قراء العلماء صہتم العالیۃ، ص ۳۳۸ ملخصاً بتقدم و تاخر)

عبدالرحمن ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حدیث پاک سے بہت زیادہ محبت تھی۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پختہ ارادہ کر لیا کہ جب تک "صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابو داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، مسند امام احمد، طبقات ابن سعد، تاریخ الخطیب، حلیۃ الاولیاء، ان کے علاوہ چند اور کتابیں حفظ نہ کر لوں اس وقت تک مستقل علم حدیث حاصل نہیں کروں گا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تھوڑے ہی عرصے میں یہ ساری کتابیں زبانی یاد کر لیں، اس کے بعد مستقل علم حدیث سیکھنا شروع کیا۔ (عیون الکیات حصہ اول، ص ۱۵-۱۶- مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

(۳)۔۔۔ امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نامور شاگرد حضرت سیدنا محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمیشہ شب بیداری فرمایا کرتے تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس مختلف قسم کی کتابیں رکھی ہوتی تھیں جب ایک فن سے اکتا جاتے تو دوسرے فن کے مطالعے میں لگ جاتے تھے۔ یہ بھی منقول ہے کہ آپ اپنے پاس پانی رکھا کرتے تھے جب نیند

کا غلبہ ہونے لگتا تو پانی کے چھینٹے دے کر نیند کو دور فرماتے اور فرمایا کرتے: نیند گرمی سے ہے لہذا اسے ٹھنڈے پانی سے دور کرو۔ (تعلیم المتعلم طریق التعلم، ص ۱۰)

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کو مطالعے کا اتنا شوق تھا آپ رات کے تین حصے کرتے، ایک حصہ میں عبادت، ایک حصہ میں مطالعہ، اور بقیہ حصہ میں آرام فرماتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں: مجھے اپنے والد کی میراث میں تیس ہزار درہم ملے تھے۔ اُن میں سے پندرہ ہزار میں نے علم نحو، اور شعر و ادب اور لغت وغیرہ کی تعلیم و تحصیل میں خرچ کئے۔ اور پندرہ ہزار حدیث و فقہ کی تکمیل پر خرچ کئے۔ (تاریخ بغداد ج ۲، ص ۱۷۰ دار لکتاب علیہ بیروت)

(۴)۔۔۔ امام محمد بن مسلم ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مشہور محدث امام محمد بن مسلم ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شوق مطالعہ کا یہ عالم تھا کہ کتابوں کے انبار میں بیٹھ کر مطالعہ کرنے میں اس طرح مصروف ہو جاتے کہ آس پاس کی خبر نہ رہتی۔ ان کی زوجہ محترمہ ہر رات تیار ہو کر ان کے انتظار میں بیٹھی رہتیں کہ میری طرف متوجہ ہوں گے لیکن آپ بدستور مطالعہ میں منہمک رہتے۔ آخر ایک دن وہ بگڑ کر کہنے لگیں "خدا کی قسم! یہ کتابیں مجھ پر تین سو سو کنوں سے بھی زیادہ بھاری ہیں۔

(روحانی حکایات، صفحہ ۳۱، مطبوعہ ضیاء الدین پبلیکیشنز کراچی)

(۵)۔۔۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

محمد بن حاتم کہتے ہیں کہ ایک سفر میں میں امام بخاری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے ساتھ تھا آپ رات کو پندرہ، بیس مرتبہ اٹھتے، چراغ جلاتے اور احادیث پر کچھ نشان لگا کر لیٹ جاتے۔ (وقت ہزار نعمت ہے، ۷۵)

(۶)۔۔۔ امام مسلم بن حجاج قشیری رحمۃ اللہ علیہ

ایک دن کسی علمی مجلس میں حدیث پاک کی مشہور کتاب مسلم شریف کے مؤلف امام مسلم بن حجاج قشیری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی حدیث کے بارے میں استفسار کیا گیا تو آپ نے گھر آکر وہ حدیث تلاش کرنا شروع کر دی، قریب ہی کھجوروں کا ٹوکرا بھی رکھا ہوا تھا آپ حدیث کی تلاش کے دوران ایک ایک کھجور اٹھا کر کھاتے رہے دوران مطالعہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے استغراق اور انہماک کا یہ عالم تھا کہ کھجوروں کی مقدار کی جانب آپ کی توجہ نہ

ہوسکی، اور حدیث ملنے تک کھجوروں کا سارا ٹوکرا خالی ہو گیا، غیر ارادی طور پر اتنی زیادہ کھجوریں کھالینے کی وجہ سے آپ بیمار ہو گئے اور اسی مرض میں آپ کا انتقال ہو گیا۔ (تہذیب التہذیب ج ۸، ص ۱۵۰) (تذکرۃ المحققین صفحہ ۲۲۶ مطبوعہ فرید بک اسٹال لاہور)

(۷)۔۔۔ حضرت داؤد طائی علیہ الرحمۃ

حضرت داؤد طائی علیہ الرحمۃ (سال وفات ۱۶۶ھ) روٹی کے ٹکڑے پیس کر پی جاتے اور فرماتے جتنے وقت میں انسان روٹی چبا کر کھائے گا اتنی دیر میں ۵۰ آیات پڑھ لے گا۔ (صید الخاطر، ج ۱، ص ۴۶۰)

(۸)۔۔۔ حضرت امام نووی علیہ الرحمۃ

صاحب ریاض صالحین اور شارح مسلم حضرت امام نووی علیہ الرحمۃ (سال وفات ۶۷۶ھ) ساتویں صدی کے عظیم الشان محدث گزرے ہیں آپ کی زمانہ طالب علمی میں جدوجہد کا عالم یہ تھا کہ دو سال تک پہلو کے بل زمین پر نہیں سوئے بس بیٹھے بیٹھے ہی کچھ آرام کر لیتے اور مطالعہ میں مشغول ہو جاتے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عالم یہ تھا کہ آتے جاتے بھی وقت بچاتے اور راہ چلتے ہوئے بھی مطالعہ نہ چھوڑتے۔ (قیۃ الزمن عند العلماء ص ۷۳)

پھر آگے چل کر عظیم الشان محدث اور تاریخ اسلام کی عہد ساز شخصیت بن کر ابھرے اور علمائے اسلام کے درمیان اتنا بڑا مرتبہ پایا کہ شیخ تقی الدین سبکی اس تمنا میں سجدہ ریز ہوتے رہے کہ شاید ان کی پیشانی ایسی جگہ پڑ جائے جہاں امام نووی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے قدم پڑے ہیں۔ (طبقات شافعیہ ج ۵، ص ۱۶۶)

(۹)۔۔۔ حضرت امام حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی

حضرت امام حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: مجھ پر چالیس سال اس حال میں گزرے ہیں کہ سوتے جاگتے کتاب میرے سینے پر رہتی تھی۔ (جامع بیان العلم ج ۲، ص ۳۹۰)

(۱۰)۔۔۔ حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

خلیفۃ المسلمین حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پوتے حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سب سے ملنا جلنا موقوف کر دیا تھا اور قبرستان میں رہنے لگے تھے، ہمیشہ ہاتھ میں کتاب دیکھی جاتی تھی ایک بار آپ سے

اس بارے میں سوال کیا گیا تو کہنے لگے: ”میں نے قبر سے زیادہ واعظ، کتاب سے زیادہ دلچسپ رفیق اور تنہائی سے زیادہ بے ضرر ساتھی کوئی نہیں دیکھا۔“ (علم اور علما کی اہمیت ص ۴۱)

(۱۱)۔۔ حضرت خطیب بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تذکرۃ الحفاظ ج ۲، ص ۱۱۴ میں حضرت خطیب بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق لکھا ہے کہ وہ راہ چلتے ہی مطالعہ کیا کرتے تھے تاکہ آپ کے آنے جانے کا وقت ضائع نہ ہو۔

(علم اور علما کی اہمیت ص ۲۲)

(۱۲)۔۔ ابو الوفا بن عقیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حافظ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں، ابو الوفا بن عقیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ میں کھانے کے وقت کو مختصر کرنے کی بہت کوشش کرتا ہوں، اکثر روٹی کے بجائے چورہ بھگو کر استعمال کرتا ہوں تاکہ مطالعہ کے لیے زیادہ وقت بچ جائے۔ (علم اور علما کی اہمیت ص ۲۳)

آپ نے مزید فرمایا: مطالعہ کرتے کرتے جب آنکھیں جواب دینے لگتی ہیں تو میں لیٹ کر مسائل سوچنے لگ جاتا ہوں۔

امام ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ابو الوفا بن عقیل رحمۃ اللہ علیہ نے ۸۰ فنون پر کتابیں لکھی ہیں اور ان کی ایک کتاب ۸۰۰ جلدوں پر مشتمل ہے اس کے بارے میں کہا جاتا ہے یہ دنیا کی سب سے بڑی کتاب ہے۔

(علم اور علما کی اہمیت ص ۲۰)

(۱۳)۔۔ علامہ عبد الوہاب شعرانی قدس سرہ النورانی

اللہ تعالیٰ کی نشانی علامہ عبد الوہاب شعرانی قدس سرہ النورانی نے تفاسیر، شروح احادیث، لغات، اصول و کلام قواعد، سیرت و تصوف وغیرہ کی لاتعداد کتب کا نہ صرف ایک بار مطالعہ کیا بلکہ بعض کتب جو کئی کئی جلدوں پر مشتمل ہیں، انہیں کئی کئی بار پڑھا صرف مطالعہ تفسیر ملاحظہ کیجئے اور حیرت کے سمندر میں ڈوب جائیے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تفسیر بغوی، تفسیر ابن زہرہ، تفسیر ابن کثیر، تفسیر ابن النقیب المقدسی (۱۰۰ جلدیں) ایک ایک بار، تفسیر قرطبی دوبار، تفسیر خازن، تفسیر درمنثور اور عبد العزیز الدیرنی کی تفسیر صغیرہ کبیرہ تین تین بار، تفسیر بیضاوی پانچ بار، تفسیر ابن

عادل سات بار، تفسیر کواشی دس بار اور تفسیر جلالین کا تیس بار مطالعہ فرمایا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مطالعہ کے متعلق مزید جاننے کے لیے (طبقات امام شعرانی ص ۳۳، ۳۱) کو دیکھا جاسکتا ہے۔ (طبقات امام شعرانی ص ۳۳، ۳۱)

(۱۴)۔۔ علامہ حافظ

علامہ حافظ کو جو کتاب میسر آتی اس کا اول تا آخر بلا استیجاب مطالعہ کرتے کتب خانہ کرائے پر لے کر رات بھر مطالعہ کتب میں مصروف رہتے، زندگی کے آخری ایام میں فالج کا حملہ ہوا جس کے نتیجے میں جسم کا کچھ حصہ ناکارہ ہو گیا لیکن پھر بھی مطالعہ کتب میں مصروف رہتے ایک دن مطالعہ کتب میں مشغول تھے کہ اچانک کتب کا عظیم ذخیرہ ہر طرف سے اوپر آ پڑا جس کی تاب نہ لاتے ہوئے عاشق مطالعہ کتب انتقال کر گئے۔ (قیۃ الزمن از علامہ عبدالفتاح ابو غدة، ص ۳۴)

(۱۵)۔۔ علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

نویں صدی ہجری کے جلیل القدر محدث علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: مطالعہ کرنا میرا شب و روز کا مشغلہ تھا، بچپن میں بھی مجھے کھیل کود اور آرام و آسائش کے متعلق کچھ معلوم نہ تھا، بارہا ایسا ہوا کہ مطالعہ کرتے آدھی رات ہو جاتی تو والد محترم سمجھاتے: کیا کرتے ہو؟ یہ سنتے ہی میں فوراً لیٹ جاتا اور عرض کرتا: سونے لگا ہوں۔ کچھ دیر کے بعد پھر اٹھ کر مطالعہ شروع کر دیتا۔ بسا اوقات دوران مطالعہ سر کے بال اور عمامہ وغیرہ چراغ سے چھو کر جھلس جاتے لیکن مطالعہ میں مشغولیت کے سبب پتا ہی نہ چلتا۔

(اخبار الاخیار مع مکتوبات، تہذیب القلوب بقدر س الملکوت بشرح دعاء القنوت، ص ۳)

(۱۶)۔۔ امام اہلسنت، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے استاد صاحب سے کبھی چوتھائی کتاب سے زیادہ نہیں پڑھی بلکہ چوتھائی کتاب استاد صاحب سے پڑھنے کے بعد بقیہ تمام کتاب کا خود مطالعہ کرتے اور یاد کر کے سنا دیا کرتے تھے۔ اسی طرح دو جلدوں پر مشتمل العقود الدریہ جیسی ضخیم کتاب فقط ایک رات میں مطالعہ فرمائی۔

(حیات اعلیٰ حضرت، ۱/۲۱۳، ۷۰)

(۱۷)۔۔ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

قبلہ عالم حضرت پیر سید مہر علی شاہ مجدد گولڑوی قدس سرہ کے متعلق منقول ہے:

کہ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ موسم سرما کی طویل راتیں عشاء کی نماز کے بعد مطالعہ میں ہی گزرتیں حتیٰ کہ اسی حالت میں فجر کی اذان ہو جاتی۔ (مہرِ میر ص ۷۹)

(۱۸)۔۔۔ محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

محدث اعظم پاکستان، مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب مسجد میں حاضر ہوتے اور نماز باجماعت میں کچھ تاخیر ہوتی تو کسی کتاب کا مطالعہ شروع کر دیتے اسی طرح نماز عشاء کے بعد کتب سامنے رکھ کر بیٹھ جاتے اور مطالعہ کرتے، بسا اوقات فجر کی اذانیں شروع ہو جاتیں، استاد گرامی صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی نے آپ کی ان تھک محنت دیکھی تو خادم کو ہدایت فرمائی کہ سردار احمد کو نماز مغرب سے پہلے کھانا کھلادیا کرو تا کہ مطالعہ میں حرج نہ ہو۔

(حیات محدث اعظم۔ ص ۳۶، ملخصاً، رضافاؤنڈیشن لاہور ۱۴۲۵ھ)

حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں میں جب مولانا سردار احمد کو دیکھتا، پڑھتے دیکھتا مدرسے میں، قیام گاہ پر حتیٰ کہ جب مسجد میں آتے تو بھی کتاب ہاتھ میں ہوتی، اگر جماعت میں تاخیر ہوتی تو بجائے دیگر اذکار و اوراد کے مطالعہ میں مصروف ہو جاتے۔ (حیات محدث اعظم، ص ۳۶)

مولانا معین الدین شافعی کا بیان ہے: اجیر شریف میں مولانا سردار احمد کی محنت کا یہ عالم تھا کہ نماز عشاء کے بعد آپ سامنے کتاب رکھ کر بیٹھ جاتے اور مطالعہ کرتے ہوئے بسا اوقات فجر کی اذان ہو جاتی، اس محنت و لگن کو دیکھ کر حضور صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے طبخ (یعنی باروچی) کو حکم فرمایا۔ سردار احمد کو نماز مغرب سے پہلے کھانا دے دیا کرو تا کہ اس کے مطالعہ میں حرج نہ ہو۔ (حیات محدث اعظم، ص ۳۶)

(۱۹)۔۔۔ مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دورانِ طالب علمی میں رات مطالعہ کے لیے جو تیل ملتا تھا وہ تقریباً آدھی رات تک چلتا۔ چراغ تو بجھ جاتا مگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شوقِ علم کا دیا جلتا رہتا چنانچہ جب مدرسہ کا چراغ گل ہو جاتا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ باہر نکل آتے اور گلی میں جلتے ہوئے بلب کی روشنی میں بیٹھ کر مطالعہ کرنے میں مصروف ہو جاتے۔ (حالاتِ زندگی۔ حیاتِ سالک، ص ۸۲، ملخصاً)

(۲۰)۔۔۔ امیر اہلسنت، مولانا الیاس عطار قادری مدظلہ العالی

امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ نے علم دین کے حصول کا ذریعہ ہی مطالعہ کو بنایا۔ آپ اس قدر ہمہ تن گوش ہو کر مطالعہ فرماتے ہیں کہ بعض اوقات آپ کو کسی کی آمد کا علم ہی نہیں ہوتا۔

پیارے طلبائے کرام! دیکھا آپ نے کہ ہمارے اسلاف کس انداز سے مطالعہ کیا کرتے تھے، اللہ کریم ان مخلص عاشقان مطالعہ کے برکات میں سے ہمیں بھی حصہ نصیب فرمائے اور ہم بھی اپنے اوقات کو قیمتی بنانے والے بن جائیں۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

پیارے طلبائے کرام! مطالعہ کے ساتھ ساتھ کتب کا ادب بھی کرنا ہے کیونکہ باادب، بانصیب بے ادب بے نصیب، نیز علم حاصل کر کے اس پر عمل بھی کرنا ہے اور اسے دوسروں کو سکھانا بھی ہے کیونکہ اگر علم جسم ہے تو عمل اس کی روح اور علم سکھانا اس کی غذا ہے۔

مطالعہ یاد رکھنے کا فارمولہ

پیارے طلبائے کرام! ہم مطالعہ تو بہت کرتے ہیں لیکن ذہن میں دیر تک محفوظ نہیں رہ پاتا، اگلے صفحہ کا مطالعہ شروع کرتے ہی پچھلے صفحہ کا سارا مضمون ذہن سے غائب ہو جاتا ہے، مطالعہ کرنے کا وہ کون سا طریقہ ہے جس کو اپنانے سے ہمیں مطالعہ کرنے کے فوائد حاصل ہوں، ہر ایک کی یہی خواہش اور طلب رہتی ہے لہذا آج آپ کے سامنے مطالعہ کرنے کا ایک انوکھا طریقہ بیان کروں گا جس کو اپنانے سے ان شاء اللہ یاد رہنے کے ساتھ ساتھ دیر پارہنے میں بھی مددگار ثابت ہو گا اور وہ یہ ہے کہ:

مطالعہ کرنے سے پہلے دو چار موضوع آپ کے ذہن میں ہوں کہ مجھے ان موضوعات پر مواد جمع کرنا ہے۔ اس کے لئے ایک کاپی اور قلم لے کر مطالعہ کیجئے۔ ان شاء اللہ عزوجل کتاب کے مضامین بھی یاد رہیں گے اور آپ کی ایک دو کتاب یا کم از کم ایک چھوٹا سا رسالہ یا کم از کم ایک بیان تیار ہی ہو جائے گا۔

مثلاً: تصوف میں آپ کو امام محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی کی مایہ ناز تصنیف ”کیمیائے سعادت“ مطالعہ کرنا ہے تو اس کتاب کو مطالعہ کرتے ہوئے آپ کے ذہن میں ہو کہ مجھے اس کتاب سے خوفِ خدا کے واقعات الگ کرنے ہیں۔ یاد دنیا سے بے رغبتی والے بزرگانِ دین کے واقعات الگ کرنے ہیں۔ اس طریقے پر آپ ایک مکمل کتاب مطالعہ کر کے دیکھ لیجئے اور پھر اس کی برکتوں کا نظارہ کیجئے۔

الحمد للہ عزوجل یہ طریقہ میں نے مبلغِ اسلام، خلیفہ برہانِ ملت، حضرت علامہ مولانا عبدالمبین نعمانی زید مَجْدُکُ وَ شَرَفُہُ وَعِلْمُہُ وَعَمَلُہُ سے سیکھا ہے۔

اللہ پاک ہمیں مطالعہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور مطالعہ کر کے اس کی برکتوں سے بھی مالا مال فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ والہ وسلم

عقل مند کی پہچان

ایک دانہ سے پوچھا گیا: کسی شخص کی عقل کی پہچان کیسے ہوتی ہے؟ جواب دیا: گفتگو میں غلطی کم اور درستی زیادہ ہونے سے۔ دوبارہ سوال ہوا: اگر وہ شخص موجود نہ ہو تو پھر کیسے؟ اس نے کہا: تین میں سے کسی ایک بات سے: یا تو اس کے قاصد کے ذریعے کیونکہ قاصد انسان کا قائم مقام ہوتا ہے، یا اس کے خط کے ذریعے کیونکہ خط انسان کی گفتگو کو بیان کرتا ہے یا پھر اس کے تحفے کے ذریعے کیونکہ تحفہ انسان کے حوصلے کا پتہ دیتا ہے۔ ان تینوں میں جتنا نقص ہو گا وہ ان کے بھیجے والے میں شمار ہو گا۔ (دین و دنیا کی انوکھی باتیں، جلد اول، ص ۴۳، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

بیان نمبر 15: وقت کی اہمیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللّٰطِیْفِ وَالصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الشَّافِعِی
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِیْبَ اللّٰهِ
اَلصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

درود شریف کی فضیلت

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ صَلَّى عَلَى صَلَاةٍ وَاحِدَةٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ، وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيئَاتٍ، وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ»۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے مجھ پر ایک بار دُرودِ پاک پڑھا اللہ عز و جل اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، دس گناہ مٹاتا ہے اور دس درجات بلند فرماتا

ہے۔ (نسائی ص ۲۲۲ حدیث ۱۲۹۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

حکیم کی حکیمانہ باتیں

کسی (نادان شخص) نے ایک حکیم سے کہا کہ میرے سامنے کسی ایسی شے کی خوبیاں بیان کیجئے کہ جس کے استعمال سے میں دن کے وقت بھی سوتا رہوں۔ حکیم نے کہا: اے فلاں! تو کتنا کم عقل ہے! تیری عمر کا آدھا حصہ تو پہلے ہی (رات کو غفلت میں) سوتے ہوئے گزر رہا ہے، حالانکہ نیند موت کا دوسرا نام ہے اور اب تو اپنی عمر کے (۴ حصوں میں سے) تین چوتھائی (۳/۴) حصے کو مزید نیند کی نذر کرنا چاہتا ہے اور صرف ایک چوتھائی (۱/۴) حصے کی زندگی ہی جینا چاہتا ہے؟ تو اُس (نادان شخص) نے پوچھا: وہ کیسے؟ اُس حکیم نے بتایا: مثلاً تیری عمر ۴۰ سال ہو تو آدھی عمر ۲۰ سال ہوگی جس کو تو نے ساری رات سو کر گزارا (اگر بارہ گھنٹے روزانہ سویا) اور تو ہے کہ اسے بھی مزید ۱۰ سال بنانا چاہتا ہے (یعنی جب دن کو

بھی مزید سویا رہے گا تو مزید ۱۰ سال کم ہو جائیں گے اور تیرے پاس آخرت کے لیے زادِ راہ اکٹھا کرنے کے لیے صرف ۱۰ سال ہی باقی بچیں گے، لہذا زیادہ سونے کی خواہش کو دل سے نکال دے۔) (قُوتُ الْقُلُوبِ، فصل ۲۷/۱، ۲۷/۳ بتغیر قلیل)

غافلوں کو بیداری کا پیغام

سیدی اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کَھیل کُود میں قیمتی وقت کو برباد کرنے والوں اور رات بھر غفلت کی نیند سونے والوں کو گویا بیداری کا پیغام دیتے ہوئے کچھ اس طرح سمجھا رہے ہیں:

دن لہو میں کھونا تجھے شب صُبح تک سونا تجھے
شُرْمِ نبی خوفِ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

عظیم کارنامے

پیارے طلبائے کرام! دنیا کی تاریخ میں جن شخصیات کا ہم ذکرِ خیر کرتے ہیں ان کی نمایاں خوبیوں میں سے ایک خاص وصف اپنے وقت کی قدردانی بھی ہے اور جن حضرات نے وقت کی قدر کی اللہ نے ان کے لئے بڑے بڑے کام آسان کر دیئے۔ مثلاً: امام محمد علیہ الرحمۃ نے ایک ہزار کتب تحریر فرمائیں، ابن عقیل علیہ الرحمۃ نے ایک کتاب آٹھ سو ۸۰۰ جلدوں کی تحریر فرمائی، امام غزالی علیہ الرحمۃ نے "یا قوت التاویل" نامی کتاب چالیس جلدوں میں لکھی، امام ابن جریر علیہ الرحمۃ نے اپنی زندگی میں تین لاکھ اٹھاون ہزار صفحات لکھے، علامہ باقلانی علیہ الرحمۃ نے صرف "معترکہ فرقہ" کے رد میں ستر ہزار صفحات لکھے، محدث ابن شاہین علیہ الرحمۃ نے کتب کی تحریر میں سات سو درہم کی روشنائی استعمال کی، علامہ ابن جوزی علیہ الرحمۃ نے زمانہ طالب علمی میں بیس ہزار کتب کا مطالعہ کیا۔

(علم و علماء کی اہمیت ص ۲۰-۲۹ ملخصاً)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنی زندگی میں لاکھوں فتوے تحریر کیے اور ایک ہزار کتب و رسائل تحریر فرما کر امت کو دیئے۔

ایسے مردِ قلندر کی ضرورت

اور ایک نظر میرے مرشدِ کریم، شیخ طریقت، امیر اہلسنت، حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری

رضوی زید مجتہد و شرفہ و علمہ و علمہ کی مبارک زندگی پر ڈالیں کہ جس وقت تہلکہ خیز حوادث رونما ہو رہے تھے، نئے نئے فتنے پیدا ہو رہے تھے، ایمان شکن ہوائیں چل رہی تھیں، بدعت و منکرات کے طوفان اٹھ رہے تھے، سرمایہ حیات مسلمین، عشق سید المرسلین ﷺ کو مسلمانوں کے دلوں سے مٹایا جا رہا تھا، سنتوں سے روگردانی کا پیغام بد دیا جا رہا تھا، فیشن پرستی پر اکسایا جا رہا تھا، یوں مذہب اسلام کو پھر سے ایک بار صفحہ ہستی سے نیست و نابود کرنے کے لئے ہر ممکن ہتھیار و ہتھکنڈے استعمال کئے جا رہے تھے، چاروں طرف مغربی تہذیب کا چرچا، ہر ایک اس کا دلدادہ نظر آ رہا تھا، یوں ہمارا معاشرہ بے عملی اور بے حیائی کا شکار ہو جا رہا تھا۔

لہذا اس معاشرے کو ایک ایسے مرد قلندر کی ضرورت محسوس ہوئی جو زہد و تقویٰ، خوفِ خدا، عشقِ مصطفیٰ ﷺ، حبِ اولیاء، علم و عمل، حکمت و دانائی، کے ساتھ ساتھ، صبر و تحمل، استقامت و بردباری اور حسن اخلاق کے جملہ اوصاف سے متصف ہو کر، اس بگڑے ہوئے معاشرے کی اصلاح کی کوشش کر سکے، اللہ عز و جل نے امتِ مصطفیٰ ﷺ پر خاص کرم فرمایا اور الحمد للہ رب العالمین! امیر اہل سنت، شیخ طریقت، حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری زید مجتہد و شرفہ و علمہ و علمہ پر آفتاب کی طرح چمکتے دکتے نظر آنے لگے۔

تو	فیضان	رضا	الیاس	قادری
تو	ضیاء	کی	ضیاء	الیاس
				قادری

دعوتِ اسلامی کی بنیاد

معاشرے میں بڑھتے ہوئے فتنوں، فحاشی، بے حیائی، نمازوں سے روگردانی، جھوٹ، رشوت، شراب نوشی کے جیسے امراض میں لتھڑے ہوئے معاشرے نے آپ کو بڑے پیمانے پر کام کرنے کے لئے تیار کیا ہوا تھا، یہاں تک کہ ۱۴۰۱ سن ہجری بمطابق ۲ ستمبر ۱۹۸۱ سن عیسوی میں باب المدینہ کراچی میں تبلیغ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ”دعوتِ اسلامی“ کی بنیاد رکھ کر چند اسلامی بھائیوں کے ساتھ، اس دینی تحریک کا دینی کام شروع فرمادیا۔

مقبول	جہاں	بھر	میں	ہو	دعوتِ اسلامی
صدقہ	تجھے	اے	رب	غفار	مدینے کا

تقریباً سارے ممالک تک پہنچ چکا ہے

اللہ تبارک و تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کے فضل و کرم سے دیکھتے ہی دیکھتے دعوتِ اسلامی، دنیا میں عام ہونے لگیا اور الحمد للہ عزوجل! امام اہل سنت کے فیضان، علما و مشائخ اہل سنت کے تعاون اور مدنی قافلوں کی برکتوں اور عاشقانِ رسول کی انفرادی کوششوں کے نتیجے میں، مدنی محبوب ﷺ کی محبت سے لبریز دعوتِ اسلامی کا دینی پیغام مختصر سے وقت میں تاحال دنیا کے تقریباً سارے ممالک تک پہنچ چکا ہے۔

دعوت	اسلامی	کی	قیوم
سارے	جہاں	میں	مچ جائے دھوم
اس	پے	فدا	ہو بچہ بچہ
یا	اللہ	میری	جھولی بھر دے

مدنی ماحول کی برکتیں

اللہ عزوجل کی رحمتوں اور اسی کی عطا سے، میٹھے میٹھے مصطفیٰ ﷺ کی عنایتوں، صحابہ کرام کی برکتوں، اولیائے کرام کی نسبتوں، اور علما و مشائخ اہل سنت کی شفقتوں کے نتیجے میں عاشقانِ رسول کے مدنی قافلوں نے شہر بہ شہر، قریہ بہ قریہ، سنتوں بھر سفر شروع کر دیا، عشقِ رسول ﷺ کے چھلکتے جامِ تقسیم ہونے لگے اور الحمد للہ! عزوجل سیدی اعلیٰ حضرت امام اہل سنت، ولی نعمت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانہ شمع رسالت، مجدد دین و ملت، عالم شریعت، پیر طریقت، باعثِ خیر و برکت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ، القاری الشاہ، امام احمد رضا خان کے فیوضات اور مبلغین کے خوفِ خدا اور محبتِ سرکارِ دو عالم کے مالک و مختار ﷺ میں ڈوبے ہوئے بیانات سن کر، لاکھوں مسلمان نمازی بن گئے، بے شمار چور ڈاکو، زانی، شرابی اور دیگر جرائم پیشہ افراد، عشقِ رسولِ مقبول، بی بی آمنہ کے مہکتے پھول ﷺ کا جام پی کر گناہوں سے تائب ہو کر میٹھے مدینے کے دیوانے اور باکردار مسلمان بن کر معاشرے میں ابھرے۔

تم	دعوت	اسلامی	کو	جانتے	ہو	کیا	ہے
فیضان	مدینہ	ہے	فیضان	مدینہ	ہے		

دعوتِ اسلامی ایک ایسا اسلامی سرچشمہ ہے

دعوتِ اسلامی ایک ایسا اسلامی سرچشمہ ہے، جس سے ہزاروں علمی نہریں جاری ہوئیں، جو ملک و بیرون ملک کے طول و عرض میں بہہ بہہ کر تشنگانِ علم و عشق کو سیراب کر رہی ہیں، یعنی دعوتِ اسلامی کے مبلغین اور دعوتِ اسلامی کے جامعات المدینہ کے مدرسین و طلباء مدنی قافلوں میں سفر کر کے قریہ قریہ، کوچہ کوچہ نیکی کی دعوت کو عام کرنے میں مصروفِ عمل ہیں، جو اب تک الحمد للہ رب العالمین! ساتوں براعظم میں پہنچ کر دین کی خدمت کو بحسن و خوبی انجام دے رہے ہیں اور دعوتِ اسلامی ایک ایسا عظیم کارخانہ ہے جس نے بے شمار مصلحین و مبلغین کو اسلامی تربیت و آداب اور حسن اخلاق، سنتِ سرکارِ مآب ﷺ میں ڈھالا، جو دنیا کی رنگ و بو کو اسلامی کردار و اطوار میں متعارف کرانے میں سرگرداں ہیں۔

دعوتِ اسلامی قوم و ملت کی غیر سیاسی تحریک ہے، جو اہل سنت کی ممتاز و منفرد اور اہل سنت کی یکتائے روزگار خدمت میں اپنی مثال آپ ہے اور آج بھی خدمتِ دین میں منہمک ہے، دعوتِ اسلامی ایک ایسا علمی اور عملی سمندر ہے، جس سے ہزاروں ندیاں اور نہریں جاری ہوئیں، مگر اس کی وسعت و اعلیٰ ظرفی میں آج تک کوئی کمی نہیں آئی اور نہ آئے گی ان شاء اللہ کہ:

نکالیں سیڑوں نہریں کہ پانی کچھ تو کم ہوگا
مگر پھر بھی میرے دریا کی طغیانی نہیں جاتی

ابھی آگے کوچ جاری ہے

میرے امیر اہل سنت، شیخ طریقت نے دعوتِ اسلامی کو ۱۰۰ سے زائد شعبہ جات میں منقسم کر کے دنیا میں پیغامِ حق کو عام فرمادیا، اور ابھی آگے کوچ جاری ہے۔ کسی شاعر نے کتنے پیارے انداز میں لکھا ہے:

دشت تو دشت ہے دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحرِ ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

یہ سب کچھ میرے شیخ طریقت، امیر اہلسنت کی وقت کی قدر دانی کا نتیجہ ہے جو آج ہم اور آپ اپنی نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں، اللہ العظیم مرشدِ کریم کو شاد و آباد رکھے سلامتی والی، عافیت والی عمرِ خضریٰ عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ والہ وسلم

وقت کے قدر دان ایسے ہوتے ہیں

پیارے طلبائے کرام! آئیے اب میں آپ کے سامنے وقت کے قدر دانوں کے نمایاں کام رکھوں جس کو سن کر آپ کو بھی تعجب ہو گا کہ یہ سب کچھ کیسے ہو جاتا تھا۔

- (۱)۔۔۔ ابو جعفر احمد بن عباس کے پاس چار لاکھ کتابیں تھیں۔
- (۲)۔۔۔ الواقدی کے گھر سے ان کی وفات کے بعد کتابوں کے چھ سو صندوق نکلے۔
- (۳)۔۔۔ یحییٰ بن مصیر نے وفات کے بعد کتابوں سے بھری چودہ الماریاں چھوڑیں۔
- (۴)۔۔۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اوسطاً روزانہ ۱۶ صفحات رقم کیے یعنی لکھے۔
- (۵)۔۔۔ امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اوسطاً روزانہ ۴۰ صفحات رقم کیے۔
- (۶)۔۔۔ البیرونی کی تصانیف کی فہرست ہی ساٹھ اوراق پر مشتمل تھی اور ان تصانیف کا وزن اس قدر تھا کہ ایک اونٹ ان تمام کو نہ اٹھا سکتا تھا۔

- (۷)۔۔۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے (۱۰۰۰) کتب تحریر فرمائیں۔
- (۸)۔۔۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے (۱۱۶) کتابیں لکھیں۔
- (۹)۔۔۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے (۵۵۰ یا ۵۰۰) کتابیں تحریر فرمائیں۔
- (۱۰)۔۔۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے (۲۰۰) کتابیں تحریر فرمائیں۔
- (۱۱)۔۔۔ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے (۲۵۰) کتابیں تحریر فرمائیں۔
- (۱۲)۔۔۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے (۱۱۳) کتابیں تحریر فرمائیں۔
- (۱۳)۔۔۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے (۹۹۹) کتابیں تحریر فرمائیں۔

(۱۴)۔۔۔ امام ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے (۱۵۰) کتابیں تحریر فرمائیں۔

(۱۵)۔۔۔ امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے (۲۶۹ یا ۳۲۰) کتابیں تحریر فرمائیں۔

(۱۶)۔۔۔ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے (۱۰۰۰) کتابیں تحریر فرمائیں۔

(۱۷)۔۔۔ عبد اللطیف بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے (۱۶۰) کتابیں تحریر فرمائیں۔

(۱۸)۔۔۔ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے (۱۰۰) کتابیں تحریر فرمائیں۔

(۱۹)۔۔۔ ابو بکر محمد بن زکریا رازی رحمۃ اللہ علیہ نے (۱۸۴) کتابیں تحریر فرمائیں۔

(۲۰)۔۔۔ یعقوب ابن اسحاق الکندی نے (۲۲۵ یا ۲۴۱) کتابیں تحریر فرمائیں۔

(۱)۔۔۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور وقت کی قدر

قاضی ابراہیم کہتے ہیں: امام ابو یوسف بیمار ہوئے تو میں ان کی خدمت میں عیادت کے لئے حاضر ہوا، اس وقت ان پر بے ہوشی کا عالم طاری تھا، کچھ افاقہ ہونے پر مجھ سے فرمایا: اس مسئلے میں تم کیا کہتے ہو؟ میں نے حیرت و تعجب سے کہا: کہ کیا ایسی حالت میں بھی آپ کو مسئلے مسائل کی فکر ہے؟ فرمایا: ”اس میں حرج ہی کیا ہے؟ ممکن ہے کہ یہ درس و مباحثہ ہماری نجات کا سبب بن جائے۔“

پھر امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: رمی جمار میں کون سا طریقہ افضل ہے؟ چلتے ہوئے کی جائے یا سوار ہو کر۔ میں نے کہا: سوار ہو کر۔ فرمایا: تم نے غلطی کی۔ میں نے کہا: پھر تو چلتے ہوئے۔ فرمایا: پھر ٹھوکر کھائی۔ تب میں نے عرض کی: اللہ پاک آپ کو خوش رکھے، آپ ہی اس مسئلے میں تسلی بخش جواب عنایت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: وہ شخص جو جمرے کے پاس دعا کے لئے کھڑا تھا تو اس کے لئے افضل یہ ہے کہ چلتے ہوئے رمی کرے، اور جو وہاں کھڑا نہیں تھا اس کے لئے سوار ہو کر رمی کرنا افضل ہے۔

قاضی ابراہیم کہتے ہیں: پھر میں وہاں سے اٹھا اور ابھی ان کے گھر کے دروازے پر ہی پہنچا تھا کہ ان کی آخری آواز سنی اور وہ مالک حقیقی سے جا ملے۔ (الجواب المزیج، ج ۱، ص ۷۶)

(۲)۔۔ حضرت جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی اور وقت کی قدر

حضرت جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی وقتِ نزع قرآن پاک پڑھ رہے تھے، ان سے استفسار کیا گیا: اس وقت میں بھی تلاوت؟ ارشاد فرمایا: میرا نامہ اعمال پینٹا جا رہا ہے تو جلدی جلدی اس میں اضافہ کر رہا ہوں۔

(صدید الطائر لابن الجوزی ص ۲۷، مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز)

(۳)۔۔ علامہ خلیل بن احمد نحوی رحمۃ اللہ علیہ اور وقت کی قدر

علامہ خلیل بن احمد نحوی رحمۃ اللہ علیہ (سالِ وفات ۷۰۱ھ) نحو و لغت کے امام اور علم عروض کے موجد ہیں، آپ اکثر یہ کہا کرتے تھے: ”أَثْقُلُ سَاعَاتِي عَلَى سَاعَةِ أَكُلِ فِيهَا“ وہ ساعتیں مجھ پر بڑی گراں گزرتی ہیں جن میں میں کھانا کھا رہا ہوتا ہوں۔

آپ نے آخری عمر ارادہ کیا کہ حساب کی کوئی ایسی آسان نوع تخلیق کی جائے جسے سمجھنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئے، چنانچہ اپنے معمول کے مطابق جب اس نوع کی تخلیق کی فکر میں جڑے تو اس کی دھن میں ایسے مگن ہوئے کہ دنیا و مافیہا کی کچھ خبر نہ رہی، انہماک کے اسی عالم میں مسجد گئے، ستونِ مسجد سے جا ٹکرائے، گرے اور انتقال فرما گئے۔

(وفات الاعیان، ج ۲، ص ۲۴۹)

(۴)۔۔ حضرت عبید بن یعیش رحمۃ اللہ علیہ اور وقت کی قدر

امام بخاری و مسلم کے استاد شیخ حضرت عبید بن یعیش رحمۃ اللہ علیہ (سالِ وفات ۲۲۹ھ) کے بارے میں آتا ہے کہ آپ حدیثِ نبوی لکھنے میں اتنے مصروف اور منہمک رہتے کہ انہیں کھانے پینے کا کچھ خیال ہی نہ رہتا تھا۔

عماد بن رجا بیان کرتے ہیں کہ میں نے شیخ عبید کو یہ فرماتے سنا کہ تیس سال تک رات کو اپنے ہاتھ سے کھانا نہیں کھایا، میری بہن میرے منہ میں لقمہ ڈالتیں اور میں حدیثیں لکھتا رہتا۔ (سیر اعلام النبلاء، ج ۱۱، ص ۳۵۹)

(۵)۔۔ امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ اور وقت کی قدر

ہمارے شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی دامت برکاتہم العالیہ کو انتہائی کم وقت میں بہت بڑی کامیابی نصیب ہوئی اور چار دانگِ عالم میں آپ کی دینی خدمات کا شہرہ پھیل گیا۔ جس کو آپ نے ابھی سنا اس کی وجوہات میں ایک نمایاں وجہ وقت کی قدر ہے۔

آپ (دامت برکاتہم العالیہ) نے اپنے شب و روز کو ایک مدنی مقصد کے حصول کے لئے بہترین انداز میں تقسیم کیا۔ نماز، اذکار اوراد و وظائف، بیانات، مُطالَعہ، روزوں کا تسلسل، نوافل کی کثرت، مدنی مشورے، مدنی مذاکرے، سحری، افطار، مُریدین و مُحبین و متعلقین اور علماء و صلحاء سے ملاقات، تحقیقی و دقیق مسائل میں مفتیانِ کرام کی معاونت و مشاورت، مکتوبات کے جوابات، مریضوں کی عیادت، اہل خانہ کی ضرورت، بچوں کی مدنی تربیت، تحریری کام، سونا، جاگنا، ذمہ داران کی اصلاح کے لئے مختلف تحریرات، باز پرس، دلجوئی، حوصلہ افزائی، مستقبل کے اہداف کا تفکر اور روزمرہ زندگی کے بے شمار معمولات کو مختلف اوقات میں تقسیم کر کے اس پر استقامت سے عمل آپ کا طرہ امتیاز ہے۔

آپ کی دینی و تنظیمی کامیابیوں اور کامرانیوں کی بہترین مثال دنیا کے اکثر ممالک میں "دعوتِ اسلامی" کا پیغام اور ۱۰۰ سے زائد شعبوں کے قیام کے ساتھ ساتھ شہرہ آفاق عظیم و ضخیم تصنیف "فیضانِ سنت"، بارہ رسائل کا مجموعہ "نماز کے احکام"، "پردے کے بارے میں سوال جواب" کفریہ کلمات کی معلومات پر مشتمل کتاب "کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب" اور مختلف فقہی، قبر و آخرت، طب اور دیگر سینکڑوں موضوعات پر سینکڑوں بیانات اور مدنی مذاکرے اور ہزار ہا صفحات پر مشتمل تحریری مواد بھی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہِ

قادر	الیاس	رضا	فیضان	تُو
قادر	الیاس	ضیاء	کی	ضیاء

وقت کو ضائع کرنے والے کام

پیارے طلبائے کرام! اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں وقت کی قدر کرنے والا بن جاؤں تو آپ کو درج ذیل کاموں سے بچنا ہوگا:

- (۱)۔۔۔ بے جا ٹیلیفون (یعنی موبائل) کا استعمال۔ (۲)۔۔۔ لوگوں سے غیر ضروری میل جول۔ (۳)۔۔۔ فضول کلام کی عادت بد۔ (۴)۔۔۔ اپنے روزمرہ کے معمولات کا جائزہ نہ لینا۔ (۵)۔۔۔ خلوت نشینی سے اجتناب۔ (۶)۔۔۔ جلد بستر نہ چھوڑنے کا مرض۔ (۷)۔۔۔ "پھر کبھی کر لوں گا" والا مزاج۔ (۸)۔۔۔ اپنی ذات میں تنظیم (یعنی منظم رہنے) کی کمی۔ (۹)۔۔۔ اپنے جذبات پر قابو نہ ہونا۔ (۱۰)۔۔۔ گرد و پیش کے ماحول اور لوگوں کی

ذہنی سطح کو سمجھنے کی صلاحیت کا نہ ہونا۔ (۱۱)۔ ہر کام کو خود ہی کرنے کا جذبہ بے جا۔ (۱۲)۔ کسی سے کچھ سیکھ کر یا اوروں کے تجربات سے فائدہ اٹھانے کے بجائے ہر چیز کا خود تجربہ کرنا۔ (۱۳)۔ مقبول بننے کا شوق بے جا۔ (۱۴)۔ طے شدہ وقت پر کام ختم نہ کرنا۔ (۱۵)۔ زیر دباؤ رہنا۔ (۱۶)۔ خواہ مخواہ پریشان رہنا۔ (۱۷)۔ وقت کی کمی کا رونا روتے رہنا وغیرہ۔

لہذا ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے وقت کو مفید اور نیک کاموں میں صرف کر کے اللہ پاک کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کریں، فالتو وقت گزارنا کتنے بڑے نقصان کی بات ہے اس کو اس حدیث مبارک سے سمجھئے چنانچہ:

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے "اہل جنت کو کسی چیز کا بھی افسوس نہیں ہو گا سوائے اُس ساعت (یعنی گھڑی) کے جو (دنیا میں) اللہ عزَّوَجَلَّ کے ذکر کے بغیر گزر گئی۔" (الْمَغْزَمُ الْکَبِيرُ ج ۲۰ ص ۹۳-۹۴ حدیث ۱۷۲)

اللہ پاک سے دعا ہے کہ ہمیں وقت کی قدر دانی عطا فرمائے اور اپنے وقت کو اچھے کاموں میں صرف کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کامیابی کے 10 اصول

مایوسی کا خاتمہ کر کے کامیابی کی جانب گامزن کرنے والے اصولوں کا مجموعہ "کامیابی کے 10 اصول" یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے منفرد ہے کیونکہ اس کتاب میں ان اصولوں کو جمع کیا گیا ہے جن سے مایوسی کا خاتمہ ہونے کے ساتھ ساتھ آگے بڑھ کر کچھ کر گزرنے کا جذبہ نو پیدا ہوتا ہے۔

مصنف

مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فچٹوری

بیان نمبر 16: تخلیقی قوت کیسے پیدا کریں؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللّٰطِیْفِ وَالصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الشَّافِعِی
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
الصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِیْبَ اللّٰهِ
الصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

درود شریف کی فضیلت

ہمارے پیارے پیارے اور ہر عیب سے پاک نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مَنْ سَرَّكَ اَنْ یَلْقٰی اللہَ غَدًا رَاضِیًا، فَلْیُکَثِّرِ الصَّلَاةَ عَلَیَّ۔ یعنی جسے یہ پسند ہو کہ اللہ پاک کی بارگاہ میں پیش ہوتے وقت اللہ پاک اُس سے راضی ہو تو اسے چاہیے کہ مجھ پر کثرت سے دُرود شریف پڑھے۔ (فردوس الاخبار، ۲/۲۸۳، حدیث: ۶۰۸۳)

ہم نے خطا میں نہ کی تم نے عطا میں نہ کی
کوئی کمی سرورِ تم پہ کروڑوں دُرود
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

قسط اول: تخلیقی قوت کیا ہے؟

پیارے طلبائے کرام! کائنات کی تمام تخلیقات جیسے زمین، چاند، تارے، سمندر، پیڑ، آسمان، پہاڑ، جھیل، بادل، ہوا، جانور وغیرہ خدا کی تخلیقیت کی جلوہ گری ہیں۔ کائنات میں خدا کی سب سے بہترین اور عمدہ تخلیق حضرت انسان ہے۔ قرآن شریف میں بڑی وضاحت کے ساتھ کائنات اور انسان کی تخلیق کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ انسان کے اندر خدا نے اپنی کچھ صفات رکھی ہیں، دوسرے لفظوں میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ خدا کے جتنے بھی اوصاف ہیں جیسے وہ قادر ہے، عادل ہے، رزاق ہے، قہار ہے، وغیرہ۔ ان صفات کے کچھ اجزا انسان میں بھی نظر آتے ہیں۔ اس بات کو ہم کچھ اس طرح سے سمجھ سکتے ہیں کہ خدا رزاق ہے یعنی خدا پوری کائنات کو کھلاتا اور پلاتا ہے۔ ایک انسان بھی کسی پیاسے

کوپانی اور بھوکے کے لیے کھانے کا سامان مہیا کرتا ہے اور کسی حد تک اپنے عطائی رزاق ہونے کا ثبوت پیش کرتا ہے۔ خدا کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ عادل ہے یعنی وہ عدل سے کام لیتا ہے۔ بالکل اسی طرح دنیا کی بڑی بڑی عدالتوں میں بہت سے انسان مُنصف کے منصب پر فائز ہیں اور عدل سے کام لے کر اس صفت کا برملا ثبوت پیش کرتے ہیں۔ اسی طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ خدا بہترین تخلیق کار ہے اور انسان اس کی بہترین تخلیق ہے۔ اور انسان نے بھی اپنی تخلیقی صلاحیت سے Robot اور Computer جیسی چیزیں بنائیں جو دنیا کے بڑے بڑے اور حیرت انگیز کام انجام دیتے ہیں۔ اسی طرح زمین خدا کی ایک عمدہ تخلیق ہے اور انسان نے اپنی تخلیقی صلاحیت سے اس ویران زمین کو جنت نما بنا دیا جس کی مثالیں ہمیں دنیا میں ہر جگہ نظر آتی ہیں۔ خدا نے سورج بنایا جو دن کو روشن کرتا ہے اور انسان نے اپنی تخلیقی صلاحیت سے بجلی بنائی جو راتوں کو روشن کرتی ہے۔ خدا نے زمین میں خوبصورت وادیاں بنائیں اور انسان نے اپنی تخلیقی صلاحیتوں سے ان کی خوبصورتی دو بالا کر دی۔ ان میں مختلف قسم کے پھول اگائے۔ ان میں مختلف قسم کے خوبصورت پیڑ اور پودے لگائے۔ غرض کہ اس طرح کی بے شمار انسانی تخلیقات ہمارے سامنے موجود ہیں جن کا مشاہدہ ہم ہر وقت کرتے رہتے ہیں۔ یہ تخلیقی صلاحیت دنیا کے سبھی انسانوں میں ہوتی ہے۔ لیکن کسی میں کم تو کسی میں زیادہ۔ یہ تخلیقی صلاحیت وہ جذبہ ہے جو ہمیں اپنے اشرف المخلوقات ہونے کا احساس دلاتا ہے۔

پیارے طلبائے کرام! اسی طرح ایک تخلیقی صلاحیت کا حامل مالی اپنے باغ کو اپنی تخلیقی صلاحیتوں سے بہتر سے بہتر بناتا ہے۔ ایک تخلیقی سائنس داں اپنی تخلیقی صلاحیت سے نئی نئی ایجادات کا باعث بنتا ہے۔ ایک تخلیقی کاریگر اپنی صلاحیت سے عمدہ تعمیراتی کام انجام دیتا ہے اسی طرح ایک تخلیقی قلم کار اپنے قلم سے ادبی فن پاروں کو وجود میں لاتا ہے۔ یوں ہی ایک تخلیقی صلاحیتوں سے معمور عالم دین امت میں پیدا ہونے والے نئے نئے مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔ نیز جب امت کو کوئی حادثہ پیش آتا ہے تو وہ عالم دین امت میں پیدا ہونے والے نئے نئے مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔

کیا تخلیقی قوت ہر ایک میں ہے؟

عظیم تخلیق کار پابلو پیکاسو کا ماننا تھا کہ ”سبھی بچے پیدائشی تخلیق کار اور فنکار ہوتے ہیں۔“ مسئلہ صرف یہ ہے کہ ایک غیر تخلیقی معاشرہ اس کی راہ میں ایسی دشواریاں حائل کر دیتا ہے کہ سن بلوغت تک پہنچتے پہنچتے اس کی تخلیقیت اپنی

موت آپ مر جاتی ہے۔ ہمارے معاشروں کی حد سے زیادہ زر پرستی اور مادیت پرستی ایسے آسیب بن چکے ہیں جو ہوس پرستی کی شکل میں ڈھل کر انسان کی تخلیقی روح کو بے رحمی سے اپنے قدموں تلے روند دیتے ہیں۔ ہم اپنی تخلیقیت اس لیے روند دیتے ہیں کہ ہم اپنے آپ کو فنکار نہیں بلکہ صنعت کار یا افسران بنانا چاہتے ہیں۔ ہم اپنے سروں پر اعلیٰ مقامی کا تاج یا کلاہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہمارا مطمح نظر ایسا ہی مستقبل ہے۔ اسی لیے ہم نے ایک منڈی سجا رکھی ہے۔ ڈگریوں کا بازار لگا رکھا ہے۔ ہم چاہتے ہیں ڈگریوں کی اس مارکیٹ میں ہماری اچھی بولی لگ سکے۔ ہم ایک منافع بخش پراڈکٹ بن سکیں۔ ایسے لوگ اپنے اور اپنے والدین کے لئے منافع بخش پراڈکٹ تو بن جاتے ہیں لیکن اپنی زندگی کے حسن اور سکون سے ہمیشہ کے لیے محروم ہو جاتے ہیں۔

اور ہم بھی ایسی ہی خواہشات کے حصول میں رٹا لگا کر رہے ہوئے اسباق نگلنے اور اگلنے کے علاوہ کچھ سیکھ نہیں پاتے۔ جس سے نوجوانوں کی ذہنی صلاحیت بھی کم ہو رہی ہے۔ ان کے لیے زندگی کا تمام تر مقصد گریڈ لینے تک محیط ہو چکا ہے اور ایسا نہ ہونے کے نتیجے میں ان میں بددلی اور مایوسی کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ نوجوانوں میں خود اعتمادی نہ ہونے کی وجہ سے خود کشی کا رجحان بھی بڑھ رہا ہے۔

ہم ایک غیر تخلیقی معاشرے میں ڈھل رہے ہیں اور ایک غیر تخلیقی معاشرہ ایک بانجھ معاشرہ ہوتا ہے۔ سرد رویوں کا معاشرہ، جہاں جمالیاتی حسن ناپید ہوتا ہے۔ جب ہم چاہتے نہ چاہتے ہوئے، جانے انجانے میں اپنے اندر سے تخلیقیت کا حسن کھود دیتے ہیں تو ہماری روح گونگی، بہری ہو جاتی ہے۔ ہم جذبوں کی زبان سے بے بہرہ مند ہو جاتے ہیں۔ وہ مقصدیت جو زندگی اور اس کائنات کو خوبصورتی عطا کرتی ہے۔ یہ اظہار ذات اور انکشاف ذات کا عمل ہے جو انسان کو عرفان ذات تک کے سفر پر لے جاتا ہے۔ ایک معاشرے کا تخلیقی معاشرے میں ڈھلنا از حد ضروری ہے تاکہ وہ خود کو درپیش ناقابل فہم نفسیاتی و جذباتی مسائل سے باہر نکال سکے اور زندگی کی تابانی کو محسوس کر سکے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے تخلیقی شعور اور صلاحیت کو زندہ رکھیں اور اپنی آنے والی نسلوں کو بھی یہ شعور زندہ رکھنے کی عملی تلقین کریں۔

تخلیقی قوت سے کیا مراد ہے؟

پیارے طلبائے کرام! تخلیق کا مادہ ”خلق“ ہے۔ خلق سے مراد ہے کسی چیز کو تخلیق کرنا، بنانا، پیدا کرنا، وجود میں لانا، یا کسی چیز کو جنم دینا۔ تخلیق کے لیے انگریزی زبان میں Creation کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ پس یہاں پر تخلیقی قوت سے مراد کوئی بھی نئی چیز یا نیا خیال، کوئی نیا نظریہ، یا طرز، کوئی ادبی کاوش، یا نیا محمود طریقہ ایجاد کرنا ہے۔ اور یہ ایک ایسی قوت ہے جس سے انسان نئی ایجادات کو جنم دیتا ہے۔ نئی اور اچھی چیزوں کی ایجاد کے بارے میں خود اللہ کے آخری نبی، مکی مدنی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ترغیب و تحریص ارشاد فرمائی ہے چنانچہ:

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا أَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مَنْ غَيَّرَ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَجُورِهِمْ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مَنْ غَيَّرَ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَجُورِهِمْ شَيْءٌ

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کرے اسے اپنے عمل اور ان کے عملوں کا ثواب ہے جو اس پر کاربند ہوں، ان کا ثواب کم ہوئے بغیر اور جو اسلام میں برا طریقہ ایجاد کرے اس پر اپنی بد عملی کا گناہ ہے اور ان کی بد عملیوں کا جو اس کے بعد ان پر کاربند ہوں بغیر اس کے ان کے گناہوں سے کچھ کم ہو۔ (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب العلم، فصل اول، الحدیث ۲۱۰، ج ۱، ص ۶۱)

وضاحت: یعنی موجدِ خیر تمام عمل کرنے والوں کے برابر اجر پائے گا لہذا جن لوگوں نے علم فقہ، فن حدیث، میلاد شریف، عرس بزرگانِ دین، ذکرِ خیر کی مجلسیں، اسلامی مدرسے، طریقت کے سلسلے ایجاد کئے انہیں قیامت تک ثواب ملتا رہے گا۔ یہاں اسلام میں اچھی بدعتیں ایجاد کرنے کا ذکر ہے۔

پیارے طلبائے کرام! اگلی نشست میں ان شاء اللہ عزوجل ”تخلیقی قوت کیسے پیدا ہو؟“ کے ضمن و ذیل میں گفتگو کریں گے۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ ہمیں باصلاحیت و باہمت عالمِ دین بنائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ والہ وسلم

قسط دوم: تخلیقی قوت کیسے پیدا ہو؟

پیارے طلبائے کرام! اب یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے اندر ایسی تخلیقی قوت کیسے پیدا ہو؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اپنے اندر تخلیقی قوت پیدا کرنے کے لئے چند چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱)۔۔۔ تخیل (۲)۔۔۔ تنقید (۳)۔۔۔ تجسس (۴)۔۔۔ نتیجہ اخذ کرنا۔

جب کسی کے اندر یہ چیزیں آجاتی ہیں تو وہ تخلیقی قوت کا مالک بن جاتا ہے اور اس سے آئے دن تخلیقی کارہائے نمایاں سرزد ہوتے رہتے ہیں جن کی بنا پر وہ دنیا کے سامنے ایک ماڈل و نظیر بن کر کامیاب و کامران ہو جاتا ہے۔ اب ان چاروں چیزوں کی وضاحت پیش خدمت ہے۔

(1)۔۔۔ تخیل کی وضاحت

تخلیقیت کے لیے سب سے پہلے تخیل کا ہونا لازمی ہے۔ کہ بندہ اس کے ذریعے اپنی دنیا خود تخلیق کر سکتا ہے۔ پس اس کی قوت متخیلہ جس قدر مضبوط ہوگی اس کی دنیا اسی قدر خوش ہوگی اور کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے: جب تم خواب دیکھنا چھوڑ دو گے تو تمہاری دنیا اپنا وجود کھو دے گی۔

ماہرین نفسیات کے مطابق ”ہر بچہ اپنے ذہن میں ایک تخلیقی دنیا آباد رکھتا ہے۔“ قوت تخیل ہی طلبہ میں تخلیقی صلاحیتوں کو پیدا کرنے کا سرچشمہ ہوتی ہے۔ اسی لئے بچوں میں تخلیقی صلاحیتوں کو فروغ دینے کے لئے ان کو ان کی خیالی دنیا میں آباد رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ بچوں کے خیالی پلاؤ ہی دراصل ان کی اصل کیفیات کے اظہار کا وسیلہ ہوتے ہیں۔ عظیم فنکاروں، موجدوں اور مصنفوں نے تعلیم میں ہمیشہ جدت اور قوت تخیل کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے دنیا میں جتنے بھی تخلیقی کام کئے گئے ہیں ان میں پرانے تصورات اور اشیاء کو نئے انداز میں دیکھا گیا ہے۔ نیوٹن نے جب سیب کو گرتے دیکھا تو یہ نیوٹن اور دیگر افراد کے لئے کوئی نئی اور انوکھی بات نہیں تھی۔ لیکن نیوٹن نے اس سیب کے گرنے کے عمل کو ایک خاص جدید انداز میں دیکھا اور تخیل کے ترازو میں رکھ کر تو لا کہ سیب درخت سے ٹوٹ کر نیچے کیوں گر رہا ہے؟ اوپر کیوں نہیں جا رہا ہے؟ نیوٹن کی اس جدت فکر کا نتیجہ کشش ثقل (Gravity) ہے جس سے دنیا ناواقف تھی۔

حالانکہ اس کا یہ نظریہ درست نہیں ہے اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ اللہ العزت نے کشش ثقل کا رد فرمایا ہے جس کا مفصل بیان مع دلائل فتاویٰ رضویہ میں موجود ہے۔

بات یہ ہے کہ انسان کے لیے اس کے جذبات اور خیالات اس کے مادی وسائل سے بھی کہیں زیادہ اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ اگر دماغ خیالات کی جگالی نہ کرے تو وہ نئی چیزوں کا موجد کیسے بن سکتا ہے؟

انسان کا علم اور معلومات اس کی صلاحیت کو صیقل (یعنی صاف) کرنے میں مددگار ہوتے ہیں، جو بعد ازاں کسی ایک ہنر کا نام اور مقام پالیتے ہیں۔ دماغ تخلیق کے تمام تر مراحل اور مدارج پر مبنی سرگرمی کو یکجا اور منظم کرتا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ دماغ کا مکمل استعمال اور اظہار ہی تخلیقیت پیدا کرتا ہے۔

خیال کرنے کی مثالیں

(۱)۔۔۔ لہذا آپ لوگ کسی بھی چیز کو دیکھیں، ملاحظہ کریں تو اس کے بارے میں ضرور سوچیں، مثال کے طور پر جب سگِ عطار (یعنی مصنف) نے چاند و سورج کو دیکھا تو غور کیا کہ چاند گھٹتا بڑھتا ہے جبکہ سورج نہ گھٹتا ہے اور نہ بڑھتا ہے، ایسا کیوں؟ جب سگِ عطار کے ذہن میں خیال آیا اور سوچنا شروع کیا اور کتب کا مطالعہ کیا تو اس کی حکمت کھل کر سامنے آئی جس کا بیان سگِ عطار کی کتاب بنام ”پانچ نمازوں کی حکمت“ میں موجود ہے۔

(۲)۔۔۔ یوں ہی سگِ عطار نے لوگوں کو دیکھا کہ جب بھی انہیں بدبو محسوس ہوتی ہے تو تھوکتے ہیں حالانکہ بدبو ناک میں گئی ہے نہ کہ منہ میں، اگر صاف کرنا ہے تو ناک صاف کریں نہ کہ منہ۔

(۳)۔۔۔ جس کتاب کا آپ مطالعہ کر رہے ہیں (یعنی تدریس کے ۲۶ طریقے) یہ بھی ایک خیال کا نتیجہ ہے کہ سگِ عطار کے پاس کئی ناکام اساتذہ و طلبہ کی خبریں آئیں تو سوچا کہ اس کا کیا حل ہو سکتا ہے؟ اساتذہ و طلبہ کے کامیاب ہونے کی کس طرح رہنمائی کی جاسکتی ہے لہذا اس پر میں نے کام شروع کیا اور ذہن یہ تھا کہ کوئی دو تین سو صفحات کی کتاب ترتیب دوں گا مگر جوں جوں لکھتا گیا توں توں مواد کی فراہمی ہوتی گئی بالآخر جمدہ تعالیٰ یہ کتاب تقریباً دو ہزار صفحات کی ہو گئی جس کی چار جلدیں بن گئیں جو کہ آپ کے سامنے ہے۔

لہذا آپ سوچیں، خیالی سمندر میں غوطے لگائیں مگر شریعت کی حد میں رہتے ہوئے ورنہ تو ہلاکت مقدر ہوگی۔

(2)۔۔۔ تنقید کی وضاحت

تخلیق میں تنقید کا بڑا عمل دخل ہے جس قدر تنقیدی فکر ہوتی ہے اسی قدر تخلیقی کام سرانجام پاتے ہیں۔ یہاں پر سوال ہوتا ہے کہ تنقید کیا ہے؟ لہذا اس کے متعلق عرضِ خدمت ہے کہ:

تنقید عربی کا لفظ ہے جو نقد سے ماخوذ ہے جس کا لغوی معنی ”کھرے اور کھوٹے کو پرکھنا“ ہے۔ اصطلاح میں اس کا مطلب کسی ادیب یا شاعر کے فن پارے کے حسن و قبح کا احاطہ کرتے ہوئے اس کا مقام و مرتبہ متعین کرنا ہے۔ خوبیوں اور خامیوں کی نشاندہی کر کے یہ ثابت کرنا مقصود ہوتا ہے کہ شاعر یا ادیب نے موضوع کے لحاظ سے اپنی تخلیقی کاوش کے ساتھ کس حد تک انصاف کیا ہے؟

مختصر اُن فن تنقید وہ فن ہے جس میں کسی فنکار کے تخلیق کردہ ادب پارے پر اصول و ضوابط و قواعد اور حق و انصاف سے بے لاگ تبصرہ کرتے ہوئے فیصلہ صادر کیا جاتا ہے اور حق و باطل، صحیح و غلط اور اچھے اور برے کے مابین ذاتی نظریات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے فرق واضح کیا جاتا ہے۔ اس پر کھ تول کی بدولت طلبہ میں ذوق سلیم پیدا ہوتا ہے۔

تنقید کا حصول

پیارے طلبائے کرام! جس طرح اعلیٰ تخلیق کے لیے تخلیق کار کے پاس مطالعہ و مشاہدہ اور تجزیہ زندگی کے رموز سے آگہی ضروری ہے اسی طرح ناقد کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ ماضی اور حال کے تمام علوم سے واقفیت رکھتا ہو، تاکہ وہ تخلیقی قوت کے ذریعہ مستقبل میں جھانکنے کی سعی کر سکے۔

تخلیق کار میں تنقیدی صلاحیت جتنی قوی ہوگی اس کا تخلیقی کارنامہ بھی اسی قدر اہم ہوگا اسی طرح جس ناقد میں تخلیقی شعور اور تنقیدی شعور جس قدر زیادہ ہوگا اس کی تنقیدی جہات بھی اسی درجہ اہمیت کی حامل ہوں گی۔

تنقید کا مقصد

تنقید فن کو سنوارتی ہے اور فنکار کی رہنمائی اور اصلاح کا فریضہ انجام دیتی ہے۔

نفاد چونکہ فن کی ترقی کا خواہاں ہوتا ہے اس لئے اس کی تنقید کا مقصد ہمیشہ مثبت اور تعمیری ہوتا ہے۔ وہ کسی بھی کتاب کے مصنف کی تضحیک نہیں اڑاتا اور نہ اس کی تصنیف کی بے قدری کرتا ہے بلکہ اسے فنکار سے ایک گونہ ہمدردی ہوتی ہے۔ وہ اس کی تخلیق کا تجزیہ کرتے ہوئے اس کے محاسن و معائب کی نشاندہی کرتا ہے۔ اس سے اس کا مقصد فنکار کی حوصلہ شکنی نہیں ہوتا بلکہ اس کی حوصلہ افزائی، رہنمائی اور اصلاح پیش نظر ہوتی ہے۔

پس جب بھی کسی چیز کے متعلق کوئی خیال آئے اس خیال کو تنقید کے ترازو پر رکھ کر تولے کہ آیا یہ اس طرح ہے تو کیوں ہے؟

کسی نے کیا خوب کہا ہے: کہ جس کو کسی بھی چیز کو پرکھنے میں کیا اور کیوں کا جواب مل گیا وہ اپنے زمانے کا کامیاب شخص ہو گا۔

تنقید کی مثال

اس بات کو اگر میں نحوی لب و لہجے میں سمجھاؤں تو سمجھنے میں آپ کے لئے قدرے آسان ہو گا، کہ جس کو اپنی عربی عبارت صحیح کرنی ہو وہ صرف دو چیزوں کا جواب تلاش کرنے کی اپنے اندر صلاحیت پیدا کر لے:

(۱)۔۔۔ کلمے کا اعراب کیا ہے؟ (۲)۔۔۔ اور کلمے کا یہ اعراب کیوں ہے؟

مثلاً: ضَرَبَ زَيْدٌ۔ میں زید کا اعراب کیا ہے؟ جواب: رفع۔

زید کا اعراب رفع کیوں ہے؟ جواب: فاعل ہونے کی وجہ سے

اسی طرز پر تمام پیش آنے والے معاملات، اور ان معاملات کے متعلق پیدا ہونے والے تخیلات کو تنقید کے ترازو میں تولنے کی کوشش کریں، آپ خود اپنے اندر اس کے اثرات مرتب ہوتے محسوس کریں گے۔

(3)۔۔۔ تجسُّس کی وضاحت

تجسس کا لغوی معنی ”کھود کو رید کرنا، سراغ لگانا، ٹوہ میں رہنا“ ہے تخلیقی قوت کے لئے جس طرح تخیل و تنقید ضروری ہے اسی طرح تنقید کے لئے تجسس ضروری ہے کہ بغیر تجسس کے تنقید جنم نہیں لیتی، لہذا جس بھی شے کے متعلق خیال آئے تو اس کے پوشیدہ راز کو کریدنے اور سراغ لگانے کا جنون بھی ہو اور اس کے لئے حد درجہ محنت کریں

ان شاء اللہ ایک وقت وہ بھی آئے گا کہ جب اس چیز کے پوشیدہ اسرار آپ پر عیاں ہوں گے تو آپ بھی دنگ رہ جائیں گے۔

(4)۔۔۔ نتیجہ اخذ کرنے کی وضاحت

جب بھی کوئی خیال آئے اور اس کو تجسس کی نگاہ سے دیکھنے کے بعد تنقید کے ترازو پر تولیں تو اس سے نتیجہ بھی اخذ کریں، نہ یہ کہ اس کو بے نتیجہ چھوڑ دیں، بلکہ جب آپ کے ذہن میں کسی چیز کا خیال آگیا اور اسے تجسس کا جامہ پہنا دیا اور تنقید کی عینک اس کی اندھی آنکھوں میں لگا دی تو اسے اب دکھنا بھی چاہئے نہ کہ پہلے کی طرح نابینا ہو۔

پیارے طلبائے کرام! اگلی نشست میں ہم تخلیقی قوت کے اسباب و موانعات پر گفتگو کریں گے جن کا خیال رکھنا از حد ضروری ہے۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ ہمیں مذکورہ صلاحیتوں سے سرفراز فرمائے تاکہ ہم احسن انداز سے دین و سنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت کر سکیں۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ والہ وسلم

عقل کی پیدائش

سرکارِ مکہ مکرمہ، سردارِ مدینہ منورہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے ارشاد فرمایا: اللہ عزَّوَجَلَّ نے سب سے پہلے عقل کو پیدا فرمایا۔ (یہ اولیت اضافی ہے) اس سے فرمایا: آگے آ، تو وہ آگے آگئی۔ فرمایا: پیچھے جا، تو وہ پیچھے چلی گئی۔ اللہ عزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! میں نے کوئی ایسی مخلوق پیدا نہیں کی جو میرے نزدیک تجھ سے زیادہ عزت والی ہو، میں تیرے ہی سبب پکڑوں گا، تیرے ہی سبب عطا کروں گا، تیری ہی وجہ سے حساب لوں گا اور سزا بھی تیرے سبب ہی دوں گا۔

(شعب الایمان، باب فی تعدید نعم اللہ، فصل فی فضل العقل، ۴/۱۵۴، حدیث: ۴۶۳۳۔ مسند الفردوس، ۱/۲۹، حدیث: ۴)

اہل علم و معرفت کہتے ہیں کہ عقل ایک روشن و چمکدار جوہر ہے جسے اللہ عزَّوَجَلَّ نے دماغ میں پیدا فرمایا اور اس کا نور دل میں رکھا اور دل اس کے ذریعے واسطوں کے سہارے معلومات اور مشاہدے کی بدولت محسوسات کا علم حاصل کرتا ہے۔

(دین و دنیا کی انوکھی باتیں، جلد اول، ص ۴۰)

قسط سوم: تخلیقی صلاحیتوں کے اسباب و موانعات

پیارے طلبائے کرام! تخلیقی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کے کچھ اسباب و موانعات بھی ہیں جن کا خیال رکھنا از حد ضروری ہے لہذا پہلے اسباب ملاحظہ کیجئے پھر اس کے بعد موانعات چنانچہ:

تخلیقی صلاحیت پیدا کرنے والے اسباب

پیارے طلبائے کرام! تخلیقی صلاحیت کو پیدا کرنے والے کچھ اسباب بھی ہیں جن کو مد نظر رکھنا نہایت ضروری ہے اور وہ اسباب درج ذیل ہیں:

- (۱)۔۔۔ اپنے جذبات پر قابو پانا۔
- (۲)۔۔۔ غصے، خوف، حسد پر کنٹرول کرنا۔
- (۳)۔۔۔ قوت برداشت کا ہونا۔
- (۴)۔۔۔ نفس کو لگام دینا۔
- (۵)۔۔۔ فیصلہ سازی کی صلاحیت کا ہونا۔
- (۶)۔۔۔ سوچ سمجھ کر اور تجزیہ کرنے کے بعد فوری فیصلہ کرنا۔
- (۷)۔۔۔ تذبذب کی کیفیت کو ختم کرنا۔
- (۸)۔۔۔ اپنے فیصلے کی ذمہ داری بھی خود قبول کرنا۔
- (۹)۔۔۔ غلط فیصلے کو تسلیم کر لینا۔

تخلیقی صلاحیت کے موانعات

پیارے طلبائے کرام! تخلیقی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کے دوران کچھ موانعات بھی سامنے آتے ہیں جن کی بنا پر طلبہ ترقی کی راہ پر گامزن ہونے کے بجائے ان موانعات میں پھنس کر رہ جاتے ہیں لہذا ان کا جاننا اور ان سے بچنا نہایت ضروری ہے اور وہ درج ذیل ہیں:

(1)۔۔۔ پیسے کی قلت

پہلا مانع پیسہ یعنی مال کی قلت ہے، دیکھئے طلبہ کی اکثریت غریب ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ دورانِ تعلیم اور فراغت کے بعد بھی محض اپنی مالی تنگی کو دور کرنے کے بارے میں سوچنے پر مجبور ہوتے ہیں، اور غربت امکانات کی دنیا کو محدود کر دیتی ہے، تخلیقی سوچوں پر پہرے بٹھا دیتی ہے، ہمیں کوئی آپشن نہیں ملتا تو امانت یا ٹیوشن پڑھانا شروع کر دیتے ہیں، اور جیسے ہی جاب کا کوئی آفر آیا تو اس تدریس کو بھی خیر آباد کہہ دیتے ہیں کیوں کہ تدریس میں اچھے پیسے نہیں ملتے، اور مالی پریشانیوں کا حل نکالے بغیر تخلیقی صلاحیتیں پیدا کرنے کے ہزار طریقے بتانا بھی بے سود ہیں، الا یہ کہ پیسوں کی طلب ہی دل سے نکال دی جائے اور قناعت پسندی کو اوڑھنا بچھونا بنالیا جائے۔

(2)۔۔۔ والدین کے توقعات

دوسرا مانع والدین کے توقعات ہیں بیٹا کچھ اور کرنا چاہ رہا ہے لیکن والدین کچھ اور توقعات لگائے بیٹھے ہیں، اور عموماً بیٹا والدین کی پسند کو اپنانے پر مجبور ہوتا ہے۔ جس کی بنا پر تخلیقی راہ کا مسافر نہیں بن پاتا۔

(3)۔۔۔ بیوی بچوں کی فکر

تیسرا مانع بیوی بچوں کی فکر ہے، کہ شادی سے پہلے ہمارا نوجوان اس لیے پڑھتا ہے کہ اچھا کمائوں گا تو اچھے گھرانے کی بیوی ملے گی اور شادی کے بعد یہ سوچتا ہے کہ اب پڑھائی سے تو میرے بیوی بچوں کا پیٹ بھرے گا نہیں تو پڑھ کے کیا فائدہ۔ لہذا وہ تعلیم و تخلیقی کارناموں سے دور اپنی ضروریات کو پورا کرنے میں ساری زندگی لگا رہتا ہے۔

(4)۔۔۔ آئیڈیاز اور تخلیقیت کی ناقدری

چوتھا مانع آئیڈیاز اور تخلیقیت کی ناقدری ہے کہ کسی طالب علم کے ذہن میں کوئی نئی چیز آتی ہے یا نئی چیز کے بارے میں اپنے اساتذہ یا کسی اور سے سوال کرتا ہے تو اس تجسس و جدت کی قدر کر کے اس کا جواب دینے اور حوصلہ افزائی کرنے کے بجائے اسے ڈانٹ دیا جاتا ہے یا پھر یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ ”آئندہ آئے گا“ یا پھر یہ کہ ”یہ کوئی نئی چیز تھوڑی ہے“۔ اس طرح ناقدری کر کے اس کی تخلیقی صلاحیتوں کو پسپا کر دیا جاتا ہے جس کی بنا پر وہ طالب علم آئندہ سوچنا بند کر دیتا ہے۔

(5)۔۔۔ غبی ہونے کا طعنہ

پانچواں مانع بغاوت کا طعنہ ملنا ہے، کہ پڑھائے جا رہے فن یا فنون سے دلچسپی نہیں تو اب اس مخصوص فن میں کامیاب نہ ہونے پر طالب علم کو غبی ہونے کا طعنہ دے دیا جاتا ہے اور یوں طعنوں کو سن سن کر وہ اپنے آپ کو کم ظرف، کم عقل، کم ہمت تصور کرنے لگتا ہے جس کی بنا پر اس کی تخلیقی قوت دم توڑ جاتی ہے۔

(6)۔۔۔ کثرت مطالعہ والی ذہنیت

چھٹا مانع کثرت مطالعہ والی ذہنیت کا ہونا ہے یعنی یہ سوچنا کہ جب تک میں ہزاروں کتابیں مطالعہ نہ کر لوں خود سے سوچنا بے کار اور بے سود ہے۔ یہ خیال باطل محض ہے بلکہ شروع سے سوچنے، سمجھنے اور غور و فکر کرنے کی عادت ڈالنی چاہئے۔

(7)۔۔۔ عدم ارتکاز

ساتواں مانع عدم ارتکاز ہے یعنی مختلف خیالات کا ہجوم اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ کسی ایک سوچ پر ہم فوکس کر ہی نہیں پاتے اور آئنسٹائن نے کہا ہے:

it is not that I'm so smart it is just that I stay with problems longer

ترجمہ: کہ میرے اتنے بڑے کارنامے انجام دینے کی وجہ یہ نہیں کہ میں بہت اسمارٹ ہوں بلکہ میں کسی مسئلے اور اس کے حل پر دوسروں سے زیادہ دیر تک سوچتا اور اس پر کام کرتا ہوں۔ لہذا سوچیں مگر اس سوچ کو نتیجہ خیز بھی بنائیں۔

پیارے طلبائے کرام! اگلی نشست میں ”تخلیقی صلاحیت پیدا کرنے کے لیے ہم کیا کریں؟“ پر گفتگو کریں گے جن کا خیال رکھنا از حد ضروری ہے۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ ہمیں مذکورہ صلاحیتوں سے سرفراز فرمائے تاکہ ہم احسن انداز سے دین و سنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت کر سکیں۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ والہ وسلم

قسط چہارم: تخلیقی صلاحیت پیدا کرنے کے لیے ہم کیا کریں؟

پیارے طلبائے کرام! اگر واقعی ہم چاہتے ہیں کہ ہم تخلیقی قوت کے مالک بنیں تو ہمیں سنجیدہ ہو کر اسباب کو اختیار کر کے اور موانعت سے بچ کر درج ذیل چیزوں پر کام کرنے کی ضرورت ہے چنانچہ:

(۱)۔۔۔ سب سے پہلے اپنے ذہن میں یہ چیز بٹھائیں کہ دنیا کی سب سے قیمتی شئی دماغ کا دیا ہوا آئیڈیا ہے: چاہے ہمیں لاکھ نظر آرہا ہو کہ ہر چیز پیسے سے ہو رہی ہے لیکن غور کریں کہ صرف سونا ہے جو اللہ جل جلالہ نے پیدا کیا ہے ورنہ تو یہ پیسے یہ کرنسی بھی انسانی دماغ کی پیداوار ہیں، جب ہمیں خلیفہ ارضی بنایا گیا تو دوسرے حیوانوں اور ہم میں سب سے بڑا فرق یہ رکھا گیا کہ ہمیں دماغ کی انوکھی قوت عطا کی گئی، خود ایمان بھی ایک تصور ایک آئیڈیا ہے جسے میں ناقابلِ تغلیط و تبدیل سمجھتا ہوں تو وہ میرا عقیدہ و ایمان بن جاتا ہے یعنی اسلام کے پانچ ارکان میں بھی اولیت آئیڈیا کو ہی حاصل ہے۔

(۲)۔۔۔ تبدیلی لانے اور کچھ نیا کرنے کا خواب دیکھیں: انگلش کا مقولہ ہے:

necessity is the mother of invention

ترجمہ: ضرورت ایجاد کی ماں ہوتی ہے۔

جب تک ہم تبدیلی کا خواب نہیں دیکھتے، اس کی ضرورت محسوس نہیں کرتے، جب تک ہم دنیا کو کچھ نیا دینے کی تڑپ اپنے اندر نہیں رکھتے، تب تک ہم نہ حقیقی معنوں میں علم حاصل کر سکتے ہیں، نہ اپنے مشن کی تعیین کر سکتے ہیں اور نہ ہی اپنی ترجیحات کو فوکس کر سکتے ہیں، بس دوسروں کی سالوں کی محنت نقل کرنے کو ہی اپنی تخلیقیت و صلاحیت کی معراج سمجھ بیٹھیں گے، لہذا اپنی ذات و صفات، اخلاق و کردار میں حدودِ شرع کو پیشِ نظر و ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے تبدیلی لائیں اور کچھ نیا کرنے کا خواب دیکھیں۔

(۳)۔۔۔ مقصد اور مقصد تک پہنچانے والے گولز (یعنی ذیلی منزلوں) کی تعیین: مقصد اور گول کا فرق اچھی

طرح سمجھیں، حصولِ مقصد کے درمیان کے مختلف پڑاؤ ذیلی مقاصد یا گول کہلاتے ہیں، ہماری زندگی کا مقصد کیا ہے؟ اس پر ہم مسلمانوں کو زیادہ سوچنے کی ضرورت نہیں کیوں کہ یہ چیز ہمیں قرآن و حدیث سے مل جاتی ہے کہ ایک

مسلمان کی زندگی کا مقصد عبادت و رضائے رب، تبلیغ دین، اپنی اور معاشرے کی دینی و دنیوی مصالح کا حصول اور دینی و دنیوی مفاسد کا دفعیہ اور خدمتِ اسلام و مسلمین ہونا چاہئے لیکن ان مقاصد کے حصول کے لیے راستے کیا کیا ہو سکتے ہیں؟ ہم سب سے پہلے ان امکانات کا احصاء کریں اور پھر کسی ایک لائن یا چند لائنوں کو گول (یعنی ہدف) بنا کر ان پر محنت شروع کریں۔

(۴)۔۔۔ لا بھیری سے دوستی کریں اور تمام فنون پر سرسری نظر ڈالیں: کیوں کہ کتابوں سے مخلص کوئی

دوست نہیں ہو سکتا، وہاں جا کر تمام فنون کی چیدہ چیدہ کتابوں کا مطالعہ کریں خواہ ہمیں دل چسپی ہو یا نہ ہو، اور یہ سمجھ کر مطالعہ کریں کہ کتاب ایک روشنی ہے جس سے ہمیں اپنے چراغ کو روشن کرنا ہے تاکہ پھر آگے دوسرے ہزاروں بجھے ہوئے چراغوں کو روشن کیا جاسکے گویا ہم ذمہ دار یوں کا بوجھ اپنے سر لے رہے ہیں، جب تمام فنون کا مطالعہ کر لیں گے تو خود بخود ہمیں کسی ایک یا چند فنون میں دل چسپی نظر آنے لگے گی۔

(۵)۔۔۔ ذہانت کی گیارہ قسموں میں حصہ لیں: (۱) لسانی ذہانت۔ (۲) معقولیت والی ذہانت۔ (۳) تصویری

ذہانت۔ (۴) فکری ذہانت۔ (۵) جسمانی ذہانت۔ (۶) سماجی ذہانت۔ (۷) جذباتی و نفسیاتی ذہانت۔ (۸) طبعیاتی و فطری ذہانت۔ (۹) آئیڈیاتی ذہانت۔ (۱۰) روحانی ذہانت۔ (۱۱) وجودی ذہانت۔ (اساتذہ اپنے اعتبار سے طلبہ کے سامنے ان چیزوں کی تفصیل بیان کریں) ان سب میں حصہ لیں، ان سب کا ٹیسٹ چکھیں پھر جس نوع میں دماغ زیادہ چلے زیادہ لذت ملے اس کا انتخاب کر لیں۔

(۶)۔۔۔ غور و فکر سے دوستی کریں: لا بھیری میں کتابوں کا مطالعہ کریں مگر اس سوچ کے ساتھ کریں کہ یہ

ہمیں فکریں عطا کرنے میں مددگار ثابت ہو سکتی ہیں، اپنی صلاحیتوں کا کل انحصار ان پر نہ رکھیں بلکہ کسی مضمون یا موضوع کو پڑھ کر یہ سوچیں کہ یہ مضمون یا موضوع مجھے کس کس جگہ یا کن کن موڑ پر کام آ سکتا ہے؟ اگر کتابیں پڑھ کر ہم خود سوچنے کے قابل نہیں ہو پاتے تو پھر کثرت مطالعہ ہمیں سوائے دوسروں کے سامنے اپنی دھاک بٹھانے کے اور کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا، تصور کریں کہ دنیا کے بڑے بڑے مفکروں کے زمانے میں کتابیں نہیں تھیں، صرف سوچیں تھیں، تو ہم بھی سوچیں، ابتداءً دن میں کم از کم دو گھنٹے نکالیں اور ایک سوچ متعین کریں اور اکیلے بند کمرے میں یا کھلے

آسمان کے نیچے چھت پر بیٹھ کر یا گھومتے پھرتے سوچتے رہیں، لیکن ایک ہی چیز پر سوچیں اگرچہ مختلف زاویوں سے کیوں نہ ہو، کیونکہ قوتِ ارتکاز ہماری سوچوں میں گہرائی پیدا کرتی ہے۔

(۷)۔۔۔ حصولِ معلومات و تجربات اور ان کی پروسیسنگ کا تناسب ملحوظ رکھیں: معلومات عموماً کتابوں سے اور

تجربات عموماً اپنے بڑوں سے حاصل ہوتے ہیں مگر وہ معلومات و تجربات مفید اور ہماری تخلیقی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے والے تب ہی بنتے ہیں جب ہم خود ان کا تجزیہ کرتے ہیں ان سے نتائج نکالتے ہیں، لہذا مطالعے اور تجربے کے علاوہ ہمارے دن کا تھائی یا چوتھائی حصہ ان معلومات و تجربات پر سوچتے ہوئے گزرنا چاہئے، کیونکہ دماغ جب مطالعہ یا پڑھائی کے وقت فوکس موڈ میں ہوتا ہے تو محدود طور پر سوچتا ہے لیکن جب آرام یا نہانے یا ریلکس کرتے وقت diffuse موڈ میں ہوتا ہے تو وہ غیر متعلقہ چیزوں کو بھی اس سے متعلق کر دیتا ہے کیونکہ یہاں حد بندی نہیں ہوتی تو اس وقت زیادہ اچھا سولوشن (یعنی حل) نکل سکتا ہے، گویا فوکس موڈ میں شعور اور ڈیفیوژ موڈ میں لاشعور کام کر رہا ہوتا ہے گویا درسی اوقات سے زیادہ اہم خارجی اوقات میں سوچی جانے والی فکریں ہیں کیونکہ ہمارا زیادہ وقت خارجی ہی ہوتا ہے اس لیے مطالعہ اور نتیجہ مطالعہ پر غور کے لیے خاطر خواہ وقت نکالیں۔

(۸)۔۔۔ منطقی طریقہ استدلال سیکھیں: اس سلسلے میں استخراجی طریقہ استدلال deductive reasoning

اور استقرائی طریق استدلال inductive reasoning پر اپنی زندگی میں موجود مسائل اور سوچوں کے ذریعے عملی مشق کریں تاکہ استخراج کے ذریعے ہم مسائل کے صحیح تفہیم و تجزیے پر قادر ہو سکیں اور استقرائی کے ذریعے ہم امکانات اور آپشنز میں اضافہ کر کے چیزوں کو مختلف زاویوں سے دیکھ سکیں۔

اسی طرح ہمیشہ دو چیزوں کے درمیان نسبت (correlation) پر سوال اٹھایا کریں خصوصاً نسبتِ تلازم و تضاد پر کیونکہ اکثر ہمارا کا من سینس دو چیزوں کے درمیان تلازم یا تضاد کی نسبت قائم کر لیتا ہے لیکن ڈیپ سینس اور امکانِ نظر کے بعد وہ تلازم یا تضاد فرضی اور سطحی نکل آتا ہے۔

نیز کبھی ہم دو الگ چیزوں کے درمیان تمیز (differentiation) نہیں کر پاتے، کبھی اشیاء کے درمیان صحیح ارتباط (association) نہیں پیدا کر پاتے، کبھی حل کے متعدد امکانات (possibility) کا مکمل احصاء نہیں کر پاتے

اپنے ذہنوں میں پہلے سے موجود کسی حد بندی (limitation) کی بنا پر، اسی کو انگلش میں collect and connect اور divergent and convergent thinking کہتے ہیں۔

منطقی استدلال کی مثال جیسے: تمام عالم بدل رہا ہے اور ہر وہ چیز جو بدلے وہ حادثہ ہے، لہذا عالم حادثہ ہے۔

(۹)۔۔۔ آئیڈیاز سوچتے وقت نہ تو خود تنقید کریں اور نہ کسی تنقیدی دوست کے سامنے پیش کریں: دیکھیں

دماغ کے دو حصے ہیں سائنس کے مطابق دایاں حصہ (hemisphere) آئیڈیاتی اور تصوراتی ہے اور بائیں حصہ تجزیاتی اور تنقیدی، ہر ایک کا اپنا کردار و اہمیت ہے لیکن جب ہم کسی نئے آئیڈیے پر کام کر رہے ہوں تو اس پر کبھی بائیں حصے کو حاوی نہ ہونے دیں اور نہ کسی تنقید کے شوقین دوست سے اس پر ڈسکس کریں ورنہ ابتداءً تنقید ہماری تخلیقیت کو کھا جاتی ہے، پہلے اس فکر کی کچھڑی پکائیں جب پوری پک کر تیار ہو جائے پھر بائیں دماغ اور تنقید کے شوقین دوستوں کی تنقید سے اس کی تنقیح کریں، تاکہ اس کی خامیاں کھل کر سامنے آئیں اور اسے مزید سنوار سکیں۔

(۱۰)۔۔۔ سوالات قائم کریں: اَلْاَسْوَالُ نِصْفُ الْعِلْمِ۔ سوال آدھا علم ہے اور غور کریں کہ حضور صلی اللہ علیہ

و سلم نے اپنے سامنے موجود بچے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی تربیت کیسے کی؟ کہ جب وہ چھوٹی عمر میں مجلس نبوی میں بیٹھ کر سوال کرتے تو دیگر صحابہ ان کو ادب اور خاموش رہنے کی نصیحت کرتے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی حوصلہ افزائی فرماتے اور بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کرتے: ”كَهَ لِسَانُ سَوْدَوَيْلٍ وَ قَلْبُ عَقُوْلٍ“ یعنی ابن عباس کے پاس نرم زبان اور عقل مند دل ہے۔ تو جب تک ہم سوال کرنے کی عادت نہیں ڈالتے علم ہم سے دور رہے گا، ایک سوال قائم کریں کم از کم تین دن اس پر خود سوچیں اور اس کا حل تلاش کریں۔

(۱۱)۔۔۔ بحث و مباحثہ و دعویٰ میں دل چسپی لیں: ہم نے پڑھا، سوچا اور سوالات قائم کئے اب آتا ہے مباحثہ

کا وقت، یاد رکھیں دعویٰ علم کا بہت اہم جزو ہے، مثلاً مطالعہ کے بعد ایک ہائپو تھیس hypothesis ایک مفروضہ بنانا اور اس کے دلائل ڈھونڈنا اور اس کے قوت و ضعف پر بحث کرنا، دنیا کے سب سے بڑے فلسفی سقراط، اسی وقت فلسفی شمار کئے گئے جب وہ ایتھنز میں منعقد مجلسوں میں بیٹھ کر صاحبانِ مجلس سے بحث کرتے اور ان کو جواب کر دیتے، مباحثہ ایک ایسی چیز ہے جو ہمارے ذہن کو جلا بخشتا ہے، ہماری قابلیت اور غلطیاں ہمارے سامنے لاتا ہے، خود کو کسی مشن یا سوچ

سے جوڑے رکھنے کا اس سے اچھا طریقہ نہیں ہو سکتا کہ اجتماعی طور پر کسی موضوع پر بحث کریں، اسلاف کی آپ بیتیاں اس پر دال ہیں۔

(۱۲)۔۔۔ صاحب ثروت اہل ذوق ساتھیوں سے دوستی کریں: تاکہ اگر ہم اپنی غربت کی وجہ سے کتابیں نہیں

خرید پارہے تو ہمارے ذوق کی آبیاری ان کے پاس موجود کتابوں سے ہو سکے ورنہ ہو تا کیا ہے کہ جب ہمارے اندر کسی فن کا شوق و ذوق ہوتا ہے اور پھر ہمارے شوق و ذوق کے مطابق کتابیں نہیں مل پاتیں تو انسان کا شوق و ذوق مرجاتا ہے اور شوق و ذوق تخلیقیت کی پہلی سیڑھی ہے۔

(۱۳)۔۔۔ کچھ دوست ایسے رکھیں جن سے ہم سیکھیں اور کچھ دوست ایسے رکھیں جن کو سکھائیں اور جن کی

غلطیوں کی تصحیح کریں: اسی کو دوسرے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ شاگرد بھی بنیں استاد بھی بنیں تاکہ افادہ و استفادہ دونوں ساتھ میں ہو کیونکہ محض سکھانے والا دوست ہمارے اندر خامیاں نکالتا ہے تو ہو سکتا ہے ہمیں احساس کمتری میں مبتلا کر دے اور محض سیکھنے والا دوست ہماری تعریف کر کر کے ہماری خامیوں پر پردہ ڈالتا رہتا ہے اور اگر دونوں قسم کے دوست ہوں گے تو حوصلہ افزائی اور تصحیح و خامیاں نکالنے کے صدقے ہمارے اندر قوتِ تجزیہ پر روانہ چڑھے گی۔ سیکھنے والے کے تعریفی کلمات سے جہاں تکبر پیدا ہو گا وہیں سکھانے والے کی بیان کردہ خامیوں سے تکبر کی کاٹ ہوگی اور اگر صرف سیکھنے والے دوست رہیں تو ان کی تعریف کا منفی اثر عجب و تکبر کی شکل میں سامنے آ سکتا ہے کہ یہ لوگ مجھ سے اتنا متاثر ہیں اس کا مطلب مجھے تو سب آتا ہے اور پھر یہ عجب و تکبر مزید علم کی جستجو کو ہمارے اندر سے ختم کر دے گا۔ لہذا ٹھنڈا گرم دونوں ہونا چاہئے۔

(۱۴)۔۔۔ ہاتھ سے لکھنا شروع کریں: یہ تصور کہ ایک صفحہ لکھنے کے لیے ہزار صفحات کا مطالعہ ہونا چاہئے کسی

خاص نوع کے متعلق تو معقول ہے لیکن اپنے عموم کے لحاظ سے غلط، انسان جب سے پڑھنا شروع کرے اسی وقت سے لکھنا شروع کرے کیونکہ لکھنا پڑھنے کے عمل کو خوبصورت اور دقیق بناتا ہے، فرنیٹیر ان سائیکالوجی میں ۲۰۲۰ کی ایک ریسرچ پیپر کے مطابق بچوں کی دماغی کارکردگی پر ایکسپیریمینٹ اور تجربہ کرتے ہوئے یہ سامنے آیا کہ دماغ کی ایکٹیویٹی سب سے زیادہ اس وقت تھی جب بچے ہاتھ سے لکھ رہے تھے۔

(۱۵)۔۔۔ چاپلوس نہ بنیں مگر بڑے اور کام کے لوگوں سے تعلقات ضرور بنائیں: ہمیں دوسرے کے سامنے

جھکنا اور مدد مانگنا ہمیشہ چاپلوسی اور خصیہ برداری معلوم ہوتا ہے، یاد رکھیں کہ یہ فطرت کا اصول ہے کہ خربوزہ خربوزے کو دیکھ کر رنگ پکڑتا ہے، غریب کو اگر اپنی غربت دور کرنی ہے تو اسے کچھ عرصہ امیروں کی صحبت میں رہنا ہوگا، جاہل کو اگر عالم بننا ہے تو اسے ایک مدت عالموں کے ساتھ رہنا ہوگا، اسی طرح اگر کسی کو کسی فیلڈ میں بڑے مقام پر پہنچنا ہے تو اس فیلڈ کے اونچے مقام و منصب والوں کے ساتھ رسم و راہ بڑھانی ہوگی، اسے بنیاد سمجھنا ہمیں چاپلوس بنانا ہے اور اپنی صلاحیت کو بنیاد بنا کر اسے معاون بنانا ہماری صلاحیتوں کی صحیح کھپت کرنے میں ہماری مدد کرتا ہے، اپنے آپ کو ہمیشہ خالی پیالہ تصور کریں کہ بھرے پیالے میں کچھ نہیں آتا، لہذا صلاحیت والوں کے پاس خود جائیں نہ کہ یہ سوچ بنائیں کہ میں ان کے پاس کیوں جاؤں وہ میرے پاس آئیں، بہر حال ہم جس فیلڈ میں بھی ہیں اس فیلڈ کے بڑوں سے رابطہ رکھنا بہت ضروری ہے۔

پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

(۱۶)۔۔۔ ڈایا گرام اور نقشوں کے ذریعے چیزوں کو لکھیں پڑھیں اور یاد کریں: چوں کہ ذہن مربوط چیزوں کو

جلدی کیچ کرتا ہے نیز دماغ کے خلیے بھی اسی طرح ایک دوسرے سے مربوط ہوتے ہیں تو ظاہری مشابہت ہونے کی وجہ سے بھی ڈایا گرام اور مائنڈ میپنگ کے ذریعے لکھنا ہماری تخلیقی صلاحیت اور یادداشت کی قوت میں اضافہ کرتا ہے۔

(۱۷)۔۔۔ چارپانچ کلروالے قلموں یا رنگین sticky notes کا استعمال کریں: سائنس دانوں کی ریسرچ کے

مطابق ہمارے دماغ کے مختلف حصے مختلف رنگوں کو پروسیس کرتے ہیں تو اگر ہم ایک کلر میں دیکھ رہے یا لکھ رہے ہیں تو دماغ کا ایک چھوٹا حصہ کام کرتا ہے اور وہی چیز اگر ہم مختلف رنگوں میں لکھیں گے تو پھر دماغ کے زیادہ حصے پروسیس کریں گے اور وہ زیادہ دیر یاد رہیں گی اور اس کے کام کی رفتار بھی بہت زیادہ تیز ہو جائے گی۔

(۱۸)۔۔۔ موبائل کے سارے نوٹیفیکیشنز بند کر دیں: کیونکہ پڑھائی کے وقت سب سے زیادہ دھیان بھٹکانے

والی اگر کوئی چیز ہے تو وہ نوٹیفیکیشن ہے، کہ ان کو چیک کرتے کرتے اچھا خاصہ وقت صرف ہو جاتا ہے بلکہ میرا ناقص مشورہ ہے کہ دورانِ تعلیم سادہ موبائل وہ بھی ضرورت سے کم استعمال کیا جائے۔

(۱۹)۔۔۔ قناعت پسند عورت سے ہی شادی کریں: شادی کے بعد کی پوری زندگی بیوی کے مزاج و اوصاف پر منحصر ہوتی ہے اس لیے کبھی پیسوں کی لالچی عورت سے شادی نہ کریں وہ پیسوں کی قلت کی دہائی دے کر علمی دنیا چھوڑنے پر بھی مجبور کرے گی اور بچوں کو بھی اسی قسم کی مادیت کا پرستار بنائے گی نتیجہ تخلیقی صلاحیتیں صرف ہم سے نہیں ہماری نسلوں سے بھی چھن جائیں گی، اپنی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کیا ہے، اس لیے شادی کے وقت اس سے اس کی پسند ناپسند ترجیحات اور ذہنیت کا سوال کر کے اندازہ لگالیں کہ یہ ہمارے حصول علم میں مانع تو نہیں بنے گی؟

(۲۰)۔۔۔ دماغ کو غذا پہنچائیں: جس طرح جسم کی بھوک مٹانے کے لیے ہم کھانا کھاتے ہیں اسی طرح دماغ سے غیر معمولی کام لینے کے لیے روزمرہ صحت مند غذاؤں کے ساتھ ساتھ اس کی مخصوص غذاؤں کا اضافہ کرنا ہوگا، ریسرچ کے مطابق ہمارا دماغ fat کے وافر مقدار پر مشتمل ہوتا ہے اور اس کی چکناہٹ دماغ کے ایک خلیے سے دوسرے خلیے تک معلومات تیزی سے منتقل کرنے میں مدد کرتی ہے جسے neuroplasticity کہتے ہیں اور اس کے لیے fatty acid اور میگا ۳ بے حد مفید ہے، اور میگا ۳ کی تین قسمیں ہیں ALA, EPA, DHA پہلی قسم اخروٹ، انڈے اور کچی سبزی وغیرہ سے حاصل ہوتی ہے اور بقیہ دو مچھلی اور اس کے تیل سے حاصل کی جاتی ہیں اسی لیے مچھلی کھانے والے لوگ ذہین ہوتے ہیں، لہذا اخروٹ اور مچھلی یا اس کا تیل روزانہ استعمال کیا کریں۔

(۲۱)۔۔۔ جسمانی ورزش کریں: جو ورزشیں دل کی دھڑکن اور سانسوں کی رفتار کو تیز کرتی ہیں (aerobics) مثلاً: دوڑنا، سائیکل چلانا، تیراکی ذہن کے لیے مفید ہیں کیونکہ یہ دماغ میں خون کے دورانیے کو تیز کر دیتی ہیں، انرجی میٹابولزم میں اضافہ کرتی ہیں، خوشی اور ایکسائٹمنٹ سے تعلق رکھنے والے نیورو ٹرانسمیٹر مثلاً: ڈوپامین سیریٹونین کی مقدار میں اضافہ کرتی ہیں نتیجہ ہمارے دماغ کی کارکردگی میں اضافہ ہوتا ہے۔

(۲۲)۔۔۔ سوچتے اور پڑھتے وقت وقفہ وقفے سے پانی پیتے رہیں: نیورو سائنس کہتی ہے کہ پانی ہمارے جسم میں ۶۰ فیصد، اعصاب میں ۷۵ فیصد اور دماغ میں ۸۰ فیصد موجود ہوتا ہے، یعنی پانی کی کمی سب سے زیادہ دماغ کو متاثر

کرتی ہے، ایسے لوگ سر کے درد اور فوکس نہ کر پانے کے شکار ہو جاتے ہیں، اور ریسرچ یہ بتاتی ہے کہ پانی بھر پور مقدار میں پینے پر دماغ چودہ فیصد تیز کام کرتا ہے۔

(۲۳)۔۔۔ خوابوں کو اہمیت دیں: یہ ہماری بہت بڑی غلط فہمی ہے کہ ہم نے شریعت میں اس کے حجت نہ ہونے کو اپنے لیے بھی اہم نہ ہونے سے خلط ملط کر دیا ہے، اچھی طرح سمجھ لیں کہ غیر نبی کا خواب شریعت میں حجت نہیں لیکن انسان کی اپنی زندگی میں خوابوں کی بڑی اہمیت ہے، خود حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خواب کو نبوت کا چالیسواں حصہ قرار دیا ہے اور فجر کے بعد مجلس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے خواب حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بیان کیا کرتے اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس کی تعبیر بتایا کرتے تھے، مغرب میں فرائیڈ وغیرہ نے اس پر کافی کام کیا ہے، بہر حال نیند سے اٹھنے کے بعد سب سے پہلے دعا و کلمہ پڑھیں اور پھر اپنے خواب کے بارے میں سوچیں کہ میں نے کیا خواب دیکھا اور پھر معبرین سے اس کی تعبیر پوچھیں، کبھی کبھی دن بھر سوچے جانے والے مسئلے کا حل اور کبھی مستقبل کی خوش خبریاں یا احتیاط کے اشارے خوابوں سے مل جاتے ہیں، یہ بڑا المیہ ہے کہ ہمارے یہاں سے اب معبرین ناپید ہوتے جا رہے ہیں۔

(۲۴)۔۔۔ کسی کے دیئے ہوئے مشورے کی فوراً کٹ نہ کریں: بلکہ پہلے غور و فکر کریں کہ دیئے ہوئے مشورے کی حیثیت و نوعیت کیا ہے؟ ہو سکتا ہے وہ مشورہ اپنے ظاہر کے اعتبار سے اچھا نہ ہو مگر باطن کے اعتبار سے اچھا ہو، مثلاً: کسی نے طالب علم سے کہا: کہ آپ موبائل کا استعمال نہ کریں۔ پس اس مشورے کے ظاہر و باطن کو دیکھیں تو بات سمجھ میں آجائے گی۔

(۲۵)۔۔۔ کسی تنظیم سے جڑ کر زمانہ طالب علمی سے ہی دینی، فلاحی و سماجی کاموں میں حصہ لینا شروع کر دیں: اس کا فائدہ یہ ہو گا کہ ہم لوگوں کے احوال و مسائل سے واقف ہو سکیں گے، اپنے تجربات، سماجی ذہانت، لوگوں کے تئیں ہمدردی، نفع رسانی کے جذبے اور تجرباتی قوت میں اضافہ کر کے اپنی ترجیحات کی تعیین کر سکیں گے۔

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ہمارے پاس عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی اور اس کے بارہ دینی کام ہیں لہذا اپنی تخلیقی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کے لئے بارہ دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجئے، نہ کہ یہ ذہن

بنائیے کہ اگر میں دینی کام کروں گا تو میری تعلیم میں حرج واقع ہو گا۔ یہ خیال محض باطل ہی نہیں بلکہ بے بنیاد ہے، حالانکہ دیکھا یہ گیا ہے کہ جو طالب علم دینی کاموں میں اپنی شمولیت کو یقینی بناتے ہیں وہ تعلیم میں زیادہ اچھے ہوتے ہیں۔ پیارے طلبائے کرام! اگلی نشست میں ہم جس موضوع پر گفتگو کریں وہ یہ ہو گا کہ ”ہم اپنے اندر کون کون سی صلاحیت پیدا کریں؟“

اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ ہمیں مذکورہ فارمولوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور دین و دنیا کی سعادتوں سے سرفراز فرمائے تاکہ ہم احسن انداز سے دین و سنیت اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت کر سکیں۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

عقل کی اقسام

اس بات کو جان لو کہ عقل کی دو قسمیں ہیں، ایک قسم وہ ہے جو کی زیادتی کو قبول نہیں کرتی جبکہ دوسری قسم میں کمی اور زیادتی ہو سکتی ہے۔ پہلی قسم فطری عقل کی ہے جو تمام عقل مندوں کے درمیان مشترک ہے جبکہ دوسری قسم تجربے سے حاصل ہونے والی عقل ہے جو کہ کوشش سے حاصل ہوتی ہے، تجربات اور مشاہدات کی کثرت سے اس میں اضافہ ہوتا ہے۔ عقل کی اسی دوسری قسم کے اعتبار سے کہا جاتا ہے کہ بوڑھے شخص کی عقل کامل اور واقفیت زیادہ ہوتی ہے جبکہ تجربہ کار آدمی زیادہ معاملہ فہم اور معرفت والا ہوتا ہے۔

اسی لئے کہا جاتا ہے کہ حوادثِ زمانہ نے جس کے بال سفید کر دیئے ہوں، مختلف تجربات نے اس کی جوانی کے لباس کو بوسیدہ کر دیا ہو اور اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے اس کے تجربات کی کثرت کی بدولت اسے اپنی قدرت کے عجائبات دکھائے ہوں وہ عقل کی پختگی اور درست رائے کا زیادہ حق دار ہوتا ہے۔ (دین و دنیا کی انوکھی باتیں جلد اول، ص ۴۱، ۴۰)

قسط پنجم: ہم اپنے اندر کون کون سی صلاحیتیں پیدا کریں؟

پیارے طلبائے کرام! کامیاب انسان بننے کے لئے مختلف صلاحیتوں کا ہونا ضروری ہے ان میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

پہلی صلاحیت: Creativity کی صلاحیت۔ Creativity کا مطلب ہے کہ کسی بھی مسئلے کو آپ کتنے تخلیقی انداز میں حل کرتے ہیں۔

دوسری صلاحیت: جوڑنے کی صلاحیت، جو انسان نقطے جوڑنے کا فن سیکھ لے وہ اپنے مسائل کو بڑے احسن انداز میں حل کر سکتا ہے۔ عقل مند لوگ یہی کرتے ہیں۔ ان کو معلوم ہوتا ہے کہ کس نقطے کو کس سے جوڑا جائے تو وہ ایک خوبصورت شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

دستیاب وسائل اور لوگوں کو جوڑنے کا کام انسانی زندگی میں کافی کارآمد ہے لیکن ہمارے طلبہ اس چیز کو نہیں سیکھتے، حالانکہ یہ ترقی کا تیز ترین ذریعہ ہے اور یہ صلاحیت انفرادی کوشش کر کے لوگوں کو دینی ماحول سے جوڑنے سے جلد پیدا ہوتی ہے۔

تیسری صلاحیت: اپنے خیالات کو تحریر و تقریر کی صورت میں دوسرے انسانوں کے سامنے خوب صورت انداز میں پیش کرنے کی صلاحیت۔

چوتھی صلاحیت: لوگوں سے عمدہ انداز کے ساتھ بات چیت کرنے کی صلاحیت۔

پانچویں صلاحیت: اپنے ماتحت افراد سے شاندار کارکردگی کیسے دلوانی ہے؟ کی صلاحیت۔

چھٹی صلاحیت: لوگوں کو ڈیل کرنے کی صلاحیت۔

ساتویں صلاحیت: ٹیم کو کیسے لے کر چلانا ہے؟ کی صلاحیت۔

آٹھویں صلاحیت: مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت۔

نویں صلاحیت: حوصلہ اور ہمت نہ ہارنے کی صلاحیت۔

دسویں صلاحیت: حالات کے خوف کو خود پر مسلط نہ کرنے کی صلاحیت۔

گیارہویں صلاحیت: بڑے سے بڑے مسئلے کو بہترین انداز میں حل کرنے کی صلاحیت۔

بارہویں صلاحیت: لوگوں کو متوجہ کرنے کی صلاحیت۔

تیرہویں صلاحیت: ہر قسم کی طبیعت اور مزاج والے انسانوں کے ساتھ کیسے رہنا ہے؟ کی صلاحیت۔

چودھویں صلاحیت: ہر ایک کو اس کی حیثیت کے مطابق مقام کیسے دینا ہے؟ کی صلاحیت۔

پندرہویں صلاحیت: بلاوجہ کے ڈر و خوف کے دام میں نہ آنے کی صلاحیت۔

سولہویں صلاحیت: اپنی خود اعتمادی سے خود کو یہ ثابت کرنا کہ آپ اس مقام کے لیے سب سے زیادہ اہل ہیں، کی صلاحیت۔

پیارے طلبائے کرام! یہ تمام وہ صلاحیتیں ہیں جو دورانِ تعلیم سیکھنے کی ضرورت ہے۔ یہ نہ صرف پروفیشنل زندگی میں بلکہ پرسنل زندگی میں بھی شاندار ترقی کے لیے بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔

ان صلاحیتوں کو اپنے اندر پیدا کرنے کے لئے پہلے اپنی صلاحیت کو سمجھا جائے اور اس کے مطابق اپنے آپ کو ان صلاحیتوں کے لئے تیار کیا جائے۔ مثلاً: ہم اپنے اندر مفتی کی صلاحیت پیدا کرنا چاہتے ہیں لیکن ہمیں فقہی مسائل سے کوئی واسطہ و غرض ہی نہیں تو یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟ کہ ہم لاکھ کوشش بھی کریں تو مچھلی کو درخت پر نہیں چڑھا سکتے، کیونکہ وہ اس کام کے لیے پیدا ہی نہیں ہوئی۔ درخت پر چڑھنے کے لیے بندر ہے۔ اسی طرح ہم بندر کو تیرنے پر مجبور نہیں کر سکتے۔ ہمارے معاشرے میں بنے بنائے معیار پہلے سے موجود ہیں اور ہم اسی میں اپنے آپ کو فٹ کرنے کی کوشش کریں۔ ہماری دلچسپی جس فن میں ہو اسی فن میں مہارت پیدا کریں نہ کہ دوسرے فنون میں، پس اپنی اہلیت کے مطابق میدانِ عمل میں آئیں۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ ہمارے اندر مذکورہ صلاحیتوں کو پیدا فرمائے اور دین و دنیا کی سعادتوں سے سرفراز فرمائے تاکہ ہم احسن انداز سے دین و سنیت اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت کر سکیں۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

بیان نمبر 17: راہ طلب علم میں مشقتیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللّٰطِيفِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الشَّافِعِی
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِیْبَ اللّٰهِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

درود شریف کی فضیلت

سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: "جُمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے دُرود بھیجا کرو کیونکہ یہ یومِ مشہود ہے، اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں، جب کوئی شخص مجھ پر دُرود بھیجتا ہے تو اس کے فارغ ہونے تک اس کا دُرود میرے سامنے پیش کر دیا جاتا ہے۔" حضرت سَیِّدُنا ابُو ذَرٍّ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا بیان ہے کہ میں نے عَزْر کی: "یا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اور آپ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال کے بعد کیا ہو گا؟" ارشاد فرمایا: "ہاں (میری ظاہری) وفات کے بعد بھی (میرے سامنے اسی طرح پیش کیا جائے گا۔)" "اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلٰی الْکَرْمِضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ، یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین کے لئے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کے جسموں کا کھانا حرام کر دیا ہے۔" فَتَبٰی اللّٰہُ حَقَّ یُرْزَقُ، پس اللہ تعالیٰ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور اسے رِزْق بھی عطا کیا جاتا ہے۔" (ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ذکر وفاتہ الخ، ۲/۲۹۱، حدیث: ۱۶۳۷) (گلدستہ درود و سلام ص ۱۳۰)

ہے	کرم	ہی	کرم	کہ	سُنّتے	ہیں
آپ	خوش	ہو	کے	بار	بار	دُرود

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے طلبائے کرام! آج ہمارے لئے علم دین سیکھنا کتنا آسان ہے کہ جگہ جگہ جامعات موجود ہیں، پڑھانے والے اساتذہ موجود ہیں، پڑھنے والی کتابیں دستیاب ہیں، Free Of Cost کی سہولت موجود ہے یعنی طلب علم دین

میں ہمیں کوئی رقم خرچ نہیں کرنی پڑتی بلکہ جامعات میں بہتر سے بہترین سہولیات موجود ہیں، اگر سفر کرنا پڑے تو گاڑیاں موجود ہیں، یوں کہہ لیجئے کہ بس ہمارا ذہن بننے کی دیر ہے ورنہ تو طلب علم دین کی ہر چیز با آسانی مہیا و موجود ہے، لیکن آپ ذرا ماضی کو یاد کریں، پہلے کے دور کے اسلاف کو یاد کریں، انہوں نے طلب علم دین کی خاطر کیسی کیسی قربانیاں پیش کیں، جب ان واقعات کو پڑھیں یا سنیں تو بڑی حیرت ہوتی ہے کہ ہمارے اسلاف نے علم دین کو طلب کرنے کے لئے کیسی کیسی قربانیاں دیں ہیں، اللہ اکبر! اگر ان واقعات کو پڑھ یا سن کر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہو گا کہ یہ انہیں حضرات کا حصہ تھا جو وہ کر گئے، اگر اب ایسی قربانیاں دینی پڑیں تو ہم میں سے کوئی علم دین کو سیکھنے کے لئے تیار نہ ہو گا۔

آج کے بیان میں آپ کے سامنے اسلاف کے کچھ ایسے واقعات بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا جنہوں نے راہ علم دین میں وہ کچھ قربانیاں دیں جن کے بارے میں ہم سوچ بھی نہیں سکتے اور آج انہیں قربانیوں کی برکت ہے جو ہم ساری دنیا میں اسلام اور علم دین کی بہاریں دیکھ رہے ہیں۔ چنانچہ:

سب سے پہلے میں آپ کو ایسا واقعہ سنانا چاہوں گا کہ صرف ایک حدیث کو سننے کے لئے سیکڑوں میل کا نہ صرف سفر کیا بلکہ صرف ایک حدیث سننے کے لئے شیخ کی شرط پر ایک سال کے روزے رکھنے پڑے، پیارے طلبائے کرام! وہ کیسی حدیث ہو گی جس کو حاصل کرنے کے لئے سفر کے ساتھ ساتھ ایک سال کے روزے بھی رکھے، یقیناً وہ حدیث پاک بہت عظیم ہے کیونکہ اس میں دنیا و آخرت میں کامیابی کے ۲۳ فارمولے بیان کئے گئے ہیں چنانچہ شارح مسلم امام ابو زکریا محی الدین یحییٰ بن شرف نووی علیہ رحمۃ اللہ القوی (سال وفات ۶۷۲ھ) اپنی مایہ ناز تصنیف ”ریاض الصالحین“ میں نقل فرماتے ہیں:

حدیث خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا ابو العباس مستغفری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں علم دین کی طلب میں مصر گیا تاکہ وہاں مشہور محدث حضرت سیدنا امام ابو حامد مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی سے حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سنوں۔ جب وہاں پہنچا تو انہوں نے فرمایا: پہلے ایک سال روزے رکھو پھر حدیث سناؤں گا۔ چنانچہ حدیث کی طلب میں میں نے ایک سال کے روزے رکھے اور شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے یہ

حدیث پاک سنائی:

حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں عرض کی: یَا رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں آپ سے دنیا اور آخرت کے متعلق سوال کرنا چاہتا ہوں؟ رحمتِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھو!

(۱)۔۔۔ اس نے عرض کی: میں سب سے بڑا عالم بننا چاہتا ہوں؟ فرمایا: اللہ عزوجل سے ڈرتے رہو سب سے زیادہ علم والے بن جاؤ گے۔

(۲)۔۔۔ عرض کی: میں سب سے زیادہ غنی بننا چاہتا ہوں؟ فرمایا: قناعت اختیار کرو سب سے زیادہ غنی بن جاؤ گے۔

(۳)۔۔۔ عرض کی: سب سے بہتر بننا چاہتا ہوں؟ فرمایا: لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچاتا ہو لہذا تم لوگوں کو نفع پہنچانے والے بن جاؤ!

(۴)۔۔۔ عرض کی: سب سے زیادہ عدل کرنے والا بننا چاہتا ہوں؟ فرمایا: لوگوں کے لئے بھی وہی پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو تو سب سے بڑے عادل بن جاؤ گے۔

(۵)۔۔۔ عرض کی: اللہ عزوجل کا خاص بندہ بننا چاہتا ہوں؟ فرمایا: اللہ عزوجل کا کثرت سے ذکر کرو اس کے خاص بندے بن جاؤ گے۔

(۶)۔۔۔ عرض کی: میں محسنین میں شامل ہونا چاہتا ہوں؟ فرمایا: اللہ عزوجل کی اس طرح عبادت کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو اگر تم اسے نہیں دیکھ سکتے تو وہ تو تمہیں ضرور دیکھ رہا ہے۔

(۷)۔۔۔ عرض کی: میں چاہتا ہوں کہ میرا ایمان کامل ہو جائے؟ فرمایا: اپنے اخلاق اچھے کر لو، تمہارا ایمان کامل ہو جائے گا۔

(۸)۔۔۔ عرض کی: میں اللہ عزوجل کے فرمانبرداروں میں ہونا چاہتا ہوں؟ فرمایا: اللہ عزوجل کے فرائض ادا کرو اس کے فرمانبرداروں میں شامل ہو جاؤ گے۔

- (۹)۔۔۔ عرض کی: میں گناہوں سے پاک و صاف ہو کر اللہ عزوجل سے ملنا چاہتا ہوں۔ فرمایا: پاک ہونے کے لئے جنابت سے غسل کیا کرو قیامت کے دن اللہ عزوجل سے اس حال میں ملو گے کہ تم پر کوئی گناہ نہ ہو گا۔
- (۱۰)۔۔۔ عرض کی: چاہتا ہوں کہ بروز قیامت مجھے نور عطا کیا جائے؟ فرمایا: کبھی بھی کسی پر ظلم نہ کرنا قیامت کے دن تمہارا حشر نور میں ہو گا۔
- (۱۱)۔۔۔ عرض کی: میں چاہتا ہوں کہ میرا رب مجھ پر رحم کرے؟ فرمایا: اپنے آپ پر رحم کرو اور مخلوق خدا پر رحم کرو، خالق کائنات تم پر رحم فرمائے گا۔
- (۱۲)۔۔۔ عرض کی: میں اپنے گناہوں میں کمی چاہتا ہوں؟ فرمایا: اللہ عزوجل سے مغفرت طلب کیا کرو تمہارے گناہ کم ہو جائیں گے۔
- (۱۳)۔۔۔ عرض کی: میں لوگوں میں معزز ترین بندہ بننا چاہتا ہوں؟ فرمایا: مخلوق سے اللہ عزوجل کی شکایت نہ کیا کرو لوگوں میں معزز ہو جاؤ گے۔
- (۱۴)۔۔۔ عرض کی: میں اپنے رزق میں وسعت چاہتا ہوں؟ فرمایا: طہارت پر ہمیشگی اختیار کرو تمہارے رزق میں وسعت کر دی جائے گی۔
- (۱۵)۔۔۔ عرض کی: میں اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا محبوب بننا چاہتا ہوں؟ فرمایا: جسے اللہ عزوجل اور اس کا رسول محبوب رکھتے ہیں تم بھی اسے محبوب رکھو اور جسے وہ مبغوض سمجھتے ہوں اسے تم بھی مبغوض سمجھو۔
- (۱۶)۔۔۔ عرض کی: میں غضب الہی سے محفوظ رہنا چاہتا ہوں؟ فرمایا: کسی پر غصہ نہ کیا کرو اللہ عزوجل کے غضب سے محفوظ رہو گے۔
- (۱۷)۔۔۔ عرض کی: میں اپنی دعاؤں کی قبولیت چاہتا ہوں؟ فرمایا: حرام کاموں سے بچتے رہو تمہاری دعاؤں قبول ہوں گی۔
- (۱۸)۔۔۔ عرض کی: چاہتا ہوں کہ بروز قیامت مجھے سرعام رُسوانہ کیا جائے؟ فرمایا: اپنی شرم گاہ کی حفاظت

کرو تا کہ بروز قیامت تمہیں سب کے سامنے رُسوانہ کیا جائے۔

(۱۹)۔۔۔ عرض کی: میں چاہتا ہوں کہ اللہ عزوجل میرے عُیوب پر پردہ ڈالے رکھے؟ فرمایا: اپنے بھائیوں

کے عیبوں کی پردہ پوشی کیا کرو اللہ عزوجل تمہاری عیب پوشی فرمائے گا۔

(۲۰)۔۔۔ عرض کی: کونسی چیز میری خطاؤں کو مٹا دے گی؟ فرمایا: آنسو، خضوع اور آمراض۔

(۲۱)۔۔۔ عرض کی: کون سی نیکی اللہ عزوجل کے ہاں افضل ہے؟ فرمایا: حُسنِ اخلاق، تواضع، آزمائش کے

وقت صبر اور رضا بالقضا۔

(۲۲)۔۔۔ عرض کی: سب سے بڑی بُرائی کون سی ہے؟ فرمایا: بد خُلقی اور بخل۔

(۲۳)۔۔۔ عرض کی: کون سی چیز اللہ عزوجل کے غضب کو مٹاتی ہے؟ فرمایا: چُھپا کر صدقہ دینا اور صلہ رحمی

کرنے۔

(۲۴)۔۔۔ عرض کی: کون سی چیز جہنم کی آگ کو بجھاتی ہے؟ فرمایا: روزہ دوزخ کی آگ کو بجھاتا ہے۔

(ریاض الصالحین ج ۱، ص ۵۹۳-۵۹۵، مترجم، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) (کنز العمال، ج ۸، ص ۵۳)

طلب علم کے لئے انوکھا سفر

پیارے طلبائے کرام! سفر تو آپ بھی کرتے رہتے ہیں، لیکن میں آج آپ کو ایک عجیب و غریب سفر کی داستان سنانا چاہتا ہوں، امید ہے کہ جہاں یہ واقعہ آپ کی معلومات میں اضافے کا سبب بنے گا، وہیں نہایت سبق آموز بھی ہو گا۔

صدیوں پرانی بات ہے، سخت گرمی کا موسم تھا، تین طالب علم قرآن و حدیث کی تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے اپنے علاقے کو خیر باد کہتے ہوئے سمندر پار جانے کے لئے روانہ ہوئے، وہ اس بات پر خوشی سے پھولے نہیں سمارہے تھے کہ تین مہینوں کا راشن ساتھ لے کر جا رہے ہیں اور اب تو کئی ماہ مسلسل علم حاصل کر کے وہ اپنی علمی پیاس کو کافی حد تک بجھا سکیں گے، لیکن ہوتا وہی ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے، چنانچہ اس دور میں انجنوں کی مدد سے چلنے والے بحری جہاز تو ہوتے نہیں تھے، عام طور پر چھوٹی چھوٹی کشتیاں ہوتیں جو ہوا کے رحم و کرم پر چلتی تھیں، اگر قدرتی طور پر ہوا منزل مقصود کی طرف چل رہی ہوتی تو مسافروں کی پانچوں انگلیاں گھی میں ہو جاتیں، لیکن خدا نخواستہ اگر ہوا مخالف سمت

اختیار کر لیتی تو بسا اوقات کئی کئی ماہ مسافر سمندر میں ہی بھٹکتے رہتے اور کھانے پینے کا سامان ختم ہونے یا راستہ بھول جانے کی وجہ سے آخر کار زندگی سے مایوس ہو جاتے اور یوں سمندری لہروں کا شکار ہو کر جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے۔

ان طلبہ کے ساتھ بھی ایسے ہی حالات پیش آئے، ان کی کشتی بھی مخالف ہوا کی بھیٹ چڑھ گئی، لاکھ جتن کیے لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ پورے تین ماہ یہ ہوائی طوفان کشتی کو سمندر میں گھماتا پھرتا رہا، چند لقموں کے سوا سارا سامان خورد و نوش کام آچکا تھا، ان بے چاروں کے پاس دعاؤں اور التجاؤں کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا، لہذا اللہ تعالیٰ کے سامنے گر گڑا نا شروع کر دیا، ایک تو وہ تھے مسافر، دوسرے سفر بھی طلب علم کا تھا، ایسے مسافروں کے پاؤں میں تو فرشتوں جیسی مقدس مخلوق بھی اپنے نورانی پر بچھانا فخر سمجھتی ہے، پھر اللہ تعالیٰ جو ارحم الراحمین ہے، اس کی رحمت جوش میں کیوں نہ آتی؟ دعا قبول ہوئی اور کشتی کنارے جا لگی، لیکن آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا!

اصل مصیبت کا آغاز تو اب ہوا، مشیتِ الہی کو ان کی آزمائش مقصود تھی اور وہ بھی اپنی دھن کے ایسے پکے تھے کہ مصائب سے گھبرا کر علم کی راہ سے ہٹ جانا ان کے لئے مشکل ہی نہیں، ناممکن تھا۔ اس لیے بے سرو سامانی کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے اپنے انجام سے بے خبر منزل کی جانب بڑھنے لگے۔ بھوک لگی تو بچے کچے چند لقمے جو پاس تھے انہی کو کھالیا۔ اب نہ کھانے کو کچھ تھا نہ پینے کو، سورج کی گرم لو اور صحرا کی تپتی ریت، جہنم کا سا سماں پیدا کر رہی تھی۔ سارا دن چلتے چلتے گزر گیا۔ دور دراز تک کسی چرند پرند کا نام و نشان تک نہ تھا، سوائے موت کے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا، لیکن کھانے کی قلت اور پیاس کی شدت ان کے پایہ استقلال میں لرزش پیدا نہ کر پائی۔ رات ہوئی تو ایک جگہ سو گئے۔ اگلے دن پھر منزل کی طرف رواں دواں رہے۔ اب تو زبائیں خشک ہو چکی تھیں اور قدم ڈمگانے لگے تھے، پھر سارا دن یونہی گزرا۔ رات ہوئی تو ایک جگہ گر گئے۔

کئی دنوں کی مسلسل بھوک اور پیاس نے ان کو کسی کام کا نہ چھوڑا تھا۔ تیسرا دن تو گویا ان کے لئے قیامت ثابت ہوا۔ ان کی حالت اتنی دگرگوں ہو گئی کہ تھوڑی دیر چلنے کے بعد ایک طالب علم بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ ذرا اندازہ کریں کہ بھوک پیاس نے اگر باقی دو ساتھیوں کے پلے کچھ چھوڑا ہوتا وہ اسے سنبھالتے۔ ان کو تو اپنی جانوں کے لالے پڑے ہوئے تھے۔ اس حالت کے بعد وہ اپنی موت کو اور قریب سے دیکھنے لگے تھے۔ اسے وہیں چھوڑ کر دونوں پانی کی

تلاش میں نکل کھڑے ہوئے، تھوڑی دور گئے تھے کہ دوسرا بھی گرمی اور پیاس کی تاب نہ لاتے ہوئے زمین بوس ہو گیا۔ اس اکیلے ساتھی کی مصیبت کا ذرا تصور کیجئے جو اپنے دونوں دوستوں کو گرمی اور پیاس سے تڑپ کر گرتا ہوا دیکھ تو سکتا تھا، مگر کچھ کر نہیں سکتا تھا۔ یہ سب کچھ دیکھنے کے بعد اس کے اپنے حواس بھی جواب دینے لگے تھے، لیکن پھر بھی ہمت کر کے ادھر ادھر پانی کی تلاش میں دوڑنے لگا۔

پھر وہی ہوا جو ہمیشہ سے سنتِ الہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ وہ اپنے دین کے طالبوں اور خادموں کو آزماتا ضرور ہے، لیکن کبھی بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا۔ ان کو جھنجھوڑتا ضرور ہے، لیکن کبھی ناکامی و نامرادی کا منہ نہیں دکھاتا، اس کا وعدہ جو ہے:

وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ^(۴۰)

ترجمہ کنز الایمان: اور بے شک اللہ ضرور مدد فرمائے گا اس کی جو اس کے دین کی مدد کرے گا بے شک ضرور اللہ قدرت والا غالب ہے۔ (پ، ۱۷، الحج: ۴۰)

نیز سورہ پارہ ۲۱ سورہ روم کی آیت نمبر ۴۷ میں ارشادِ باری ہے:

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ^(۴۱)

ترجمہ کنز الایمان: اور ہمارے ذمہ کرم پر ہے مسلمانوں کی مدد فرمانا۔ (پ، ۲۱، الروم: ۴۷)

دین کے ان جاں نثار طلبہ کے مومن ہونے میں کس کوشبہ ہو سکتا ہے؟ نیز آنے والے دنوں میں اللہ تعالیٰ کو ان سے اپنے دین کا بہت بڑا کام لینا تھا، لہذا اللہ تعالیٰ کی مدد آپہنچی۔ اپنے دوستوں کی زندگی بچانے کے لئے نکلنے والا اکیلا طالب علم اچانک ایک قافلے کو دیکھتا ہے۔ اسے زندگی کی ہلکی سی کرن محسوس ہوئی، چنانچہ اپنا کپڑا ہلا کر ان کو اپنی طرف متوجہ کرنے لگا۔ قافلے والوں نے اسے دیکھا تو ٹھہر گئے۔ گرمی اور پیاس اس پر بھی اپنا کام کر چکی تھی، قریب تھا کہ یہ بھی گر جاتا۔ انہوں نے اسے پانی پلایا۔ جب جان میں جان آئی تو ان کو لے کر اپنے ساتھیوں کی طرف دوڑا۔ پہلے ایک تک پہنچے اور اسے پانی کے چھینٹے مارے، کچھ ہوش و حواس بحال ہوئے تو تھوڑا تھوڑا کر کے پانی پلایا، پھر دوسرے کے پاس دوڑے دوڑے گئے اور اسے بھی پانی پلا کر ہوش میں لائے، پھر قافلے نے ان پر ترس کھایا اور کچھ سامان خور و نوش ان کو مہیا کیا۔

اسی سفر میں ان کو بھوک کی وجہ سے ایک مردہ جانور کے انڈے پی کر بھی اپنی جان بچانی پڑی تھی، لیکن بھوک پیاس اور گرمی کی اتنی صعوبتیں اٹھانے کے بعد کیا وہ اپنے مشن سے دستبردار ہو گئے تھے؟ ہرگز نہیں! علم کی راہ میں ملنے والے مصائب و آلام ان کو اس راہ سے ایک قدم بھی دور نہ کر سکے، بلکہ ان کے شوق میں اور اضافے کا سبب بن گئے، چنانچہ وہ ایک بار پھر نئے ولولے کے ساتھ طلب علم کے لئے روانہ ہو گئے۔

(تقریمہ الجرح والتعذیل: ص 366، 365، 364، سندہ صحیح)

یہ (214) ہجری کا واقعہ ہے، یعنی اسے رونما ہوئے قریباً بارہ سو برس بیت چکے ہیں، لیکن آج بھی دین کے ان شیدائی طلبہ کے یہ کارنامے کتابی صورت میں اہل علم کے سامنے ہیں اور قیامت تک وہ انہیں اپنے لیے مشعل راہ بناتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ عزوجل

ان طلبہ میں سے ایک کو "امام ابو حاتم الرازی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، جو اپنے دور کے بہت بڑے محدث ہوئے اور علم حدیث میں ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دیے کہ بعد میں آنے والے ان کو فراموش کر کے حدیث کے میدان میں ایک قدم بھی نہیں چل سکتے۔

آپ امام بخاری اور امام ابو زرعہ الرازی کے ہم عصر، امام احمد بن حنبل کے شاگرد اور امام ابو داؤد، امام نسائی، امام ابن ماجہ اور دیگر بڑے بڑے محدثین کے استاد ہیں۔ تمام ائمہ کرام نے بالاتفاق ان کی تعریف و توثیق کی ہے۔ آپ کی زندگی کا ایک ناقابل فراموش واقعہ یہ بھی ہے کہ دوران سفر زاد راہ ختم ہونے پر مزید علم دین حاصل کرنے کے لئے اپنے کپڑے بیچ کر بھی گزارہ کیا تھا۔ (تقریمہ الجرح والتعذیل: ص 363، سندہ صحیح)

پیارے طلبائے کرام! آج کے دور میں ہے کوئی ایسا طالب علم جو دنیا اور آخرت کی سعادتوں کو حاصل کرنے کے لئے آج بھی اپنے اسلاف کی روایات کو زندہ کرتے ہوئے طلب علم کی مشکلات کو خندہ پیشانی سے برداشت کرے؟ ہے کوئی ایسا طالب علم جو اپنے کپڑے اس لئے فروخت کئے ہوں کہ وہ اس کی قیمت سے علم حاصل کرے؟ ہے کوئی ایسا طالب علم تاکہ اللہ تعالیٰ اپنا یہ وعدہ پورا کرے:

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٥١﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھادیں گے اور بے شک اللہ

نیکوں کے ساتھ ہے۔ (پ ۲۱، العنکبوت: ۶۹)

ایک حدیث کے لئے سفر

مزید سنئے حضرت سیدنا ابویوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینۃ المنورہ زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً سے مصر کا سفر محض اس لیے اختیار کیا کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث سنیں چنانچہ یہ وہاں پہنچے، حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا استقبال کیا تو فرمانے لگے: میں ایک حدیث کے لیے آیا ہوں، جس کے سننے والوں میں اب تمہارے سوا کوئی باقی نہیں۔ حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث سنائی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جس کسی نے مومن کی ایک برائی چھپائی، قیامت کے دن اللہ عز و جل اس کی پردہ پوشی کرے گا۔" حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حدیث سنتے ہی اپنے اونٹ کی طرف بڑھے اور ایک لمحہ ٹھہرے بغیر مدینہ واپس چلے گئے۔ (المسند لامام احمد، باب حدیث عقبہ بن عامر، الحدیث ۱۷۳۹۶، ج ۶، ص ۷۱۳ دار الفکر بیروت)

تین دن پیدل سفر

حضرت سیدنا سعید بن مسیب رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَیْہِ کَاشَارِ تَابِعِیْن کے پہلے طبقے میں ہوتا ہے آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں ایک حدیث سننے کے لئے تین تین دن پیدل چل کر جاتا تھا۔ (تذکرۃ الحفاظ ج ۱، ص ۵۲)

عظیم طلبہ

مشہور محدثین کرام حضرت سیدنا امام طبرانی، حضرت سیدنا علامہ ابن المقرئ اور حضرت سیدنا ابوالشیخ رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى تینوں مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً میں علم دین حاصل کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ان پر فاقہ مستی کا دور آیا۔ روزہ پر روزہ رکھتے رہے مگر جب بھوک کی شدت نے بالکل ہی نڈھال کر دیا تو تینوں نے رحمت عالم، نور مجسم، شاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ انور پر حاضر ہو کر فریاد کی، یا رسول اللہ! عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اَلْجُوعُ! آقا! بھوک! یہ عرض کر کے سیدنا امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تو آستانہ مبارکہ ہی پر بیٹھے رہے اور کہا کہ اس درپر یا موت آئے گی یا روزی، اب یہاں سے نہیں اٹھوں گا۔

میں ان کے در پر پڑا رہوں گا
پڑے ہی رہنے سے کام ہو گا
نگاہِ رحمت ضرور ہو گی
طعام کا انتظام ہو گا

حضرت سیدنا ابنُ القری اور حضرت سیدنا ابوالشیخ رحمہما اللہ تعالیٰ اپنی قیام گاہ پر تشریف لے آئے۔
تھوڑی دیر کے بعد کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا، دروازہ کھولا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک علوی بزرگ دو غلاموں کے ساتھ کھانا
لئے کھڑے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ آپ حضرات نے دربارِ رسول میں بھوک کی شکایت کی تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ ابھی
ابھی خواب میں نبیؐ رحمت، قاسمِ نعمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی زیارت سے مُشرف فرما کر مجھے حکم فرمایا
کہ میں آپ لوگوں کے پاس کھانا پہنچا دوں۔ چنانچہ جو کچھ بروقت مجھ سے ہو سکا حاضر کر دیا ہے آپ حضرات قبول فرما
لیجئے۔ (تذکرۃ الحفاظ، رقم: ۹۱۳، ۱۲۱/۳، ملخصاً)

اللہ اکبر! دیکھا آپ نے! ہمارے اسلاف نے کیسی کیسی قربانیاں پیش کی ہیں تب جا کر علم کی یہ روشنی ہم تک
پہنچی ہے، کہا جاتا ہے کہ راہ طلب علم میں طالب علم کو عِلّت (یعنی بیماری) قَلّت (یعنی ساز و سامان، آسائش و آرام کی
کمی) ذَلّت (یعنی اساتذہ کی جانب سے ڈانٹ و ڈپٹ) تینوں چیزوں سے آزمایا جاتا ہے بعض طلبہ تو ان آزمائش کی تاب نہ لا
کر طلب علم دین سے دور اور فضیلتِ علم دین سے محروم ہو جاتے ہیں اور بعض استقامت کے ساتھ ان کا مقابلہ کر کے
ڈٹے رہتے ہیں اور یہی وہ طلبہ ہیں جن کے مقدر کا ستارہ اپنی چمک دمک سے سارے عالم کو جگمگ جگمگ کر دیتا ہے۔

حافظِ ملت اور مشقتیں

طلب علم میں مشقتوں پر مشتمل ماضی قریب کی ایک اور داستان سنئے اور یہ داستان پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت،
قائدِ قوم و ملت، مقتدائے اہلسنت، استاذ العلماء جلالۃ العلم، حضور حافظِ ملت حضرت علامہ مولانا شاہ عبد العزیز محدث
مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کی ہے چنانچہ:

۱۳۴۲ھ میں آل انڈیائی کانفرنس مراد آباد میں منعقد ہوئی جس میں مشہور و معروف اور نامور علمائے اہلسنت تشریف لائے جن میں صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی بھی شامل تھے۔ حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے موقع دیکھ کر صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں درخواست کی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: سوال المکرم سے اجمیر شریف آجائیں مدرسہ معینیہ میں داخلہ دلو اگر تعلیمی سلسلہ شروع کرادوں گا۔ (مختصر سوانح حافظ ملت، ص ۲۴ وغیرہ)

سوال المکرم ۱۳۴۲ھ میں حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے چند ہم اسباق دوستوں کے ساتھ اجمیر شریف پہنچے۔ حافظ ملت محدث مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ان رفقاء میں:

(۱)۔۔ امام النخو حضرت علامہ سید غلام جیلانی میر ٹھی علیہ رحمۃ اللہ القوی۔

(۲)۔۔ حضرت مولانا شمس الدین جوہوری علیہ رحمۃ اللہ القوی۔

(۳)۔۔ جناب مولانا قاری اسد الحق علیہ رحمۃ اللہ القوی۔

(۴)۔۔ حافظ ضمیر حسین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ القوی۔

(۵)۔۔ اور میں (یعنی خود حافظ ملت) علیہ رحمۃ اللہ القوی۔

پانچ طالب علم اجمیر شریف حاضر ہوئے اور بقول امام النخو، صدر العلماء حضرت علامہ سید غلام جیلانی میر ٹھی علیہ رحمۃ اللہ القوی دو صاحبان یہ بھی تھے:

(۶)۔۔ امام النخو حضرت علامہ غلام جیلانی میر ٹھی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے چچا زاد بھائی مولوی زین العابدین

علیہ رحمۃ اللہ القوی۔

(۷)۔۔ اور حافظ ملت کے ناظرہ خواں شاگرد اسماعیل۔ (حیات حافظ ملت ج ۱، ص ۵۸-۵۹)

مراد آباد سے روانہ ہو کر یہ سات نفری قافلہ زیر سرپرستی جناب حافظ ضمیر حسین مراد آبادی دہلی پہنچا، ان دنوں دارالعلوم نعمانیہ نام کا ایک سنی مدرسہ وہاں جاری تھا جس میں امام النخو، صدر العلماء حضرت علامہ سید غلام جیلانی میر ٹھی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے استاد گرامی حضرت وصی احمد سہسرامی صدر المدرسین تھے۔ اس سات نفری قافلے نے

دہلی پہنچ کر وہاں شب میں قیام کیا، دہلی سے اجیر کے لئے صبح کو پسینگر ٹرین چلتی تھی اسی سے روانگی ہوئی۔ زادِ راہ کی قلت اور افلاس کے باعث سب لوگوں پر بھوک غالب تھی، ٹرین جب روارٹی اسٹیشن پر جا کر رکی تو دو آنے (اس وقت کا رائج سکہ) کے چنے خریدے گئے تاکہ دورانِ سفر ان چنوں کے ذریعے بھوک مٹائی جائے۔

یہ بھی عجیب اتفاق تھا کہ ان چنوں کے اکثر دانے خراب تھے، مگر اس عالم میں وہی چنے نعمتِ غیر مترقبہ ثابت ہوئے، اور دن رات دونوں وقت کے کھانوں کی جگہ سامانِ تسلی بنے، ٹرین کو دوسری صبح اجیر شریف پہنچنا تھا، دوسرے روز تقریباً دس بجے اجیر مقدس کے اسٹیشن پر اتر کر یہ سات نفری قافلہ معینیہ عثمانیہ کے دارالاقامہ واقع محلہ پیر مٹھا پہنچا۔ پیشانیوں سے خوش بختی اور فیروز مندی کی چمک دمکا اور ارادوں کی فولادی صلابت سموئے ہوئے سلف صالحین کے یہ ورثہ اپنی اپنی مختصر پولٹیاں سنبھالے، سفر کی صعوبتوں کو شکست دیتے ہوئے شدید بھوک کے باوجود بغیر کسی کمزوری و اضمحلال کا اظہار کئے اپنی منزل کی طرف بڑھتے رہے۔

اب جب کہ یہ لوگ مراد آباد سے چل کر اجیر مقدس پہنچے تو سب سے اہم مرحلہ دارالعلوم میں داخلے کا تھا، اس کے بعد ہی لائبریری سے کتابوں کا حصول اور کھانے پینے کا انتظام متوقع تھا۔

ایک ملاقاتی کے کمرے میں سب نے اپنا سامان رکھا، استنجاء وغیرہ سے فارغ ہوئے تو بھوک چمک گئی، حجرہ کے باہر ایک بلند طاق مطبخ کی بچی ہوئی خشک روٹیوں سے بھری ہوئی ایک چھوٹی سی ٹوکری نظر آئی، جس سے سب لوگوں نے اپنی بھوک کی آگ بجھائی اور خدا کا شکر ادا کیا۔

داخلہ حاصل کرنے کے بعد کتابیں لائبریری سے مل گئیں مگر خورد و نوش کا انتظام دو ماہ بعد مجلس شوری کی میٹنگ کے بعد ہوا اور اسی میٹنگ میں دارالعلوم کی مجلس شوری نے تمام لوگوں کے لئے خوراک اور ایک ایک روپیہ ماہانہ وظیفے کی منظوری دی۔

مراد آباد سے دہلی اور دہلی سے اجیر شریف کے سفر میں صرف دو آنے کے بھنے ہوئے چنے کا زادِ سفر رکھنے والے اس سات نفری قافلے نے اجیر شریف کی مقدس سرزمین پر مجلس شوری کے فیصلے تک دو ماہ کا زمانہ جس صعوبت اور صبر و توکل کے ساتھ گزارا وہ بھی ان علمائے سلف کی حیات ہی کا ایک باب لگتا ہے، جنہوں نے درختوں کے پتے کھا کر، ناکارہ

سبزیوں پر وقت گزار کر اور کبھی بھوکے رہ کر حصول علم کے میدان میں شہ سواری کی تھی۔ حضور حافظِ ملت اور ہمارے ماضی قریب کے ان بزرگوں نے دورِ قدیم کے ان ثابت قدم اسلاف کے طریقے کی پیروی کی تو آج علم و فضل کے نیر تاباں کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں۔

انتظار کا وہ دوماہ کا زمانہ ان بزرگوں نے اس طرح گزارا کہ ایک بنگالی طالب علم سے دس روپے قرض لے کر آٹے کا انتظام کیا اور ایک بھٹیاری سے یہ طے کیا کہ دارالعلوم جاتے وقت ہم لوگ آٹا تجھے دیتے جائیں گے تم ہمارے لئے واپسی کے وقت تک روٹیاں بنا دینا، اس طرح روٹیاں لے کر دارالاقامہ پہنچتے، صرف نمک اور مرچ دارالاقامہ کے صحن میں پڑی ہوئی ایک سِل پر پیس کر چٹنی تیار کرتے اور پھر وہیں حلقہ باندھ کر روٹی سے کھا لیتے اور نہایت ذوق و شوق سے اپنی تعلیم میں منہمک ہو جاتے۔ (حیاتِ حافظِ ملت ج 1، ص 59-60)

اللہ اکبر! ہمارے اسلاف نے راہِ علم میں کیسی کیسی قربانیاں دی ہیں، اگر آج کے دور کے تناظر میں دیکھا جائے تو شاید ہی کوئی ایسی مثال مل سکے۔

نیز اللہ تبارک و تعالیٰ بھی ایسوں کی قربانیوں کو ضائع نہیں ہونے دیتا، بلکہ ان میں ایسی برکتیں ڈالتا ہے کہ ان برکتوں سے سارا زمانہ حصہ پاتا ہے اور ان قربانیوں کے بعد زمانے نے دیکھا کہ کوئی امامِ انجو، صدر العلماء بنا، تو کوئی مفتی جو نیور بنا، تو کوئی حافظِ دین و ملت بنا، جن کے علم و فضل اور خدمت سے آج سارا زمانہ معطر ہے، کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

جس نے پیدا کئے کتنے لعل و گہر
حافظِ دین و ملت پہ لاکھوں سلام
اللہ پاک ان مقدس ہستیوں کے طفیل ہمیں بھی علم و عمل کی دولت سے سرفراز فرمائے اور راہِ طلب علم میں آنے والی مصیبتوں، تکلیفوں اور آزمائشوں پر ثابت قدمی نصیب فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

تجھے آباء سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ تو گفتار وہ کردار تو ثابت وہ سیارہ

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسمان نے ہم کو دے مارا

کئی لڑکیاں پیدا ہونے کے بعد لوگ کہتے ہیں ”اس عورت کو طلاق دے دو“
آخر لڑکیوں کی پیدائش میں

قصور کس کا

مرد کا یا عورت کا
اسلام اور سائنس کی روشنی میں

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

- زمانہ جاہلیت کی کچھ یادیں
- بیبوں کے فضائل
- دلچسپ سوالات و جوابات
- بچے کی پیدائش کا سبب کیا ہے؟
- بچے کی پیدائش کا مرحلہ
- اولاد کی 4 روحانی علاج
- اولاد و فریضہ کے روحانی علاج

پانچ لرزہ خیز واردات
سائنس کیا کہتی ہے؟
عِلْمُ الْجَنِّینِ کیا ہے؟
بچے کی پیدائش کا مرحلہ
اولاد و فریضہ کے روحانی علاج

مصنف
مولانا ابو فیح محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دارالسنۃ، دہلی

آسمان میں عالم کا مقام

حضرت سیدنا امام غزالی (عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْوَالِي) لکھتے ہیں کہ (حضرت سیدنا) عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَام فرماتے ہیں: ”عالم باعمل“ کو ملکوتِ آسمان (آسمان کی سلطنت) میں ”عظیم“ یعنی بڑا شخص کہتے ہیں۔

(الزهد للامام احمد، مواظع عیسیٰ علیہ السلام، ص ۹۷، حدیث: ۳۳۰)

بیان نمبر 18: علما کی صحبت کی برکتیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللّٰطِیْفِ وَالصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الشَّافِعِی
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
الصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِیْبَ اللّٰهِ
الصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

درود شریف کی فضیلت

سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ رحمت نشان ہے: قیامت کے روز اللہ کریم کے عرش کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا، ۳ قسم کے افراد اللہ پاک کے عرش کے سائے میں ہوں گے:

(۱)۔۔۔ وہ شخص جو میرے اُمتی کی پریشانی دُور کرے۔

(۲)۔۔۔ میری سُنّت کو زندہ کرنے والا۔

(۳)۔۔۔ مجھ پر کثرت سے دُرود شریف پڑھنے والا۔ (الْبَدْوِی السَّافِرُ لِلشَّیْخِ ط، ص ۱۳۱، حدیث: ۳۶۶۰)

پڑھتا رہوں کثرت سے دُرود ان پہ سدا میں
اور ذکر کا بھی شوق پئے غوث و رضا دے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے طلبائے کرام! آپ نے یہ شعر بارہا سنا ہوگا:

صحبت	صالح	ترا	صالح	کند
صحبت	طالح	ترا	طالح	کند

یقیناً نیک لوگوں کی صحبت نیک بنادیتی ہے اور برے لوگوں کی صحبت برا بنادیتی ہے۔ اور پھر نیک ایسے کہ جن پر رحمتِ الہی کی چھماچم بارشیں ہو رہی ہوں، تائیدِ الہی ان کے ساتھ ہو، کرمِ مصطفی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

، فضلِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں سے جن کو حصہ مل رہا ہو، ان کی صحبت تو عظیم الشان نعمت سے کم نہیں، یقیناً علمائے کرام وہ اشخاص ہیں جن کی صحبت ناقابلِ ذکر ذرے کو ثریا کی بلندی پر فائز کر دیتی ہے، اللہ سے ملا دیتی ہے کیونکہ خود قرآن پاک میں ان کے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہوا ہے:

فضیلتِ علم و صحبتِ صاحبِ علم

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ۔ (پ ۲۲، الفاطر، ۲۸)

ترجمہ کنز الایمان: اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔

نیز سرکارِ مدینہ، سلطانِ باقرینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: اُعْذُ عَالِمًا اَوْ مُتَعَلِّمًا اَوْ مُسْتَتَبِعًا اَوْ مُجِبًّا وَلَا تَكُنِ الْخَامِسَةَ فَتَهْلِكَ۔ یعنی عالم بن یا متعلم، یا علمی گفتگو سننے والا یا علم سے محبت کرنے والا بن اور پانچواں (یعنی علم اور عالم سے بغض رکھنے والا) نہ بن کہ ہلاک ہو جائے گا۔ (معجم اوسط، ۳/۳۹، حدیث: ۵۱۷۱)

اس کے علاوہ صحیح بخاری شریف کی حدیث میں ہے ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کے متعلق کیا ارشاد ہے جو کسی قوم سے محبت رکھتا ہے اور ان کے ساتھ ملا نہیں یعنی ان کی صحبت حاصل نہیں ہوئی یا اُس نے ان جیسے اعمال نہیں کئے۔ ارشاد فرمایا: آدمی اس کے ساتھ ہے جس سے اسے محبت ہے۔

(صحیح البخاری: حدیث: ۶۱۶۹، ج ۴، ص ۱۳۸)

پیارے طلبائے کرام! اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اچھوں کی صحبت تو نیک بناتی ہی ہے لیکن اچھوں سے محبت بھی اچھا بناتی ہے اور اس کا حشر اچھوں کے ساتھ ہو گا اور بدوں کی محبت برابن دیتی ہے اور اس کا حشر انہی کے ساتھ ہو گا۔

علما کی صحبت اختیار کرنے کا حکم

ایک عالم کی صحبت کے بڑے فوائد ہیں کہ انسان اس سے بہت کچھ دینی معلومات کے حوالے سے سیکھ کر نہ صرف اسے خود اپنی نجات کا ذریعہ بنا سکتا ہے بلکہ دوسروں کی نجات کا سبب بھی بن سکتا ہے۔ چنانچہ حدیثِ پاک میں ہے: بڑوں کے پاس بیٹھا کرو علماء سے باتیں پوچھا کرو اور حکما سے میل جول رکھو۔ (الجامع الصغیر: الحدیث: ۳۵۷۷، ص ۲۱۸)

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی صحبت میں رہنا چاہئے، ان کی محفلوں میں شریک ہونا چاہئے، اس کے بے شمار فائدے ہیں، انسان کو تو بزرگوں کی صحبت سے فائدہ ہوتا ہی ہے، جانور کو بھی ان کی صحبت سے فائدہ ہوتا ہے جیسے اصحاب کہف کا کتا ان کی صحبت میں رہ کر ان کے قصہ کا جزء اور حصہ بن گیا اور قرآن کریم نے اصحاب کہف کے ساتھ ان کے کتے کا بھی ذکر کیا ہے۔

علما کی صحبت سے کیا ملتا ہے؟

نیز علماء کی صحبت سے نیکی اور بدی کی پہچان ہوتی ہے، علماء کی صحبت کی برکت سے خوف خدا میں اضافہ ہوتا ہے، علماء کی صحبت سے نماز و روزہ، حج و زکوٰۃ درست ہوتے ہیں، علماء کی صحبت سے ایمان کی حفاظت ہوتی ہے اور جنت میں جب جنتیوں کو حکم ہو گا کی مانگو، تو سب علماء سے سوال کریں گے کہ کیا مانگیں اس وقت بھی لوگ علماء کے محتاج ہوں گے۔

امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں کہ بزرگوں کا مقولہ ہے کہ علماء ہی انسان ہیں۔
علمائے دین عوام الناس کے لئے علم دین کا سرچشمہ ہوتے ہیں جن سے علوم دین کے پیاسے اپنی علم کی پیاس بجھاتے ہیں اور یہ ان کے لیے راہ ہدایت کے ستارے ہوتے ہیں جن کو دیکھ کر وہ اپنی زندگی کے اسفار طے کرتے ہیں۔
زندگی میں بندہ جن کی صحبت اختیار کرتا ہے ان کا اثر بھی اس کی زندگی پر پڑتا ہے اسی لئے پیارے آقا مدینہ والے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے علماء کی صحبت اختیار کرنے کی ترغیب دلائی ہے کہ:
أَعِدُّ عَالِبًا أَوْ مَتَعَلِّمًا أَوْ مُسْتَبْعًا أَوْ مُحِبًّا وَلَا تَكُنِ الْخَامِسَةَ فَتَهْلِكَ۔ یعنی عالم بن یا متعلم، یا علمی گفتگو سننے والا یا علم سے محبت کرنے والا بن اور پانچواں (یعنی علم اور عالم سے بغض رکھنے والا) نہ بن کہ ہلاک ہو جائے گا۔

(معجم اوسط، ۴/۳۹، حدیث: ۵۱۷۱)

علماء کی صحبت کے فوائد

علمائے دین کی صحبت اختیار کرنے کے دینی و دنیوی بے شمار فوائد ہیں ان میں سے چند فوائد پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں:

(۱)۔۔۔ حدیث کی رو سے ایسا شخص جو عالم کی صحبت اختیار کرنے والا ہو وہ اس حالت میں عبادت کے اندر

ہوتا ہے۔ (فضیلت العلم والعلما صفحہ نمبر ۸)

(۲)۔۔۔ ایسا شخص علم دین کا ذخیرہ حاصل کر لیتا ہے۔

(۳)۔۔۔ ایسا شخص رب کی رحمتوں کے نزول کی جگہ ہوتا ہے۔

(۴)۔۔۔ علماء کی صحبت میں بیٹھنے سے بندہ مومن کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے اور گناہوں سے بچا رہتا ہے۔

(۵)۔۔۔ نیکیاں کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور گناہوں سے نفرت بڑھتی ہے۔

(۶)۔۔۔ ایسا شخص بروز قیامت بفضلہ تعالیٰ علمائے کرام کی شفاعت پائے گا۔ (احیاء العلوم جلد نمبر ۱ صفحہ ۲۶)

(۷)۔۔۔ علماء کی زیارت کرنا ایک سال کے نماز و روزے سے بہتر ہے۔ (فیضان علم و علماء صفحہ نمبر ۱۵)

(۸)۔۔۔ علماء انبیاء کے وارث ہیں اور ان کی صحبت میں بیٹھنے والے کو انبیائے کرام کی میراث (یعنی علم) میں

سے بڑا حصہ ملتا ہے۔ (فیضان علم و علماء صفحہ نمبر ۱۸)

(۹)۔۔۔ علماء کی صحبت میں رہنے والے کے عقائد میں مضبوطی ہوتی ہے۔

(۱۰)۔۔۔ علماء کی صحبت اختیار کرنے کی وجہ سے مردہ دلوں کو زندگی ملتی ہے۔

(فیضان علم و علماء صفحہ ۲۸، ۲۹ مع ترمیم و اضافہ جات)

حکمران علماء کے قدموں میں

ایک مرتبہ خلیفہ ہارون الرشید نے حضرت ابو معاویہ رضی اللہ عنہ کی دعوت کی جبکہ وہ آنکھوں سے معذور تھے۔ جب آفتابہ (یعنی ڈھکنے دار دستہ لگا ہوا لوٹا) اور چلمچی (یعنی ہاتھ منہ دھونے کا برتن) ہاتھ دھونے کے لیے لائے گئے تو ہارون الرشید نے چلمچی خدمت گار کو دی اور آفتابہ خود لے کر ان کے ہاتھ دھلائے اور آپ نے کہا کہ جانا کون آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈال رہا ہے؟ فرمایا کہ نہیں، عرض کی گئی کہ ہارون الرشید! بزرگ دعا دیتے ہوئے ارشاد فرمانے لگے جیسی آپ نے علم کی عزت کی ایسی ہی اللہ تعالیٰ آپ کی عزت کرے۔ ہارون الرشید نے کہا کہ اس دعا کے لیے ہی

میں نے یہ کیا ہے۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ نمبر ۱۳۵)

حکیم لقمان کی اپنے بیٹے کو نصیحت

مروی ہے کہ حضرت لقمان حکیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا: اے میرے پیارے بیٹے! تو علماء کی مجالس کو لازم کر اور حکماء کا کلام غور سے سن کیونکہ بے شک اللہ عزوجل مردہ دل کو حکمت کے نور سے زندہ فرماتا ہے جیسے مردہ زمین کو موسلا دھار بارش کے ذریعے زندہ کرتا ہے۔ (فضیلت العلم والعلماء صفحہ نمبر ۹)

پیارے طلبائے کرام! صحبت کے اثرات سے کوئی بھی شخص انکار نہیں کر سکتا، حدیث مبارکہ کے ساتھ ساتھ بزرگانِ دین نے بھی اس پر بہت کچھ ارشاد فرمایا ہے، یہ حقیقت ہے کہ آدمی جس طرح کے لوگوں کی صحبت میں بیٹھتا ہے ویسا ہی بن جاتا ہے، لہذا علمائے کرام کی صحبت میں بیٹھنے والا علم سے محبت کرنے والا بن جاتا ہے۔ صحیح العقیدہ عالم کی صحبت میں بیٹھنا دین پر استقامت اور عقائد کی دُرستی و ایمان کے لئے سلامتی ہے جو کہ ایک مسلمان کا قیمتی سرمایہ اور دارین کی فلاح کا باعث ہے۔ علمائے کرام کی صحبت علم اور تقویٰ تک پہنچنے کا وسیلہ ہے، جس کے سبب بندہ اللہ پاک کے حضور بزرگی اور ابدی سعادت کا مستحق ہو جاتا ہے کہ حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ آپ اس بلند مقام پر کیسے پہنچے، تو آپ نے فرمایا کہ میں نے دوسروں کو فائدہ پہنچانے میں بخل نہیں کیا اور نہ ہی ان سے استفادہ کرنے میں شرم محسوس کی۔ (در مختار، ج ۱، ص ۱۲۷)

علما کی صحبت کے فوائد

اور فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے علماء کی صحبت اختیار کرنے والے کے لئے سات فائدے شمار کئے ہیں چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ جو شخص عالم کی مجلس (یعنی صحبت) میں جائے اس کو سات فائدے حاصل ہوتے ہیں اگرچہ اس سے استفادہ نہ کرے:

(۱)۔۔۔ طلبہ میں شمار کیا جاتا ہے۔ جس کی بدولت درج ذیل فضیلت سے مشرف ہوتا ہے: جامع الترمذی کی روایت میں ہے "ملا نیکہ علم حاصل کرنے والے کی رضا اور خوشی کے لئے اپنے پر بچھاتے ہیں۔

(جامع الترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقه علی العباد، الحدیث: ۲۶۹۱، ج ۴، ص ۳۱۲)

(۲)۔۔۔ جب تک اُس مجلس میں رہتا ہے گناہوں اور فسق و فجور سے بچتا ہے۔

(۳)۔۔۔ جب گھر سے نکلتا ہے تو اس پر رحمت نازل ہوتی ہے۔ معالِ التَّزْوِيل میں لکھا ہے کہ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جو شخص طلبِ علم میں سفر کرتا ہے فرشتے اپنے بازوؤں سے اُس پر سایہ کرتے ہیں اور مچھلیاں دریا میں اور آسمان وزمین اس کے حق میں دعا کرتے ہیں۔ (ابوداؤد، کتاب العلم، باب فی کتاب العلم، ۳/۴۴۵، حدیث: ۳۶۴۱، بتغییر)

(۴)۔۔۔ اس رحمت میں کہ جلسہٴ علم پر نازل ہوتی ہے شریک ہوتا ہے۔

(۵)۔۔۔ جب تک علمی باتیں سنتا ہے تو اس کے لئے نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ کہ حضرت سیدنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوَالِی نے روایت کیا کہ عالم کو ایک نظر دیکھنا سال بھر کی نماز و روزہ سے بہتر ہے۔ (منہاج العابدین، الباب الاول، ص ۱۱)

(۶)۔۔۔ فرشتے ان کے عمل سے خوش ہو کر انہیں اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں تو وہ بھی ان میں ہوتا

ہے۔

(۷)۔۔۔ اس کا ہر قدم گناہوں کا کفارہ، درجات کی بلندی اور نیکیوں میں زیادتی کا سبب بن جاتا ہے۔

(تنبیہ الغافلین، ص ۲۳، ماخوذ)

اللہ اکبر! پیارے طلبائے کرام! علما کی صحبت کتنی سعادتوں کی چیز ہے یقیناً بندہ جب تک علما کی صحبت میں رہتا ہے تو عبادت میں ہے جیسا کہ حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے علما کی صحبت میں بیٹھنا عبادت ہے۔ (کنز العمال، ۵/۶۴، رقم: ۲۸۵۷۲)

باعمل علماء کی صحبت آدمی کو باعمل بنا دیتی ہے اور بارہا دیکھنے میں آیا ہے کہ انسان توبہ کی طرف مائل ہو جاتا ہے نمازوں کا شوق اور گناہوں سے بچنے کی رغبت بڑھنے لگتی ہے اللہ پاک اپنا خوف اور خشیت ان کے دلوں میں رکھ دیتا ہے۔

علما کی صحبت کا انتخاب گویا روئے زمین کی مقدّس جگہوں کا انتخاب ہے کہ فرمانِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ ہے کہ علما کی مجالس (یعنی صحبت) سے الگ نہ رہو اس لئے کہ اللہ نے روئے زمین پر علما کی مجالس سے مکرم کسی مٹی کو پیدا نہیں فرمایا۔ (احیاء العلوم، ۱/۳۶۰)

علماء کی صحبت سے مزید تعلیم و تربیت، بردباری و عاجزی، علما کی شفاعت، جنت کا حصول، اللہ کا محبوب بننے، شیطان سے بچاؤ کا مضبوط قلعہ، بُرے لوگوں کی صحبت و جہالت اور قیامت کے روز ملنے والی حسرت سے بچاؤ جیسے فوائد ملتے ہیں۔

پیارے طلبائے کرام! علمائے کرام کی مجلس میں بیٹھنے سے ان پر رحمتوں کی جو برسات ہوتی ہے اس کے کچھ چھینٹے ہم پر آجائیں گے۔ علما پر رحمتوں کی برسات کے بارے میں ترمذی شریف کی حدیث پاک ہے: تحقیق اللہ اور اُس کے فرشتے اور سب زمین والے اور سب آسمان والے یہاں تک کہ چوٹی اپنے سوراخ میں اور یہاں تک کہ مچھلی یہ سب درود بھیجتے ہیں علم سکھانے والے پر جو لوگوں کو بھلائی سکھاتا ہے۔

(ترمذی، کتاب العلم، باب اجاء فی فضل الفقه علی العبادۃ، ۳ / ۳۱۱، حدیث: ۲۶۹۰، فیضان علم و علما)

اور حضرت سیدنا ابوذر رَضِیَ اللہ عَنْہ کی حدیث میں ہے: عالم کی مجلس میں حاضر ہونا ہزار رکعت نماز، ہزار بیماروں کی عیادت اور ہزار جنازوں پر حاضر ہونے سے بہتر ہے۔ کسی نے عرض کیا: یا رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور قراءتِ قرآن؟ یعنی کیا علم کی مجلس میں حاضر ہونا قراءتِ قرآن سے بھی افضل ہے؟ فرمایا: کیا قرآن بغیر علم کے نفع بخشتا ہے؟ یعنی قرآن کا فائدہ بغیر علم کے حاصل نہیں ہوتا۔

(قوت القلوب، الفصل الحادی والثلاثون، باب ذکر الفرق بین علماء الدنیا... الخ، ۱ / ۲۵۷)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں علماء کی صحبت میں رہ کر علم دین سیکھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں سارے علماء کی تعظیم و تکریم کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان بزرگ ہستیوں کے طفیل اللہ ہماری ہمارے والدین، پیر و مرشد، اساتذہ کرام اور ساری امت کی مغفرت فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ و علی آلہ وصحبہ اجمعین و بآرک وسلم۔

ہم کو اے عطار سنی عالموں سے پیار ہے
ان شاء اللہ دو جہاں میں اپنا بیڑا پار ہے

بیان نمبر 19: چندہ کرنے کے 5 فارمولے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللّٰطِیْفِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الشَّافِعِی
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِیْبَ اللّٰهِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

دُرود شریف کی فضیلت

سرکارِ مدینہ، سُورِ قلب و سینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو صبح و شام مجھ پر دس دس بار دُرود شریف پڑھے گا بروزِ قیامت میری شفاعت اُسے پہنچ کر رہے گی۔ (التغییب والتہییب، ۱/۱۶۲، حدیث: ۹۲)

پڑھتا رہوں کثرت سے دُرود ان پہ سدا میں
اور ذکر کا بھی شوق پئے غوث و رضا دے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیارے طلبائے کرام! ملک و بیرون ملک میں عاشقانِ رسول کی عالمگیر غیر سیاسی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے تحت سینکڑوں جامعاتِ المدینہ (للبنین و للبنات) قائم ہیں جن میں ہزاروں طلبہ و طالبات درسِ نظامی کر رہے ہیں، نیز ہزاروں مدارس المدینہ (للبنین و للبنات) بھی قائم ہیں جن میں لاکھوں لاکھ مدنی مٹے اور مدنی ٹٹیاں حفظ و ناظرہ کی مُفت تعلیم حاصل کر رہے ہیں، مدنی تربیت گاہیں، مختلف تربیتی کورسز (مثلاً فرضِ علوم کورس، امامت کورس، مدّرس کورس، مدنی تربیتی کورس، مدنی انعامات و مدنی قافلہ کورس، قفلِ مدینہ کورس، فیضانِ اسلام کورس، فیضانِ قرآن و حدیث کورس، وغیرہ)، مدنی چینل جو کہ بے شمار مسلمانوں کی اصلاح اور گُفّار کے قبولِ اسلام کا سبب بن رہا ہے نیز اس کے ذریعے لاکھوں لاکھ عاشقانِ رسول علمِ دین سے مالا مال ہو رہے ہیں، مدنی چینل پر رَمَضانُ الْمُبَارَک میں روزانہ دو مرتبہ اور علاوہ رَمَضان ہفتے میں ایک بار (بروز ہفتہ یعنی سنچر)، نیز اس کے علاوہ بھی وقتاً فوقتاً شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت

زید مجدہ و شرافہ و علمہ و عملہ کا سلسلہ بنام مدنی مذاکرے براہ راست نُشر کئے جاتے ہیں۔ دارُالمدینہ، کئی دارُالافتاء اہلسنت، المدینۃ العلمیہ، مجلس مکتوبات و تعویذاتِ عطاریہ جس سے ماہانہ لاکھوں لاکھ مسلمان مُستَفِیض ہو رہے ہیں، اس کے علاوہ سینکڑوں مدنی مراکز (یعنی فیضانِ مدینہ) اور کثیر مساجد کی تعمیرات و انتظامات، مدارسُ المدینہ آن لائن، اسی طرح سینکڑوں ہفتہ وار اجتماعات، بڑی راتوں (مثلاً: شبِ میلاد، گیارہویں شریف، شبِ معراج، شبِ براءت اور رمضان المبارک کی ستائیسویں شب وغیرہ) کے اجتماعات، پورے ماہ رمضان کا اجتماعی اعتکاف سینکڑوں مقامات پر اور آخری عشرے کا سنتِ اعتکاف ہزاروں مقامات پر ہوتا ہے، جن میں ہزار ہا اسلامی بھائی معتکف ہوتے ہیں، غرض یہ کہ منظم طریقے سے دینی کاموں کو آگے بڑھانے کے لئے دعوتِ اسلامی کے تحت تقریباً ۸۰ سے زائد شعبہ جات قائم ہیں جن کے لئے خطیر رقم درکار ہوتی ہے۔

پیارے طلبائے کرام! ویسے تو بالعموم سارا ہی سال دعوتِ اسلامی کے مدنی کاموں کیلئے مدنی عطیات جمع کرنے کا سلسلہ رہتا ہے مگر بالخصوص رَجَبُ الْمُرَجَّب، شَعْبَانُ الْمُعَظَّم اور رَمَضَانُ الْمُبَارَك میں چونکہ بکثرت لوگ صدقات و عطیات کی ادائیگی کی طرف مائل ہوتے ہیں اس وجہ سے ان مہینوں میں مدنی عطیات اکٹھا کرنے کا بہترین موقع ہوتا ہے لہذا ہمیں چاہئے کہ نہ صرف اپنے مدنی عطیات دعوتِ اسلامی کو دیں بلکہ دعوتِ اسلامی کے دینی کاموں میں مزید ترقی کیلئے آج ہی سے بھرپور کوشش کرتے ہوئے دیگر اسلامی بھائیوں سے بھی مدنی عطیات (مثلاً: زکوٰۃ، فطرہ، صدقات، خیرات وغیرہ) جمع کرنے کی ترکیب بنائیں۔

یاد رکھئے کہ موجودہ دور میں دینی کاموں کے لئے چندہ (یعنی مدنی عطیات) جمع کرنا اشد ضروری ہے۔ رسول اکرم، نور مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ غیب نشان ہے: ”آخرِ زمانہ میں دین کا کام بھی درہم و دینار سے ہو گا۔“ (معجم کبیر، ۲۰/۲۹، حدیث: ۶۶۰)

چونکہ مذہبی و فلاحی کام اکثر چندے ہی کے ذریعے ہوتے ہیں لہذا مستقل طور پر انہیں جاری رکھنے کے لئے چندہ بہت ضروری امر ہے، مگر بعض اسلامی بھائی مدنی عطیات اکٹھا کرنے میں جھجک محسوس کرتے ہیں حالانکہ دین کی سربلندی کے لئے چندہ اکٹھا کرنا سرورِ انبیاء، حبیبِ کبریا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سُنَّت سے ثابت ہے۔ غزوہ

تبوک، مسجد نبوی شریف علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی تعمیر، بیرُومہ کی خریداری وغیرہ کے مواقع پر سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے راہِ خدا میں خرچ کرنے کی ترغیب دلائی لہذا آپ بھی ہمت کیجئے، جھک اڑائیے اور اِخیائے سنت کے لئے خوب خوب مدنی عطیات جمع کیجئے۔ آئیے ترغیب کے لئے ایک حدیثِ مبارکہ ملاحظہ کیجئے:

حضرت سیّدنا رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ عزوجل کی رضا کیلئے حق کے مطابق صدقہ وصول کرنے والا اپنے گھر لوٹے تک اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنے والے غازی کی طرح ہے۔ (ابوداؤد، کتاب الخراج۔۔۔ الخ، باب فی السعیۃ۔۔۔ الخ، ۳/۲۳۵، حدیث: ۳۶۲۹)

ان فضائل کے ہوتے ہوئے بھی ہمارے بعض اسلامی بھائی مدنی عطیات جمع کرنے میں شرماتے ہیں، لاکھ ان کا ذہن بنایا جائے ان کی ایک ہی رٹ ہوتی ہے: مجھ سے چندہ نہیں ہو پاتا، آجکل کوئی نہیں دیتا، منع کر دیتے ہیں، ہمارے علاقے میں پہلے سے ہی کئی مدارس قائم ہیں، وغیرہ وغیرہ جو بات بتا کر اپنا دامن جھاڑ لیتے اور چندہ کرنے کی فضیلتوں سے یکسر دور رہتے ہیں۔ ایسے اسلامی بھائیوں کے لئے آج ان شاء اللہ عزوجل چندہ کرنے کے پانچ فارمولے آپ کے سامنے بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا، اگر واقعی آپ ان پانچ میں سے کسی ایک پر عمل کرتے ہوئے چندہ کریں گے تو مایوسی ہاتھ نہیں آئے گی بلکہ اللہ کی ذات سے امید ہے کہ چندہ آپ کے پاس خود چل کر آئے گا، روپے لوگوں کی جیب سے اڑا کر آئیں گے۔ ان شاء اللہ عزوجل

چندہ کرنے کا پہلا فارمولہ

پیارے طلبائے کرام! چندہ کرنے کا پہلا فارمولہ یہ ہے کہ آپ جب بھی کسی شخصیت کے پاس چندہ لینے کے لئے جائیں تو یہ نیت کر کے جائیں کہ میں نیکی کی دعوت دینے جا رہا ہوں اور ہو سکے تو چلچلاتو اور لبِ روڈ کھڑے ہو کر گفتگو کرنے سے اچھا کسی پر سکون جگہ پر بیٹھ کر گفتگو کیجئے اور پانچ دس منٹ یوں نیکی کی دعوت پیش کیجئے:

پیارے اسلامی بھائی! اللہ پاک کا کروڑہا کروڑ احسان ہے کہ اس نے ہمیں مسلمان کیا اور ہمارے ہاتھوں میں دامنِ رحمتِ عالمیان علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا فرمایا، اسلام میرا دین ہے اور اسلام آپ کا بھی دین ہے، اس کو باقی رکھنے اور

آگے اس کی اشاعت کرنے کی ذمہ داری میری اور آپ کی ہے اور یہ اس وقت ہو گا جب ہم اپنے وقت، اپنے مال اور اپنی جان کے ذریعے قربانی دیں گے جیسا کہ ہمارے پہلوں نے دیا ہے۔

پیارے اسلامی بھائی! آج اور ابھی میرے اسلام اور آپ کے اسلام کو وقت اور مال کی بڑی ضرورت ہے لہذا ہمیں چاہئے کہ اللہ کی رضا کے لئے اپنے وقت و مال کو اللہ کی بارگاہ میں پیش کریں نیز اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں صدقہ و خیرات کرنے کی ترغیب یوں ارشاد فرمائی ہے:

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاقْرَأُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا ۚ وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرًا وَأَعْظَمَ أَجْرًا ۖ (پ ۲۹، البقرہ: ۲۰۰)

ترجمہ کنز الایمان: اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ کو اچھا قرض دو اور اپنے لئے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے پاس بہتر اور بڑے ثواب کی پاؤ گے۔

صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ تَفْسِیْر خَزَائِنُ الْعِرْفَان میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: ”حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا کہ اس قرض سے مراد زکوٰۃ کے سوا راہِ خدا میں خرچ کرنا ہے۔

پیارے اسلامی بھائی! آپ سوچئے تو صحیح کہ زکوٰۃ اور فطرہ کیا ہے؟ زکوٰۃ مال کا میل ہے اور فطرہ جان کا صدقہ ہے اور یہ مالکِ نصاب پر فرض یعنی اس پر قرض ہے، دینا ہی پڑے گا ورنہ گنہگار ہو گا، تو ہم کب تک اپنے دین کی خدمت میل کچیل سے کرتے رہیں گے؟ اپنے دین کو صرف زکوٰۃ و فطرہ ہی دیں گے، نہیں! ہر گز نہیں! ہمارا اللہ پاک، ہمارا دین پاک، ہمارے رسول پاک، ہمارے غوث پاک، لہذا اپنے پاک دین کو اپنا پاک مال پیش کریں، زکوٰۃ نکال دی، مال پاک ہو گیا، اب میں اپنے دین کی خدمت اپنے پاک مال سے کروں گا۔

آپ سوچئے تو سہی! جس دین نے ہمیں سب کچھ دیا اور آئندہ دے گا، کہ اسی دین کے صدقے ان شاء اللہ جنت بھی ملے گی، اس دین کو میں نے اب تک کیا دیا؟ صرف دو چار ہزار روپے، اور وہ بھی زکوٰۃ و فطرہ، نہیں پیارے اسلامی بھائی، اگر ہم اپنا سارا مال بھی دے دیں تب بھی دین کے ایک احسان کا بدلہ ادا نہیں ہو سکتا کہ:

جان دی دی ہوئی اُسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

لہذا میں آپ کے پاس اس امید سے حاضر ہوا ہوں کہ آپ اپنے اس پاک دین کو اس بار اپنے پاک مال سے ایک لاکھ روپے بطور نذرانہ پیش کر کے سعادت حاصل کریں گے ان شاء اللہ عزوجل۔

چندہ کرنے کا دوسرا فارمولہ

پیارے طلبائے کرام! چندہ کرنے کا دوسرا فارمولہ یہ ہے کہ آپ جس کے پاس بھی چندہ لینے کے لئے جائیں تو کم از کم پانچ دس منٹ نیکی کی دعوت ضرور دیں ان شاء اللہ عزوجل آپ اس کے ثمرات خود دیکھیں گے کہ جو پانچ ہزار بھی نہیں دے سکتا تھا وہ اللہ کی رحمت سے دس ہزار دینے کے لئے راضی ہو جائے گا۔ اس کو نیکی کی دعوت یوں دیجئے:

پیارے اسلامی بھائی! اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنا ہماری ضرورت میں سے ہے کیونکہ ہم سے غلطیاں اور کوتاہیاں ہوتی ہی رہتی ہیں اور صدقہ کوتاہیوں کو مٹانے والا ہے چنانچہ:

حضرت کعب بن عجرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ”نماز (ایمان کی) دلیل ہے اور روزہ (گناہوں سے) ڈھال ہے اور صدقہ کوتاہیوں کو یوں مٹا دیتا ہے جیسے آگ کو پانی۔“ (ترمذی، کتاب السفر، باب ما ذکر فی فضل الصلوة، ۲/۱۱۸، حدیث: ۶۱۴)

مشکوٰۃ شریف کی شرح مرقاۃ المفاتیح میں ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری لکھتے ہیں: بے شک صدقہ (جہنم سے) ڈھال ہے اور جنت کی طرف وسیلہ ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح، ۹/۴۹۰، تحت الحدیث: ۵۵۵۰)

پیارے بھائی! آج اگر کوئی کسی بینک سے لون لیتا ہے تو بینک اس سے بیاج لیتی ہے کوئی بیس فیصد تو کوئی پندرہ فیصد، اور کم سے کم دس فیصد تو ضرور دینا ہی پڑتا ہے، مثلاً: اگر کسی نے بینک سے ایک لاکھ روپے لئے تو اب اسے دس فیصد بیاج کے طور پر ہر سال دس ہزار روپے دینے پڑیں گے، جبکہ ہم دیکھیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہم کو ایک لاکھ نہیں، دو لاکھ نہیں بلکہ لاکھوں کا مالک بنایا ہے، دنیوی بینک کو تو ہم دس فیصد دینے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اور جہاں اللہ

پاک نے ہم کو اتنا دیا تو کیا اس کی راہ میں ڈھائی فیصد بھی نہیں دے سکتے؟ جبکہ سب کچھ دیا ہوا اللہ پاک کا ہی ہے جیسا کہ سورہ بقرہ میں ارشاد ہوتا ہے:

وَمِمَّا رَزَقْنَهُمْ يُنفِقُونَ (پ، البقرہ، ۳)

ترجمہ کنز الایمان: اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں اٹھائیں۔

اس آیت میں قابلِ غور یہ بات ہے کہ اللہ پاک نے پہلے ”مِمَّا رَزَقْنَهُمْ“ فرمایا یعنی جو ہم نے دیا، اور پھر ”يُنْفِقُونَ“ فرمایا یعنی اس میں سے خرچ کرو، اس میں حکمت یہ ہے کہ بندے! جو مال و دولت تیرے پاس ہے جان لے وہ ہمارا ہی دیا ہوا ہے تیرا نہیں ہے، اب اس میں سے ہماری راہ میں خرچ کر۔

اور دوسری بات یہ کہ آپ کو جان کر خوشی ہوگی کہ الحمد للہ عزوجل دعوتِ اسلامی کے تحت سیکڑوں جامعات و مدارس قائم کئے جا چکے ہیں جن میں ہزاروں طلبہ علمِ دین سیکھ کر اپنے عقائد و اعمال کی اصلاح کر رہے ہیں، اور طلبائے علمِ دین کو صدقہ دینا عام لوگوں کو صدقہ دینے سے افضل ہے، اسی ضمن میں اعلیٰ حضرت سے ایک سوال ہوا، اور سوال بھی آپ کے پیرخانے سے ہوا چنانچہ سوال مع جواب ملاحظہ فرمائیں:

از سرکارِ مارہرہ مطہرہ از درگاہِ مسکین پناہ مسئولہ حضرت سید شاہ حامد حسین میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم

۱۰ شعبان ۱۴۲۰ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک صاحب بغرض ثواب اپنے جائز روپے سے ماہواری یا سالانہ کھانا پکوا کر فاتحہ حضور پر نور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا کرتے ہیں اور کھانا مساکین و غیر مساکین کو کھلا دیتے ہیں یا تقسیم کر دیتے ہیں ایک طالب علم حنفی قادری سنی سید کہ جس کی تعلیم دینی بوجہ استطاعت نہ ہونے کے اُس کے ولی کے غیر مکمل رہی جاتی ہو اور علومِ دینی حاصل نہ کرنے کی وجہ سے اُس طالب علم آلِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بدعقیدہ ہو جانے کا اندیشہ ہو اس صورت میں اگر وہ روپیہ کو جو فاتحہ میں صرف کیا جاتا ہے اگر اس طالب علم کے تعلیم دینی میں بہ نیتِ ثواب فاتحہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صرف کر دیا جائے تو بدل اُس فاتحہ سالانہ یا ماہواری کا ہو کر باعثِ خوشنودی سردارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہو گا یا نہیں اور ثواب میں کمی تو نہ ہوگی؟

اب اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ اللہ العزت کا جواب ملاحظہ فرمائیے چنانچہ آپ نے فرمایا:

الجواب: یہ اُس کا نعم البدل ہو گا اور ثواب میں کمی کیا معنی، اُس سے ستر گنا ثواب کی زیادہ اُمید ہے بطور مذکور کھانا پکا کر کھلانے یا بانٹنے میں ایک کے دس ہیں جیسا کہ اللہ پاک کا فرمان ہے:

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ امْتَالِهَا۔

ترجمہ کنز الایمان: جو ایک نیکی لائے تو اس کے لیے اس جیسی دس ہیں۔ (پ ۸، الانعام، ۱۶۰)

اور طالب علم دین کی اعانت میں کم سے کم ایک کے سات سو جیسا کہ اللہ پاک کا فرمان ہے:

مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلٍ فِي كُلِّ سَنَابِلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ ۗ وَاللَّهُ يُضْعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ (پ ۲، البقرة، ۲۶۱)

ترجمہ کنز الایمان: ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اُس دانہ کی طرح جس نے اگائیں سات بالیں ہر بال میں سودا نے اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لیے چاہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

در مختار میں ہے: فی سبیل اللہ سے مراد وہ غازی ہیں جن کے پاس خرچہ واسلحہ نہ ہو، بعض نے کہا حجاب اور بعض

نے کہا اس سے خصوصاً طلبہ علم مراد ہیں۔ (در مختار باب المصروف مطبع مجتہائی دہلی ۱۳۰/۱)

جبکہ اس میں حفظ ہدایت ہو، صحیح حدیث ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: تیری وجہ سے کسی ایک کا ہدایت پا جانا ہر اس شے سے بہتر ہے جس پر طلوع آفتاب ہو۔

(الجامع الصغیر مع فیض القدیر حدیث ۲۱۹ دار المعرفۃ بیروت ۵/۲۵۹) (فتاویٰ رضویہ، ج ۱۰، ص ۳۰۵)

لہذا اہمیت کیجئے اور اس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجئے اللہ پاک ہم سب کو اپنے دین متین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور دین کی برکتوں سے مالا مال فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔

چندہ کرنے کا تیسرا فارمولہ

پیارے طلبائے کرام! چندہ کرنے کا تیسرا فارمولہ یہ ہے کہ: ہمارے طلبہ کو جب چندہ کرنے کا کوئی ہدف ملتا ہے تو بعض طلبہ پریشان ہو جاتے ہیں کہ اتنے ہزار میں کیسے کر پاؤں گا؟ لہذا ایسے طلبہ کی بارگاہ میں عرض ہے کہ:

پیارے بھائی! آپ کو اپنا پورا ہدف صرف ایک شخص سے ہی تھوڑے کرنے ہیں بلکہ کئی لوگوں سے کرنے ہیں لہذا اپنے ہدف کو چند لوگوں پر تقسیم کر دیجئے آسانی کے ساتھ آپ کا ہدف پورا ہو جائے گا مثلاً:

(۱)۔۔۔ آپ کا ہدف پچاس ہزار روپے ہے تو آپ ان پچاس ہزار کو پچاس لوگوں پر تقسیم کر دیجئے، اب دیکھیں ایک ہزار ایک شخص کے ذمے آیا اور ایک ہزار دینا آج کے دور میں کسی کو بھاری نہیں پڑتا۔

نیز اس کا ایک آسان طریقہ یہ بھی ہے کہ آپ اپنے رشتے دار اور احباب کے نام لکھنا شروع کریں مثلاً:

ش	رشتہ دار	رقم
۱	والد	۱۰۰۰
۲	۳ چاچا	۳۰۰۰
۳	۳ ماما	۳۰۰۰
۴	۳ خالہ	۳۰۰۰
۵	۳ پھوپھی	۳۰۰۰
۶	۳ بہنوئی	۳۰۰۰
۷	نانا	۱۰۰۰
۸	دادا	۱۰۰۰
۹	۱۰ پڑوسی	۱۰۰۰۰
۱۰	۱۰ والد صاحب کے ملنے والے دوست و احباب	۱۰۰۰۰
۱۱	۱۲ آپ کے ملنے والے	۱۲۰۰۰
کل	۵۰ افراد	۵۰۰۰۰

(۲)۔۔۔ ایک اور بھی طریقہ ہے اور وہ فطرہ جمع کرنے کا ہے یعنی اپنے تمام رشتہ دار و پڑوسیوں سے ان کا فطرہ جمع کر لیجئے آپ کا پچاس ہزار کا ہدف فوراً پورا ہو جائے گا، مثلاً: ایک فطرے کی رقم ۶۰ روپے ہے، پس ۸۳۴ افراد کا فطرہ جمع کر لیجئے ہدف پورا ہو گیا، اور ایک گھر میں کم سے کم پانچ چھ افراد تو ہوتے ہی ہیں، یونہی اگر آپ نے اپنی ساری بستی والوں کا فطرہ جمع کر لیا تب بھی کام بن گیا۔

(۳)۔۔۔ مزید ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ آپ کے موبائل میں جتنے لوگوں کے نمبرز ہیں ان سب سے رابطہ کریں اور انہیں صرف ۵۰۰ روپے دینے کو کہیں اور آج کے دور میں ۵۰۰ روپے کسی کو بھی بھاری نہیں پڑیں گے، پس ۱۰۰ لوگوں سے رابطہ کر لیں آپ کے ۵۰۰۰۰ ہزار مکمل۔

چندہ کرنے کا چوتھا فارمولہ

پیارے طلبائے کرام! چندہ کرنے کا چوتھا فارمولہ یہ ہے کہ: ہمارے طلبائے کرام کو جب بھی چندے کے تعلق سے کوئی نہ کوئی ہدف ملتا ہے تو پریشان ہو جاتے ہیں اور طرح طرح سے وسوسے آنے لگتے ہیں کہ میں کہاں سے کروں گا؟ کیسے کروں گا؟ آجکل لوگ بہت پریشان ہیں، کسی کا کاروبار نہیں چل رہا، بازار ٹھپ پڑے ہوئے ہیں، جس کے پاس جاؤ منع کر دیتا ہے، نہیں بھائی نہیں! مجھ سے چندہ نہیں ہو پائے گا۔

پیارے طلبائے کرام! اس طرح کے یہ وسوسے اور بہت سے وسوسے ذہنوں میں گردش کرنے لگتے ہیں اور لوگ پریشان ہوں یا نہ ہوں ہمارے طلبہ ضرور پریشان ہو جاتے ہیں، یہ نہیں دیکھتے کہ ہم چندہ کس کے لئے کریں گے؟ دین کے لئے کریں گے۔ کیوں کریں گے؟ کیونکہ دین کو ضرورت ہے۔ کن سے کریں گے؟ دین والوں سے کریں گے۔ اب آپ دیکھیں! چندہ دین کے لئے کرنا ہے اور دین والوں سے کرنا ہے، آپ بتائیں آج تک کسی نے اپنے دین کے لئے منع کیا ہے؟ نہیں کیا، کیوں؟ کیونکہ دین کی مدد دین والے نہیں کریں گے تو کون کرے گا؟

اگر پھر بھی آپ گھبرا رہے ہیں تو آپ لوگوں کے پاس یہ سوچ کر نہ جائیں کہ یہ مجھے چندہ دے گا بلکہ یہ سوچ کر جائیں کہ مجھ کو ان سے نہ کہلوانا ہے کہ ”میں چندہ نہیں دوں گا“ اور آپ اپنا ہدف بنالیں کہ مجھے روزانہ دس لوگوں سے نہ کہلوانا ہے اور رمضان المبارک کے تیس دن کی نسبت سے تیس دن میں تین سو لوگوں سے نہ کہلوانا ہے۔

آپ یہ فارمولہ سیٹ کر کے نکلیں چندہ نہ ہو تو مجھے کہنا، آپ جتنے لوگوں کے پاس جائیں گے ان شاء اللہ وہ ضرور کچھ نہ کچھ دیں گے۔

اس ضمن میں ترغیب و تحریص کے لئے ایک واقعہ سنئے چنانچہ:

ذہن ساز واقعہ

ایک کمپنی نے کئی پروڈکٹ تیار کئے اور ان کو بیچنے کے لئے کئی سیلس مین رکھے، لیکن کئی مہینے گزر جانے کے بعد کوئی خاطر خواہ فائدہ نہ ہوا کیونکہ اس کمپنی کے پروڈکٹ کوئی خرید نہیں رہا تھا، جب کمپنی کے مالک نے یہ صورت حال دیکھی تو اپنے تمام سیلس مین سے مشورہ کیا، کہ کیا وجہ ہے کہ ہمارے پروڈکٹ فروخت نہیں ہو رہے؟ تمام سیلس مین بیک زبان ہو کر کہنے لگے: سر! ہم نے تو اپنے پروڈکٹ کی تشہیر میں کوئی کسر نہیں چھوڑی بلکہ شہر کے سارے چوراہوں، نکلڑوں اور سارے رونق والے مقامات پر اپنے تشہیری بینر و کمپ وغیرہ لگائے ہوئے ہیں مگر پتا نہیں کہ لوگ ہمارے پروڈکٹ کیوں نہیں لے رہے ہیں؟ کمپنی کے مالک نے کہا: اب آپ سب کو ایک کام کرنا ہے کہ روزانہ دس دوکانوں میں جا کر اپنے پروڈکٹ کے بارے میں بتانا ہے اور اس دوکاندار سے نہ لانا ہے یعنی اس دوکاندار سے یہ کہلوانا ہے کہ ”میں آپ کا پروڈکٹ نہیں لوں گا۔“ کمپنی کے مالک کے کہنے پر اگلے ہی دن سے اس پر عمل ہونے لگا، جو بھی سیلس مین کسی دوکان میں جاتا، پروڈکٹ کے فوائد و قیمت بتاتا اور کہتا کیا آپ ان پروڈکٹ کو لیں گے؟ دوکاندار جب سنتا تو کہتا: ٹھیک ہے سو عدد دے دو۔ اسی طرح دیکھتے ہی دیکھتے اس کمپنی کے پروڈکٹ بکنے لگے اور وہ کمپنی کامیاب ہو گئی۔

پیارے طلبائے کرام! اس واقعہ سے ہمیں بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے مثلاً: دعوتِ اسلامی ہماری ایک کمپنی ہے، اس کے تمام تر شعبہ جات اس کے پروڈکٹ ہیں، صرف چند بینر و کمپ لگانے سے کام نہیں چلے گا بلکہ ہر فرد کو جا کر بتانا ہے کہ پیارے بھائی! عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی یہ یہ دینی کام سرانجام دے رہی ہے اور ان کاموں کو کرنے کے لئے لاکھوں نہیں اربوں کھربوں روپے کی ضرورت ہے، کیا ہم اپنا حصہ اس نیک کام میں ملا کر دین خدا کی مدد نہیں کریں گے؟ یقیناً کریں گے، لہذا آپ کا کتنا حصہ ملا دیا جائے۔

چندہ میں فرق کیوں؟

اس طرح جا جا کر ترغیب دلائیں گے تو ضرور آپ کی امید سے زیادہ چندہ ہو گا اور پھر آپ کا ایسا حوصلہ بلند ہو گا کہ آپ دنگ رہ جائیں گے ان شاء اللہ عزوجل چنانچہ:

مجھے میرے ہم سبق ساتھی مولانا علی رضا مدنی نے اپنا زمانہ طلب علمی کا واقعہ سنایا تھا جو بڑا ہی حوصلہ بخش ہے چنانچہ انہوں نے بتایا: کہ میں رمضان المبارک میں جامعۃ المدینہ کے لئے عطیات حاصل کرنے کی غرض سے ایک دوکان پر پہنچا، میرے پہنچتے ہی ایک اور مدرسے کے سفیر آ پہنچے، اس دوکاندار نے اس سفیر کو ۲۰ روپے دیئے اور مجھے ۱۰۰ روپے، مجھے حیرت ہوئی کہ یہ کیا بات ہے مدرسہ اس سفیر کا بھی اور ہمارا بھی، مگر چندہ دینے میں فرق کیسا؟ اور کیوں؟ جب وہ سفیر چلا گیا تو میں نے اس دوکاندار سے پوچھا: کہ کیا بات ہے کہ آپ نے اسے ۲۰ روپے اور مجھے ۱۰۰ روپے دیئے حالانکہ دونوں نے مدرسے کے لئے چندہ لیا، اس دوکاندار نے کہا: اس کا کام چھوٹا ہے اور آپ لوگوں کا کام بڑا ہے اس لئے اسے ۲۰ روپے اور آپ کو ۱۰۰ روپے دیئے۔

پیارے طلبائے کرام! یقیناً گھر میں جتنے افراد ہوتے ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی تعداد کے اعتبار سے انہیں روزی عطا فرماتا ہے، دیگر لوگوں کے مدارس کے مقابلے میں ہمارے جامعات و مدارس زیادہ ہیں، ان کے طلبہ کے مقابلے میں ہمارے طلبہ کی تعداد زیادہ ہے، ان کے اخراجات کے مقابلے میں ہمارے اخراجات زیادہ ہیں لہذا ہمیں لوگ چندہ بھی زیادہ دیتے ہیں۔ اور یہ بات یاد رکھیے لوگ ہمیں دیکھ کر چندہ نہیں دیتے بلکہ وہ دعوتِ اسلامی کو دیکھ کر چندہ دیتے ہیں۔

دین کے لئے سب کچھ دے دیا

لہذا ہمیں اس کام میں شرمنا نہیں ہے کیونکہ ہم اپنی ذات کے لئے تھوڑے ہی مانگ رہے ہیں بلکہ اللہ و رسول عزوجل و صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دین کی سربلندی کے لئے، دین کی اشاعت و تبلیغ کے لئے مانگ رہے ہیں، آپ ہمت کیجئے اللہ کا نام لے کر نکلیں، اللہ پاک کی مدد شامل حال ہوگی، اگر آپ نے ایسا کیا تو آپ دورانِ چندہ کئی قدرت کے کرشمے دیکھیں گے جن کو دیکھ کر اسلاف کی یاد کے ساتھ ساتھ آپ کو پتا چلے گا کہ آج بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو دین کے لئے اپنا سب کچھ لٹا دیتے ہیں اللہ اکبر! مجھے وہ واقعہ نہیں بھولتا جو علی نگر، ضلع منو کے ایک اسلامی بھائی نے اپنی کہانی سنائی تھی، انہوں نے بیان کیا کہ ۲۰۱۱ء میں میں نے کچھ روپے اپنی ضرورت کے لئے اکٹھے کئے تھے، اسی دوران ہمارے یہاں کے مدرسے کے ذمہ داران گاؤں میں مدرسے کے لئے چندہ اکٹھا کر رہے تھے، چندہ کرتے کرتے میرے

گھر پر آپہنچے اور مجھے بھی چندہ دینے کی ترغیب دلائی، لہذا میں نے اپنی تمام جمع پونجی راہِ خدا میں دے دی، لوگوں کو پتا چلا تو سب تعجب کر رہے تھے کہ اپنی ساری جمع پونجی دے دی، الحمد للہ عزوجل اس مدد کا انہیں صلہ یہ ملا کہ دس سال بعد ان سے بات ہوئی تو بتا رہے تھے کہ اب میرا بیٹا بڑا ہو گیا ہے، کئی سال سے بیرون ملک میں کما رہا ہے اس کی شادی بھی کر دی اور عالی شان مکان بنوا لیا ہے، میرے مکان کو جو بھی دیکھتا ہے تعریف کرتا ہے کیونکہ جیسا میرا گھر بنا ہے ویسا اس علاقے میں کوئی گھر نہیں ہے۔

پیارے طلبائے کرام! دیکھا آپ نے آج بھی سنتِ صدیقی و فاروقی پر عمل کرنے والے موجود ہیں اور اللہ رب العزت انہیں بہترین بدلے سے بھی نوازتا ہے۔ لہذا آپ مایوس نہ ہوں، بلند ہمت و حوصلہ ہو کر نکلیں پھر دیکھیں اللہ کی کیسی مدد شامل حال ہوگی۔

اُٹھ	باندھ	کمر	کیا	ڈرتا	ہے
پھر	دیکھ	خدا	کیا	کرتا	ہے

چندہ کرنے کا پانچواں فارمولہ

پیارے طلبائے کرام! چندہ کرنے کا پانچواں فارمولہ یہ ہے کہ آپ چندہ دہندہ کو اس طرح سمجھائیں:

پیارے اسلامی بھائی! ہر وہ کمپنی جس کے پروڈکٹ ہزاروں میں ہوں، جس کی برانچ پوری دنیا میں ہوں، جس کا منافع اربوں کھربوں میں ہو اور وہ کمپنی لوگوں کو آفر کرے کہ جو میرا پارٹنر بننا چاہے بن جائے، تو آپ کا کیا خیال ہے اس کا پارٹنر بننے کی خواہش ہر کسی کو ہوگی یا نہیں؟ یقیناً ہو گیا اور اگر وہ یہ اعلان کر دے کہ پارٹنر بننے کے لئے کروڑوں، اربوں اور کھربوں روپے درکار نہیں بلکہ اگر کوئی ہزار روپے کے ذریعے پارٹنر بننا چاہتا ہے تب بھی بن سکتا ہے۔ تو اب آپ کا کیا خیال ہے ہم میں سے کوئی پیچھے رہے گا؟ یقیناً نہیں رہے گا بلکہ ہر کوئی اس کا پارٹنر بن جائے گا۔

پیارے اسلامی بھائی! دعوتِ اسلامی دنیا کی سب سے بڑی دینی تحریک ہے جو کہ ایک کمپنی کی مانند ہے، جس کے پروڈکٹ ہزاروں میں ہیں، جس کے برانچ پوری دنیا میں ہیں، جس کا منافع بصورتِ نیکیاں شمار سے بھی باہر ہے، اس دعوتِ اسلامی نے اپنا پارٹنر بنانے کا اعلان کر دیا ہے، ہر عاشقِ رسول کو آفر دے دیا ہے کہ دین کے اتنے بڑے

پیمانے میں ہونے والے کام اور اس پر ملنے والے بے شمار اجر کا جو کوئی بھی جتنے روپے کے ذریعہ پارٹنر بن سکتا ہے بن جائے۔

دعوتِ اسلامی کے دینی کام کی جھلک

اللہ اکبر! پیارے بھائی آپ دعوتِ اسلامی کے کئے جانے والے دینی کام کو تو دیکھئے کہ ملک و بیرون ملک میں عاشقانِ رسول کی عالمگیر غیر سیاسی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے تحت سینکڑوں جامعاتِ المدینہ (للبنین و للبنات) قائم ہیں جن میں ہزاروں طلبہ و طالبات درسِ نظامی کر رہے ہیں، نیز ہزاروں مدارس المدینہ (للبنین و للبنات) بھی قائم ہیں جن میں لاکھوں لاکھ مدنی مٹے اور مدنی مٹیاں حفظ و ناظرہ کی مفت تعلیم حاصل کر رہے ہیں، مدنی تربیت گاہیں، مختلف تربیتی کورسز (مثلاً فرض علوم کورس، امامت کورس، مدرس کورس، مدنی تربیتی کورس، مدنی انعامات و مدنی قافلہ کورس، قُطُلِ مدینہ کورس، فیضانِ اسلام کورس، فیضانِ قرآن و حدیث کورس، وغیرہ)، مدنی چینل جو کہ بے شمار مسلمانوں کی اصلاح اور کُفّار کے قبولِ اسلام کا سبب بن رہا ہے نیز اس کے ذریعے لاکھوں لاکھ عاشقانِ رسول علمِ دین سے مالا مال ہو رہے ہیں، مدنی چینل پر رَمَضَانُ الْبُبَارْک میں روزانہ دو مرتبہ اور علاوہ رَمَضَان ہفتے میں ایک بار (بروز ہفتہ یعنی سینچر)، نیز اس کے علاوہ بھی وقتاً فوقتاً شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنتِ زیدِ مجدّد و شرافہ و علمہ و عملہ کا سلسلہ بنام مدنی مذاکرے براہِ راست نشر کئے جاتے ہیں۔ دارُ المدینہ، کئی دارُ الافتاءِ اہلسنت، المدینۃ العلمیہ، مجلسِ مکتوبات و تعویذاتِ عطاریہ جس سے ماہانہ لاکھوں لاکھ مسلمان مُسْتَفِیض ہو رہے ہیں، اس کے علاوہ سینکڑوں مدنی مراکز (یعنی فیضانِ مدینہ) اور کثیر مساجد کی تعمیرات و انتظامات، مدارسُ المدینہ آن لائن، اسی طرح سینکڑوں ہفتہ وار اجتماعات، بڑی راتوں (مثلاً: شبِ میلاد، گیارہویں شریف، شبِ معراج، شبِ براءت اور رمضان المبارک کی ستائیسویں شب وغیرہ) کے اجتماعات، پورے ماہِ رمضان کا اجتماعی اعتکاف سینکڑوں مقامات پر اور آخری عشرے کا سُنّتِ اعتکاف ہزاروں مقامات پر ہوتا ہے، جن میں ہزار ہا اسلامی بھائی معتکف ہوتے ہیں، غرض یہ کہ منظم طریقے سے دینی کاموں کو آگے بڑھانے کے لئے دعوتِ اسلامی کے تحت تقریباً ۸۰ سے زائد شعبہ جات قائم ہیں۔

اللہ اکبر! پیارے اسلامی بھائی! دنیوی کمپنی، وہ بھی اتنے بڑے لیول پر کام کرنے والی، اپنا پارٹنر کسی کو نہیں بناتی مگر دعوتِ اسلامی ہر ایک کو اپنے منافع میں پارٹنر شپ کی دعوت دے رہی ہے، پارٹنر بنا رہی ہے۔
پیارے بھائی! آپ بھی نیکیوں کی اتنی بڑی کمپنی کے پارٹنر بنیے اللہ پاک ہمیں اپنے دین کے لئے کڑھنے اور کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ والہ وسلم

تاریخ ساز شخصیت بننے کے فارمولے

تاریخ ساز شخصیت کسے کہتے ہیں؟
تاریخ ساز شخصیت کیسے بنا جائے؟
19 تاریخ ساز شخصیات کی سیرت
مصنف

مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فہموری



راہِ علم میں مرنے کی فضیلت

حدیث شریف میں آیا کہ جو شخص طلب علم میں مر جائے گا خدا عَزَّوَجَلَّ سے ملے گا دراصل حالیکہ (اس حال میں کہ) اُس میں اور پیغمبروں میں درجہ نبوت (اور اس کے کمالات) کے سوا کوئی درجہ نہ ہو گا۔

(سنن الدارمی، المقدمة، باب فی فضل العلم والعلم، 1/112، حدیث: 353)

پانچواں باب

جسمانی و ذہنی نشوونما کے فارمولے

آپ اس باب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

- ☆ ... جسمانی و ذہنی نشوونما اور تعلیم
- ☆ ... جسمانی نشوونما سے کیا مراد ہے؟
- ☆ ... جسمانی نشوونما کے لئے کیسی خوراک کا ہونا ضروری ہے؟
- ☆ ... متوازن غذا کسے کہتے ہیں؟
- ☆ ... متوازن غذائیں کون کون سی ہیں؟
- ☆ ... طالب علم کے کھانے میں کیا ہونا چاہئے؟
- ☆ ... بچوں کو ناشتے میں رغبت پیدا کرنے کے طریقے
- ☆ ... کیا پھل بچوں کی غذا میں شامل ہونے چاہئے؟
- ☆ ... بچوں کو پھل کھلانے کے کیا فوائد ہیں؟
- ☆ ... جنک فوڈ کسے کہتے ہیں؟
- ☆ ... کیا جنک فوڈ مضر صحت ہے؟
- ☆ ... مناسب نیند و آرام کیوں ضروری ہے؟
- ☆ ... کیا کھیل بچوں کی ذہنی و جسمانی نشوونما کے لئے ضروری ہے؟
- ☆ ... کھیل کے جسمانی و ذہنی فوائد کیا ہیں؟

جسمانی و ذہنی نشوونما اور تعلیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللّٰطِیْفِ وَ الصَّلٰوَةُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الشَّافِعِی
 اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 الصَّلٰوَةُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ عَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا حَبِیْبَ اللّٰهِ
 الصَّلٰوَةُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ وَ عَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

درد شریف کی فضیلت

مشہور محدث حضرت سیدنا سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے ایک دوست کو انتقال کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ اس نے جواب دیا: مجھے بخش دیا گیا۔ میں نے کہا: کس وجہ سے؟ اُس نے کہا: میں حدیث لکھا کرتا تھا اور جب بھی نبی اکرم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا نام آتا تو طلب ثواب کی خاطر ”صَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ“ لکھ دیا کرتا تھا اسی وجہ سے بخش دیا گیا۔

(القول البدیع، الصلاة علیہ عند کتابۃ اسبہ الشریف، ص ۴۶۳)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

پیارے طلبائے کرام! حصولِ علم دین کی راہ میں جن چیزوں کی اشد ضرورت پیش آتی ہے انہیں میں سے ایک اچھی صحت کا ہونا ہے کہ جب صحت و تندرستی ہوگی تو طالبِ علم دل لگا کر تحصیلِ علم دین کرے گا اور آپ نے یہ مقولہ ضرور سنا ہوگا ”تندرستی ہزار نعمت ہے“ لہذا ایک طالبِ علم کو صحت و تندرستی لانے والے اسباب کو جاننا بہت ضروری ہے جس پر کاربند رہ کر اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کر سکے، پس اسی کے پیشِ نظر سوالِ جواباً کچھ اہم باتیں پیشِ خدمت ہیں:

سوال: جسمانی نشوونما سے کیا مراد ہے؟

جواب: عمر کے ساتھ جسم کی مختلف پیمائشوں سے بڑھنے کے عمل اور مجموعی طور پر انسان کی مختلف کام کرنے

کی صلاحیت میں اضافے کو جسمانی نشوونما کہتے ہیں۔ مثلاً: وزن اور قد کا بڑھنا، کھانے اور پینے کی مقدار کا بڑھنا، چلنے پھرنے میں اضافہ کا ہونا اور پڑھنے لکھنے میں کامیابی حاصل کرنا وغیرہ۔

سوال: جسمانی نشوونما کے لیے کیسی خوراک کا ہونا ضروری ہے؟

جواب: پیارے طلبائے کرام! جسمانی نشوونما ایک ارتقائی عمل ہے جو پیدائش سے جوانی کے دور تک مسلسل جاری رہتا ہے۔ لہذا بچوں کی جسمانی نشوونما کے لیے ایسی غذاؤں کا استعمال بہت ضروری ہے جو درج ذیل سات غذائی اجزاء پر مشتمل ہوں:

(۱)۔ پروٹین (proteins) (۲)۔ چکنائی (fats)

(۳)۔ نشاستہ (starch) (۴)۔ نمکیات (salts)

(۵)۔ وٹامنز (vitamins) (۶)۔ فائبر (fibre)

(۷)۔ پانی (water)

یہ غذائی اجزاء ہمارے جسم اور ذہن کی ضروریات کو نہ صرف پورا کرتے ہیں بلکہ انہیں متوازن صحت دینے میں بھی معاون و مددگار ہیں۔

سوال: متوازن غذا کسے کہتے ہیں؟

جواب: متوازن غذا سے مراد وہ خوراک ہے جس میں تمام غذائی اجزاء مثلاً: پروٹین، چکنائی، کاربوہائیڈریٹ، وٹامن، نمکیات اور پانی وغیرہ مناسب مقدار میں موجود ہوں، جو انسانی صحت کو برقرار رکھنے میں معاون ثابت ہوں اور جسم میں بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت پیدا کریں۔ جس کی بنا پر ہم صحت و تندرستی سے اپنے روزمرہ کے معمولات خوش اسلوبی سے سرانجام دے سکیں۔

سوال: متوازن غذائیں کون کون سی ہیں؟

جواب: متوازن غذائیں درج ذیل ہیں:

(۱)۔۔۔ **روٹی اور اناج:** یہ دونوں ہماری خوراک کا سب سے اہم جزو ہیں۔ اگر روٹی اور اناج کی مناسب مقدار غذا میں شامل نہ ہو تو غذائی اجزاء کی قلت ہو جاتی ہے۔

(۲)۔۔۔ **ترکاریاں، سبزیاں اور پھل:** یہ چیزیں قدرتی غذائیں ہیں جن میں وہ تمام حیاتین و معدنیات موجود ہوتی ہیں جو جسم کی نشوونما اور فعال رہنے کے لیے ضروری ہیں۔

(۳)۔۔۔ **دودھ، دہی اور پنیر:** ان تینوں کی مناسب مقدار خوراک کا اہم حصہ ہے مگر کم چکنائی دار ہوں۔

(۴)۔۔۔ **گوشت، مرغی، مچھلی، انڈے اور دالیں:** یہ پانچوں چیزیں متوازن غذا کا اہم حصہ ہیں اور روزانہ کھانے میں ان کی مناسب مقدار کا شامل ہونا ضروری ہے۔

سوال: طالب علم کے روزانہ کے کھانے میں کیا کیا ہونا چاہیئے؟

جواب: طالب علم کے روزانہ کے کھانے میں درج ذیل چیزیں ہونی چاہیئے:

(۱)۔۔۔ **کلاس شروع ہونے سے پہلے ناشتہ**

طالب علم کو صبح اچھی طرح ناشتہ کرنا چاہیئے۔ آٹے کی روٹی، چکن، مچھلی، قیمہ، کباب، دودھ، دہی، انڈے، سبزی، سلاد اور پھل وغیرہ میں سے کسی بھی چیز کا ناشتہ کرنا چاہیئے۔

(۲)۔۔۔ **وقفہ**

جب کلاس کی کچھ گھنٹی کر لینے کے بعد وقفہ ہو تو اس میں بالخصوص پھلوں کا جوس پینا چاہیئے۔ اس سے چستی پیدا ہوتی اور سستی و کاہلی دور ہوتی ہے اور ایک قسم کی تازگی میسر ہوتی ہے۔

(۳)۔۔۔ **دوپہر کا کھانا**

ظہر کے وقت گوشت، روٹی، سبزی وغیرہ کھانے میں کھایا جائے اور دوپہر کے کھانے کی مقدار ناشتے سے کچھ کم ہو۔

(۴)۔۔۔ **نماز عصر کے بعد ناشتہ**

عصر اور مغرب کے درمیان پھل، بسکٹ یا چائے میں سے کوئی بھی چیز لی جائے۔

(۵)۔۔۔ رات کا کھانا

رات کو دال روٹی اور سوتے وقت دودھ کا ایک گلاس پیا جائے اس کے علاوہ خوراک میں گھریلو پنیر، ابلے ہوئے آلو، سبزیوں یا مرغی کا سوپ بھی لیا جاسکتا ہے۔ نیز غذا کے استعمال کرنے میں نظم و ضبط کا خیال رکھا جائے یعنی نرم و زود ہضم غذائیں پہلے، ثقیل یعنی بھاری غذائیں بعد میں کھائی جائیں۔

سوال: وہ کون سے طریقے ہیں جنہیں اختیار کر کے بچوں کو ناشتے میں رغبت دلائی جاسکتی ہے؟

جواب: ناشتہ بچوں کی غذائی عادات میں لازمی حیثیت رکھتا ہے۔ اس سے بچے سارا دن ذہنی اور جسمانی طور پر چاق و چوبند رہتے ہیں۔ ماہرین صحت و تعلیم اس بات سے متفق ہیں کہ ناشتہ کر کے اسکول جانے والے بچے بغیر ناشتہ کیے اسکول جانے والے بچوں کی نسبت اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ بچوں کو ناشتے میں رغبت دلانے کے لیے چند مؤثر طریقے درج ذیل ہیں:

(۱)۔۔۔ ہلکی پھلکی غذا کی فراہمی

بچوں کو ناشتے میں ہلکی پھلکی غذا مثلاً تازہ پھل، دودھ یا جوس وغیرہ فراہم کیے جائیں کیونکہ بچے زیادہ شوق سے یہی چیزیں کھاتے ہیں۔ ناشتے میں زیادہ چکنائی والی غذا دینے سے پرہیز کیا جائے کیونکہ اس سے بچوں میں سستی پیدا ہوتی ہے۔

(۲)۔۔۔ بچوں کی پسند کو ترجیح دینا

بچوں کو ناشتہ دینے میں ان کی پسند کا خیال رکھا جائے۔ اگر آپ بچے کو پھل دینا چاہ رہے ہیں تو بچے کی پسند بھی پوچھ لی جائے اسی طرح اگر بچہ سادہ دودھ پینا پسند نہیں کرتا تو اسے رغبت دلانے کے لیے دودھ میں کوئی شربت یا پاؤڈر وغیرہ ملا یا جاسکتا ہے۔

(۳)۔۔۔ بچوں کی پسند میں رہنمائی کرنا

بچے اگر صرف اپنی پسند کا ناشتہ کرنے کا معمول بنالیں تو ان کی پسند میں خاطر خواہ تبدیلی ضرور لائی جائے۔

جن ضروری چیزوں کو کھانے میں دلچسپی ظاہر نہ کریں ان چیزوں کے فوائد سے ضرور آگاہی دی جائے تاکہ تمام چیزیں کھانے کا انہیں عادی بنایا جاسکے۔

(۴)۔۔۔ صحت کی اہمیت سے آگاہی

بچوں کو صحت کی اہمیت کا شعور دیا جائے کہ ناشتے کے بغیر وہ صحت مند نہیں رہ سکتے۔ ناشتہ کرنے سے وہ جلدی بڑے ہو جائیں گے، ان کی ہڈیاں مضبوط ہوں گی اور اسکول کا کام بھی وہ بغیر تھکے اور جلدی مکمل کر لیں گے۔

(۵)۔۔۔ ہفتہ وار شیڈول بنانا

بچوں کے ناشتے کا ہفتہ وار شیڈول بنا کر دیوار پر لٹکایا جائے اور بچوں کے کھانے کی چیزوں کے سامنے ان کی تصویریں اور صحت مند کارٹون وغیرہ لگا دیئے جائیں تاکہ انہیں کھانے میں رغبت ہو۔

(۶)۔۔۔ ساتھ بیٹھ کر ناشتہ کرنا

والدین یا دونوں میں سے کوئی ایک بچوں کے ساتھ بیٹھ کر ناشتہ کرے۔ اس سے بچوں میں والدین کی شفقت کا احساس پیدا ہوتا ہے اور والدین کو ناشتہ کرتے دیکھ کر ان میں ناشتہ کرنے کی رغبت اور سلیقہ شعاری پیدا ہوتی ہے۔

سوال: کیا پھل بچوں کی غذائی عادات کا لازمی حصہ ہونے چاہئیں؟

جواب: جی ہاں! پھل بچوں کی غذائی عادات کا لازمی حصہ ہونے چاہئیں۔ کیونکہ پھل قدرت کی عطا کردہ خاص نعمت ہے۔ بڑھتے ہوئے بچوں کی غذائی ضرورت پوری کرنے کے لیے پھل ایندھن کا کام کرتے ہیں، کیونکہ پھلوں میں موجود وٹامنز، پروٹین فوری توانائی اور مضبوط صحت کی ضمانت ہیں۔ لہذا بچوں کی خوراک میں ابتداء ہی سے پھلوں کو شامل کرنا چاہئے۔ والدین خاص طور پر والدہ کو پھلوں کی افادیت اور نیوٹریشن سے متعلق وقتاً فوقتاً آگاہی حاصل کرتے رہنا چاہیے۔

سوال: بچوں کو پھل کھلانے کے کیا فوائد ہیں؟

جواب: بچوں کو پھل کھلانے کے اہم فوائد درج ذیل ہیں:

(۱)۔۔۔ پھلوں میں ایسے اہم غذائی عناصر ہوتے ہیں جو بچوں کو توانائی فراہم کر کے بیماریوں کے خلاف قوت

مدافعت بڑھاتے ہیں۔

(۲)۔۔۔ پھلوں میں گاجر کا جو سبب بچوں کی بینائی کی حفاظت کے لیے بہت ضروری ہے۔

(۳)۔۔۔ تازہ پھل اور جو سبب بچوں کا I-Q Leavel بڑھانے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

(۴)۔۔۔ اگر بچوں کی غذائی عادات میں روزانہ دو سے تین پھل شامل ہوں تو اس معمول سے نہ صرف بچوں کو

توانائی ملتی ہے بلکہ یہ اسکول جانے والے بچوں کی بہتر اور کامیاب ذہنی نشوونما کے لیے بھی نہایت ضروری ہے۔

الغرض پھل ہر لحاظ سے مثبت اثرات کے حامل ہوتے ہیں اور بچوں کو کم از کم دن میں تین مرتبہ پھل ضرور

دینا چاہیے۔ بچے بہت حساس اور کمزور ہوتے ہیں اور ان کی اس حساس طبیعت کو نارمل، تندرست اور باوقار شخصیت

بنانے میں تازہ پھل اور جو سبب بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ نیز اس بات کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ بچوں کو دیئے

جانے والے پھل معیاری اور اچھی طرح صاف کیے گئے ہوں۔

سوال: جنک فوڈ (JUNK FOOD) کسے کہتے ہیں؟

جواب: جنک فوڈ (junk food) سے مراد ایسا کھانا ہے جو کم غذائی معیار کا حامل ہو۔ اس میں وہ تمام مضر

صحت اجزا شامل ہیں جن میں شکر، نمک، چکنائی یا کیلوریز حرارے زیادہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ زیادہ نمک یا زیادہ گھی میں بنی

ہوئی چیزیں، کینڈی، چیونگم، تلی ہوئی فاسٹ فوڈ اور کاربوئیڈ مشروبات سب جنک فوڈ (junk food) میں شامل ہیں۔

سوال: جنک فوڈ (JUNK FOOD) کو صحت کے لیے مضر کیوں سمجھا جاتا ہے؟

جواب: جنک فوڈ (junk food) بہت کم غذائیت مثلاً: پروٹین، معدنیات اور وٹامن فراہم کرتی ہے

دراصل جنک فوڈ (junk food) میں مصنوعی ذائقہ ڈال کر اسے مزیدار بنا دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے بچے اسے زیادہ

سے زیادہ کھانا چاہتے ہیں جبکہ اس میں Saturated fat موجود ہوتی ہے جو نہ صرف خراب کولیسٹرول بڑھاتی ہے بلکہ

اچھے کولیسٹرول کو بھی کم کرتی ہے۔ بچپن میں بے تحاشہ Saturated fat کا استعمال امراض قلب اور دیگر بیماریوں کا

باعث بنتا ہے۔

جنک فوڈ (junk food) سے طبیعت اس قدر سیر ہو جاتی ہے کہ کچھ اور کھانے کو دل نہیں چاہتا۔ جب جنک فوڈ (junk food) روزمرہ زندگی کا حصہ بن جائے تو یہ غذائی صحت میں مداخلت کرتی ہے۔ جیسے بچے چپس، چاکلیٹ، برگر اور بوتلیں پسند کرتے ہیں اگرچہ برگر اور چپس پروٹین فراہم کرتے ہیں مگر ان میں وٹامن اے اور ریشہ بہت کم ہوتا ہے اس کے برعکس ان میں سوڈیم اور حرارے زیادہ ہوتے ہیں جو مضر صحت ہیں۔ اس طرح بہت سے کاربونیڈ مشروبات بھی صحت کے لیے مضر ہوتے ہیں کیونکہ ان میں فاسفورس ہوتا ہے۔ فاسفورس کی زیادہ مقدار جسم میں کیشیم اور آئرن کے ضیاع کا باعث بنتی ہے۔ بچے اگر مشروبات کا کثرت سے استعمال کریں تو ان میں آسٹوپوروسس یعنی (ہڈیوں کی خستگی) ہونے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ بہت سے سافٹ ڈرنکس میں ذائقے کو ابھارنے کے لیے caffeine کی بہت زیادہ مقدار شامل کی جاتی ہے جس سے نیند کے مسائل پیدا ہوتے ہیں اور سستی لاحق ہو جاتی ہے۔

جنک فوڈ (junk food) کے زیادہ استعمال سے بچوں میں ہائی بلڈ پریشر، شوگر، بڑھا ہوا کولیسٹرول اور ایسی ہی دیگر خطرناک بیماریوں کا خدشہ رہتا ہے۔

سوال: مناسب نیند اور آرام جسمانی نشوونما کے لیے کیوں ضروری ہے؟

جواب: مناسب نیند اور آرام نہ صرف جسمانی بلکہ ذہنی نشوونما کے لیے بھی بہت ضروری ہے۔ اگر مناسب نیند اور آرام میں کمی ہو تو جسمانی و ذہنی نشوونما متاثر ہوتی ہے۔ معدہ اور دماغ کمزور ہونے لگتا ہے۔ اعضاء اور اعصاب میں تناؤ کی کیفیت پیدا ہونے لگتی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ بھرپور اور آرام دہ نیند لی جائے۔ اگر کسی وجہ سے بھرپور نیند نہیں لے پا رہے یا نیند کے درمیان بار بار جاگ جاتے ہیں تو اپنی کیفیت کے اسباب و محرکات تلاش کر کے انہیں دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ سونا اور آرام کرنا انسانی جسم کا حق ہے اور اس کی تاکید حدیث پاک میں بھی ہے۔

سوال: کیا کھیل بچوں کی ذہنی و جسمانی نشوونما کے لیے ضروری ہیں؟

جواب: جی ہاں! کھیل بچوں کی ذہنی و جسمانی نشوونما کے لیے نہایت ضروری ہے۔ کھیل بچوں کی فطرت کا لازمی حصہ ہے۔ بچوں میں کھیلنے کی شدید خواہش کا ہونا اور انسانی تاریخ میں کھیلوں کا تسلسل کے ساتھ موجود رہنا کھیلوں

کی اہمیت کا واضح ثبوت ہے۔ قدرت نے کھیل کی شکل میں بچوں کو ایسی خوشگوار سرگرمی سے نوازا ہے جس میں وہ خوشی خوشی مصروف رہتے ہیں۔ بلاشبہ کھیل بچوں کی صلاحیتوں کو جلا بخشتے ہیں۔ اگر بچوں کے لیے کھیلنے جیسی self-motivated سرگرمی نہ ہو تو بچے جسمانی مہارتیں بھی سیکھ نہ پائیں یہ کھیل بچے کو جسمانی مہارتیں بھی سکھاتے ہیں۔

بچہ جب چلنا سیکھ رہا ہوتا ہے تو اس وقت اس کا چلنا سوائے ایک کھیل کے کچھ نہیں ہوتا وہ کھیل کھیل میں کئی گھنٹے روزانہ چلتا ہے۔ اس مشق میں اسے مشقت کا ناگوار احساس قطعاً نہیں ہوتا بلکہ وہ اس کھیل سے لطف اندوز ہو رہا ہوتا ہے۔

کھیل ہی کھیل میں وہ چلنے کی مہارت حاصل کر لیتا ہے۔ پھر اسی کھیل میں دوڑنے، اپنے جسم کا توازن برقرار رکھنے، چیزیں اٹھانے، پکڑنے، ڈھکیلنے، کھینچنے، جھپ لگانے، جھولا جھولنے اور بائی سائیکل چلانے جیسی مہارتیں بھی سیکھ جاتا ہے اس کے ہاتھ اور آنکھوں کی ہم آہنگی (coordination) بہتر ہو جاتی ہے۔ کھیل بچوں کے لیے اپنے اندر طاقت اور ترغیب رکھتے ہیں اس لیے بچہ خود بخود کھیلوں کی طرف راغب ہوتا ہے۔ جسمانی مہارتوں کے علاوہ کھیل بچوں کی ذہنی تربیت اور نشوونما کا سامان بھی فراہم کرتے ہیں۔ بچے اپنے ساتھیوں کے ساتھ کشتی لڑنے، بھاگنے اور پکڑنے جیسے کھیلوں میں مصروف ہوتے ہیں، کھیل کے دوران ان کے جذبات عروج پر ہوتے ہیں۔ لیکن کھیل ختم ہوتے ہی ان کے جذبات یکدم نارمل ہو جاتے ہیں اور وہ نارمل رویوں کی طرف لوٹ آتے ہیں۔ یوں وہ جذبات پر قابو پانا سیکھتے ہیں۔ کھیلوں سے بچے خوف، پریشانی، ذہنی دباؤ اور دوسروں سے تنگ ہونا جیسے منفی جذبات سے نجات پاتے ہیں بلکہ اس سے طبیعت میں برداشت اور کشادگی پیدا ہوتی ہے۔

الغرض! کھیل بچوں کی ذہنی و جسمانی نشوونما میں مثبت کردار ادا کرتے ہیں۔ ان میں خود شناسی اور خود اعتمادی پیدا کرتے ہیں اور یوں متوازن ذہنی و جسمانی نشوونما میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔

سوال: کھیل کے جسمانی و ذہنی فوائد کیا ہیں؟

جواب: کھیل کے درج ذیل فوائد ہیں:

(۱)۔۔۔ کھیل کے جسمانی فوائد

کھیلوں میں جسم کو کافی حرکت دینی پڑتی ہے اور جسمانی محنت و مشقت کی ضرورت پیش آتی ہے اس لیے سانس کی آمد و رفت، دوران خون، نظام انہضام اور نظام اخراج میں باقاعدگی رہتی ہے۔ اعضاء اپنی جگہ ٹھیک کام کرتے ہیں اور اعصاب اور عضلات پر کنٹرول حاصل ہوتا ہے۔ کھیلوں سے جسم میں توانائی اور امراض کا مقابلہ کرنے کے لیے قوت مدافعت پیدا ہوتی ہے، صحت ٹھیک رہتی ہے اور نشوونما اور بالیدگی میں مدد ملتی ہے۔

(۲)۔۔۔ کھیل کے ذہنی فوائد

کھیلوں میں کھیلنے والے کو مختلف حالات میں، مختلف دوستوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ ان سب سے نمٹنے کے لیے انہیں سوچنے سمجھنے، بروقت فیصلہ اور اقدام کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس سے تجربات و مشاہدات میں اضافہ ہوتا ہے۔

نوٹ: کھیل وہی کھیلے جائیں جو شرعی طور پر جائز اور ذہنی و جسمانی طور پر مفید ہوں۔

پانچ نمازوں کی حکمت

نماز کو صلوٰۃ کہنے کی حکمتیں
پانچ نمازیں فرض کرنے کی حکمتیں
نماز کے شرائط کی حکمتیں
نماز کے فرائض کی حکمتیں
نماز کا افضل العبادات ہونے کی حکمتیں
رکعتوں کے مختلف ہونے کی حکمتیں

مصنف

میرزا اسلم شہید محمد شفیع خان عطاری مدنی فتحپوری

ناشر

مکتبہ دارالعلوم دہلی

چھٹا باب

تاریخ ساز شخصیت بننے کے 6 فارمولے

آپ اس باب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

- ☆... شخصیت کسے کہتے ہیں؟
- ☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کی خصوصیات
- ☆... شخصیت کی تعمیر ایسے کریں
- ☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا دوسرا فارمولہ
- ☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا پہلا فارمولہ
- ☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا تیسرا فارمولہ
- ☆... دنیا بھر میں اسلام کیسے پہنچا؟
- ☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا چوتھا فارمولہ
- ☆... تمام عورتوں تک پیغام پہنچانے کا فارمولہ
- ☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا پانچواں فارمولہ
- ☆... ادارے قائم کرنے کے ۷ فارمولے
- ☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا چھٹا فارمولہ
- ☆... دوسروں کو بلند کرنا خود کی بلندی ہے
- ☆... ایک بادشاہ اور چار آدمی

تاریخ ساز شخصیت بننے کے 6 فارمولے

الحمد لله اللطيف والصلوة والسلام على رسوله الشفيق اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ يَا حَبِیْبَ اللّٰهِ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ يَا حَبِیْبَ اللّٰهِ

درود شریف کی فضیلت

ایک شخص نے خواب میں ایک خوفناک شکل دیکھی، گھبرا کر پوچھا: تو کون ہے؟ تو اُس نے جواب دیا: میں تیرے بُرے اعمال ہوں۔ پوچھا: تجھ سے نجات کی کیا صورت ہے؟ تو اس نے جواب دیا: درود پاک کی کثرت۔

(القول البديع، الباب الثاني في ثواب الصلاة - الخ، ص ۲۵۵)

بچیں بے کار باتوں سے پڑھیں اے کاش کثرت سے
ترے محبوب پر ہر دم درود پاک ہم مولیٰ
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

شخصیت کسے کہتے ہیں؟

شخصیت (Personality) کی ایک جامع تعریف کرنا بہت مشکل ہے۔ سادہ الفاظ میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ کسی انسان کی شخصیت اس کی ظاہری و باطنی اور اکتسابی و غیر اکتسابی خصوصیات (Personality Attributes) کا مجموعہ ہے۔ مثلاً: اگر کوئی کسی سے پوچھے کہ تمہارے دوست کی شخصیت کیسی ہے؟ تو اگر مثبت جواب دینا ہو تو شاید وہ یہ کہے: کہ اس کی چند صفات یہ ہیں: کہ وہ محنتی، وقت کا پابند، ذہین اور مخلص ہے اور اگر منفی جواب دینا ہو تو اس کا کابل، لاپرواہ اور غیر ذمے دار ہونا بیان کیا جاسکتا ہے۔ یعنی شخصیت دو طرح کی ہوتی ہے ایک اچھے اوصاف والی جیسے حافظ، عالم و مفتی اور دوسری برے اوصاف والی جیسے چور، ڈاکو وغیرہ دیگر جرائم پیشہ افراد۔

شخصیت فرد کے ذہنی، جسمانی، شخصی، برتاؤ، رویوں، اوصاف اور کردار کے مجموعہ کا نام ہے۔ بالفاظ دیگر اگر سہل انداز میں شخصیت کی تعریف کی جائے تو یہ انسان کے ظاہری و باطنی صفات، نظریات، اخلاقی اقدار، افعال، احساسات اور جذبات سے منسوب ہے۔ ظاہری حسن و جمال وقتی طور پر کسی کی توجہ تو مبذول کر سکتا ہے لیکن کردار کا دائمی حسن ہی انسان کو زندہ جاوید بناتا ہے۔ تعمیر کردار میں فکر و نظریات کا کلیدی رول ہوتا ہے۔ اس لیے شخصیت کا عموماً دار و مدار کسی کے ظاہر سے نہیں بلکہ اس کے باطن سے ہوتا ہے، جو اس کی حقیقی فطرت اور اس کی طرز زندگی اور سوچ پر محمول ہوتا ہے۔

تاریخ ساز شخصیت کی خصوصیات

تاریخ ساز شخصیت ہونے کے لئے اس میں بہت سی خصوصیات مستقل طور پر ہونا ضروری ہے اور انسان کی یہ خصوصیات بنیادی طور پر دو قسم کی ہیں:

(۱)۔۔۔ ایک تو وہ ہیں جو اسے براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملی ہیں۔ یہ غیر اکتسابی یا قدرتی صفات کہلاتی ہیں۔

(۲)۔۔۔ دوسری وہ خصوصیات ہیں جنہیں انسان اپنے اندر یا تو خود پیدا کر سکتا ہے یا پھر اپنی قدرتی صفات میں کچھ تبدیلیاں پیدا کر کے انہیں حاصل کر سکتا ہے یا پھر یہ اس کے ماحول کی پیداوار ہوتی ہیں۔ یہ اکتسابی صفات کہلاتی ہیں۔

قدرتی صفات میں ہمارا رنگ، نسل، شکل و صورت، جسمانی ساخت، ذہنی صلاحیتیں وغیرہ شامل ہیں۔ اکتسابی صفات میں انسان کی علمی سطح، اس کا پیشہ، اس کی فکر وغیرہ شامل ہیں۔

شخصیت کی تعمیر ایسے کریں

شخصیت کی تعمیر ان دونوں طرز کی صفات کو مناسب حد تک ترقی دینے کا نام ہے۔

انسان کو چاہئے کہ وہ اپنی شخصیت کو دلکش بنانے کے لئے اپنی قدرتی صفات کو ترقی دے کر ایک مناسب سطح پر لے آئے اور اکتسابی صفات کی تعمیر کا عمل بھی جاری رکھے۔ شخصیت کے باب میں ہمارے نزدیک سب سے اعلیٰ وارفع اور آئیڈیل ترین شخصیت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت ہے۔ اعلیٰ ترین صفات کا اس قدر حسین امتزاج ہمیں کسی اور شخصیت میں نظر نہیں آتا۔ آپ بحیثیت ایک انسان اتنی غیر معمولی شخصیت رکھتے ہیں، کہ آپ کی عظمت کا اعتراف آپ کے مخالفین نے بھی کیا۔ دور جدید کے متعصب مغربی مفکرین نے بھی آپ کی شخصیت اور کردار کی عظمت کو کھلے لفظوں میں بیان کیا ہے۔

نیز ہمارے پاس ہماری تاریخ ساز شخصیات اسلاف کی ایک طویل فہرست موجود ہے جنہوں نے دین و دنیا دونوں کے اعتبار سے اپنی تاریخ رقم کی ہے جن کے نقوش آج بھی موجود ہیں۔ ان تاریخ ساز شخصیات میں سے ۱۷ شخصیات کے تذکرہ دلوں گے عطار کی مستقل کتاب بنام: ”تاریخ ساز شخصیت بننے کے فارمولے“ میں موجود ہے لہذا اس سے استفادہ کریں۔

تاریخ ساز شخصیت کی خوبیاں

پیارے اساتذہ کرام! تاریخ ساز شخصیت بننے کے لئے ہمیں اپنے عادات و اطوار، کردار و گفتار، خیالات و افکار میں نمایاں تبدیلی لانے کے ساتھ ساتھ درج ذیل خوبیاں بھی پیدا کرنی ہوں گی کیونکہ ان خوبیوں کے بغیر تاریخ ساز شخصیت بننا انتہائی مشکل ہے وہ خوبیاں یہ ہیں:

(۱) ذہانت، (۲) قوت برداشت، (۳) ذہنی پختگی، (۴) صبر و شکر، (۵) اعلیٰ علمی سطح، (۶) تنظیم سازی، (۷) خود انحصاری، (۸) طرز فکر اور مکتب فکر، (۹) فطری رجحان، (۱۰) قائدانہ صلاحیتیں، (۱۱) تخلیقی صلاحیتیں، (۱۲) قوم و ملت کا درد، (۱۳) اچھی عادات، (۱۴) احساس ذمہ داری، (۱۵) قانون کی پاسداری، (۱۶) قوت ارادی اور خود اعتمادی، (۱۷) ظاہری شکل و شبہات اور جسمانی صحت، (۱۸) شجاعت و بہادری، (۱۹) چستی، (۲۰) انصاف پسندی، (۲۱) ایثار، (۲۲) کامیابی کی لگن، (۲۳) احساس برتری، (۲۴) سخاوت، (۲۵) خوش اخلاقی، (۲۶) قناعت، (۲۷) معاملہ فہمی، (۲۸) فنی اور پیشہ ورانہ

مہارت، (۲۹) جوش و ولولہ، (۳۰) ابلاغ و افشاں (یعنی پہونچانے و پھیلانے) کی صلاحیتیں، (۳۱) اپنے ارد گرد کی چیزوں کے بارے میں مثبت رویہ، (۳۲) غصے و خطرات، مایوسی و تشویش کی صورت میں بردبارانہ رویہ، (۳۳) دوسروں کی پسندیدگی اور ناپسندیدگی کا خیال، (۳۴) اپنے جذبات و احساسات کا بطریق احسن بر محل اظہار و غیرہ وغیرہ۔

نیز تاریخ ساز شخصیت میں درج ذیل چیزیں نہیں ہوتی ہیں لہذا ان سے خود کو بچانا بھی ضروری ہے:

(۱) مذکورہ بالا خوبیوں کی ضد کا نہ ہونا، (۲) انتہا پسندی، (۳) بخل، (۴) لالچ، (۵) جنسی جذبہ، (۶) غصہ، (۷) مایوسی، (۸) خود غرضی، (۹) مفاد پرستی، (۱۰) منشیات کا عادی و غیرہ وغیرہ۔

تاریخ ساز شخصیت بننے کا پہلا فارمولہ

پیارے اساتذہ کرام! دنیا میں شخصیتیں ایک نہیں بلکہ لاکھوں کروڑوں گزر چکیں، لاکھوں کروڑوں موجود ہیں اور لاکھوں کروڑوں آئندہ آئیں گی مگر تاریخ ساز شخصیتیں نایاب نہیں تو کم یاب ضرور ہیں، آپ صرف شخصیت نہیں بلکہ تاریخ ساز شخصیت بنیں اور اس کا پہلا فارمولہ یہ ہے کہ آپ اپنے اندر تاریخ ساز شخصیت کے اوصاف پیدا کرنے کی کوشش کریں، اپنے علاقے میں ۱۲ دینی کاموں، جامعات المدینہ، مدارس المدینہ، دارالمدینہ، فیضانِ مدینہ قائم کر کے ایک تاریخ رقم کر دیں، ہر طرف دینی اداروں کا جال بچھا دیں، دینی کاموں کی دھوم دھام مچا دیں اور ان کا رہائے نمایاں کو انجام دینے کے لئے آپ کو زیادہ کوشش نہیں کرنی بلکہ معمولی سی کوشش سے یہ سب کچھ ممکن ہے۔ اگر آپ کہیں کہ وہ کیسے؟ تو سگِ عطار کہے گا کہ ان کا رہائے نمایاں کو انجام دینے کے لئے سب سے بنیادی چیز آپ کو افرادی قوت اور مالی قوت درکار ہوگی اور مالی قوت بغیر افرادی قوت کے حاصل نہیں ہوتی جبکہ افرادی قوت کے حصول سے مالی قوت کا حصول بحسن خوبی ہو جاتا ہے اور اللہ پاک کا کروڑہا کروڑ شکر ہے کہ افرادی قوت کے لئے آپ کے علاقے کے مبلغین دعوتِ اسلامی کی ایک کافی بڑی تعداد موجود ہے، بس ان کا ذرا سا ذہن بنانا ہے، دین کا درد پیدا کرنا ہے، بس سمجھو کام ہو گیا۔ لہذا اپنے اندر امت کی اصلاح کا جذبہ پیدا کر کے اس مدنی فوج کی رہنمائی کرتے ہوئے ان سے دینی کام لینے کی ترکیب کیجئے، آپ کی ترغیب کے لئے امت کی اصلاح کے جذبے کے دو سچے تاریخ ساز واقعات پیش خدمت ہیں:

مسجد کو بھر دیا

(۱)۔۔۔ اسرائیل عطاری (ساکن قصبہ للولی ضلع فچپور یوپی ہند) جن کی عمر تقریباً ۲۲ سال تھی ۲۰۰۰ء میں نئے نئے عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول سے منسلک ہوئے، بااخلاق، باکردار، تہجد گزار ہونے کے ساتھ ساتھ ۱۲ دینی کاموں کے دلدادہ تھے، سگِ مدینہ نے خود دیکھا ہے کہ ان کی انفرادی کوشش سے ان کے محلے کی مسجد پانچوں نمازوں میں ایسی بھری رہتی تھی جیسے ہمارے اور آپ کے یہاں جمعہ میں بھری رہتی ہے اور یہ کوئی مفتی و عالم نہیں تھے بلکہ دعوتِ اسلامی سے وابستگی سے پہلے ماڈرن نوجوان تھے اور ۲۰۰۴ء میں گردے فیل ہونے کے سبب کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے انتقال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ (ہم اللہ کے ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا ہے) اور سگِ عطار کو انہیں کی کوششوں سے عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول سے وابستگی نصیب ہوئی۔ الحمد للہ علی احسانہ

صدائے مدینہ کی دھوم

(۲)۔۔۔ حافظ ارشاد عطاری (ساکن کوٹہ راجستھان) ہمارے علاقے قصبہ للولی ضلع فچپور کے دارالعلوم گلشن معصوم میں درسِ نظامی کرنے کے لئے سنہ ۲۰۰۹ء میں آئے، ان کے اندر تعلیم کے ساتھ ساتھ ۱۲ دینی کام کرنے کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، سگِ عطار خود اس بات کا چشم دید گواہ ہے کہ صدائے مدینہ میں ان کے ساتھ ۶۰، ۷۰ اسلامی بھائی ہوتے تھے، ان سب کے ساتھ روزانہ ایک مسجد میں نمازِ فجر ادا کرتے اور تفسیر سننے سنانے کا حلقہ لگاتے، اس علاقے میں ان کا قیام تقریباً ۶ ماہ رہا اور ان ۶ ماہ میں دینی کاموں کی ایسی دھوم مچائی کہ وہاں کے لوگ ۱۴ سال گزرنے کے بعد بھی انہیں یاد کرتے ہیں۔

اللہ اکبر! پیارے اساتذہ کرام! ایسی ہوتی ہیں تاریخ ساز شخصیات، کہ جہاں سے گزرتی ہیں اپنے نقوش ثبت کر جاتی ہیں، کتنوں کی اصلاح کا باعث بنتی ہیں، ایمان کی حفاظت کا سبب بنتی ہیں اور انقلابی کام سرانجام دے کر ہمیشہ کے لئے زندہ جاوید ہو جاتی ہیں، اللہ پاک ہمیں بھی تاریخ ساز شخصیت بنائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ والہ وسلم

تاریخ ساز شخصیت بننے کا دوسرا فارمولہ

تاریخ ساز شخصیت بننے کے لئے دوسرا فارمولہ یہ ہے کہ کم وقت میں زیادہ کام کرنا مثلاً: آج سے تقریباً ۱۴۰۰ سال پہلے جب اس مادر گیتی میں ہر طرف کفر و ضلالت، جہالت و سفاکت کا گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا تھا کہ اچانک فاران کی چوٹی سے رُشد و ہدایت کا ماہتاب چمکا جس کے انوار سے اکوانِ عالم منور ہو گئے۔ اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ۲۳ سال کے قلیل عرصے میں بنی نوع انسان کو ترقی کی اس معراج پر پہنچا دیا کہ دنیا کی تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے عاجز ہے اور ان ۲۳ سالوں میں ۱۳ سال کی زندگی کے ایسے گزریں ہیں جن میں آزمائشوں، مصیبتوں، ظلم و ستم کی آندھیوں، کفار کی مخالفتوں کا سامنا تھا اور اس عرصے میں گنتی کے، وہ بھی مکہ اور اس کے آس پاس کے لوگ مسلمان ہوئے تھے۔ اصل ترقی ۱۰ سالہ مدنی زندگی میں ملی، پس دس سال کے قلیل عرصے میں اسلام کی روشنی پوری دنیا میں پہنچ گئی۔

دنیا بھر میں اسلام کیسے پہنچا؟

ڈاکٹر اقبال کا مغربی فلسفی استاد اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ میں اس بات کو لے کر کافی فکر مند تھا کہ مسلمانوں کے نبی محمد رسول اللہ ﷺ نے ۲۳ سال کے قلیل عرصے میں پوری دنیا کے لوگوں تک اسلام کا پیغام کیسے پہنچا دیا؟ اس کے اسباب پر غور کرتا رہا بالآخر ایک سبب نمایاں طور پر ابھر کر سامنے آیا اور وہ یہ کہ اسلام نے اپنے ماننے والوں میں سے ہر ایک کو تبلیغ کا حق دیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام کی تبلیغ صرف محمد ﷺ ہی نہیں کرتے تھے بلکہ ان کے دامن سے وابستہ ہونے والا ہر شخص کرتا تھا، اور جس کام کو کرنے والے زیادہ ہوتے ہیں وہ جلد اور زیادہ ہوتا ہے جبکہ دیگر مذاہب میں یہ بات نہیں بلکہ ان کے چند مخصوص افراد ہی تبلیغ کرتے ہیں۔

پیارے اساتذہ کرام! اگر واقعی ہم تاریخ ساز شخصیت بننا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے مشن میں کارکنان کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ کرنا ہو گا اور اس کے لئے پہلے فارمولے میں بتایا گیا کہ مبلغین دعوتِ اسلامی کافی ہیں، لہذا ان کو پیار و محبت دے کر، امیر اہلسنت کے مقصد اور اس مقصد کے حصول کے لئے پیش کی جانے والی امیر اہلسنت کی قربانیوں کو بیان کر کے ان کو آمادہ کریں، یقین جانئے ہر مبلغ اسلامی بھائی آپ کے اس کام میں آپ کا ہم نوا و ہم پیالہ بنتا ہوا دکھائی دے گا۔ ان شاء اللہ عزوجل

کم وقت میں زیادہ کام کرنے والی تاریخ ساز اسلامی شخصیات ایک نہیں بلکہ کئی ہیں جیسے عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کہ آپ نے صرف ۲۹ ماہ کے عرصے میں دنیا کے ایک بڑے حصے میں خوشحالی کا ایسا اسلامی انقلاب برپا کیا جس کی مثال صدیاں گزر جانے کے بعد بھی نہیں ملتی، آپ نے عہدِ خلفائے راشدین کی یاد تازہ کر دی۔ آپ کو عمر ثانی بھی کہا جاتا ہے۔ آپ نے مسلمانوں کو اتنا غنی کر دیا تھا کہ کوئی مستحقِ زکوٰۃ نہیں ملتا تھا۔

(الفتاویٰ لابن حبان، ج ۲، ص ۳۵۴، مرقاة المفاتیح، ج ۹، ص ۹، تحت الحدیث: ۵۳۷۵)

تاریخ ساز شخصیت بننے کا تیسرا فارمولہ

تاریخ ساز شخصیت بننے کا تیسرا فارمولہ یہ ہے کہ امت کو اس وقت جس چیز کی ضرورت ہو اس کا قیام کرنا مثلاً: آج کے دور میں دنیوی تعلیم کا لوگوں میں بڑا ذوق و شوق ہے ہر کوئی اپنی اولاد کو دنیوی تعلیم سے آراستہ کرنا چاہتا ہے اور اس کے لئے خاطر خواہ رقم خرچ کر کے اچھے سے اچھے اور بڑے سے بڑے اسکول، کالج و یونیورسٹی میں داخلہ کرواتے ہیں لیکن اس کا منفی (یعنی برا) اثر یہ ہوا کہ طلبہ و طالبات کے اندر فیشن پرستی، آزادانہ مزاج، لڑکا و لڑکی کا اختلاط، دین سے دوری، غیر مسلموں کی دوستی اور برادری و مذہب سے قطع نظر ہو کر اپنی پسند کی شادی کا رجحان بڑھتا ہی جا رہا ہے اور ۲۰۲۳ء میں مسلم لڑکیوں کا غیر مسلم لڑکوں کے ساتھ بھاگ جانے کا ایک طوفان امنڈ آیا، دیکھتے دیکھتے جس کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی۔

اب ایسے حالات میں امت کو ایسے ادارے دینے کی ضرورت ہے جس میں دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کا بھی انتظام ہو، ان کے ایمان و عقیدے کے تحفظ کا سامان ہو اور یہ بات لکھتے ہوئے مجھے بڑا فخر محسوس ہو رہا ہے اور سب عطار عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کو خراجِ عقیدت و تحسین پیش کرتا ہے کہ ایسے حالات و معاملات میں امت کو دارالمدینہ انگلش میڈیم اسکول، کالج و یونیورسٹی کا تحفہ دیا۔

اب آپ اپنے علاقے میں نظر کریں کہ اس وقت وہاں کے مسلمانوں کو کس چیز کی ضرورت ہے؟ اگر جامعۃ المدینہ للبنین کی ضرورت ہو تو اس کا قیام کریں، للبنات کی حاجت ہو تو اس کا قیام کریں، مدرسۃ المدینہ کی حاجت ہو تو اس کا قیام کریں، دارالمدینہ کی ضرورت ہو تو اس کا قیام کریں، یعنی اس وقت جس شعبے اور جس ادارے کی ضرورت ہو اسے قائم کریں۔

اور یقین کریں عاشقانِ رسول کی دینی تحریک ”دعوتِ اسلامی“ نے ہمیں ایسے ایسے شعبے جات کے تحفے پیش کر چکی ہے کہ اگر ہم ان تمام شعبہ جات کو اپنے شہر، اپنے اسٹیٹ، اپنے ملک بلکہ پوری دنیا میں نافذ کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو کسی بھی شعبے سے تعلق رکھنے والے مسلمان کا ایمان ضائع نہیں ہو سکتا بلکہ ایمان و عقیدے میں مضبوطی کے ساتھ ساتھ باعمل، باکردار اور سنتوں کی چلتی پھرتی تصویر بن سکتے ہیں۔

دعوتِ اسلامی کے شعبہ جات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ! اس وقت دعوتِ اسلامی ۹۲ سے زائد شعبہ جات میں سنتوں کی خدمت کر رہی ہے مثلاً مساجد کی تعمیرات کے لیے خدام المساجد، حفظ و ناظرہ کی تعلیم کے لیے مدرسۃ المدینہ، بالغان کی تعلیم قرآن کے لیے مدرسۃ المدینہ برائے بالغان، دینی تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ مروجہ تعلیم کے لیے دارالمدینہ، شرعی رہنمائی کے لیے دائرہ الافتاء اہلسنت، علماء کی تیاری کے لیے جامعۃ المدینہ، تربیتِ افتاء کے لیے تخصص فی الفقہ اور امت کو درپیش جدید مسائل کے حل کے لیے مجلس تحقیقات شرعیہ، تحریرِ پیغامِ اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعَزَّوَجَلَّ کو عام کرنے اور اصلاحی کتب کی فراہمی کے لیے مجلس المدینۃ العلمیہ، سنی مصنفین کی تصانیف و تالیفات کو شرعی اغلاط سے محفوظ رکھنے کے لیے مجلس

تفتیش کتب و رسائل، روحانی علاج اور دنیا بھر سے آنے والے ماہانہ ہزاروں مکتوبات و میلز (Mails) کے جوابات کے لیے مجلس مکتوبات و تعویذات عطاریہ، دینی پیغام کو دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچانے کے لیے مدنی چینل، اسلامی بہنوں کے لیے ان کے ہفتہ وار اجتماعات و دیگر مدنی کام، مسلمانوں میں عمل کا جذبہ بیدار کرنے کے لیے سوالات کی صورت میں نیک اعمال اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لیے دنیا کے کئی ممالک میں مدنی قافلوں اور ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماعات کا مدنی جال بچھایا جا چکا ہے۔ اسکولز، کالجز اور یونیورسٹیز میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ، گونگے بہرے، نابینا اسلامی بھائیوں اور جیلوں میں قیدیوں کی اصلاح کے لیے بھی مجالس قائم کی جا چکی ہیں۔

ایک فرضی خاکہ

اس حوالے سے ایک فرضی خاکہ ملاحظہ فرمائیں:

آپ کے علاقے یا شہر میں دس محلے ہیں جن میں مسلمانوں کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ ہے، اب ایسے شہر میں کم از کم ایک جامعۃ المدینہ للبنین رہائشی، ایک جامعۃ المدینہ للبنات غیر رہائشی، ایک مدرسۃ المدینہ رہائشی (برائے حفظ قرآن) اور ایک دارالمدینہ انگلش میڈیم اسکول (آٹھویں کلاس تک) ہونا چاہئے۔

(۱)۔۔۔ جامعۃ المدینہ للبنین رہائشی: 200 گز زمین کی قیمت: پچاس لاکھ روپے + تعمیرات کا خرچ: پچاس لاکھ روپے۔ کل خرچہ: ایک کروڑ روپے۔

(۲)۔۔۔ جامعۃ المدینہ للبنات غیر رہائشی: 200 گز زمین کی قیمت: پچاس لاکھ روپے + تعمیرات کا خرچ: پچاس لاکھ روپے۔ کل خرچہ: ایک کروڑ روپے۔

(۳)۔۔۔ مدرسۃ المدینہ رہائشی (حفظ قرآن): 200 گز زمین کی قیمت: پچاس لاکھ روپے + تعمیرات کا خرچ: پچاس لاکھ روپے۔ کل خرچہ: ایک کروڑ روپے۔

(۴)۔۔۔ دارالمدینہ انگلش میڈیم اسکول (آٹھویں کلاس تک): 500 گز زمین کی قیمت: ایک کروڑ روپے +

تعمیرات کا خرچ: ایک کروڑ روپے۔ کل خرچہ: دو کروڑ روپے۔

ادارے قائم کرنے کے 7 فارمولے

ان چار اداروں کا کل اخراجات مع زمین و تعمیرات: پانچ کروڑ ہوا۔ ان پانچ کروڑ روپے کو جمع کرنا بہت مشکل نظر آ رہا ہے لیکن آپ کی بارگاہ میں پانچ کروڑ روپے جمع کرنے کے سات آسان فارمولے پیش خدمت ہیں جن کی بدولت آپ با آسانی کم وقت میں بغیر بڑی بڑی مالدار شخصیات کو چھیڑے جمع کر سکتے ہیں:

فارمولہ نمبر 1: آپ ایک ایک ہزار روپے، پچاس ہزار لوگوں سے لے لیجئے، پانچ کروڑ جمع ہو گئے۔

فارمولہ نمبر 2: آپ پانچ پانچ ہزار روپے، دس ہزار لوگوں سے لے لیجئے، پانچ کروڑ جمع ہو گئے۔

فارمولہ نمبر 3: آپ دس دس ہزار روپے، پانچ ہزار لوگوں سے لے لیجئے، پانچ کروڑ جمع ہو گئے۔

ان تینوں فارمولوں میں آسانی کے لئے چار مقام پر نیز سوا اسلامی بھائیوں پر بھی تقسیم کر سکتے ہیں، اس طرح کام آسان ہو جائے گا۔

فارمولہ نمبر 4: آپ نے شہر میں چار مقام پر ادارے قائم کرنے ہیں اور چاروں اداروں کی زمین گیارہ سو گز ہے، لہذا گیارہ سو گز کو چار مقامات میں تقسیم کر دیجئے، اب ہر مقام والوں کے حصے میں (۲۷۵) گز زمین آئی، پس ہر مقام کے ۲۷۵ لوگوں سے ایک ایک گز زمین کی قیمت لے لیجئے اور جب زمین ہو جاتی ہے تو دھیرے دھیرے تعمیرات کا کام بھی مکمل ہو ہی جاتا ہے۔ اب اس میں کچھ رعایت بھی رکھ سکتے ہیں جو یکمشت ایک گز کی قیمت نہیں دے سکتا لیکن تھوڑا تھوڑا کر کے دے سکتا ہے تو اس سے دو قسط یا تین قسط یا چار قسط یا پانچ قسط میں بھی لے لیں۔

فارمولہ نمبر 5: پانچویں فارمولے کی مدد سے ۵۰۰ دن یعنی ساڑھے سولہ مہینے میں آپ پانچ کروڑ روپے جمع کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں اور وہ اس طرح کہ آپ کے شہر میں مبلغین دعوتِ اسلامی کی تعداد تقریباً ۱۰۰ ہے، اگر ان اسلامی بھائیوں میں سے ہر ایک، ۵۰۰ دن یعنی ساڑھے سولہ مہینے تک روزانہ ایک شخص سے ملاقات کر کے صرف ایک ایک ہزار لے لے، تو ہر اسلامی بھائی ۵۰۰ دن یعنی ساڑھے سولہ مہینے میں (پانچ لاکھ روپے) جمع کرنے میں کامیاب ہو جائے گا، اسی طرح سوا اسلامی بھائیوں نے کیا تو ۵۰۰ دن یعنی ساڑھے سولہ مہینے میں (پانچ کروڑ روپے) جمع ہو گئے۔

فارمولہ نمبر 6: چھٹا فارمولہ ایسا کرشماتی فارمولہ ہے کہ صرف دو مہینے میں چاروں ادارے قائم ہو جائیں گے، اور وہ اس طرح کہ آپ کے شہر میں مبلغین دعوتِ اسلامی کی تعداد تقریباً ۱۰۰ ہے اور چاروں اداروں کی کل زمین (۱۱۰۰) گز ہے، پس ہر اسلامی بھائی کے حصے میں ۱۱ گز زمین آیا اور اس ۱۱ گز کی ترکیب کے لئے میرے خیال سے ایک ماہ یعنی ۳۰ دن کافی ہیں، پس ایک مہینے میں زمین کی ترکیب بن جائے گی اور اگلے ایک مہینے میں تعمیرات کی، اس طرح صرف دو مہینے میں چاروں ادارے تیار۔

فارمولہ نمبر 7: ساتواں فارمولہ تو چھٹے فارمولے سے بھی زیادہ کرشماتی ہے کہ اس کی برکت سے صرف چار دن میں ایک ادارہ قائم ہو سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک ساتھ سارے ادارے قائم نہ کریں بلکہ ایک ایک ادارہ قائم کریں مثلاً: سو اسلامی بھائی ایک ادارے کی ۲۰۰ گز زمین کی کوشش کریں، پس ہر ایک کے حصے میں دو گز زمین آئی، دو گز، دو دن میں کر لے، اور آئندہ دو دن میں اس کے تعمیری اخراجات کی ترکیب کر لے، یوں چار دن میں ایک ادارہ اور سولہ دن میں چاروں۔

دو	زمین	گز	دو	میں	مبارک	بتبع
مدینہ		تاجدار		کرم		خُدارا
دیدے	زمین	گز	دو	کو	عظا	مدینے
اللہ	یا رسول	خواں	شنا	تیرا	یہ	دُفن ہو وہیں

تاریخ ساز شخصیت بننے کا چوتھا فارمولہ

پیارے اساتذہ کرام! جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ ۲۰۲۳ء میں لاکھوں مسلم لڑکیاں غیر مسلم لڑکوں کے ساتھ چلی گئیں، ایسے ناگفتہ بہ حالات میں اسلامی بہنوں میں کام کرنے کی بہت سخت حاجت و ضرورت ہے کہ اگر آج ہم نے ان تک دین و ایمان سے محبت و الفت اور کفر و ضلالت سے نفرت و بیزاری کا درس نہ پہنچایا تو آئندہ چند سالوں میں نتائج کافی حیرت انگیز ہونے والے ہیں، اگر ہم دس سال پہلے یہ پہل کر لیتے اور ہر مسلمان عورت تک دین کی محبت اور کفر سے نفرت کا درس پہنچا دیتے تو یہ حالات نہ دیکھنے پڑتے۔

ہمارا حال زار

پیارے اساتذہ کرام! اللہ پاک ہمارے حال زار پر رحمت کی نظر فرمائے، یقیناً حالات کافی ناگفتہ بہ ہیں، معاشرے میں ایک برائی نہیں بلکہ ہزاروں برائیاں عام ہو چکی ہیں اور ان سب برائیوں کا سبب علم دین سے دوری، فکر آخرت سے غفلت اور ایمان کی حفاظت کا ذہن نہ ہونا ہے۔ افسوس صد کروڑ افسوس! آج کل اکثر مسلمانوں کی توجہ صرف اور صرف مروجہ عصری تعلیم کی طرف ہے، اسی کی ہر طرف پذیرائی ہے، بیٹی پڑھاؤ، بیٹی بچاؤ کے نعرے کے تحت ساری دولت و قوت اسی پر صرف کی جا رہی ہے جبکہ مسلمانوں کا یہ نعرہ ہونا چاہئے تھا کہ دین پڑھاؤ، بیٹی بچاؤ، کہ بیٹی صرف پڑھانے سے نہیں بچتی بلکہ دین پڑھانے سے بچتی ہے۔

اے خاصہ خاصانِ رُسلِ وقتِ دُعا ہے
اُمتِ پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پر دلیں میں وہ آج غریب الغریبا ہے
جس دین کے مدعو تھے کبھی قیصر و کسریٰ
خود آج وہ مہمان سرائے فقرا ہے

وہ دین ہوئی بزمِ جہاں جس سے فُروزاں
 اب اس کی مجالس میں نہ بتی نہ دیا ہے
 جس دین کی حُجّت سے سب ادیان تھے مغلوب
 اب مُعترِض اس دین پہ ہر ہر زہ سَرا ہے
 جو کچھ ہیں وہ سب اپنے ہی ہاتھوں کے ہیں کرثوت
 شکوہ ہے زمانے کا نہ قسمت کا گلا ہے
 دیکھے ہیں یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت
 سچ ہے کہ بُرے کام کا انجام بُرا ہے
 فریاد ہے! اے کشتیِ امت کے نگہباں!
 بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے
 کل دیکھئے پیش آئے غلاموں کو ترے کیا
 اب تک تو ترے نام پہ ایک ایک فدا ہے
 ہم نیک ہیں یا بد ہیں پھر آخر ہیں تمہارے
 نسبت بہت اچھی ہے اگر حال برا ہے
 تدبیر سنبھلنے کی ہمارے نہیں کوئی
 ہاں ایک دعا تیری کہ مقبولِ خدا ہے
 خود جاہ کے طالب ہیں نہ عزّت کے ہیں خواہاں
 پر فکر ترے دین کی عزت کی سدا ہے
 لہذا اب ہمیں اپنے شہر کی ہر ایک عورت تک دین و سنیت کا پیغام، قرآن کا پیغام بہت جلد پہنچانا ہو گا کہ یہ
 حالات تارکِ قرآن ہونے کی وجہ سے آئے ہیں کہ:

وہ معزز تھے زمانے میں مسلمان ہو کر
 اور ہم خوار ہوئے تارکِ قرآن ہو کر
 درسِ قرآن گر ہم نے نہ بھلایا ہوتا
 یہ زمانہ نہ زمانے نے دکھایا ہوتا

تمام عورتوں تک پیغام پہنچانے کا فارمولہ

آپ بھی سوچ رہے ہوں گے کہ وہ کون سا فارمولہ ہے جس کی مدد سے ہم کم وقت میں ہر مسلمان عورت تک درسِ قرآن و ایمان پہنچانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں؟ لہذا اس کے پیشِ نظر ایک کرشماتی فارمولہ پیشِ خدمت ہے جس کی مدد سے آپ صرف ایک ادارے کے ذریعے اپنے شہر کی تمام مسلمان عورتوں تک دین و ایمان کا درس پہنچا کر ان کے تحفظِ ایمان کا سامان کر سکتے ہیں۔

مثال کے طور پر آپ کے شہر میں مسلمانوں کی تعداد ایک لاکھ ہے اور ان ایک لاکھ میں پچاس ہزار مرد اور پچاس ہزار عورتیں ہیں، نیز آپ نے اپنے شہر میں ایک جامعۃ المدینہ للبنات (برائے عالمہ کورس) قائم کیا، جس میں دو سو اسلامی بہنیں تعلیم حاصل کر رہی ہیں، اب ان دو سو اسلامی بہنوں کو تین مہینے کے اندر اندر قرآنِ پاک درست خارج کے ساتھ پڑھنا، ایمان و اسلام کی عظمت و محبت اور اس پر ثابت رہنے کی تلقین، کفر سے نفرت و بیزاری، نحوست و مذمت سکھا کر ان سے کہیں کہ اب آپ کو اپنے اپنے گھر میں دو گھنٹے کا مدرسۃ المدینہ لگا کر تین مہینے میں صرف ۲۰ اسلامی بہنوں کو یہی کچھ سکھانا ہے جو آپ کو سکھایا گیا ہے نیز اس دو گھنٹے پڑھانے کا آپ کو دو ہزار روپے بطورِ نذرانہ (یعنی تنخواہ) بھی دیا جائے گا۔ دو سو اسلامی بہنوں نے اگر اپنے اپنے گھروں میں ۲۰، ۲۰ اسلامی بہنوں کو سکھانے میں کامیابی حاصل کر لی تو ہمارے علاقے میں دو سو مدرسے ہو گئے جن میں پڑھنے والی اسلامی بہنوں کی تعداد ۴،۰۰۰ ہو گئی۔

تین مہینے میں خود سیکھا اور اگلے تین مہینے میں چار ہزار کو سکھایا یوں چھ مہینے میں ۴۲،۰۰۰ اسلامی بہنیں اسلام و ایمان میں پختگی کے ساتھ ساتھ کفر و ضلالت سے نفرت کرنے اور اس سے بچنے کا ذہن رکھنے والی ہو گئیں، اب ساتویں مہینے میں ان ۴۲،۰۰۰ اسلامی بہنوں کو ترغیب و نذرانہ دے کر اپنے اپنے گھروں میں ۲۰،۲۰۰ اسلامی بہنوں کو پڑھانے کی ذمہ داری دیں، اگر یہ اس کام میں کامیاب ہو گئیں تو پڑھنے والی اسلامی بہنوں کی تعداد ۸۴،۰۰۰ ہوگی۔ جبکہ ہمارے فرضی خاکے کے مطابق ہمارے علاقے میں اسلامی بہنوں کی تعداد صرف ۵۰،۰۰۰ ہے۔

اگر اس انداز سے کام کیا جائے تو سات مہینے کے قلیل وقت میں علاقے کی تمام اسلامی بہنوں تک اسلام و ایمان کا پیغام پہنچانے میں ہم کامیاب ہو سکتے ہیں نیز ہر اسلامی بہن قرآن پاک پڑھنے والی بھی بن جائے گی۔

تاریخ ساز شخصیت بننے کا پانچواں فارمولہ

پیارے اساتذہ کرام! تاریخ ساز شخصیت بننا گویا کہ اپنی ذات کو بلند و بالا کرنا ہے، لوگوں میں نمایاں حیثیت رکھنا ہے، اور بلند و بالا اور نمایاں ہونے اور تاریخ ساز شخصیت بننے کا پانچواں فارمولہ یہ ہے کہ ہم دوسروں کو بلند و بالا کریں کیونکہ جو دوسروں کو بلند کرتا ہے وہ خود بلند ہو جاتا ہے، اس ضمن میں ایک سبق آموز واقعہ ملاحظہ کریں چنانچہ:

دوسروں کو بلند کرنا خود کی بلندی ہے

ایک استاد صاحب نے کلاس میں موجود جسمانی طور پر ایک مضبوط بچے کو بلایا اُسے اپنے سامنے کھڑا کیا۔ اپنا ہاتھ اُس کے کندھے پر رکھا اور بولے ٹکڑا ہو جا۔ پھر اُسے نیچے کی طرف ڈھکیلنا شروع کر دیا، یا یوں کہہ لیجئے کہ دبانا شروع کر دیا، وہ بچہ ٹکڑا تھا وہ اکڑ کر کھڑا رہا، استاد محترم نے اپنا پورا زور لگانا شروع کر دیا، وہ بچہ دبنے لگا اور بالآخر آہستہ آہستہ نیچے بیٹھتا چلا گیا۔ استاد محترم بھی اُسے دبانے کے لئے نیچے ہوتے چلے گئے، وہ لڑکا آخر میں تقریباً گر گیا اور اُس سے تھوڑا کم استاد محترم بھی زمین پر تھے، استاد صاحب نے اُس کے بعد اُسے اٹھایا اور کلاس سے مخاطب ہوئے: پیارے طلبائے کرام! ”آپ نے دیکھا مجھے اس بچے کو نیچے گرانے کے لئے کتنا زور لگانا پڑا؟ دوسرا یہ کہ جیسے جیسے یہ نیچے کی طرف جا رہا تھا، میں بھی اُس کے ساتھ ساتھ نیچے جا رہا تھا یہاں تک کہ ہم دونوں زمین کی سطح تک پہنچ گئے۔“ استاد محترم اُس کے بعد ر کے لمبی سانس لی اور بولے: ”یاد رکھیے!

ہم جب بھی زندگی میں کسی شخص کو نیچے گرانے یا دبانے کی کوشش کرتے ہیں تو صرف ہمارا ہدف ہی نیچے نہیں جاتا بلکہ ہم بھی اُس کے ساتھ زمین کی سطح تک آجاتے ہیں۔ (مطلب انسانیت سے گر جاتے ہیں) جب کہ اس کے برعکس ہم جب کسی شخص کو نیچے سے اٹھاتے ہیں تو صرف وہ شخص اوپر نہیں آتا بلکہ اس کے ساتھ ہم بھی اوپر اٹھتے چلے جاتے ہیں ہمارا درجہ، ہمارا مقام بھی بلند ہو جاتا ہے۔

استاد صاحب اس کے بعد رُکے اور بولے باکمال انسان کبھی کسی کو نیچے نہیں گراتا۔ وہ ہمیشہ گرے ہوئے لوگوں کو اٹھاتا ہے۔ اور اُن کے ساتھ ساتھ خود بھی اوپر اٹھتا چلا جاتا ہے اور وہ بلند ہو جاتا ہے۔

پیارے اساتذہ کرام! اسی فارمولے کو پیش نظر رکھتے ہوئے سب عطار عفی عنہ نے ایک کتاب بنام ”فیضانِ قرآن کورس“ اور دوسری کتاب بنام ”فیضانِ شریعت کورس“ تحریر کیا ہے تاکہ ہم عوامِ اہلسنت کے دلوں کو علم کے نور و فیضان سے منور کر کے ان کو جہالت و بے راہ روی کی گہرائیوں سے نکال کر علم و شعور اور صراطِ مستقیم کی اعلیٰ منزلوں پر فائز کر سکیں اور جب ہم انہیں ان کورسز کے ذریعہ بلند بالا کریں گے تو ہم خود بخود بلند بالا ہو جائیں گے۔

لہذا آپ سب سے مدنی التجا ہے کہ اپنے علاقے میں ۹۰ دن کا روزانہ ”فیضانِ قرآن کورس“ اور ہفتہ وار ”فیضانِ شریعت کورس“ کا آغاز فرمائیں ان شاء اللہ عزوجل اس کی برکتیں آپ خود دیکھیں گے۔ ان دونوں کورس کا مکمل جدول ملاحظہ کرنے کے لئے ”فیضانِ قرآن کورس“ اور ”فیضانِ شریعت کورس“ نامی کتاب کا مطالعہ فرمائیں۔

تاریخ ساز شخصیت بننے کا چھٹا فارمولہ

پیارے اساتذہ کرام! تاریخ ساز شخصیت بننا آسان نہیں ہے مگر ناممکن بھی نہیں ہے، اس راہ میں دشواریاں کافی آڑے آتی ہیں مگر جو ان دشواریوں کی پرواہ کئے بغیر اپنے مقصد میں لگا رہتا ہے وہ ایک نہ ایک دن معاشرے میں تاریخ ساز شخصیت بن جاتا ہے۔

لہذا اس راہ کا مسافر بننے کے لئے صابر و شاکر ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے خیالات و نظریات کی حفاظت کرتے ہوئے مثبت سوچ کو مقدم رکھنا ہے، اور ہر معاملے میں مثبت ہی سوچنا ہے، اس بات کی تلقین اس لئے کی جا رہی ہے کہ

انسانی عقل میں مختلف خیالات و تفکرات جنم لیتے رہتے ہیں اور ہر ایک کے سوچنے، سمجھنے کا زاویہ جدا ہوتا ہے مگر ہمیں ہر لمحے اپنی سوچ و فکر کو شریعت کی لگام لگائے رہنی ہے اور اپنے آپ کو علم و عمل کے وصف سے آراستہ کرنا ہے ورنہ کہیں ”چراغ تلے اندھیرا“ والا معاملہ نہ ہو جائے۔ ہر ایک کے سوچنے اور سمجھنے کا زاویہ جدا ہوتا ہے اس ضمن میں ایک حکایت ملاحظہ فرمائیں:

ایک بادشاہ اور چار آدمی

ایک بادشاہ کے سامنے چار آدمی بیٹھے تھے: (۱)۔ اندھا۔ (۲)۔ فقیر۔ (۳)۔ عاشق (۴)۔ عالم۔ بادشاہ نے ان کے سامنے ایک مصرعہ پڑھا:

اس لیے تصویر جاناں ہم نے بنوائی نہیں
اور سب کو حکم دیا کہ اس سے پہلے مصرعہ لگا کر شعر پورا کرو۔

(۱)۔۔۔ اندھے نے کہا:

اُس میں گویائی نہیں اور مجھ میں بینائی نہیں
اس لیے تصویر جاناں ہم نے بنوائی نہیں
(۲)۔۔۔ فقیر نے کہا:

مانگتے تھے زر مصور جیب میں پائی نہیں
اس لیے تصویر جاناں ہم نے بنوائی نہیں
(۳)۔۔۔ عاشق نے تو چھوٹے ہی کہا:

ایک سے جب دو ہوئے پھر لطف یکتائی نہیں
اس لیے تصویر جاناں ہم نے بنوائی نہیں
(۴)۔۔۔ عالم دین نے تو کمال ہی کر دیا:

بت پرستی دین احمد ﷺ میں کبھی آئی نہیں
اس لیے تصویر جاناں ہم نے بنوائی نہیں

پیارے اساتذہ کرام! دیکھا آپ نے! سوچ کا زاویہ ہر ایک کا جدا ہوتا ہے، ہر کسی کا فکری انداز اس کے مطالعہ، مجالست اور تربیت کی مناسبت سے ہوتا ہے۔ غالباً یہی جداگانہ انداز فکر قدرت کی نعمت ہے۔ اس لئے جب ہم یہ سوچنے لگ جاتے ہیں کہ یہ شخص غلط نہیں بس اس کا انداز فکر اور زاویہ نظر ہم سے جدا ہے تو بہت سے گلے شکوے اپنے آپ دم توڑ دیتے ہیں۔

سگِ عطار کی ایک کتاب بنام ”کامیابی کے دس اصول“ بھی ہے جس میں کامیابی کے ان دس اصولوں کو زیر بحث لایا گیا ہے جو ایک کامیاب شخص کے لئے ضروری ہیں اور وہ یہ ہیں:

- (۱)۔۔۔ مثبت سوچ رکھنے والا ہو۔ (۲)۔۔۔ نظم و ضبط کے ساتھ رہنے والا ہو۔ (۳)۔۔۔ لوگوں کے مزاج کو پرکھنے کی صلاحیت رکھنے والا ہو۔ (۴)۔۔۔ اپنے کام کو شوق و لگن کے ساتھ کرنے والا ہو۔ (۵)۔۔۔ ناکام لوگوں سے سبق حاصل کرنے والا ہو۔ (۶)۔۔۔ سخت محنت کرنے والا، اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے والا ہو۔ (۷)۔۔۔ کام کو بانٹنے والا ہو۔ (۸)۔۔۔ خود دار اور متوکل ہو۔ (۹)۔۔۔ آخرت کی فکر کو مقدم رکھنے والا ہو۔ (۱۰)۔۔۔ ان سب کا سرچشمہ خوفِ خدا والا ہو۔

تمت بالخیر

مصنف کی دیگر کتب کا تعارف

(1) --- خطباتِ مصطفائی و خطباتِ شفیقی حصہ اول

اصلاحی و تبلیغی خطبات کا ایک منفرد و مقبول گلدستہ جس میں ۶ بیان پیر رضائاقب مصطفائی اور ۶ بیان مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فچپوری کے شامل ہیں۔

آپ اس کتاب میں ان عنوان پر خطاب ملاحظہ فرمائیں گے:

خطباتِ مصطفائی		خطباتِ شفیقی
1	عظمتِ رسالتِ آبِ ﷺ	1 محمد ﷺ اللہ کے مظہر ہیں
2	ذکر کی فضیلت اور اس کے اثرات	2 جمعِ عالم برائے مصطفیٰ ﷺ
3	ولی کی پہچان	3 امت کا معنی اور اس کا مفہوم
4	سنت اور بدعت	4 امتِ محمدیہ کی عمر کم کیوں رکھی گئی
5	نورِ حسیٰ اور نورِ معنوی	5 اعلیٰ حضرت کا عشق رسول ﷺ
6	تفسیر سورہ نکاح	6 تفسیر سورہ کوثر: محبوب ہم نے تم کو سب کچھ دیا

خطیبِ اول: مبلغ اسلام پیر زادہ محمد رضائاقب مصطفائی

خطیبِ ثانی و مرتب: مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فچپوری

(2) --- خطباتِ مصطفائی و خطباتِ شفیقی حصہ دوم

اصلاحی و تبلیغی خطبات کا ایک منفرد و مقبول گلدستہ جس میں ۶ بیان پیر رضائاقب مصطفائی اور ۶ بیان مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فچپوری کے شامل ہیں۔

آپ اس کتاب میں ان عنوان پر خطابات ملاحظہ فرمائیں گے:

خطباتِ مصطفائی		خطباتِ شفیقی
7	حب رسول ﷺ اور اس کے تقاضے	7 شانِ مصطفیٰ ﷺ
8	منی سے کربلا تک	8 مصطفیٰ ﷺ دنیا کی جان ہیں
9	آؤ در توب پے روتے ہوئے آؤ	9 اللہ عزوجل سے محبت کیجئے
10	اہل تقویٰ اور جنت	10 ماں باپ کے حقوق
11	فلسفہ رمضان	11 اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا چرچا رہے گا
12	تفسیر سورہ بلد	12 تفسیر سورہ عصر، قیامت کا بیان

خطیبِ اوّل: مبلغ اسلام پیر زادہ محمد رضا ثاقب مصطفائی

خطیبِ ثانی و مرتب: مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فچپوری

(3) --- خطباتِ مصطفائی و خطباتِ شفیقی حصہ سوم

اصلاحی و تبلیغی خطبات کا ایک منفرد و مقبول گلدستہ جس میں ۶ بیان پیر رضا ثاقب مصطفائی اور ۶ بیان مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فچپوری کے شامل ہیں۔

آپ اس کتاب میں ان عنوان پر خطابات ملاحظہ فرمائیں گے:

خطباتِ مصطفائی		خطباتِ شفیقی
اثبات وجودِ باری تعالیٰ	13	حدیث کی اہمیت
نفس اور شیطان	14	نسبت کا بیان
اسلام میں احترامِ آدمیت	15	سرکارِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آگئے
ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے	16	اللہ عز و جل کے نام پر مانگنا
مقصدِ حج	17	آؤ توبہ کریں
تفسیر سورہ مائدہ	18	تفسیر سورہ ملک، موت و حیات

خطیبِ اوّل: مبلغ اسلام پیر زادہ محمد رضا ثاقب مصطفائی

خطیبِ ثانی و مرتب: مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فچپوری

(4) --- القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر

عقائد کے متعلق ۱۳۰۰ سال پرانی امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی اہم کتاب ”الفقہ الاکبر“ کا آسان اردو شرح ہے مزید باطل فرقوں کے مختصر تعارف و عقائد کا بھی بیان شامل ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

- ☆... عقائد کے کتنے اور کون کون سے امام ہیں؟
- ☆... اللہ پر ایمان لانے سے کیا مراد ہے؟
- ☆... واحد اور احد میں کیا فرق ہے؟
- ☆... کیا اللہ عدد کے اعتبار سے ایک ہے؟
- ☆... کیا اللہ اپنی مخلوق کے مشابہ ہے؟
- ☆... اللہ کی صفات ذاتی اور فعلی کیا ہیں؟
- ☆... حادث اور قدیم کا کیا معنی ہے؟
- ☆... قرآن کے مخلوق ہونے، نہ ہونے کی بحث
- ☆... اللہ کی صفات قدیم کیسے ہیں؟
- ☆... اہل سنت کی نشانی در زمانہ امامِ اعظم

☆... کیا زمین گھومتی ہے؟ ☆... اللہ کا کسی کو گمراہ کرنے کے کیا معنی ہیں؟

☆... بندوں کے افعال کا خالق کون ہے؟ ☆... کیا گناہ بھی اللہ کے حکم سے ہوتے ہیں؟

☆... مرتکب کبیرہ کے بارے میں معرکتہ الآراء بحث ☆... کیا تمام قرآنی فضیلت میں برابر ہیں؟...

☆... ۳۷ فرقوں کے بارے میں مختصر معلومات اور ان کے عقائد۔

☆... اگلے مہینے کا چاند کب نظر آئے گا معلوم کرنے کا فارمولا

مصنف: امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ

شارح: مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فچپوری

(5)--- صرف کے دلچسپ سوالات

علم صرف کی بہترین کتاب جس میں صرف کے قاعدوں کی علتیں اور افعال کے مختلف صیغوں کی وجہ و حکمت بیان کی گئی ہیں، مزید مراجع الارواح کا متن مع اعراب و ترجمہ بھی شامل کیا گیا ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... وزن کے لئے ”ف، ع، ل“ کو کیوں خاص کیا گیا؟ ☆... فعل ماضی کے ۱۴ صیغے ہی کیوں آتے ہیں؟

☆... فعل ماضی مبنی ہے حالانکہ اس کے آخر میں حرکت ہے؟ ☆... فعل مضارع معرب کیوں ہوتا ہے؟

☆... فعل مضارع بنانے کے لئے حروف اتین کا اضافہ کیوں کرتے ہیں؟ ☆... فعل امر کو مضارع سے ہی کیوں بناتے ہیں؟

☆... ثلاثی مجرد کے اسم فاعل میں الف کا اضافہ کیوں کرتے ہیں؟ ☆... اسم مفعول بنانے میں میم کا اضافہ کیوں کیا گیا؟

☆... صیغوں کی تعلیل کرنے کے آسان ۱۶ قاعدے ☆... نون تثنیہ اور تنوین میں فرق

☆... ان چیزوں کا بیان جن سے ثقل لازم آتا ہے ☆... ان چیزوں کا بیان جن سے خفت پیدا ہوتی ہے

مصنف: مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فچپوری

(6)--- قصور کس کا؟

کئی لڑکیاں پیدا ہونے کے بعد لوگ کہتے ہیں ”اس عورت کو طلاق دے دو“ آخر لڑکیوں کی پیدائش میں قصور کس کا؟ مرد کا، یا عورت کا، اس کتاب میں اسلام اور سائنس کی روشنی میں بڑے اچھے انداز میں بیان کیا گیا ہے مزید دلچسپ سوالات و جوابات بھی ہیں۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... بیٹیوں کے فضائل

☆... پانچ لڑنہ خیز واردات

☆... زمانہ جاہلیت کی کچھ یادیں

- ☆... سائنس کیا کہتی ہے؟ ☆... دلچسپ سوالات و جوابات ☆... عِلْمُ الْجَنِّین کیا ہے؟
☆... بچے کی پیدائش کا سبب کیا ہے؟ ☆... بچے کی پیدائش کا مرحلہ ☆... بے اولادی کے 4 روحانی علاج
☆... اولادِ نرینہ کے روحانی علاج

مصنف: مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فتنپوری

(7)۔۔۔ امتِ محمدیہ کے سوالات اور ان کے قرآنی جوابات

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: امتِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے کم سوال کسی امت نے نہ کئے کہ امتِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے صرف ۱۴ سوالات کئے۔ (التفسیر الکبیر جلد ۳ ص ۱۰۲) اس کتاب میں ان سوالات کے جوابات کے ساتھ ساتھ مختصر تشریح بھی بیان کی گئی ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

- ☆... امتِ محمدیہ کے ۱۴ سوالات ☆... انفال کا معنی
☆... چاند کے گھٹنے اور بڑھنے کی حکمت ☆... حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو روح کا علم حاصل ہے
☆... شراب حرام ہونے کا ۱۰ انداز میں بیان ☆... ذوالقرنین کے تین سفر
☆... جوئے کے دنیوی نقصانات ☆... سدِ سکندری کب ٹوٹے گی؟
☆... حیض کی حکمت ☆... اہل ایمان کی شفاعت کی دلیل
☆... بندوک کی گولی سے شکار کرنے کا شرعی حکم ☆... شفاعت سے متعلق (۵) احادیث
☆... نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو قیامت قائم ہونے کے وقت کا علم دیا گیا ہے

مصنف: مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فتنپوری

(8)۔۔۔ نصاب مسائل نماز

امامت ٹیسٹ کی تیاری کرنے کے لئے بہترین کتاب جس میں نماز کے بنیادی مسائل بیان کئے گئے ہیں۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

- ☆... اپنی ضرورت کا علم سیکھنا فرض ہے! ☆... حصولِ علم کے ذرائع ☆... چندے کے مسائل
☆... شرائطِ نماز ☆... فرائضِ نماز ☆... واجباتِ نماز

☆... مسائل سجدہ سہو	☆... مکروہات نماز	☆... مفسداۃ نماز
☆... مسائل نماز جمعہ	☆... اقتداء کی شرائط	☆... امامت کی شرائط
☆... جماعت کا ایک اہم مسئلہ	☆... مسائل معذور شرعی	☆... مسائل نماز عیدین
☆... مسائل سجدہ تلاوت	☆... مسائل نماز جنازہ	☆... مسائل شرعی مسافر
☆... چاند کب نکلے گا؟	☆... مسائل لقمہ	☆... مسائل اذان و اقامت

مرتب: مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فچپوری

(9)--- شفیقیہ شرح الاربعین نوویہ

”الاربعین النوویہ“ شیخ الاسلام الحافظ الامام محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی چالیس احادیث

پر مشتمل کتاب ہے جس کا اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... مصنف کا تعارف	☆... شارح کا تعارف
☆... عربی عبارت مع اعراب	☆... عربی عبارت کا اردو سلیس ترجمہ
☆... راویوں کے حالات	☆... دیگر دلچسپ باتیں

شارح: مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فچپوری

(10)--- قرآنی سورتوں کے مضامین

قرآن عظیم کی (۱۱۴) سورتوں کے متعلق اجمالی دلچسپ معلومات پر مشتمل یہ کتاب ہے جو اپنے اعتبار سے بہت علمی کتاب ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... سورت کا مقام نزول	☆... آیات، کلمات اور حروف کی تعداد
☆... سورت کا نام رکھے جانے کی وجہ	☆... سورت کے فضائل
☆... سورت کے مضامین	☆... پچھلی سورت کے ساتھ مناسبت
☆... اور رنگ برنگے مدنی پھول	

مصنف: مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فچپوری

(11)۔۔۔ سب سے پہلے سب سے آخر

دلچسپ معلومات کا ایک اچھوتا انداز ”سب سے پہلے فلاں کام کس نے کیا“ پر مشتمل کتاب ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

- ☆... سب سے پہلے کس نے منبر پر خطبہ پڑھا؟
- ☆... سب سے پہلے کس نے شہید تیار کیا؟
- ☆... سب سے پہلے کس نے ہتھیار بنائے؟
- ☆... سب سے پہلے اسلام میں مسجد کس نے بنائی؟
- ☆... سب سے پہلے اسلام میں خطبہ کون سا پڑھا گیا؟
- ☆... سب سے پہلے کس نے راہِ خدا میں جہاد کیا؟
- ☆... سب سے پہلے ترازو کس نے بنایا؟
- ☆... سب سے پہلے ”اَمَّا بَعْدُ“ کس نے کہا؟
- ☆... سب سے پہلے اسلام میں سولی کس کو دی گئی؟
- ☆... سب سے پہلے کس نے تاج شاہی سر پر رکھا؟

☆ راہب کے ۶۲ سوالات اور ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے جوابات ☆

مصنف: مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فتنپوری

(12)۔۔۔ میری سنت میری امت

ان احادیث کا مجموعہ جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی سنت اور اپنی امت کا تذکرہ دلنواز فرمایا ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

- ☆... میری سنت کو زندہ کرنے کا مطلب
- ☆... میری سنت سے جس نے محبت کی
- ☆... میری امت کا سلام
- ☆... میری امت کے لئے امان ہیں
- ☆... پچھلی امتوں کی بیماریاں
- ☆... میری سنت میں سے یہ چیزیں ہیں
- ☆... میری سنت میں جس کا سکون ہو
- ☆... میری امت میں ایسا شخص پیدا فرمایا
- ☆... میری امت کی گوشہ نشینی

مصنف: مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فتنپوری

(13)۔۔۔ موت کے وقت

مرنے والے کو موت کے وقت پیش آنے والے دردناک و عبرت ناک معاملات پر مشتمل واقعات کا مجموعہ ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

- ☆... موت کے وقت
- ☆... موت کا وقت
- ☆... نزع کا عالم

☆...نزع کے عالم ☆...وصال کا وقت ☆...وصال کے وقت
☆...وفات کا وقت ☆...وفات کے وقت ☆...انتقال کا وقت

مصنف: مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فچپوری

(14)--- شارق الفلاح شرح نور الایضاح

درسِ نظامی کے کورس میں داخل نصاب کتاب ”نور الایضاح“ کی آسان اردو شرح ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...مصنف کا تعارف ☆...شارح کا تعارف ☆...فقہی اصطلاحات
☆...بنیادی باتیں ☆...صاحبِ نور الایضاح کے غیر مفتی بہ اقوال
☆...عبارت مع اعراب ☆...سلیس اردو ترجمہ ☆...سوالات جواب عبارت کی شرح

شارح: مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فچپوری

(15)--- مَا فَعَلَ اللَّهُ بِكَ

غفلت اڑا کر فکرِ آخرت پیدا کرنے والے واقیات کا مجموعہ بنام ”ما فعل اللہ بک“ یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے منفرد ہے کیونکہ اس کتاب میں ان واقعات کو جمع کیا گیا ہے جن میں خواب دیکھنے والا مرنے والے سے مَا فَعَلَ اللَّهُ بِكَ (یعنی اللہ پاک نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟) کے ذریعہ سوال کر کے مرنے کے بعد پیش آنے والے معاملات دریافت کرتا ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...اولیاء اپنے پیروکاروں کی شفاعت کریں گے ☆...دنیا میں سب سے زیادہ رونے والے حضرات
☆...ایک رقت انگیز نصیحت ☆...چالیس سال تک گناہ نہیں کیا
☆...شہوت پرستی کے مختلف انداز ☆...لوگوں کی چار اقسام
☆...دنیا کی چھ چیزیں اور ان کی حقیقت ☆...سفید بالوں کی فضیلت
☆...ناپ تول میں کمی کا وبال ☆...حوریں پانے کا عمل
☆...قربِ الہی پانے کا طریقہ ☆...رسول اللہ ﷺ پھلوں کو چوما کرتے تھے

مصنف: مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فتنپوری

(16) --- کیا حال ہے؟

دلچسپ و عبرت ناک واقعات کا مجموعہ بنام ”کیا حال ہے؟“

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

- ☆ پہلا باب : کیا حال ہے
- ☆ دوسرا باب : صبح کس حال میں کی
- ☆ تیسرا باب : آپ کیسے ہیں؟
- ☆ چوتھا باب : کیسے ہو؟

مصنف: مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فتنپوری

(17) --- عقائد کی حکمتیں

اس کتاب میں عقائدِ اہلسنت کی عقلی اور نقلی دلائل کے ساتھ ساتھ اچھوتے انداز میں حکمتیں بھی بیان کی گئی ہیں۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

- ☆ حکمت کیا ہے
- ☆ حکمت کہاں اور کیسے ملتی ہے
- ☆ اللہ پاک کا ہونا کیوں ضروری ہے؟
- ☆ اللہ پاک کا اولاد سے پاک ہونے کی حکمتیں
- ☆ اللہ کو اللہ کہنے کی حکمتیں
- ☆ کیا اللہ پاک سوتا بھی ہے؟
- ☆ اللہ کا مکان سے پاک ہونے کی حکمتیں
- ☆ اللہ پاک کے کل کتنے نام ہیں؟

مصنف: مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فتنپوری

(18) --- پانچ نمازوں کی حکمت

اس کتاب میں نماز اور ارکانِ نماز کی عقلی دلائل کے ساتھ ساتھ اچھوتے انداز میں حکمتیں بھی بیان کی گئی ہیں۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

- ☆ قرآن میں لفظِ صلوٰۃ کتنی بار آیا؟
- ☆ نماز کے اعظم الفرائض ہونے کی چھ حکمت

- ☆ نماز کو صلوٰۃ کہنے کی چار حکمت
- ☆ نماز کے افضل العبادات ہونے کی پانچ حکمت
- ☆ نماز کی برکات
- ☆ پانچ نمازوں کے فرض ہونے کی سات حکمت
- ☆ انسانی زندگی کی پانچ حالت
- ☆ سورج کی پانچ حالت
- ☆ نماز کے شرائط و فرائض کی حکمتیں
- ☆ قبلہ مقرر کرنے کی چار حکمت
- ☆ کعبہ کو قبلہ مقرر کرنے کی نو حکمت
- ☆ احکام الہی کے مختلف ہونے کی حکمت
- ☆ پانچ نمازوں کے ناموں کی حکمت
- ☆ فرضوں کے ساتھ سنن کی حکمت
- ☆ اعمال نماز کا شرعی جائزہ

مصنف: مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فتنپوری

(19)۔۔۔ کامیابی کے 10 اصول

مایوسی کا خاتمہ کر کے کامیابی کی جانب گامزن کرنے والے اصولوں کا مجموعہ بنام ”کامیابی کے دس اصول“ یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے منفرد ہے کیونکہ اس کتاب میں ان اصولوں کو جمع کیا گیا ہے جن سے مایوسی کا خاتمہ ہونے کے ساتھ ساتھ آگے بڑھ کر کچھ کر گزرنے کا جذبہ نو پیدا ہوتا ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

- ☆ مثبت سوچ رکھنے والا ہو
- ☆ نظم و ضبط کے ساتھ رہنے والا ہو
- ☆ لوگوں کے مزاج کو پرکھنے کی صلاحیت رکھنے والا ہو
- ☆ اپنے کام کو شوق و لگن کے ساتھ کرنے والا ہو
- ☆ ناکام لوگوں سے سبق حاصل کرنے والا ہو
- ☆ سخت محنت اور اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے والا ہو
- ☆ کام کو بانٹنے والا ہو
- ☆ آخرت کی فکر کو مقدم رکھنے والا ہو
- ☆ ان سب کا سرچشمہ خوفِ خدا والا ہو
- ☆ خدا اور متوکل ہو

مصنف: مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فتنپوری

(20)۔۔۔ عرفان الآثار شرح معانی الآثار

فقہ حنفی کی دلائل پر مشتمل احادیث کی مستند کتاب معانی الآثار کی اردو شرح ہے جو درسِ نظامی میں داخلِ نصاب ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

- ☆... مصنف کا تعارف
- ☆... شارح کا تعارف
- ☆... متن مع اعراب
- ☆... متن کا سلیس اردو ترجمہ
- ☆... اختلاف فقہائے کرام مع دلائل
- ☆... ترجحات مذہب احناف

مصنف: ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ المعروف امام طحاوی رضی اللہ عنہ

شارح: مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فچپوری

(21)--- شفیق المصباح شرح مراہ الارواح

دعوتِ اسلامی کے جامعات المدینہ کے نصاب میں شامل علم صرف کی مشہور و معروف کتاب بنام ”مراہ الارواح“ کی آسان اردو شرح ہے جس میں عربی عبارت پر اعراب و اردو ترجمہ کے ساتھ ساتھ سوالاً جواباً تشریح پیش کی گئی ہے جو اپنے اعتبار سے بڑی مفید و دلچسپ کتاب ہے۔

مصنف: الشیخ احمد بن علی بن مسعود (علیہ رحمۃ اللہ الودود)

شارح: مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فچپوری

(22)--- شفیق النحول حل خلاصۃ النحو حصہ اول

دعوتِ اسلامی کے جامعات المدینہ کے درجہ اولی کے نصاب میں شامل علم نحو کی مشہور و معروف کتاب بنام ”خلاصۃ النحو“ کی تمارین کو اس کتاب میں حل کیا گیا ہے۔

مرتب: مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فچپوری

(23)--- شفیق النحول حل خلاصۃ النحو حصہ دوم

دعوتِ اسلامی کے جامعات المدینہ کے درجہ اولی کے نصاب میں شامل علم نحو کی مشہور و معروف کتاب بنام ”خلاصۃ النحو“ کی تمارین کو اس کتاب میں حل کیا گیا ہے۔

مرتب: مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فچپوری

(24)---تسلیم التوقیت

یہ کتاب اپنی مثال آپ ہے کہ اس میں چار علوم کو یکجا کیا گیا ہے: (۱)۔ علم توقیت۔ (۲)۔ علم فلکیات۔ (۳)۔ علم تقویم۔ (۴)۔ علم طب۔ ان چار علوم کے متعلق ایک اہم اور آسان تصنیف ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

- | | |
|-------------|--------------|
| ☆ علم توقیت | ☆ علم فلکیات |
| ☆ علم تقویم | ☆ علم طب |

مصنف: مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فچپوری

(25)---فیضانِ قرآن کورس

90 دن میں صرف 30 منٹ کی کلاس میں قرآن، اذکارِ نماز، دعائیں، سنتیں اور آداب سیکھنے کا منفرد کورس کی کتاب

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

- | | |
|-----------------------------|--|
| ☆ فیضانِ قرآن کورس کے فوائد | ☆ فیضانِ قرآن کورس کے جدول چلانے کی رہنمائی |
| ☆ مدنی قاعدہ کے 22 اسباق | ☆ 22 کاموں کی سنتیں اور آداب |
| ☆ 23 دعائیں | ☆ 10 قرآنی سورتوں کا حفظ و مشق |
| ☆ اذکارِ نماز کا حفظ و مشق | ☆ 5 کلمے، ایمانِ مجمل و ایمانِ مفصل کا حفظ و مشق |

مصنف: مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فچپوری

(26)---فیضانِ شریعت کورس

ہر اتوار کو صرف 30 منٹ کی کلاس میں عقائد، عبادات، معاملات اور تصوف کے متعلق بہت کچھ سیکھنے کا منفرد کورس کی کتاب ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

- | | |
|----------------------|------------------------------|
| ☆ درود شریف کی فضیلت | ☆ فیضانِ شریعت کورس کے فوائد |
| ☆ عقائد کے ۱۶ بیان | ☆ عبادات کے ۱۶ بیان |

☆ ... معاملات ۱۶ بیان ☆ ... تصوف ۱۶ بیان

☆ ... فیضانِ شریعت کورس کے جدول چلانے کی رہنمائی

مصنف: مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فتنپوری

(27)۔۔۔ آسان فرض علوم

فرض علوم کے متعلق تقریباً 1200 سوالات پر مشتمل جدید انداز کی آسان ترین سوالات کا کتاب ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆ ... کتاب العقائد	☆ ... تہتر فرقوں کا بیان	☆ ... باطنی گناہوں کی معلومات
☆ ... کتاب الطہارۃ	☆ ... کتاب الصلوٰۃ	☆ ... کتاب الجنائز
☆ ... کتاب الصوم	☆ ... کتاب الزکوٰۃ	☆ ... کتاب الحج
☆ ... کتاب النکاح	☆ ... کتاب الطلاق	☆ ... کتاب الاضحیہ
☆ ... کتاب القسم	☆ ... کتاب الحدود	☆ ... حلال طریقے سے کمانے کا بیان

مصنف: مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فتنپوری

(28)۔۔۔ تاریخ ساز شخصیت بننے کے فارمولے

عام آدمی کے درجے سے نکل کر تاریخ ساز شخصیت بننے اور دین و سنیت کی اشاعت کرنے کے فارمولوں پر مشتمل

انوکھی تحریر

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆ ... پہلا باب: تاریخ ساز شخصیت بننے کے 6 فارمولے

☆ ... دوسرا باب: تاریخ ساز شخصیات

مصنف: مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فتنپوری

(29)۔۔۔ تدریس کے 26 طریقے

جدید دور میں جدید و قدیم تدریس کے طریقوں کا مجموعہ بنام ”تدریس کے 26 طریقے“ اس کتاب میں تدریس کے طریقوں کے ساتھ ساتھ اپنی تدریس کو بہتر اور مقبول عام بنانے کے فارمولے بھی بیان کئے گئے ہیں۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... پہلا باب: تدریس کے نکات

☆... دوسرا باب: تدریس کے 26 طریقے

☆... تیسرا باب: درجے کی ترقی کے فارمولے

☆... چوتھا باب: طلبہ کے درمیان کئے جانے والے 19 بیان

☆... پانچواں باب: جسمانی و ذہنی نشوونما کے فارمولے

☆... چھٹا باب: تاریخ ساز شخصیت بننے کے فارمولے

مصنف: مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فتنپوری

(30)۔۔۔ رفیق التدریس

استاد کو تدریس کے اعلیٰ منصب کی جانب لے جانے والی ایک نمایاں تحریر جس میں تدریس میں نکھار پیدا کرنے والی چیزوں کو بیان کیا گیا ہے۔

اس کتاب میں چھ ابواب ہیں جو درج ذیل ہیں:

☆... پہلا باب: 63 انوکھی معلومات

☆... دوسرا باب: 63 انوکھے سوالات

☆... تیسرا باب: 63 انوکھے چٹکے

☆... چوتھا باب: 63 انوکھی پہیلیاں

☆... پانچواں باب: 63 انوکھی حکمتیں

☆... چھٹا باب: 63 انوکھی حکایات

مصنف: مولانا ابو شفیق محمد شفیق خان عطاری مدنی فتنپوری

[illegible]



PUBLISHER
MAKTABA DARUS-SUNNAH DELHI
 Mob.: +91-9368287284, 8808693818

RS. 600/-